سلسلۂ نصابات عمرانیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ جمہوریہ روما

جلد دوم

تصنیف

ڈبلیو۔ ای۔ ہیٹ لینڈ، ایم۔ اے

فیلو سینٹ جانس کالج۔ کیمبرج

ترجمہ

مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔ اے

مسجل و رفیق جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۵ھ ۱۳۳۶ف ۱۹۲۶ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

1952

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت سے
جن کو حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ
کر کے طبع و شائع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

تاریخ جمہوریہ روما

جلد (۲) حصہ (۵)

نشان فصل	نشان ابواب	مضامین	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
۱	باب بست و ہفتم حصہ ۵	روما کا ایک شہنشاہی جمہوریہ ہو جانا۔	۱	۲۵
۱	〃 〃 〃 〃	بحیرۂ روم کے ممالک ۲۰۱ سنہ ق۔م میں۔	〃	〃
۲	باب بست و ہشتم 〃 〃	دوسرے مقدونی جنگ اور اسکے نتائج ۲۰۰ سنہ تا ۱۹۶ سنہ ق۔م	۲۶	۵۸
۳	باب بست و نہم 〃 〃	شمالی اطالیہ اور ہسپانیہ ۲۰۱ سنہ تا ۱۹۳ سنہ ق۔م۔	۵۹	۶۸
۴	باب سیم 〃 〃	یونان اور ممالک مشرقی کی جنگ ۱۹۵ سنہ تا ۱۸۷ سنہ ق۔م۔	۶۹	۱۱۸
۵	باب سی و یکم 〃 〃	مقدونیہ کی سلطنت کا زوال ۱۸۷ سنہ تا ۱۶۷ سنہ ق۔م۔	۱۱۹	۱۹۴
۶	باب سی و دوم 〃 〃	مغرب میں روما کی جنگیں اور حکمت عملی ۱۹۳ سنہ تا ۱۶۷ سنہ ق۔م	۱۹۵	۲۱۹
۷	باب سی و سوم 〃 〃	خارجی معاملات ۱۶۷ سنہ تا ۱۳۳ سنہ ق۔م	۲۲۰	۲۷۷
۸	باب سی و چہارم 〃 〃	واقعات داخلی ۲۰۱ سنہ تا ۱۳۳ سنہ ق۔م	۲۷۸	۳۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

روما کا ایک شہنشاہی جمہوریہ ہو جانا

باب بست و ہفتم

بحیرۂ روم کے اطراف کے ممالک سنہ ۲۰۱ ق م میں[1]

(۴۱۱) قرطاجنہ کی جنگ کے ختم ہو جانے اور قرطاجنہ کی شکست پا جانے کے بعد بحیرۂ روم کے اطراف کے ممالک میں روما کا کوئی مدمقابل باقی نہ رہا۔ واقعات مابعد سے واقف ہونے کی وجہ سے یہ حقیقت ہم پر ظاہر ہے مگر معاصرین سے ضرور پنہاں ہوگی۔ کیونکہ وہ ہرگز قیاس نہ کرسکتے تھے کہ چالیس سال کے عرصہ میں یا تو بحیرۂ روم کے آس پاس کی تمام قومیں اور سلطنتیں اس کے زیر نگین ہو جائینگی یا کم از کم ان کے معاملات میں وہ حکم بن جائیگا۔ پالی بیس نے اس انقلاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس کا خیال تھا کہ یہ تاریخ عالم کا آغاز تھا یعنی سلطنت ہائے

---

[1] ہولم کی قابل قدر تاریخ یونان (جلد چہارم) کے علاوہ اس باب کے موضوع پر انگریزی میں کئی کتابیں ہیں مثلاً
(۱) Freeman's History of Federal Government,
(۲) Hogarth's Philip and Alexander of Macedon,
(۳) Mahaffy's Empire of the Ptolemies,
(۴) Bevan's House of Seleucus,.
(۵) Mahaffy's Greek Life and Thought.

مذکورہ بالا کے معاملات ایک دوسرے سے منسلک ہوتے جاتے تھے جسکی
وجہ سے اگر ان سلطنتوں کی صرف مقامی تاریخ پر نظر ڈالی جاتی اور روما کی تاریخ
سے ان کے تعلق کو نظرانداز کردیا جاتا تو انکی تاریخ معنی خیز اور سبق آموز نہ ہوتی۔
روما کو بھی باوجود فتوحات حالیہ کے اپنے آئندہ شہنشاہی عروج کا مطلق خیال
نہ تھا۔ جنگ ہینی بالی کا اثر روما کی سینیٹ اور قوم پر جداگانہ ہوا تھا۔ جنگ کے
بار گراں اور نقصانات کی وجہ سے معمولی شہری سکون اور امن کے خواہاں
تھے مگر سینیٹ کی وسعت نظر متقاضی تھی کہ دوسرے دول کے عروج حاصل کرنے کے
قبل اپنی قوت کو مستحکم کرلے کیونکہ ممکن تھا کہ یہ دول اس کے حق میں قرطاجنہ سے بھی
زیادہ خطرناک ثابت ہوں۔ اس پرخاش جوئی کے لئے ایک دشمن یعنی فلپ شاہ مقدونیہ
موجود تھا جس نے روما کو ہر طرح کا اشتعال دیا تھا اور اپنی دشمنی کا علانیہ اظہار
کردیا تھا۔ مگر قبل اس کے کہ ہم مقدونیہ کی دوسری جنگ کا ذکر کریں بہتر ہوگا کہ
ان اقوام کی حالت اور باہمی تعلقات پر سرسری نظر ڈالی جائے جو سلطنت روما
کے باہر تھیں مگر جن کے تعلقات روما سے تھے یا پیدا ہونے والے تھے۔

روما کی نظر مشرق پر

(۲۱۴) شمالی اطالیہ کے گالیوں اور لیگیوریوں نے فنیقی حملہ آوروں
کے آنے پر خوش ہوکر اور ان کی مدد کرکے خود اپنی تباہی کا سامان کرلیا تھا۔
روما نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اسے ایک نہ ایک روز ان اضلاع کو فتح کرنا ہوگا۔
مگر وہ دوسرے امور میں مصروف تھا اور اس طرف متوجہ نہ ہوسکتا تھا۔
اس کے علاوہ ان اضلاع میں کسی نہ کسی زبردست قوت کے پیدا ہونے کا
اندیشہ بھی نہ تھا۔ گالی زرخیز میدانوں میں آباد تھے اور لیگیوری دشوارگزار
پہاڑیوں میں۔ دونوں ایک نظام قبائلی کے تحت میں تھے / جسکی وجہ سے
ان میں کارگر اتحاد پیدا نہ ہوسکتا تھا اور اپنی خلقی بہادری سے وہ کوئی کام
نہ لے سکتے تھے اسی لئے ان کے اوطان کی فتح کا سلسلہ جاری رہا۔
ہسپانیہ میں قرطاجنوں کے قطعی اخراج کے بعد صورت حال بالکل
متغیر ہوگئی۔ روما کا فرض تھا کہ اس ملک میں اپنی قوت کو مستحکم کرے ورنہ فنیقی
اس پر قبضہ کرکے اسے اپنی جنگی کارروائیوں کا مرکز بنا لیتے لیکن ہسپانیوں کو

غیر ملکی حکومت سے تنفر تھا اور فنیقیوں کے مقابلہ میں انھیں روما سے کوئی انس بھی نہ تھا۔ یہاں بھی نظام قبائلی رائج تھا، کوئی ایسی قوت نہ تھی جس کی ہزیمت یا بالی سے اس کی تمام رعایا اطاعت قبول کر لینے پر مجبور یا آمادہ ہوتی اس لئے ہسپانیہ میں جنگ کا سلسلہ بالکل ناتمنا ہی تھا، رومیوں کو اگر فتح ہوتی تو اس کا کوئی دیرپا نتیجہ نہ ہوتا۔ اگر ہزیمت ہوتی تو سال ہا سال کی محنت ضائع ہوجاتی۔ یہ تباہ کن جنگ آگسٹس کے زمانہ تک جاری رہی جب کہ ہسپانیہ پر روما کا پورا تسلط ہوگیا۔ افریقہ کی حالت مختلف تھی، قرطاجنہ کو جنگ میں ذلت وخواری نصیب ہوئی تھی اور اس کے متعدد مقبوضات اس کے قبضہ سے نکل گئے تھے، مگر اس کی دولت اور قوت میں پھر روز افزوں ترقی ہونے لگی اور اس کی تجارت کو حسب سابق فروغ ہوگیا جو روما کو نہایت شاق تھا، مگر قرطاجنہ کے احیاء کو روکنے کے لئے روما نے ایک پیش بندی کردی تھی قرطاجنہ کے ملک کی سرحد کوئی دو سو میل تک نیومیڈیا کی سلطنت سے ملحق تھی ماسی نسا کو خوب معلوم تھا کہ اس کے رومی حلیفوں کی اصل غایت کیا ہے، اسلئے اس نے انھیں خوش کرنے اور قرطاجنیوں کو پریشان کرنے کے لئے سرحد پر چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور ایسے دعوے پیش کئے جن سے وہ انکار نہ کرسکتے تھے اس کا جو نتیجہ ہوا اس کا ذکر ہم متعاقب کرینگے، مگر واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ شمال، مغرب، اور جنوب کے ممالک کی طرف سے روما کو کوئی اندیشہ نہ تھا مشرق کے حالات البتہ پریشان کن تھے جہاں بڑی بڑی سلطنتیں موجود تھیں جو سکندر اعظم کی عظیم الشان شہنشاہیت کے زوال کے بعد وجود میں آئی تھیں، ان کے علاوہ چھوٹی سلطنتیں تھیں، یونان میں بھی باوجود باہمی نااتفاقی کے متعدد اتحاد موجود تھے جو زمانہ سابق کی شہری سلطنتوں سے وسعت میں بڑے تھے۔ روما کو ابھی تک مشرقی حکومتوں کی حقیقی کمزوری کا علم نہ تھا، اسلئے اگر ان میں سے کوئی یونان پر دست درازی کرتا یا اپنی قوت کو بڑھانے کی کوشش کرتا تو روما کی سینیٹ اس کی اس حرکت سے خائف ہوجاتی۔

اتحاد اکائی

(نمبر ۴) جنوب میں پیلو پونی سس کا بیشتر حصہ اتحاد اکائی میں شامل تھا۔ یہ مشہور اتحاد چند بستیوں کی ضروریات کے لحاظ سے وجود میں آیا تھا جو اپنی آزادی کو برقرار رکھنا چاہتی تھیں مگر فرداً فرداً اس کی اہلیت نہ رکھتی تھیں۔ اس کے ارکان اپنے اندرونی معاملات میں پوری آزادی رکھتے تھے مگر اتحادی حکومتوں کی عام کمزوری کی وجہ سے مرکزی قوت زبردست نہ تھی۔ عہدہ داروں کا ہر سال تغیر تبدل ہوتا تھا جس سے طرز عمل میں تسلسل باقی نہ رہتا۔ روما میں بھی یہی تھا۔ مگر وہاں کی سینٹ ایک مستقل جماعت تھی جس کے ارکان کا تقرر حین حیاتی تھا۔ اس کے علاوہ مجلس اتحادی کے احکام کا اتحاد کے تمام شہروں سے فوراً تعمیل کرانا آسان نہ تھا جسکی وجہ سے اسکی فوجوں کی حالت اکثر ابتر ہو جایا کرتی تھی ۲۲۶ء تا ۲۲۲ء میں اسپارٹا سے جو جنگ ہوئی اس میں اس سہل انگاری کے اندوہناک نتائج ظاہر ہو گئے اسپارٹا کی حیثیت اب تک ایک شہری سلطنت کی تھی اور اس کے اصلاح پسند بادشاہ **کلیومی نیس** کی توجہ سے اس کے سررشتہ فوجی کی اصلاح ہو گئی تھی۔ اتحاد مذکور کی عظمت کا باعث ایک نہایت چالاک شخص مسمی آرائس تھا مگر کلیومی نیس کے مقابل اسکی کچھ نہ چل سکی اس لیے اسنے کلیومی نیس سے مصالحت کرنے کے بجائے مقدونیہ کے بادشاہ وقت **اینٹی گونس** (ڈوسن) سے امداد چاہی مگر یہ اتحاد کے حق میں سم قاتل ہوا۔ اینٹی گونس نے اسپارٹا کو نیچا دکھایا اور کلیومی نیس کو جلا وطنی اختیار کرنی پڑی۔ مگر اپنی امداد کے صلہ میں اس نے کورنتھ کا قلعہ شہر لے لیا جسے **پیلو پونی سس** کی کلید کہنا چاہیئے۔ اس وقت سے اتحاد اکائی کی آزادی عمل جاتی رہی اگر شاہ مقدونیہ آکائیوں کے معاملات میں دخل نہ بھی دیتا تو وہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔ اسپارٹا کا معاملہ بھی قطعی طور سے طے نہ ہوا تھا، وہاں اب فوجی مطلق العنان حکام کا دور دورہ تھا جو اپنے ہمسایوں کے پہلو میں ایک خار تھے۔ آکائیوں کا سردار اب **فلو پومین** تھا جس نے ان کی حالت کچھ بہتر کر دی تھی۔ حسن تدبیر سے زیادہ اسے سپہگری میں ملکہ تھا۔ اسکی فوجی اصلاحوں سے اس کے ملک کو چند روزہ عروج حاصل ہوا مگر یونانی آزادی کی یہ آخری

جھلک بھی جو نظروں سے جلد پنہاں ہونے والی تھی فلوپومین زمانہ کی ناسازگاری سے کچھ کر نہ سکا کیونکہ اتحاد اکائی کے لئے اب صرف دو صورتیں باقی رہ گئی تھیں، یعنی یا تو وہ برسر جنگ قوتوں میں سے کسی کے ساتھ ہو جائے یا حالت امید و بیم میں بے طرف داری پر قائم رہے اور اس کے بعد فاتح کا شکار ہو جائے۔ پیلوپونیس کے معاملات میں ایک پیچیدگی یہ بھی تھی کہ ایلیس اور ارکیڈیا کے چند اور مقامات نے اتحاد اے ٹولیا کے اتحاد عظیم سے گہرے تعلقات پیدا کر لئے تھے اور مین ٹی نیا کا رجحان بھی کچھ روز تک یہی تھا۔

اتحاد اے ٹولی

(۴ ا۴) اتحاد اے ٹولی بجائے شہروں کے اضلاع کا اتحاد تھا جس میں زمانہ قدیم سے متعدد کوہستانی قبیلے ہم نسلی اور مشترک مفاد کی وجہ سے اغراض جنگ کے لئے شامل ہو گئے تھے۔ یونان کی عظمت کے ختم ہو جانے کے بعد جب اسکے شہریوں کا حب وطن زائل ہو گیا تو مہذب سلطنتوں کی فوجوں میں پیشہ ور اجیر سپاہی داخل ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پس ماندہ قبائل کو عروج ہو گیا جن کے صحیح القوی افراد بہ تعداد کثیر فوجوں میں تنخواہ دار سپاہیوں کی حیثیت سے شریک ہونے لگے یہ غیر ملکی فن سپہ گری میں شہریوں سے زیادہ مشاق تھے اور اپنے مالکوں کے احکام وفاداری سے بجالاتے تھے۔ سکندر کی مشرقی فتوحات کی وجہ سے یونان کی دولت و ثروت بڑھتی گئی اور اسی دولت سے اس کی سلطنتوں کو اجیر سپاہیوں کی خدمات سے کام لینے کا موقع مل گیا۔ ان میں سے اکثر اے ٹولیا کے باشندے تھے اور بعض یونان کے دوسرے حصوں کے۔ ان لوگوں کو بیش قرار تنخواہیں ملتی تھیں اور مال غنیمت کا بھی معقول حصہ ملتا تھا جس سے ان کے ملک کی دولت بڑھتی گئی۔ اتحاد کی اہمیت جیسے جیسے بڑھتی گئی اسکا دستور وسیع ہوتا گیا اور جدید ارکان کے شمول سے اس کا رقبہ بھی بڑھ گیا۔ ان میں سے بعض دور دراز مقامات میں تھے مثلاً پروپون ٹس (بحر مرمرہ) کے ساحلی شہر اور یونان کے بعض اضلاع اور بعض جزائر۔ ایک عمدہ بندرگاہ (نوپاک ٹس) ان کے قبضہ میں تھا اور اپنے بیڑے کے ذریعہ سے وہ اپنے دور افتادہ ارکان سے

تعلقات قائم رکھ سکتے تھے۔ اے ٹولی اتحاد کے متعلق ہماری معلومات کا ماخذ اکائی مورخ پالی بیس ہے۔ جسکو اس اتحاد سے عناد تھا۔ اس کا بیان ہے کہ یہ اتحاد ڈاکوؤں کا ایک جتھا تھا۔ اس کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے مگر یہ لوگ لٹھ مار ضرور تھے اور ان میں اور ضابطہ پسند اکائیوں میں باہمی تنفر تھا۔ عالم یونانی میں اس وقت ان لوگوں کو عروج حاصل تھا جس سے ممکن ہے کہ ان کا دماغ پھر گیا ہو، مگر یہ لوگ حریت پسند اور بلند ہمت تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی سے پیچھے رہیں گو ان کا انجام نیک نہیں ہونے والا تھا مقدونیوں اور اکائیوں کے خلاف میں انھوں نے کئی مرتبہ یونان کی حمایت کی تھی اور مقدونیہ کی مخالفت ہی کی وجہ سے وہ روما کی ہمہ گیر سفارتی کارروائیوں کے پیچ میں آ گئے۔

یونان کی درجۂ ادنی کی سلطنتیں

(۴۱۵) شمالی اور وسطی یونان کے دوسرے حصوں میں بھی کئی اتحاد تھے جن کے ارکان کے باہمی تعلقات ان کے مفاد، خیالات اور بیرونی دباؤ کے لحاظ سے کم و بیش گہرے تھے۔ ان میں سے اپیائرس، لوکرس فوکس اور بوا سے شیا کے اتحاد قابل ذکر ہیں۔ اکارنانیا میں بھی ایک اتحاد تھا جو اے ٹولی اتحاد کے مماثل تھا۔ اپنے زبردست ہمسایوں کی دست درازیوں سے عاجز ہو کر انھوں نے روما سے امداد کی درخواست کی مگر بالآخر شاہ مقدونیہ نے ان کی دستگیری کی اور ان کے دشمنوں کے خلاف میں الیریا کے بحری قزاقوں کو کھڑا کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ بہادر اور وفادار تھے۔ مگر بدقسمتی سے مقدونیہ کا ساتھ دیکر مصائب کا شکار ہو گئے۔ تھسلی میں بھی اے ٹولی اور مقدونی جماعتوں میں تفوق کے لئے کشمکش تھی۔ تھسلی کے شہروں میں باہمی اتحاد نہ تھا۔ یہ ضلع مقدونیوں کے زیر اثر تھا مگر اے ٹولیوں نے بعض مقامات کو فتح کر لیا تھا۔ ۲۲۰ء تا ۲۱۷ء کی نام نہاد جنگ حلفاء کے بعد شاہ فلپ نے ان مقامات میں سے بعض پر قبضہ کر لیا تھا۔ جسکی وجہ سے اتحاد اے ٹولی ہر ایسی جماعت کا ساتھ دینے کے لئے تیار تھا جو مقدونیہ کا مخالف ہو۔ پرانی شہری سلطنتوں میں سے ایتھنز اب بھی باقی تھا اور کسی

اتحاد میں شریک نہ تھا، اسے اب تک اپنی گزشتہ عظمت کا خیال تھا جس کا اب کوئی شمہ باقی نہ تھا غیر متحد ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی قوت نہ تھی اس کی موجودہ شہرت صرف فلسفہ کی تعلیم کا مرکز ہونے کی وجہ سے تھی، ادب و فنون لطیفہ میں اس کے افراد نے جو کمال حاصل کیا تھا اس کی بنا پر دول عظمیٰ نے اسکی آزادی کو اب تک برقرار رکھا تھا مگر اس کے شہری اس آزادی سے کام نہ لے سکتے تھے۔ آراٹس نے مقدونی فوج کو کچھ روپیہ دیکر وہاں سے دفع کر دیا تھا، اس کے بعد ایتھنز اتحاد اکائی کا حلیف ہوگیا کیونکہ رکنیت میں کسر شان تھی اس کے خود پسند شہری خوشامد اور عاجزی سے ممالک غیر کے بادشاہوں کو اپنا مربی بناتے اور ان سے انعام و اکرام کے متمنی رہتے۔ روما نے یونانی معاملات میں جب مداخلت کی تو اہل ایتھنز نے اس کے ورود پر سب سے زیادہ خوشی منائی۔

سنہ ۲۰۰ ق۔م کے قریب بحیرۂ روم کے مشرق کی حکومتیں ایسی ڈامنس (دائرہ کسیم) اپولونیا اور کورکائرا روما کے دست نگر تھے، مقدونیہ کا

یوبیے ایا کورنتھ اور پیلوپونیس کے بعض مقامات پر قبضہ اور اتحاد اکائی اس کے زیر اثر تھا۔ جنوبی تھسلی ۲۰۵ ق م کی صلح کے ذریعہ سے اتحاد ایٹولی سے لیا گیا۔ بائی زین ٹیم، ہیراکلیا، روڈز اور کریٹ آزاد یونانی سلطنتیں تھیں۔

(۴۱۶) بحیرۂ یونان کے دو جزیرے قابل ذکر ہیں یعنی روڈز اور کریٹ۔ روڈز کی مرفہ الحال بحری سلطنت دو سو سال سے قائم تھی، اس کی تاریخ دلچسپ ہے مگر اس کا ذکر ہم یہاں نہیں کر سکتے۔ تجارت اور ساہوکاری کو خاص فروغ تھا اور یونانی علوم و فنون کا بھی مرکز تھا۔ اہل روڈز اپنے قول کے پابند تھے اور دوسروں کو نقصان پہونچا کر نفع اٹھانا پسند نہ کرتے تھے۔ دوسرے دول کے مقابلہ میں یہ اس کا خاص امتیاز تھا، اسی وجہ سے ان کا خاص اعزاز و احترام تھا اور اکثر اوقات بین الاقوامی نزاعوں میں ثالث بنائے جاتے۔ ان کا بیڑا بلحاظ سازو سامان و تنظیم اس زمانہ کے دوسرے بیڑوں سے بہتر تھا اور اس سے زیادہ تر بحری قزاقوں کے انسداد کا کام لیا جاتا تھا جنکی بحیرۂ روم کے مشرق میں کثرت تھی۔ ۲۲۷ ق م میں جب ان کا عالی شان شہر زلزلہ سے تباہ ہوگیا تو بادشاہوں اور رئیسوں نے اسکی دوبارہ تعمیر کے لئے قیمتی تحفے روانہ کئے اس سے ظاہر ہے کہ سب لوگوں کو روڈز کی فلاح و بہبودی میں دلچسپی تھی۔ روڈز کی جمہوریہ کے تمام متمدن حکومتوں سے خوشگوار تعلقات تھے مگر مصر اور روما کی حکومتوں سے زمانۂ قدیم سے اس کے تعلقات دوستانہ تھے[۵]۔ ایشیائے کوچک کی سرزمین پر بھی ایک صوبہ ان کے قبضہ میں تھا جسکی آمدنی سے انھیں بہت کچھ مدد ملتی تھی بحیرۂ یونان اور بحر اسود کے جزائر اور آزاد شہروں کے باشندے روڈز کو اپنا رہنما خیال کرتے تھے اور بحری تجارت کے تحفظ کے لئے ان سے اتحاد بھی تھا۔ کریٹ کی حالت بالکل مختلف تھی اس جزیرے میں بہت سی بستیاں تھیں جنکا نظام ایک ہی نمونہ پر تھا اور سب میں ایک فوجی جماعت تھی جو دوسروں پر غالب تھی اس جماعت کے لوگوں کو باوجود اسکے

---

۵ دیکھو نوٹ اس باب کے آخر میں۔

کہ جزیرے میں لڑائیوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ وہاں کوئی شغل نہ تھا اس لئے وہ دوسرے ملکوں کی فوجوں میں شریک ہوجایا کرتے اور ایٹولیا کے سواروں اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ کریٹ کے تیرانداز اور گوپھن پھینکنے والے ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ دوسرے سمندر میں قزاقی کرتے اہل کریٹ کی دروغ گوئی اور غداری ضرب المثل ہوگئی تھی، اپنے ملک میں تو بے بس تھے۔ مگر ممالک غیر میں ایک بلائے بے درماں تھے۔

سکندر اعظم کے جانشین

(۱۷ ۴) ہم یہاں ان تغیرات کا ذکر نہیں کرسکتے جو سکندر اعظم کی زبردست سلطنت میں سنہ ۳۲۳ کے بعد ہوئے جب کہ اس نے انتقال کیا۔ اس سلطنت کے وسیع رقبہ میں اب تین سلطنتیں تھیں جن پر وہ خاندان حکومت کرتے تھے جو اس کے جانشینوں یعنی سپہ سالاروں کی اولاد میں سے تھے۔ مقدونیہ میں خاندان اینٹی گونی تھا۔ شام اور اس کے مشرق اور مغرب میں سلوقی تھے اور مصر میں خاندان لاگد یا بطلیموسی تھا۔ ان کے علاوہ مغربی ایشیائے کوچک میں پرگامم کی حکومت جس پر اٹالس اوّل (سنہ ۲۴۱ تا ۱۹۷) حکمراں تھا۔ مگر اٹالس کا شمار حقیقی جانشینوں میں نہ تھا اور تینوں مذکورۂ بالا حکومتیں اسکو اپنا ہمسر خیال نہ کرتی تھیں۔ بتھینیا کی حکومت بھی اسی قبیل کی تھی۔ جسکا بادشاہ اس وقت پروسیاس تھا۔ یہ ایک کم درجہ حکومت تھی جسکا ذکر یہاں ضروری نہیں۔ ایشیائے کوچک کے شمالی حصہ کو سکندر اعظم نے فتح نہیں کیا تھا اور اس موقع پہ پونٹس اور کپاڈوشیا کا ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں مگر کیلٹی نسل کی ایک قوم گلاٹی نے اندرون ملک کے ایک وسیع علاقے پر قبضہ کرلیا تھا جسکی ہالس اور سنگاریس ندیاں آبیاری کرتی ہیں اس قوم نے عرصۂ دراز کی دشت نوردی کے بعد جسکے ضمن میں اس نے مقدونیہ اور یونان کو تباہ کرڈیا تھا، خطۂ مذکور میں تیسری صدی ق۔ م میں بودوباش اختیار کی ان کے اہل وعیال بھی ان کے ساتھ تھے کیونکہ تمام قوم نے ترک وطن کیا تھا۔ ایشیائے کوچک میں جب یہ لوگ پہونچے تو ان کی تعداد کثیر تھی جو تین زبردست قبیلوں میں منقسم ہوگئی۔ اپنے

ہمسایوں کے لئے ان کا ورود مصیبت کا پیش خیمہ تھا اطالیہ کے گالیوں کی طرح جہان کے ہم نسل تھے یہ بھی جنگ میں بڑے زور کا حملہ کرتے اور اپنی خونخواری کے لئے مشہور تھے ہر فوج میں یہ اجیر سپاہیوں کی حیثیت سے موجود رہتے، خواہ کوئی فریق ہو یا کوئی نزاع ہو ان کی فوج کی فوج روپیہ خرچ کرنے سے مہیا ہو سکتی تھی جو لوگ ان سے کام لیتے بوقت ضرورت انھیں موت کے منہ میں بھیجنے میں کوتاہی نہ کرتے اور اگر پریشان کرتے تو انھیں قتل کر دیتے۔ ایشیائے کوچک میں ان کے وجود سے ایک پریشان کن عنصر پیدا ہو گیا کیونکہ یہ وحشی تھے اور ایشیائیوں سے بالکل مختلف تھے۔

خاندان انیٹی گونی

(۴۱۸) اب ہم تینوں "جانشین" سلطنتوں اور پرگامم کی سلطنت کی طرف پھر متوجہ ہوتے ہیں۔ ان سلطنتوں کی حالت قریب قریب یکساں تھی ان میں سے ہر ایک میں ایک مستقل شاہی خاندان تھا اور بادشاہ مطلق العنان تھا۔ مقدونیہ کے بادشاہ کو البتہ اپنے سرداروں کی مجلس کی خواہشوں کا خیال رکھنا پڑتا تھا مگر اولاً یہ سردار اسکی مرضی کے خلاف کوئی رائے بہت کم دیتے اور اگر اس کے خلاف ہوتے بھی تو ان کی مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوتا کیونکہ عامہ قوم بادشاہ پر فدا تھی۔ ہر سلطنت کا مستقر ایک شاندار شہر تھا مقدونیہ اس کلیہ سے مستثنیٰ تھا اور اس کے خاص وجوہ تھے تمام اقتدارات ایک فرد واحد (بادشاہ) کے ہاتھوں میں تھے جس سے انتظامات میں استواری پیدا ہو سکتی تھی مگر اسمیں ایک سقم یہ تھا کہ بادشاہ ہونیکے کان حقیقت حال سے نا آشنا رہتے جس کی وجہ سے وہ غلطیاں کرتے تھے۔ ان حکومتوں کو ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا اور ان کی سفارتی کارروائیاں بالعموم بے ایمانی پر مبنی ہوتیں۔ یونانی ان کی مشترک زبان تھی اور سرکس وناکس کو ان میں دخل یابی کا موقع تھا کیونکہ یہ حکومتیں قومی نہ تھیں بلکہ بیرون ملک کے شاہی خاندانوں کی تھیں۔ مگر مقدونیہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی حکومت قومی تھی۔ ان کے درباروں میں آزادی کو دخل تھا جسکا ایک ثبوت یہ ہے کہ شہزادیاں اپنے خیالات کو بلا پس وپیش ظاہر کرتی

تھیں - شاہی خاندانوں میں شادیاں ان خاندانوں کے مفاد کے لحاظ سے
ہوتی تھیں اور ان سے زیادہ تر جلب منفعت مقصود تھی - شاہی خاندان
کی خواتین ان امور میں اگر چاہتیں بھی تو دخل نہ دے سکتی تھیں مگر اپنے
اپنے درباروں کی حکمت عملی میں ان کو دخل تھا اور سازش اور جرائم میں
بھی شریک رہتی تھیں - اس حد تک تو سلطنت ہائے مذکور کی خصوصیات
مشترک تھیں مگر ان کے باہمی اختلافات بھی قابل ذکر ہیں - شاہ مقدونیہ
کی حالت اس کے ہمسایوں سے مختلف تھی کیونکہ اسکے زیر حکومت ایک
حقیقی قوم تھی، اور زمانہ قدیم میں لفظ "قوم" کا اطلاق شاید ہی بنی نوع
انسان کے کسی دوسرے مجموعہ پر صحت کے ساتھ ہو سکتا ہو - سکندر اعظم
کے باپ فلپ دوم نے اپنی زبردست قوت فیصلہ اور حسن تدبیر سے
مقدونیہ کے پرخاش جو قبیلوں کو ایک دوسرے سے متحد کر دیا جو روایات
اور آئندہ امیدوں کے اشتراک کے لحاظ سے ایک قوم بن گئے - سکندر کی
فتوحات کے ختم ہونے اور اس کی سلطنت کے منقسم ہو جانے کے بعد
مقدونیہ نے اپنی سابقہ حالت پر عود کیا - یعنی کسانوں کی قوم بن گئے - لیکن
اس پر بھی انھیں چین نہ ملا - ان کا قدیم شاہی خاندان کا چراغ گل ہو چکا تھا
جس کی وجہ سے سلطنت کے دعویداروں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں
اس کے بعد گالیوں کا مہلک حملہ ہو گیا - جس سے ان کا ملک تباہ ہو گیا -
مگر اینٹی گونس گوناٹاس کے عہد حکومت (۲۷۶ء تا ۲۳۹ء) میں انکی
حالت پھر سنبھل گئی - یہ بادشاہ سکندر کے سپہ سالار اینٹی گونس کا پوتا تھا
اور اس کی ذات سے مقدونیہ میں اینٹی گونی خاندان کے قدم جم گئے اس کا
پوتا فلپ پنجم ۲۲۰ء سے ۱۷۹ء تک حکمراں تھا - یہ بادشاہ اولوالعزم
بے ایمان، غصہ ور، ہوشیار اور نا عاقبت اندیش تھا - یونان اور ممالک
مشرقی کے سیاسیات میں اس نے بہت کچھ مداخلت کی مگر روما کے مقابلہ پر
آکر تباہ ہو گیا -

(۱۹) اینٹوکس سوم کی ایشیائی شہنشاہیت جس پر ده ۳۵ سال — خاندان سلوقی

سنہ ۲۲۳ سے سنہ ۱۸۷ تک حکمراں تھا مقدونیہ سے بالکل مختلف تھی انٹیوکس کو اپنے مورث سلوقس کی وسیع سلطنت کا باقی ماندہ حصہ ورثہ میں ملا تھا اور اس کی سلطنت کا مرکز شام تھا۔ مشرقی صوبوں میں سے بعض کو جو اسکی سلطنت سے علیحدہ ہو گئے تھے اس نے فتح کرلیا اور نشیبی شام کا ایک حصہ بھی اس نے فتح کرلیا، جس پر سلوقی حکومت کی کمزوری کے زمانہ میں بطلیموسیوں نے قبضہ کرلیا تھا۔ اس کے مداح اسے انٹیوکس اعظم کہتے تھے، اور اسے خود بھی اپنی قوت اور اہلیت کا غرہ تھا۔ اس لئے اس نے مغرب کا رخ کیا تاکہ اس نواح میں اپنے خاندان کے اثر کو جو زائل ہو رہا تھا از سر نو قائم کرے، خاندان سلوقی کو دعوی تھا کہ ایک طویل خطہ ملک جو سلیسیا سے ٹارس تک چلا گیا ہے اور اس کے پار کا علاقہ، یہ سب ان کی ملک ہے۔ ایشیائے کوچک میں اپنی قوت کو وسعت دینے اور مستحکم کرنے کی غرض سے اُسے یورپ میں داخل ہونا پڑا۔ جسکی وجہ سے روما سے نزاعوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سنہ ۲۰۳ میں اس نے مصر کے کم سن بادشاہ کے بعض مقبوضات چھیننے کے لئے فلپ شاہ مقدونیہ سے ایک معاہدہ کرلیا مگر اہل رہوڈز اور اٹالس نے جنھیں اپنی جان کے لالے پڑے تھے مصر کا ساتھ دیا اور روما کو بھی موقع مل گیا کہ دوسرے جھگڑوں سے علیحدہ ہوکر فلپ کا قلع قمع کردے، شام کی حکومت "جانشین" سلطنتوں میں رقبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ وسیع تھی اور خاندان سلوقی کی قوت مستحکم ہوچکی تھی مگر اس کی رعایا کی وفاداری مختلف اقوام کی فرقہ واری وفاداری تھی جن میں رشتۂ اتحاد صرف یہ تھا کہ وہ ایک ہی بادشاہ کی رعایا تھے، قومی وفاداری نہ تھی جو ذات شاہی کو اپنے قومی اتحاد کا مظہر خیال کرتی ہے۔ حکومت سلوقی کی بنیاد اس کے مفتوحہ صوبہ جات پر تھی۔ اگر کوئی دوسری دولت اس کے مختلف صوبوں کو فتح کرلیتی تو اس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اصل ملک کو بھی فتح کرے انطاکیہ جو اورونٹیس ندی پر ہے اس کا دارالسلطنت تھا اور اپنی حسن تعمیر اور عیش پرستی کے لئے مشہور تھا سلطنت

شام کے دربار میں یونانی اثرات کے مقابلہ میں مشرقی اثرات غالب تھے۔

خاندان لاگدیا بطلیموسی

(۴۲۰) مصر کی سلطنت کی بنیاد اس کی حالت پر تھی اور ہر طرح محفوظ تھی اس کے بانی بطلیموس ولد لاگس نے دوراندیشی سے اس ملک کو سکندر اعظم کے مقبوضات سے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ مصر کے مادی ذرائع بیشمار تھے اور قابل قدر تھے کیونکہ دولت ہی کی وجہ سے بوقت ضرورت اجیر سپاہیوں کی خدمات مل سکتی تھیں۔ مصر کے باشندے جو وادی نیل کی اراضی کی کاشت کرتے تھے بالطبع بغاوت پر مائل تھے اور بطلیموسیوں نے قدیم مذہب کے پجاریوں کو رام رکھنے کی ہمیشہ تدبیر کی کیونکہ اندرون ملک میں اگر کوئی خطرہ ہوسکتا تھا تو انھیں کی طرف سے تھا۔ بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت نے خود ایک سد سکندری حائل کردی تھی کیونکہ صحرا کے ناپیداکنار کو کوئی فوج طے نہ کرسکتی تھی۔ سکندریہ رفتہ رفتہ سور و سیدا کا رقیب بنگیا جس کی وجہ سے ایک زبردست بیڑا تیار ہوگیا۔ بیڑے کے وجود سے ملک مصر نہ صرف بحری حملوں سے محفوظ ہوگیا بلکہ بیرون ملک میں اس کے مقبوضات بڑھ گئے۔ قبرس اور سیرینی منگا شاہ مصر کے زیرنگیں ہوگئے اور ایشیائے کوچک کے اکثر شہروں بحیرۂ یونان کے جزائر اور بحیرۂ مرمرہ کے شہر اس کے زیرحمایت ہوگئے۔ خاندان بطلیموسی کے ابتدائی بادشاہوں نے یونان میں بھی بہت اثر پیدا کرلیا تھا اور انھیں کی شاہانہ داد و دہش سے یونان کے مدبروں کو اپنی کارروائیوں کے لئے روپیہ ملتا تھا مثلاً ارائٹس اور کلیومی نیس دونو بطلیموس ثالث کے دست نگر تھے۔ بہ حیثیت مجموعی خاندان ہائے اینٹی گونی وسلوقی بطلیموسیوں کے مخالف تھے کیونکہ اینٹی گونیوں کو یونان اور اضلاع ملحقہ بحیرۂ یونان میں بطلیموسیوں کا اثر ناگوار تھا اور سلوقی نشیبی شام اور فلسطین میں ان کے رقیب تھے۔ روڈز اور پرگامم سے بطلیموسیوں کے تعلقات دوستانہ تھے کیونکہ ان دونوں کو بھی قیام امن اور تجارت کا فروغ مدنظر تھا۔ بطلیموسیوں کو ایسے اتحادوں کے قیام کی فکر رہتی تھی جو مفید ثابت ہوں۔ مثلاً انھوں نے روما سے پہلی جنگ فیونیقی کے قبل دوستی پیدا کرلی

تھی گو حلیف نہیں ہوئے تھے مگر قرطاجنہ سے بھی انھوں نے قطع تعلق نہیں کیا اور دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ اس خاندان کی بری فوجوں کی بہتری کا دارومدار روپیہ کے خرچ اور حسن انتظام پر تھا، یہ فوجیں حالات زمانہ کے لحاظ سے کبھی زبردست اور کارگر ہوئیں اور کبھی اس کے برعکس ۔مقدونیوں کی ایک ذاتی فوج (باڈی گارڈ) تھی جسکے ساتھ خاص مراعات خاندان کے ابتدائی زمانہ میں تھیں یونانی اجیر سپاہی تھے جن میں اسے لوٹلیا، پیلی پونی سس اور کریٹ کے افراد تھے، گلاٹیا اور تھریس کے وحشی بھی تھے، لیکن دیسی سپاہیوں سے کام لینے کی طرف رجحان بڑھتا جاتا تھا اور اسکی کثرت حکومت میں یونانی اور مقدونی عنصر کے ضعف کا باعث ہوئی۔ بطلیموس سوم کے انتقال (۲۲۲ تا ۲۲۱ ق م) کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہوگیا۔ دو سو سال تک اس کا وجود باقی رہا مگر یہ روما کی حمایت کے باعث سے تھا۔ زمانۂ حال کے کئی مصنفوں نے بطلیموسی مصر کے دارالسلطنت سکندریہ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شہنشاہی شہروں میں یہ سب سے شاندار آباد تھا۔ اس میں ہر قوم کے لوگ تھے، یہودیوں کی بھی خاصی آبادی تھی، جو اپنے رسوم کے مطابق ایک خاص محلے میں رہتے تھے۔ اس کے میوزیم (مدرسہ) میں اساتذہ کی ایک زبردست جماعت تھی اور اس زمانہ میں علم اور علمی تحقیقات کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اسمیں کتب خانہ، رصدخانہ اور عجائب خانہ بھی تھا۔ ریاضی اور مماثل علوم کا یہ گہوارہ تھا اور علمی تنقید اور صرف و نحو کو بھی بہت فروغ تھا بالمختصر یہ خاص علوم و فنون کا ایک جامعہ تھا جس سے تمام عالم فیضیاب ہوسکتا تھا۔

پرگامم

(۱۲۴) پرگامم کی سلطنت ایک خواجہ سرا کی اولوالعزمی سے وجود میں آئی تھی جو اس کے قلعہ پر لیسی ماکس شاہ تھریس کی طرف سے قابض تھا۔ ۲۸۱ق م میں جب شاہ مذکور نے اپنی جان اور سلطنت کھوئی تو یہ خواجہ سرا قلعہ اور اس کے خزانوں کا مالک بن گیا اس نے کچھ اور سپاہی بھرتی کرلئے اور رفتہ رفتہ اپنے مقبوضات کو بہت کچھ وسعت دی اپنے زبردست ہمسایوں کی، وہ خوشامد برآمد کرتا رہتا تھا اور اس پرآشوب زمانے میں اس کے ہمسایوں

کا یہی خیال تھا کہ اس کم ذات شخص سے برسر پرخاش ہونے سے بہتر یہ ہے کہ اسے خوش رکھا جائے۔ اس کے بعد اس کے برادرزادے اس کے جانشین ہوئے جن میں سے اٹالس نے گلاٹیوں پر فتح حاصل کر کے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ پرگامم کی بحری اور بری قوت بہت کچھ بڑھ گئی تھی اور اس کا دارالسلطنت فنون لطیفہ اور سنگ تراشی کا مرکز ہو گیا تھا اٹالس کا اثر یونان میں بھی بہت کچھ تھا اسلئے اس کا عروج شاہان شام اور مقدونیہ کو بہت ناگوار ہوا۔ اٹالس کو ایک حلیف کی تلاش تھی اس لئے اس نے روما سے سازوباز کر لیا۔ سلطنت پرگامم کا رقبہ محدود تھا اور اسکے باشندوں میں قومی عصبیت نہ تھی۔ اس کا دارومدار محض دولت پر تھا۔ مگر جغرافیائی موقع کے لحاظ سے مصر کی طرح وہ محفوظ نہ تھی۔

یونانیت (۴۲۲) یونان اور مشرقی ممالک کی جو حالت سنہ ۲۰۰ ق م کے قریب تھی اسے ہم مختصر طور پر بیان کر چکے ہیں۔ روما کی سینیٹ یہ پسند نہ کرتی تھی کہ وہ خاموش رہے اور ان ممالک کے تمام معاملات بغیر اسکی مداخلت کے تصفیہ پا جائیں۔ روما کی قومی روایات میں یہ داخل نہ تھا کہ وہ اپنے حلیفوں کو تباہ ہونے دے کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اسے دشمن سے تن تنہا لڑنا پڑتا ساگن ٹم کے معاملہ میں جو سہل انکاری ہوئی تھی اسے لوگ ابھی تک بھولے نہ تھے، اس لئے پھر ایسی غلطی نہ ہو سکتی تھی۔ روما کا پہلا فرض یہ تھا کہ فلپ شاہ مقدونیہ کی اولوالعزمیوں کا خاتمہ کر دے اور اسے اپنی آبائی سلطنت پر قانع ہونے پر مجبور کرے مگر روما کی ذمہ داریاں اسی حد تک محدود نہ تھیں روڈز، اسکندریہ، پرگامم سے انٹیوکس اعظم کی نقل و حرکت کی خبریں آ رہی تھیں جو بلا پس و پیش مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس زمانہ کے سربرآوردہ رومیوں کا جو رجحان یونانیت کی طرف تھا وہ روما کی سیاسی حکمت عملی کا ایک اہم جزو ہے یونانیت ہم یونانیوں کے ان ممتاز خصائل کے مجموعے کو کہہ سکتے ہیں جن کا اثر غیر یونانی قوموں پر پڑا۔ ان خصائل میں ہم ان کی خوش طبعی، ہمہ دانی، تیز فہمی، تخیل، تلاش حقیقت، اور

احساس تناسب کا شمار کر سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہر قوم جن سے انھیں سابقہ پڑا ان کی مداح تھی۔ سکندر میں تالیف قلوب کا خاص مادہ تھا، اسکی فتوحات کے ضمن میں یونانی اثرات مشرق میں پہونچ گئے، یونانی شہر قائم ہو گئے اور گو مشرق کے دور دراز صوبے خاندان سلوقی کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ مگر یونانی اثر زائل نہیں ہوا۔ باختر کے بادشاہ اب بھی خوبصورت سکے ڈھالتے تھے، سنگ تراشی کا رواج ہندوؤں میں باقی تھا، پارتھیا کے بادشاہ اپنے آپ کو فخریہ "یونانی نواز" کہتے تھے اور یونانی شہر ان کی حکومت میں عرصہ تک باقی تھے ان میں سے سلوقیا تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ بطلیموسی اور سلوقی درباروں میں یونانی رنگ غالب تھا گو مشرق کا اثر دونوں پر چھاتا جاتا تھا۔ مغربی ایشیائے کوچک اور بحیرۂ ایجین میں تو یونانی عرصہ سے آباد تھے۔

(۴۲۳) یونانیت کے متعلق سب سے اہم یہ سوال ہے کہ جن حکومتوں پر اس کا اثر سب سے زیادہ تھا ان میں حقیقی قوت کیوں نہ تھی اور روما کے ہاتھ لگاتے ہی عالم یونانی کا شیرازہ کیوں بکھر گیا۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ فوجی حکومتوں نے اہل مشرق کے جذبات قومی کو مٹا دیا تھا اور ان حکومتوں نے جو یونانیت جاری کی وہ جذبات قومی کا نعم البدل نہ ہو سکتی تھی یونانیوں کی اخلاقی کمزوریوں نے ان کی شہری سلطنتوں کو ان کے عروج کے زمانے ہی میں تباہ کر دیا تھا یونان کے قدیم ادبیات میں دانشمندانہ اصول اور تنبیہوں کا ایک خزانہ ہے، یونانیوں کو خوب معلوم تھا کہ قوت اتحاد سے پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ باہمی نزاعوں سے سلطنتیں کمزور ہوتی ہیں۔ اعتدال پسندی کی خوبیوں سے بھی وہ خوب واقف تھے مگر باوجود اس علم و دانش کے انھوں نے کبھی عملاً اعتدال اختیار نہ کیا۔ یونانی زبان کے مایۂ ناز ادبیات سے بھی سبق حاصل ہوتا ہے کہ غرور زوال کا باعث ہوتا ہے مگر خود یونانیت نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور ان کی سیاسی زندگی کا اصل روگ یہ تھا کہ اصول اور عمل میں بعد المشرقین تھا۔ اس صورت میں

کسی شخص کو دوسرے پر اعتماد نہ ہوسکتا تھا اور پالی بیس کا بیان ہے کہ آخری زمانہ میں حالت اور بھی بری ہوگئی تھی۔ سکندر کی فتوحات کے ضمن میں جب مشرقی ممالک میں یونانیت کی اشاعت ہوئی تو اس میں ایک غیر مستحسن عنصر بھی شامل ہوگیا یعنی سکندر کی جانشین سلطنتوں کے درباروں میں اعلےٰ درجہ کے یونانیوں کی مانگ نہ تھی جو پیرکلیس، سقراط، تھراسی بولس یا ٹیمولین کے جانشین ہو سکتے تھے بلکہ عیار اور بد قماش لوگوں کی جو تھیمس ٹاک لیس اور لیسینڈر ایسے لوگوں کے کان کاٹ سکتے تھے۔ مطلق العنان حکام سچائی پر خوشامد کو ترجیح دیتے تھے اس لئے ماحول کے لحاظ سے یونانی قسمت آزماؤں کے بدترین خصائل پختہ ہوجاتے تھے اس طور پر شہر وں میں مشرقی یونانیوں کی ایک دوغلی نسل وجود میں آگئی جس میں ادنیٰ قسم کی قابلیت کے ساتھ ساتھ دونوں نسلوں کے مذموم خصائل موجود تھے۔ ان لوگوں کا پھر آگے بھی ذکر آئیگا۔ رومیوں کے اخلاق کو بھی انھیں نے تباہ کیا اور بے ایمانی کے بیج بوئے۔ اس موقع پر صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ان کا وجود مشرق اور خصوصاً سلطنت سلوقی کے لئے ضعف کا باعث تھا۔

روما اور یونانی مشرقی ممالک

(۲۲۴) روما میں بھی یونانیت کا چرچا شروع ہوگیا تھا۔ بہت سے سربرآوردہ اشخاص جن میں سپیو افریکانس اور اس کے احباب شامل تھے یونانی ادبیات کے دلدادہ تھے اور یونانی اہل کمال کی صحبت سے حظ اُٹھاتے تھے ٹیٹس کوئنک ٹیس فلامی نیس جس نے جنگ ہینی بال میں مارکے لس کے تحت میں خدمات انجام دی تھیں اور دوسرے نوجوان بھی یونانیت کے زبردست اثر میں آگئے تھے۔ یہ پلاٹس اور اسے نیس کا زمانہ تھا جنھوں نے یونانی تخیلات سے اہل روما کو روشناس کیا مگر سینیٹ ان معاملات کو سمجھنے سے قاصر تھی اس لئے اُسنے یکے بعد دیگرے متعدد غلطیاں کیں۔ روما میں یونان کے بہی خواہوں کی ایک جماعت بھی جو یونان کو تباہ مقدونیہ کے پنجے سے چھڑانا چاہتی تھی

اور جسے امید تھی کہ اگر یونان آزاد ہو جائے تو اس کا احیا ممکن ہے۔ مگر یہ ایک امید موہوم تھی کیونکہ اگر کوئی سیاسی قوت عالم یونانی کا احیا عمل میں لاسکتی تھی تو وہ گذشتہ دو صد سالہ جنگ وجدال میں زائل ہو چکی تھی۔ لیکن بالآخر روما کو یونان اور مشرق کے پیچیدہ معاملات میں مداخلت کرنی پڑی اور ایسے اتفاقات پیش آئے کہ ان معاملات سے وہ پھر عہدہ برا ہو سکا یہاں تک کہ تمام عالم یونانی میں اس کا تفوق قائم ہو گیا۔

یونانی تخیلات کا اثر روما کے تمدن پر

(۴۲۵) یونان کے معاملات میں روما کا دخل دنیا روما کی تاریخ میں ایک اہم منزل ہے کیونکہ مشرق پر روما کا جو اثر پڑا اس سے کچھ کم وہ اثر نہ تھا جو مشرق کا اس پر پڑا ان جدید اثرات پر جن سے آدمی رفتہ رفتہ متاثر ہوئے اگر ہم نظر غائر ڈالیں تو زمانۂ مابعد کے بیشتر واقعات کی توضیح ہو سکیگی۔ پہلے ہم جدید رجحانات کا ذکر کرنے کے بجائے ان رجحانوں کا ذکر کرینگے جن کو اثرات مذکور سے تقویت ہوئی مثلاً روما کی سفارتی کارروائیاں دوراندیشی اور حیالاکی پر مبنی تھیں حیل لفظی کی طرف خاص رجحان تھا اور کسی چیز کو حاصل کرنے میں انھیں مطلق پروا نہ ہوتی کہ کن ذرائع سے وہ کام لیتے ہیں۔ عالم یونانی سے جب انھیں سابقہ پڑا تو ان کی سفارتی کارروائیوں کی یہ خصوصیات باقی رہیں۔ مگر ان میں بے ایمانی کا عنصر بڑھ گیا۔ روپے کے معاملہ میں رومی ہمیشہ سے حریص اور طماع تھے اپنے قانونی حقوق پر اصرار کرتے مگر ان سے تجاوز نہ کرتے ایمانداری اور افلاس پر انکو ناز تھا۔ پچاس سال تک مشرق کی دولت سے متمتع ہونے کے بعد بھی رومی یونانیوں سے زیادہ ایماندار تھے اور اس کی پالی بیس نے تصدیق کی ہے لیکن انحطاط کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور جمہوریہ کے اواخر میں تو دولت کی پرستش ہونے لگی جو اس کے زوال کا باعث ہوئی۔ روما کے تحت میں اب کئی مفتوحہ صوبے تھے اور سسلی میں اس نے تحصیل محاصل کا ایک طریقہ جاری کیا جو اس کے پیش رو حکمرانوں کے طرز پر تھا۔ ایشیا کی حکومتوں سے اس نے رعایا سے خراج وصول کرنے کے طریقے سیکھے بطلیموسیوں کی مثال بھی اس کے پیش نظر تھی جو سکندریہ میں

بیٹھکر دریائے نیل کی زرخیزی کا خراج وصول کرتے تھے۔
(۴۲۶) مشرق کے اکثر ممالک میں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ رومیوں کو جب مشرقی ممالک سے سابقہ پڑا تو وہ حکومت شاہی کے طریقے سے بھی آشنا ہوگئے۔ مگر یہ اثر جمہوریۂ روما کے حق میں اچھا نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ حکومت شاہی کی کمزوریوں کو دیکھکر رومی حکومت شاہی یا کم از کم بادشاہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ لیکن میرا خیال ہے اکہ رومیوں کو خاندان ٹارکون کے امتزاج کے بعد سے جو نفرت حکومت شاہی سے تھی وہ کم ہوگئی۔ حکومت شاہی سے تنفر کی روایات اب اس عہد تک باقی تھیں۔ مگر اب بے معنی تھیں اور ان سے امرا کی جماعت جو شخصی عروج کی مخالف تھی، اپنا کام نکال رہی تھی۔ رومیوں کے مذہبی عقائد اور اخلاق پر یونانی تخیل کا اثر عاجلانہ اور مستقل ہوا۔ اطالیہ کے قدیم مذہب میں متعدد غیر متیقن دیوتاؤں کی پرستش شامل تھی اور اس کی رسوم معین تھیں یہ مذہب اس وقت تک اطالیہ کے فاتحوں کے لئے کافی ثابت ہوا تھا اور انھوں نے جدید دیوتاؤں کے طریقہ ہائے پرستش کو اس میں شامل کر لیا تھا لیکن حالیہ جنگ میں رومیوں نے سمندر پار سے نئے دیوتا بلائے تھے۔ اور یہ طریقہ اب تک جاری تھا۔ اخلاق میں آبائی رواج Mos malorum کا تتبع احسن خیال کیا جاتا تھا۔ رومی اگر کوئی کام کرتا یا اس کے کرنے سے احتراز کرتا تو اس کی وجہ یہ نہ ہوتی کہ غور و فکر کے بعد اسے بھلا یا برا خیال کرتا بلکہ اپنے آبا کے طرز عمل کا تتبع کرتا جو اس کے خمیر میں داخل تھا۔ رومی بالطبع صاحب عمل تھے نہ صاحب فکر اس لئے یہ طریقہ ان کے مناسب حال تھا لیکن یونانی تشکیک نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ مگر یونانی نظام ہائے فلسفہ قدیم مذہب یا اخلاق کا نعم البدل نہ ہو سکتے تھے افلاطون اور اس کے پیرو کسی قطعی نتیجہ تک نہ پہونچ سکے تھے اور تشکیک اور لاادریت سے رومیوں کی ضروریات پوری نہ ہو سکتی تھیں۔ فلاسفہ مشائین نے مختلف خاص مضامین کے متعلق تحقیقات کی تھی جن سے علم میں اضافہ ہوا مگر ان کا

فلسفہ بھی رومیوں کے مرض کی دوا نہ ہو سکتا تھا۔

ابی قوریت اور رواقیت

(۴۲۷) فی الحقیقت رومیوں کو عصبیت کی ضرورت تھی یعنی ایک ایسے فلسفۂ حیات کی جس پر حیات و ممات کا دارومدار ہو تا مسئلہ حل طلب یہ تھا کہ یا تو اس قسم کا فلسفہ غیر ضروری ثابت کیا جائے یا وجود میں لایا جائے ابی قور کے نظام فلسفہ میں یہ غیر ضروری خیال کیا گیا تھا اور ان کا عمل مسئلۂ انقیاد پر تھا اُن کا یہ خیال تھا کہ انسان کو چاہیئے کہ حالات زمانہ پر قانع رہے اور اپنے آرام و انبساط کے لحاظ سے ان سے نفع اُٹھائے انسان کو چاہیئے کہ ہیجان دماغی سے حد درجہ احتراز کرے اور اوہام پرستی کا رخ نہ کرے۔ دیوتا اپنی حالت پر مطمئن ہیں اور کسی قسم کی پریشانی کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن یہ کیفیت مجہول رومیوں کے لئے نہایت خطرناک تھی جو ایک زبردست شہنشاہی جمہوریہ کے شہری تھے جسکی بنا سرگرمی، استقلال اور حب وطن پر تھی۔ اس کے علاوہ روما کے معمولی اشخاص "لذت" کو ان عقلی معنوں میں نہیں لے سکتے تھے جو ایتھنز کے فلاسفہ کے ذہنوں میں تھے رواقیین کا عقیدہ اس کے خلاف تھا ان کا عقیدہ تھا کہ ایک ہستی خداوندی ہے اور عوام کے مذہبوں کے دیوتا اس کے ظواہر ہیں سب کچھ خدا ہے اور خدا سب کچھ ہے وہی روح کلی ہے، روح انسانی روح کلی کا ایک جزو ہے اس لئے اس میں بھی شان الوہیت ہے۔ تمام اشیا قانون کلی کے تحت میں ہیں اور حقیقی ماہیت اشیا یہی ہے کہ انسان اس قانون کلی کا پابند رہے یہی حقیقی فریضۂ انسانی ہے، کمال انسانی اسی فریضہ کی پوری پابندی ہے اور یہ کمال صرف عقلاً حاصل کر سکتے ہیں اس میں صرف ایک دقت باقی رہتی ہے یعنی انسان کس وقت اس معراج کمال پر پہونچتا ہے اس کو حل کرنے کے لئے ایقان کے مسئلہ سے مدد لی گئی ہے جو پوری مذہبی عقائد کے مشابہ ہے، مرد عاقل کو خود اپنے کمال کا یقین ہوتا ہے۔ رواقیوں کے نظام میں تمام دارومدار ضمیر انسانی پر ہے یعنی فاعل کی حیثیت سب کچھ ہے اور نفس فعل کا اچھا یا بُرا ہونا کوئی حقیقت نہیں

رکھتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رواقیت کے اصول ایسے تھے جن کا امتزاج روما کے اخلاقی اصول سے بہ آسانی ہوسکتا تھا۔ اس کے دو اصول مثلاً فرائض کا حقیقی احساس اور مسرت کے لئے ذاتی عظمت کا ضروری ہونا ایسے تھے جن پر فابری کیس کو بھی اغراض نہ ہوگا گو وہ انھیں غیر ضروری خیال کرتا ہوگا۔ رواقیوں کو استیعاو کا شوق تھا جس سے ان کی تعلیم میں مباحث کو دخل ہوگیا تھا مگر اسکی وجہ سے اس کے روما میں جاری ہونے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور روما کے طبقۂ وکلا میں تو اسے بہت فروغ ہوا۔ رواقیت سے ابیقوریت کی طرح افراد کی شخصی ضروریات پوری ہوتی تھیں اور رواقیت سے ایک نفع یہ تھا کہ اس کا پیرو دنیا کے معاملات سے علیحدہ نہ ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ اس کا اثر صرف چند منتخب افراد پر تھا مگر روما کی حکمران جماعت کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی اور اس مذہب کے پیرودں کا اثر ان کی تعداد سے بہت زیادہ تھا۔

میرا خیال ہے کہ روما کی مشرقی پیش قدمی کے ضمن میں یہ مباحث بے موقع نہیں ہیں اور ایسے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے معذرت کی ضرورت نہیں ہے جو آیندہ واقعات کے متعلق ہیں۔ آیندہ نصف صدی کی جنگوں کے سلسلہ میں ان خیالات کا اظہار نہ ہوسکتا تھا۔ ان لڑائیوں سے صرف دو امور ظاہر ہوتے ہیں یعنی روما کی مملکت کی توسیع اور اس کے ساتھ ساتھ روما کے تمدن کا انحطاط،

حلیف اور دوست

(۴۲۸) اس نوٹ کے لکھنے کے بعد مس منتھائی کا ایک مضمون کلاسیکل ریویو جلد اول میں شائع ہوا ہے جس سے دوسری فینیقی جنگ کے بعد روما نے جو اتحاد کئے ہیں ان پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ جن نتائج کو وہ پہونچی ہیں ان کا خلاصہ میں نئے اغراض کے لحاظ سے سطور ذیل میں کردیا ہے۔

اطالیہ کے حلیفوں (Socii) کی حیثیت صلح ناموں کے ذریعہ سے قائم تھی اور تفصیلی امور میں مختلف تھی مگر دو امور مشترک تھے یعنی (الف)

تعلق دوامی تھا اور (ب) جس سلطنت کا تعلق اس طور پر روما کے ساتھ صلح نامہ (Foedus) کے ذریعہ سے ہوتا اس کا فرض تھا کہ ہر سال ایک مقررہ تعداد میں امدادی فوج مہیا کرے۔ جانبین کے لئے غیر جانب داری نا ممکن تھی۔ روما اور ہر ایک حلیف کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں لیکن حلیفوں کی امدادی فوجیں رومی سپہ سالاروں کے تحت میں ہوتیں اور ان سے معارضانہ جنگوں میں بھی کام لیا جا سکتا۔ یہ مستقل اتحاد (Foedera) اطالیہ کے قدیم بین الاقوامی قانون (Ius fetiale) کے تحت میں وجود میں آئے تھے مگر یہ پر پیچ نظام قانونی اطالیہ کے باہر مفید ثابت نہ ہوا اور پرہنیس کی جنگ کے بعد متروک ہو گیا۔

روما اور ممالک مشرقی سے جب روما کو سابقہ پڑا تو اسے معلوم ہوا کہ وہاں اتحاد کی بنا جداگانہ ہے اور مستقل اتحاد اور سالانہ امدادی فوجیں آزادی کے منافی خیال کی جاتی ہیں جو دراصل صحیح تھا۔ یونان میں یہ رواج تھا کہ (الف) متعین اغراض کے لئے عارضی اتحاد ہوا کرتے اور (ب) دوستانہ یعنی سفارتی تعلقات سلطنتوں کے درمیان ہوتے۔ غیر جانب داری کا بھی پورا لحاظ رکھا جاتا۔ روما کو فتوحات کا ابھی تک خیال نہ تھا اس لئے وہ مشرقی یونان کے دوستوں کو مستقل اتحاد پر مجبور نہ کر سکتا جو ماتحتی کے مساوی تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور وسعت دینے کے لئے ضروری تھا کہ وہ یونانی خیالات کو قبول کرے اور اس پر ایک جدید بین الاقوامی نظام کی بنا ڈالے۔

اس کے لئے اس نے دوستی (Amicitia) کے مسلمہ طریقہ کو بلا پس و پیش اختیار کیا جسکا آغاز اس سے پہلے ہی سے ہو چکا تھا بطلیموسیوں سے دوستی ۲۷۳ ق۔م سے قائم تھی اور روڈز سے اس سے پہلے یعنی ۳۰۶ ق۔م سے روما اور اس کے دوستوں (Amici) کے تعلقات غالباً حسب ذیل تھے۔ کوئی فریق دوسرے کی مدد کرنے پر مجبور نہ تھا۔ یعنی دوستی کے قائم رہنے تک جنگ کے زمانہ میں غیر جانب داری لازمی

تھی اور اس کے باضابطہ اعلان کی ضرورت نہ تھی لیکن فریقین میں سے کوئی دوسرے کی مدد کرسکتا اور امداد کی مقدار اور میعاد باہمی تصفیہ سے طے ہوسکتی تھی امدادی فوج اپنے عہدہ دار کے تحت میں ہوتی نہ کہ رومی سپہ سالار کے، سوائے ان صورتوں کے جب کہ کوئی خاص معاہدہ ہوتا - اسکے علاوہ جب دوست کسی جنگ میں شریک ہوتے تو ان کا یہ حق ہوتا کہ جب دشمن سے صلح کا نامہ و پیام ہو تو اسمیں بھی شریک رہیں -

روما کے دوستوں میں بعض حلیف (Foederati) تھے اور بعض نہ تھے اتحاد (Foedus) کو فریقین میں سے کوئی ختم نہ کرسکتا تھا - دوستی Amicitia اور اتحاد (Foedus) کے تعلقات ساتھ ساتھ ہوسکتے تھے مگر یہ ضروری نہ تھا کہ دوستی اتحاد سے پیدا ہو، اگر دونوں تعلقات منقطع ہوجاتے تو دوستی بغیر اتحاد کے قائم ہوسکتی - جہاں یہ دونوں تعلقات موجود ہوتے تو Foedus کے ذریعہ سے فریقین کے تعلقات کے خاص امور کا یقین ہوتا مثلاً کسی جنگ کے بعد امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ جن کا اثر شرائط کے پورے ہونے کے بعد زائل ہوجاتا - دوستوں کے ساتھ جو معاہدے ہوتے ان میں کوئی فقرہ ایسا نہ ہوتا جسکی رو سے وہ سالانہ امدادی فوجیں بھیجنے پر مجبور ہوتے - زمانہ مابعد کے مورخین مثلاً لیوی کی عبارت جامع و مانع نہیں ہے - لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (Amici) اور (Socii) کے باہمی اختلاف کا لحاظ رکھا جاتا تھا - یہ اختلاف فوجی حیثیت کا تھا اور اس کا اطلاق (Amici) پر ہوتا تھا خواہ روما سے اس کا معاہدہ ہوا ہو -

ظاہر ہے کہ کم درجہ سلطنتوں کا کسی دولت عظمیٰ کی امداد پر تیار رہنے سے بالآخر اسی دولت کو نفع ہوگا - چھوٹی سلطنتوں پر اس کی مدد کرنا لازمی تھا ورنہ (الف) وہ ان کی مدد نہ کرتی اور (ب) انھیں حسد کی نگاہ سے دیکھتی - بالآخر یہی ہوا کیونکہ روما اپنے حلیفوں کی غیر جانب داری کو ناپسند کرتا تھا - ۱۹۲ء ق - م میں اکائیوں کی حالت سے ظاہر ہے کہ آزاد دوست کس طرح محکوم حلیف ہوگئے - ۱۷۱ء تا ۱۶۸ء میں پرگامم اور روڈز کی جو حالت

تھی اس سے ظاہر ہے کہ دوستی کا تعلق کس طرح محکومیت کے تعلق سے مبدل
ہوگیا زمانہ مابعد کی دوستیاں سابقہ اتحادوں کے مساوی ہیں کیونکہ انکے ذریعہ
سے دوستوں کا تعلق روما سے مدافعانہ اتحاد کا ہوگیا۔ روما کی خارجی حکمت عملی
کا یہ کایا پلٹ جس سے (Societas) کا تعلق (Amicitia) سے مبدل
ہوگیا، دوسری فنیقی جنگ کے بعد ہوا۔ سسلی میں قرطاجنہ کے مقبوضات
جب روما کے قبضہ میں سنہ ۲۴۱ ق۔م میں آئے تو وہاں کے لوگ Socii [1] ہوگئے
ہیرو شاہ سیراکیوز (Amicus) تھا اور اس نے روما کی امداد اپنی مرضی سے
کی تھی۔ اس نے سنہ ۲۱۶ یا سنہ ۲۱۵ میں انتقال کیا اور جب سنہ ۲۱۱ میں جنگ ختم
ہوئی تو سسلی کی تمام بستیاں مختلف شرائط پر (Ceciae) ہوگئیں سنہ ۲۰۱ کی
صلح سے قرطاجنہ کو نہ صرف تاوان ادا کرنا پڑا اور اپنے مقبوضات روما کو حوالے
کرنے پڑے بلکہ اسکی خارجی حکمت عملی بھی روما کی مرضی پر منحصر ہوگئی اور اطالیہ
اور سسلی کے یونانی شہروں کی طرح اس پر بحری امدادی فوج بھیجنا لازم ہوگیا
اس طور پر اس کی حیثیت ایک حلیف (Socia) کی ہوگئی اس کے بعد فلپ شاہ
مقدونیہ کا معاملہ ہے اس کے ساتھ بھی Foedus کے ذریعہ
سے سنہ ۱۹۶ میں صلح ہوئی مگر حسب قاعدہ وہ روما (Socius amicusque)
(حلیف دوست) صلح نامہ کے مرتب ہونے کے بعد رومی کمشنر نے اسے

[1] یہ لوگ سوکی ای ای محض نام کے تھے۔ اگر ان کے ساتھ اتحاد ہوا تھا تو بھی وہ نہ تو رومی
فوج کے لئے امدادی فوجیں بھیجتے تھے نہ انھیں سپہ گری کی ترغیب دی جاتی تھی۔
یہ لوگ بوقت ضرورت جہاز، ملاح اور بلی مار مہیا کرتے تھے۔ سسلی کی صرف چند
بستیوں کے ساتھ اتحاد ہوا تھا۔ عملاً روما بوقت ضرورت مقامی فوجیں تیار کراسکتا تھا
اسکے علاوہ سسلی میں محصول عشر وصول کیا جاتا تھا جسکی اطالیہ میں کوئی نظیر نہ تھی یہ لوگ
Socii صرف مروت کے لحاظ سے کہے جاتے تھے ورنہ ان کی حیثیت رعایا کی تھی۔ ہولم
(تاریخ سسلی سوم ۳۶۳ تا ۳۶۵) نے اس مضمون پر خوب بحث کی ہے مسانا ٹارو سے میم وغیرہ
کے اتحادیوں کے لئے دیکھو سسرو (In verr) دوم ۵ / ۴۹)

مشورہ دیا کہ حلیف بنائے جانے کے لئے درخواست کرے ورنہ یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ روما سے بدلا لینے کے لئے انٹیوکس کے آنے کا منتظر ہے۔ درخواست کرنے پر اسے حلیف اور دوست تسلیم کر لیا گیا۔ مگر دوست بن جانے پر اسے معلوم ہوا کہ شاہ شام کے مقابلہ میں اسے روما کی مدد کرنی ہوگی اور بار بار خزرہ امداد بھیجنے پر مجبور ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ پرانے معنوں میں کبھی (Socius) نہیں ہوگا۔ لیوی ۳۲، ۳۰، ۶ پر وی سین بورن کے حاشیہ ہے مس بتھائی کے قول کی تصدیق ہوتی ہے مگر انھوں نے اس حاشیہ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ ان چند منتخب معاملات سے روما کے طرز عمل میں نہایت اہم تغیر ہوا رومیوں میں ضابطہ کی پابندی اور تعبیر لفظی کا مادہ اب بھی باقی تھا (دیکھو لیوی ۳۶) جس سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی تھیں۔ روما کا طرز عمل نہایت پیچیدہ تھا مگر اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ وہ بالطبع جھگڑالو تھے نہ یہ کہ وہ قصداً بین الاقوامی معاملات میں بے ایمانی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے ہمیشہ اپنی زبردست قوت سے کام لیا اور یونان اور ایشیا میں سنہ سے ۱۶۸ ق م تک جتنی لڑائیاں ہوئیں سب کی غایت یہی تھی کہ وہ اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتا تھا۔ باب ہائے مابعد میں اس نوٹ کا حوالہ دیا جائیگا۔

مس متھائی نے ایک مضمون کلاسیکل کوارٹرلی، جلد دوم میں لکھا ہے جسمیں انھوں نے بتایا ہے کہ بین الاقوامی اخلاق کے قدیم نظاموں میں ثالثی اور وساطت کو کس درجہ تک دخل تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کا طرز عمل مذہبی اور قانونی ضابطوں پر مبنی تھا۔

احساس تناسب کا شمار کر سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہر قوم جن سے انھیں سابقہ پڑا ان کی مداح تھی۔ سکندر میں تالیف قلوب کا خاص مادہ تھا، اسکی فتوحات کے ضمن میں یونانی اثرات مشرق میں پہونچ گئے، یونانی شہر قائم ہو گئے اور گو مشرق کے دور دراز صوبے خاندان سلوقی کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ مگر یونانی اثر زائل نہیں ہوا۔ باختر کے بادشاہ اب بھی خوبصورت سکے ڈھالتے تھے، سنگ تراشی کا رواج ہندووں میں باقی تھا، پارتھیا کے بادشاہ اپنے آپ کو فخریہ "یونانی نواز" کہتے تھے اور یونانی شہر ان کی حکومت میں عرصہ تک باقی تھے ان میں سے سلوقیا تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ بطلیموسی اور سلوقی درباروں میں یونانی رنگ غالب تھا گو مشرق کا اثر دونوں پر چھاتا جاتا تھا۔ مغربی ایشیائے کوچک اور بحیرۂ ایجین میں تو یونانی عرصہ سے آباد تھے۔

(۴۲۳) یونانیت کے متعلق سب سے اہم یہ سوال ہے کہ جن حکومتوں پر اس کا اثر سب سے زیادہ تھا ان میں حقیقی قوت کیوں نہ تھی اور روما کے ہاتھ لگاتے ہی عالم یونانی کا شیرازہ کیوں بکھر گیا۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ فوجی حکومتوں نے اہل مشرق کے جذبات قومی کو مٹا دیا تھا اور ان حکومتوں نے جو یونانیت جاری کی وہ جذبات قومی کا نعم البدل نہ ہو سکتی تھی یونانیوں کی اخلاقی کمزوریوں نے ان کی شہری سلطنتوں کو ان کے عروج کے زمانے ہی میں تباہ کر دیا تھا یونان کے قدیم ادبیات میں دانشمندانہ اصول اور تنبیہوں کا ایک خزانہ ہے، یونانیوں کو خوب معلوم تھا کہ قوت اتحاد سے پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ باہمی نزاعوں سے سلطنتیں کمزور ہوتی ہیں۔ اعتدال پسندی کی خوبیوں سے بھی وہ خوب واقف تھے مگر باوجود اس علم و دانش کے انھوں نے کبھی عملاً اعتدال اختیار نہ کیا۔ یونانی زبان کے مایۂ ناز ادبیات سے بھی سبق حاصل ہوتا ہے کہ غرور زوال کا باعث ہوتا ہے مگر خود یونانیت نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور ان کی سیاسی زندگی کا اصل رنگ یہ تھا کہ اصول اور عمل میں بعد المشرقین تھا۔ اس صورت میں

کسی شخص کو دوسرے پر اعتماد نہ ہوسکتا تھا اور پالی بیس کا بیان ہے کہ آخری زمانہ میں حالت اور بھی بری ہوگئی تھی۔ سکندر کی فتوحات کے ضمن میں جب مشرقی ممالک میں یونانیت کی اشاعت ہوئی تو اس میں ایک غیر مستحسن عنصر بھی شامل ہوگیا یعنی سکندر کی جانشین سلطنتوں کے درباروں میں اعلیٰ درجہ کے یونانیوں کی مانگ نہ تھی جو پیرکلیس، سقراط، تھراسی بولس یا ٹیمولین کے جانشین ہو سکتے تھے بلکہ عیار اور بد قماش لوگوں کی جو تھیمس ٹاک لیس اور لیسینڈر ایسے لوگوں کے کان کاٹ سکتے تھے۔ مطلق العنان حکام سچائی پر خوشامد کو ترجیح دیتے تھے اس لئے ماحول کے لحاظ سے یونانی قسمت آزماؤں کے بدترین خصائل پختہ ہو جاتے تھے اس طور پر شہر ہائے مشرقی یونانیوں کی ایک دوغلی نسل وجود میں آگئی جس میں ادنیٰ قسم کی قابلیت کے ساتھ ساتھ دونوں نسلوں کے مذموم خصائل موجود تھے۔ ان لوگوں کا پھر آگے بھی ذکر آئیگا۔ رومیوں کے اخلاق کو بھی انھیں نے تباہ کیا اور بے ایمانی کے بیج بوئے۔ اس موقع پر صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ان کا وجود مشرق اور خصوصاً سلطنت سلوقی کے لئے ضعف کا باعث تھا۔

روما اور یونانی مشرقی ممالک

(۴۲۴) روما میں بھی یونانیت کا چرچا شروع ہوگیا تھا۔ بہت سے سربرآوردہ اشخاص جن میں سی پیو افریکانس اور اس کے احباب شامل تھے یونانی ادبیات کے دلدادہ تھے اور یونانی اہل کمال کی صحبت سے حظ اُٹھاتے تھے ٹیٹس کوئنک ٹیس فلامی نیس جس نے جنگ ہینی بالی میں مارکے لس کے تحت میں خدمات انجام دی تھیں اور دوسرے نوجوان بھی یونانیت کے زبردست اثر میں آگئے تھے۔ یہ پلاٹس اور اسے نیس کا زمانہ تھا جنھوں نے یونانی تخیلات سے اہل روما کو روشناس کیا مگر سینیٹ ان معاملات کو سمجھنے سے قاصر تھی اس لئے اسنے یکے بعد دیگرے متعدد غلطیاں کیں۔ روما میں یونان کے بہی خواہوں کی ایک جماعت تھی جو یونان کو شاہ مقدونیہ کے پنجے سے چھڑانا چاہتی تھی

اور جیسے امید تھی کہ اگر یونان آزاد ہو جائے تو اس کا احیا ممکن ہے۔ مگر یہ ایک امید موہوم تھی کیونکہ اگر کوئی سیاسی قوت عالم یونانی کا احیا عمل میں لا سکتی تھی تو وہ گزشتہ دو صد سالہ جنگ وجدال میں زائل ہو چکی تھی۔ لیکن بالآخر روما کو یونان اور مشرق کے پیچیدہ معاملات میں مداخلت کرنی پڑی اور ایسے اتفاقات پیش آئے کہ ان معاملات سے وہ پھر عہدہ برا ہو سکا یہاں تک کہ تمام عالم یونانی میں اس کا تفوق قائم ہو گیا۔

یونانی تخیلات کا اثر روما کے تمدن پر

(۴۲۵) یونان کے معاملات میں روما کا دخل دنیا روما کی تاریخ میں ایک اہم منزل ہے کیونکہ مشرق پر روما کا جو اثر پڑا اس سے کچھ کم وہ اثر نہ تھا جو مشرق کا اس پر پڑا ان جدید اثرات پر جن سے آدمی رفتہ رفتہ متاثر ہوئے اگر ہم نظر غائر ڈالیں تو زمانۂ مابعد کے بیشتر واقعات کی توضیح ہو سکیگی۔ پہلے ہم جدید رجحانات کا ذکر کرنے کے بجائے ان رجحانوں کا ذکر کرینگے جن کو اثرات مذکور سے تقویت ہوئی مثلاً روما کی سفارتی کارروائیاں دوراندیشی اور حیالا کی پر مبنی تھیں حیل لفظی کی طرف خاص رجحان تھا اور کسی چیز کو حاصل کرنے میں انھیں مطلق پروا نہ ہوتی کہ کن ذرائع سے وہ کام لیتے ہیں۔ عالم یونانی سے جب انھیں سابقہ پڑا تو ان کی سفارتی کارروائیوں کی یہ خصوصیات باقی رہیں۔ مگر ان میں بے ایمانی کا عنصر بڑھ گیا۔ روپے کے معاملہ میں رومی ہمیشہ سے حریص اور طماع تھے اپنے قانونی حقوق پر اصرار کرتے مگر ان سے تجاوز نہ کرتے، ایمانداری اور افلاس پر انکو ناز تھا۔ پچاس سال تک مشرق کی دولت سے متمتع ہونے کے بعد بھی رومی یونانیوں سے زیادہ ایماندار تھے اور اس کی پالی بیس نے تصدیق کی ہے لیکن انحطاط کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور جمہوریہ کے اواخر میں تو دولت کی پرستش ہونے لگی جو اس کے زوال کا باعث ہوئی۔ روما کے تحت میں اب کئی مفتوحہ صوبے تھے اور سسلی میں اس نے تحصیل محاصل کا ایک طریقہ جاری کیا جو اس کے پیش رو حکمرانوں کے طرز پر تھا۔ ایشیا کی حکومتوں سے اس نے رعایا سے خراج وصول کرنے کے طریقے سیکھے بطلیموسیوں کی مثال بھی اس کے پیش نظر تھی جو سکندریہ میں

بیٹھکر دریائے نیل کی زرخیزی کا خراج وصول کرتے تھے۔

(۴۲۶) مشرق کے اکثر ممالک میں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ رومیوں کو جب مشرقی ممالک سے سابقہ پڑا تو وہ حکومت شاہی کے طریقے سے بھی آشنا ہوگئے۔ مگر یہ اثر جمہوریۂ روما کے حق میں اچھا نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ حکومت شاہی کی کمزوریوں کو دیکھکر رومی حکومت شاہی یا کم از کم بادشاہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ لیکن میرا خیال ہے اکہ رومیوں کو خاندان ٹارکون کے اخراج کے بعد سے جو نفرت حکومت شاہی سے تھی وہ کم ہوگئی۔ حکومت شاہی سے تنفر کی روایات اب اس عہد تک باقی تھیں۔ مگر اب بے معنی تھیں اور ان سے امرا کی جماعت جو شخصی عروج کی مخالف تھی، اپنا کام نکال رہی تھی۔ رومیوں کے مذہبی عقائد اور اخلاق پر یونانی تخیل کا اثر عاجلانہ اور مستقل ہوا۔ اطالیہ کے قدیم مذہب میں متعدد غیر متیقن دیوتاؤں کی پرستش شامل تھی اور اس کی رسوم معین تھیں یہ مذہب اس وقت تک اطالیہ کے فاتحوں کے لئے کافی ثابت ہوا تھا اور انھوں نے جدید دیوتاؤں کے طریقہ ہائے پرستش کو اس میں شامل کرلیا تھا لیکن حالیہ جنگ میں رومیوں نے سمندر پار سے نئے دیوتا بلائے تھے۔ اور یہ طریقہ اب تک جاری تھا۔ اخلاق میں آبائی رواج Mos malorum کا تتبع احسن خیال کیا جاتا تھا۔ رومی اگر کوئی کام کرتا یا اس کے کرنے سے احتراز کرتا تو اس کی وجہ یہ نہ ہوتی کہ غور و فکر کے بعد اسے بھلا یا برا خیال کرتا بلکہ اپنے آبا کے طرز عمل کا تتبع کرتا جو اس کے خمیر میں داخل تھا۔ رومی بالطبع صاحب عمل تھے نہ صاحب فکر اس لئے یہ طریقہ ان کے مناسب حال تھا لیکن یونانی تشکیک نے اس کا خاتمہ کردیا۔ مگر یونانی نظام ہائے فلسفہ قدیم مذہب یا اخلاق کا نعم البدل نہ ہوسکتے تھے افلاطون اور اس کے پیرو کسی قطعی نتیجہ تک نہ پہونچ سکے تھے اور تشکیک اور لاادریت سے رومیوں کی ضروریات پوری نہ ہوسکتی تھیں۔ فلاسفہ مشائین نے مختلف خاص مضامین کے متعلق تحقیقات کی تھی جن سے علم میں اضافہ ہوا مگر ان کا

فلسفہ بھی رومیوں کے مرض کی دوا نہ ہوسکتا تھا۔

ابی قوریت اور رواقیت

(۲۷۴) فی الحقیقت رومیوں کو عصبیت کی ضرورت تھی یعنی ایک ایسے فلسفۂ حیات کی جس پر حیات و ممات کا دارو مدار ہوتا مسئلۂ حل طلب یہ تھا کہ یا تو اس قسم کا فلسفہ غیر ضروری ثابت کیا جائے یا وجود میں لایا جائے ابی قور کے نظام فلسفہ میں یہ غیر ضروری خیال کیا گیا تھا اوران کا عمل مسئلۂ انقیاد پر تھا اُن کا یہ خیال تھا کہ انسان کو چاہیئے کہ حالات زمانہ پر قانع رہے اور اپنے آرام و انبساط کے لحاظ سے ان سے نفع اُٹھائے انسان کو چاہیئے کہ ہیجان دماغی سے حد درجہ احتراز کرے اور اوہام پرستی کا رخ نہ کرے۔ دیوتا اپنی حالت پر مطمئن ہیں اور کسی قسم کی پریشانی کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن یہ کیفیت مجہول رومیوں کے لئے نہایت خطرناک تھی جو ایک زبردست شہنشاہی جمہوریہ کے شہری تھے جسکی بنا سرگرمی، استقلال اور حب وطن پر تھی۔ اس کے علاوہ روما کے معمولی اشخاص ' لذت' کو ان عقلی معنوں میں نہیں لے سکتے تھے جو ایتھنز کے فلاسفہ کے ذہنوں میں تھے رواقیین کا عقیدہ اس کے خلاف تھا ان کا عقیدہ تھا کہ ایک ہستی خداوندی ہے اور عوام کے مذہبوں کے دیوتا اس کے ظواہر ہیں سب کچھ خدا ہے اور خدا سب کچھ ہے وہی روح کلی ہے، روح انسانی روح کلی کا ایک جزو ہے اس لئے اس میں بھی شان الوہیت ہے۔ تمام اشیا قانون کلی کے تحت میں ہیں اور حقیقی ماہیت اشیا یہی ہے کہ انسان اس قانون کلی کا پابند رہے یہی حقیقی فریضۂ انسانی ہے، کمال انسانی اسی فریضہ کی پوری پابندی ہے اور یہ کمال صرف عقلاً حاصل کرسکتے ہیں اس میں صرف ایک دقت باقی رہتی ہے یعنی انسان کس وقت اس معراج کمال پر پہونچتا ہے اس کو حل کرنے کے لئے ایقان کے مسئلہ سے مدد لی گئی ہے جو پوری مذہبی عقائد کے مشابہ ہے، مرد عاقل 'کو خود اپنے کمال کا یقین ہوتا ہے۔ رواقیوں کے نظام میں تمام دارومدار ضمیر انسانی پر ہے یعنی فاعل کی حیثیت سب کچھ ہے اور نفس فعل کا اچھا یا بُرا ہونا کوئی حقیقت نہیں

رکھتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رواقیت کے اصول ایسے تھے جن کا امتزاج روما کے اخلاقی اصول سے بہ آسانی ہوسکتا تھا۔ اس کے دو اصول مثلاً فرائض کا حقیقی احساس اور مسرت کے لئے ذاتی عظمت کا ضروری ہونا ایسے تھے جن پر فابری کیس کو بھی اعتراض نہ ہوگا گو وہ انھیں غیر ضروری خیال کرتا ہوگا۔ رواقیوں کو استیعاد کا شوق تھا جس سے ان کی تعلیم میں مباحث کو دخل ہوگیا تھا مگر اسکی وجہ سے اس کے روما میں جاری ہونے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور روما کے طبقۂ وکلا میں تو اسے بہت فروغ ہوا۔ رواقیت سے ابوقوریت کی طرح افراد کی شخصی ضروریات پوری ہوتی تھیں اور رواقیت سے ایک نفع یہ تھا کہ اس کا پیرو دنیا کے معاملات سے علیحدہ نہ ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ اس کا اثر صرف چند منتخب افراد پر تھا مگر روما کی حکمراں جماعت کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی اور اس مذہب کے پیرو دل کا اثر ان کی تعداد سے بہت زیادہ تھا۔

میرا خیال ہے کہ روما کی مشرقی پیش قدمی کے ضمن میں یہ مباحث بے موقع نہیں ہیں اور ایسے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے معذرت کی ضرورت نہیں ہے جو آیندہ واقعات کے متعلق ہیں۔ آیندہ نصف صدی کی جنگوں کے سلسلہ میں ان خیالات کا اظہار نہ ہوسکتا تھا۔ ان لڑائیوں سے صرف دو امور ظاہر ہوتے ہیں یعنی روما کی مملکت کی توسیع اور اس کے ساتھ ساتھ روما کے تمدن کا انحطاط،

حلیف اور دوست

(۴۲۸) اس نوٹ کے لکھنے کے بعد مس منتھائی کا ایک مضمون کلاسیکل ریویو جلد اول میں شائع ہوا ہے جس سے دوسری فینقی جنگ کے بعد روما نے جو اتحاد کئے ہیں ان پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ جن نتائج کو وہ پہونچی ہیں ان کا خلاصہ میں نے اغراض کے لحاظ سے سطور ذیل میں کردیا ہے۔

اطالیہ کے حلیفوں (Socii) کی حیثیت صلح ناموں کے ذریعہ سے قائم تھی اور تفصیلی امور میں مختلف تھی مگر دو امور مشترک تھے یعنی (الف)

تعلق دوامی تھا اور (ب) جس سلطنت کا تعلق اس طور پر روما کے ساتھ صلح نامہ (Foedus) کے ذریعہ سے ہوتا اس کا فرض تھا کہ ہر سال ایک مقررہ تعداد میں امدادی فوج مہیا کرے۔جانبین کے لئے غیر جانب داری ناممکن تھی۔ روما اور ہر ایک حلیف کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں لیکن حلیفوں کی امدادی فوجیں رومی سپہ سالاروں کے تحت میں ہوتیں اور ان سے معارضانہ جنگوں میں بھی کام لیا جا سکتا۔ یہ مستقل اتحاد (Foedera) اطالیہ کے قدیم بین الاقوامی قانون (Ius fetiale) کے تحت میں وجود میں آئے تھے مگر یہ پر پیچ نظام قانونی اطالیہ کے باہر مفید ثابت نہ ہوا اور پرہنیس کی جنگ کے بعد متروک ہوگیا۔

روما اور ممالک مشرقی سے جب روما کو سابقہ پڑا تو اسے معلوم ہوا کہ وہاں اتحاد کی بنا جداگانہ ہے اور مستقل اتحاد اور سالانہ امدادی فوجیں آزادی کے منافی خیال کی جاتی ہیں جو دراصل صحیح تھا۔ یونان میں یہ رواج تھا کہ (الف) متعین اغراض کے لئے عارضی اتحاد ہوا کرتے اور (ب) دوستانہ یعنی سفارتی تعلقات سلطنتوں کے درمیان ہوتے۔ غیر جانب داری کا بھی پورا لحاظ رکھا جاتا۔ روما کو فتوحات کا ابھی تک خیال نہ تھا اس لئے وہ مشرقی یونان کے دوستوں کو مستقل اتحاد پر مجبور نہ کر سکتا جو ما تحتی کے مساوی تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور وسعت دینے کے لئے ضروری تھا کہ وہ یونانی خیالات کو قبول کرے اور اس پر ایک جدید بین الاقوامی نظام کی بنا ڈالے۔

اس کے لئے اس نے دوستی (Amicitia) کے مسلمہ طریقہ کو بلا پس و پیش اختیار کیا جسکا آغاز اس سے پہلے ہی سے ہو چکا تھا بطلیموسیوں سے دوستی ۲۷۳ ق۔م سے قائم تھی اور روڈز سے اس سے پہلے یعنی ۳۰۶ ق۔م سے روما اور اس کے دوستوں (Amici) کے تعلقات غالباً حسب ذیل تھے۔کوئی فریق دوسرے کی مدد کرنے پر مجبور نہ تھا۔ یعنی دوستی کے قائم رہنے تک جنگ کے زمانہ میں غیر جانب داری لازمی

تھی اور اس کے باضابطہ اعلان کی ضرورت نہ تھی لیکن فریقین میں سے کوئی دوسرے کی مدد کرسکتا اور امداد کی مقدار اور میعاد باہمی تصفیہ سے طے ہوسکتی تھی امدادی فوج اپنے عہدہ دار کے تحت میں ہوتی نہ کہ رومی سپہ سالار کے، سوائے ان صورتوں کے جب کہ کوئی خاص معاہدہ ہوتا۔ اسکے علاوہ جب دوست کسی جنگ میں شریک ہوتے تو ان کا یہ حق ہوتا کہ جب دشمن سے صلح کا نامہ و پیام ہو تو اسمیں بھی شریک رہیں۔

روما کے دوستوں میں بعض حلیف (Foederati) تھے اور بعض نہ تھے اتحاد (Foedus) کو فریقین میں سے کوئی ختم نہ کرسکتا تھا۔ دوستی Amicitia اور اتحاد (Foedus) کے تعلقات ساتھ ساتھ ہو سکتے تھے مگر یہ ضروری نہ تھا کہ دوستی اتحاد سے پیدا ہو، اگر دونوں تعلقات منقطع ہوجاتے تو دوستی بغیر اتحاد کے قائم ہوسکتی۔ جہاں یہ دونوں تعلقات موجود ہوتے تو Foedus کے ذریعہ سے فریقین کے تعلقات کے خاص امور کا یقین ہوتا مثلاً کسی جنگ کے بعد امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ جن کا اثر شرائط کے پورے ہونے کے بعد زائل ہوجاتا۔ دوستوں کے ساتھ جو معاہدے ہوتے ان میں کوئی فقرہ ایسا نہ ہوتا جسکی رو سے وہ سالانہ امدادی فوجیں بھیجنے پر مجبور ہوتے۔ زمانہ مابعد کے مورخین مثلاً لیوی کی عبارت جامع و مانع نہیں ہے۔ لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (Amici) اور (Socii) کے باہمی اختلاف کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ اختلاف فوجی حیثیت کا تھا اور اس کا اطلاق (Amici) پر ہوتا تھا خواہ روما سے اس کا معاہدہ ہوا ہو یا نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ کم درجہ سلطنتوں کا کسی دولت عظمیٰ کی امداد پر تیار رہنے سے بالآخر اسی دولت کو نفع ہوگا۔ چھوٹی سلطنتوں پر باہم کی مدد کرنا لازمی تھا ورنہ (الف) وہ ان کی مدد نہ کرتی اور (ب) انھیں حسد کی نگاہ سے دیکھتی۔ بالآخر یہی ہوا کیونکہ روما اپنے حلیفوں کی غیر جانب داری کو ناپسند کرتا تھا۔ ۱۹۲ ق۔م میں اکائیوں کی حالت سے ظاہر ہے کہ آزاد دوست کس طرح محکوم حلیف ہوگئے۔ ۱۷۱ تا ۱۶۸ میں پرگامم اور رہوڈز کی جو حالت

تھی اس سے ظاہر ہے کہ دوستی کا تعلق کس طرح محکومیت کے تعلق سے مبدل ہوگیا زمانۂ ما بعد کی دوستیاں سابقہ اتحادوں کے مساوی ہیں کیونکہ انکے ذریعہ سے دوستوں کا تعلق روما سے مدافعانہ اتحاد کا ہوگیا - روما کی خارجی حکمت عملی کا یہ کایا پلٹ جس سے (Societas) کا تعلق (Amicitia) سے مبدل ہوگیا، دوسری فنیقی جنگ کے بعد ہوا۔ سسلی میں قرطاجنہ کے مقبوضات جب روما کے قبضہ میں ۲۴۱ق-م میں آئے تو وہاں کے لوگ Socii[۱] ہو گئے ہیروشاہ سیراکیوز (Amicus) تھا اور اس نے روما کی امداد اپنی مرضی سے کی تھی۔ اس نے ۲۱۶ یا ۲۱۵ میں انتقال کیا اور جب ۲۱۰ میں جنگ ختم ہوئی تو سسلی کی تمام بستیاں مختلف شرائط پر (Ceciae) ہوگئیں ۲۰۱ کی صلح سے قرطاجنہ کو نہ صرف تاوان ادا کرنا پڑا اور اپنے مقبوضات روما کو حوالے کرنے پڑے بلکہ اسکی خارجی حکمت عملی بھی روما کی مرضی پر منحصر ہوگئی اور اطالیہ اور سسلی کے یونانی شہروں کی طرح اس پر بحری امدادی فوج بھیجنا لازم ہوگیا اس طور پر اس کی حیثیت ایک حلیف (Socia) کی ہوگئی اس کے بعد فلپ شاہ مقدونیہ کا معاملہ ہے اس کے ساتھ بھی Foedus کے ذریعہ سے ۱۹۶ میں صلح ہوئی مگر حسب قاعدہ وہ روما (Socius amicusque) (حلیف دوست) صلح نامہ کے مرتب ہونے کے بعد رومی کمشنر نے اسے

---

[۱] یہ لوگ سوکی ای ای محض نام کے تھے - اگر ان کے ساتھ اتحاد ہوا تھا تو بھی وہ نہ تو رومی فوج کے لئے امدادی فوجیں بھیجتے تھے نہ انھیں سپہ گری کی ترغیب دی جاتی تھی - یہ لوگ بوقت ضرورت جہاز، ملاح اور بلی مار مہیا کرتے تھے۔ سسلی کی صرف چند بستیوں کے ساتھ اتحاد ہوا تھا - عملاً روما بوقت ضرورت مقامی فوجیں تیار کراسکتا تھا اسکے علاوہ سسلی میں محصول عشر وصول کیا جاتا تھا جسکی اطالیہ میں کوئی نظیر نہ تھی یہ لوگ Socii صرف مروت کے لحاظ سے کہے جاتے تھے ورنہ ان کی حیثیت رعایا کی تھی - ہولم (تاریخ سسلی سوم ۳۶۳ تا ۳۶۵) نے اس مضمون پر خوب بحث کی ہے مسانا، ٹاروے نیم وغیرہ کے اتحادیوں کے لئے دیکھو سسرو (In verr) (دوم ۵ ۴۹)

مشورہ دیا کہ حلیف بنائے جانے کے لئے درخواست کرے ورنہ یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ روما سے بدلا لینے کے لئے انٹیوکس کے آنے کا منتظر ہے۔ درخواست کرنے پر اسے حلیف اور دوست تسلیم کر لیا گیا۔ مگر دوست بن جانے پر اسے معلوم ہوا کہ شاہ شام کے مقابلہ میں اسے روما کی مدد کرنی ہوگی اور بالآخر وہ امداد بھیجنے پر مجبور ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ پرانے معنوں میں کبھی (Socius) نہیں ہوگا۔ لیوی ۳۳، ۳۰، ۶ پر وی سین بورن کے حاشیہ سے مس تھالی کے قول کی تصدیق ہوتی ہے مگر انھوں نے اس حاشیہ کا حوالہ نہیں دیا ہے' الخ چند منتخب معاملات سے روما کے طرز عمل میں نہایت اہم تغیر ہوا رومیوں میں ضابطہ کی پابندی اور تعبیر لفظی کا مادہ اب بھی باقی تھا (دیکھو لیوی ۳۶) جس سے غلط فہمیاں پیدا ہوئی تھیں۔ روما کا طرز عمل نہایت پیچیدا رتھا مگر اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ وہ بالطبع جھگڑالو تھے نہ یہ کہ وہ قصداً بین الاقوامی معاملات میں بے ایمانی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے ہمیشہ اپنی زبردست قوت سے کام لیا اور یونان اور ایشیا میں سنہ ۲۰۰ سے سنہ ۱۶۸ ق م تک جتنی لڑائیاں ہوئیں سب کی غایت یہی تھی کہ وہ اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتا تھا۔ باب ۱۰ میں اس نوٹ کا حوالہ دیا جائیگا۔

مس مینتھالی نے ایک مضمون کلاسیکل کوارٹرلی' جلد دوم میں لکھا ہے جسمیں انھوں نے بتایا ہے کہ بین الاقوامی اخلاق کے قدیم نظاموں میں ثالثی اور وساطت کو کس درجہ تک دخل تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کا طرز عمل مذہبی اور قانونی ضابطوں پر مبنی تھا۔

باب بست وہشتم

دوسری مقدونی جنگ اور اوس کے نتائج

سنہ ۲۰۰ تا سنہ ۱۹۶ ق۔م[1]

(۴۲۹) ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۲۰۵ ق۔م میں فلپ شاہ مقدونیہ نے روما اور اہل ایٹولیا سے صلح کر لی تھی۔ اس نے نہ تو ہینی بال کی مدد کی تھی اور نہ ہینی بال اس کی مدد کر سکتا تھا۔ اس لیے اس نے فی الحال روما سے جنگ کا خیال ترک کر دیا جس کی قوت سے وہ خائف ہو گیا تھا یونان کے متعلق اس کے جو منصوبے تھے وہ بھی اسی صورت میں بارآور ہو سکتے تھے کہ وہ کسی دوسرے ملک میں فتوحات حاصل کر کے اپنی قوت اور ذرائع کو بڑھا سکتا اس کی ہوس بڑھتی جاتی تھی اور بدخواہ مشیروں کے اثر اور مطلق العنانی کی وجہ سے اس کا مزاج بھی بگڑ گیا تھا۔ تخت نشین ہو کر اسے پندرہ سال ہو چکے تھے اور وہ کئی لڑائیوں میں شریک رہ چکا تھا جن میں سے بعض میں اس نے اہلیت اور سرگرمی کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن ان کوششوں سے کوئی خاص نفع نہیں ہوا اور اس کا طرز عمل ایسا تھا کہ اکثر یونانی اسے خوف اور شبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے سنہ ۲۰۵ میں بطلیموس چہارم شاہ مصر نے انتقال کیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوا جو محض کم عمر تھا سکندریہ کے نااہل درباریوں کو اب موقع تھا کہ کم سن بادشاہ کے طویل نابالغی کے زمانہ میں اس کی ذات اور سلطنت کو

---

[1] اس باب کے واقعات کے لیے بہترین ماخذ پالی بیس ۱۵ - ۱۸ مگر اس کے صرف چند اوراق پریشان موجود ہیں لیوی کا تذکرہ (۳۱ - ۴۴) اس بارے میں مکمل ہے اور اس نے اکثر امور میں پالی بیس کا متبع کیا ہے۔ صرف چند اہم امور کے علاوہ دوسرے حوالوں کے دینے کی ضرورت نہیں خیال کی گئی۔

اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کریں اس لئے فلپ اور انٹیوکس شاہ شام نے مصر کی موجودہ کمزوری سے نفع اٹھانے کا تہیہ کرلیا اور ان دونوں شاہی قزاقوں نے ایک ناپاک معاہدہ کرلیا کہ دور افتادہ بطلیموسی مقبوضات کو باہم تقسیم کریں۔ فلپ کو خواہش تھی کہ تھریس اور ایشیائے کوچک کے شہروں اور ان کے عقب کے خطۂ ملک کو قبضہ میں لائے جن میں یونانی تمدن رائج ہوگیا تھا۔ ملحقہ جزائر پر بھی اسکی نظر تھی یعنی وہ چاہتا تھا کہ بحیرۂ یونان کے آس پاس کے علاقوں پر اس کا تسلط ہوجائے۔ انٹیوکس چاہتا تھا کہ نشیبی شام، فنیقیا، اور فلسطین اس کے قبضہ میں آجائیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دراصل یہ منشا تھا کہ جب تک ایک اپنے اغراض حاصل نہ کرے دوسرا مخل نہ ہو، آیندہ اختلافات کے امکان کا دونوں کو خیال تھا اور دونوں کی اغراض ابتدا ہی سے خود غرضی پر مبنی تھیں۔ دونوں بادشاہوں میں سے کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ ان کے منصوبے بغیر روما کی اجازت کے بار آور نہ ہوسکتے تھے اور روما اجازت دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہوسکتا تھا۔ انٹیوکس کا یہ فعل لاعلمی پر محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ روما سے دور تھا اور ۲۰۳ء میں دوسری فینیقی جنگ ختم نہیں ہوئی تھی۔ اسے یہ نہ معلوم ہوگا کہ جنگ میں روما کا پلہ بھاری ہورہا ہے اور اس کے درباریوں نے اسے یہ بھی نہ بتایا ہوگا کہ روما کا اب کوئی مدمقابل نہیں۔ روما بطلیموسیوں کا حلیف تھا مگر اس وقت تک امداد مصر سے آتی تھی اور روما نے مصر کی امداد کبھی نہ کی تھی۔ واقعات کا الجھاؤ تو کچھ ایسا تھا کہ سمجھدار آدمی بھی ان کی رفتار کو بخوبی نہ سمجھ سکتے تھے فلپ اطالیہ کے قریب تھا ہینی بال کے حملے کے حالات سے وہ بخوبی واقف تھا اور روما کی مخالفت کا مزا چکھ چکا تھا۔ اس لئے تعجب ہے کہ اس نے یہ کیوں خیال کیا کہ وہ روما کے حلیفوں پر بغیر روما سے لڑنے کے حملہ کرسکتا ہے، مگر یہ جنگجو بادشاہ کوئی عاقبت اندیش مدبر نہ تھا۔ مجوزہ فتوحات کی تیاری اس نے شدومد سے شروع کردی روما سے جب وہ برسر جنگ تھا تو اس نے ایک بیڑا تیار کرلیا تھا۔ اس بیڑے میں اس نے بہت کچھ اضافہ اور اصلاح کی جس سے اس کے پاس بری فوج کے علاوہ ایک زبردست بحری

فوج بھی ہوگئی۔ اسی اثنا میں بقول لیوی اس نے بے سوچے سمجھے قرطاجنہ کی امداد کے لئے ایک مقدونی فوج بھیجی جو زاما کی شکست میں شریک تھی۔

فلپ کا دعوی اور روما کا جواب

(۴۳۰) فلپ کے منصوبوں کی شہرت سے ایک اتحاد اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ اہل روڈز اور مصر کے درمیان عرصہ سے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ بحری تجارتی راہوں کا کھلا رہنا بھی ان کے مقاصد کے لئے مفید تھا اس لئے وہ ہرگز یہ پسند نہ کرسکتے تھے کہ بحیرۂ یونان اور بحیرۂ اسود کی راہیں ایک حریص بادشاہ کے قبضہ میں آجائیں۔ فلپ کی پیش قدمی سے اٹالس شاہ پرگامم کو بھی نقصان پہونچتا تھا۔ اس کی مخالف اس وقت صرف یہی دو سلطنتیں تھیں اس لئے فلپ نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ خیال کیا۔ اس کے ایک کارپرداز نے روڈز کے اسلحہ خانہ میں آگ لگا دی اور اس نے ہیلیس پانٹ (درۂ دانیال) کے شہروں پر حملہ کرکے بعض پر قبضہ کرلیا اور بعض کو تباہ کردیا پروپونٹس (بحر مارمورا) کے شہر کیئیس کے ساتھ اس نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔ یہ شہر اور اس نواح کے دوسرے شہر اے ٹولی اتحاد سے توسل رکھتے تھے جس سے فلپ سے اس وقت صلح تھی۔ اس کی یہ حرکت تمام اہل یونان کو ناگوار ہوئی اور ایٹولی سخت برافروختہ ہوئے مگر گزشتہ جنگ سے وہ خستہ حال ہوگئے تھے اور ان کے سربرآوردہ افراد نے جو فلپ کے طرفدار تھے انھیں خاموش رکھا۔ اس کے بعد وہ جزیروں کی طرف متوجہ ہوا اور جزائر سائیک لاڈیس میں سے اکثر کو فتح کرکے کیوس اور ساموس پر حملہ کردیا۔ روڈز اور پرگامم کے متحد بیڑوں سے وہ دو لڑائیاں لڑا۔ اور دوسری میں اسے فتح ہوئی پرگامم کے علاقوں کو اس نے تاخت و تاراج کردیا لیکن شہر نہایت مستحکم تھا اس لئے اس کا محاصرہ وہ نہ کرسکا اور اس کے ذرائع بھی اب ختم ہورہے تھے کیریا میں اس نے کچھ فتوحات حاصل کیں مگر رسد کی کمی کی وجہ سے ان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا۔ اور ۲۰۱ء کے اواخر میں ایشیا سے واپس ہوگیا جس سے اسکے دوستوں اور دشمنوں دونوں کو خوشی ہوئی۔ روما کو بھی اب سب مخصموں سے نجات ہوگئی تھی اس لئے وہ بھی فلپ کے دشمنوں کے ساتھ

شریک ہوسکتا تھا۔ ۲۰۱ء کے موسم سرما میں ایک کانگریس ایتھنز میں ہوئی جس میں اٹالس بذات خود شریک تھا اور روڈز سے ایک وفد آیا تھا۔ روما سے بھی ایک سفارت آئی تھی جس کے ارکان کو حکم تھا کہ فلپ اور غیر جانبدار سلطنتوں کو متنبہ کردیں کہ روما کے حلیفوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اس سے ظاہر تھا کہ رومی جنگ کے شروع ہونے کو ناپسند کرتے تھے ایتھنز بھی اتحاد میں شریک ہوگیا تھا۔ فلپ کے ایک سپہ سالار نے ایٹی کا پر حملہ کردیا مگر رومیوں کے متنبہ کرنے پر واپس ہوگیا۔ رومیوں نے اس کے بعد اکائی اور ایٹولی اتحاد اور اہل ایپائرس اور شمال کی دوسری بستیوں کو اپنے پیام سے مطلع کرنے کے بعد مشرق کا رخ کیا تاکہ اپنے مصری حلیف کو انٹیوکس کی دست درازیوں سے بچانے کی فکر کریں۔ فلپ تو اب ان خطروں سے آگاہ ہوگیا ہوگا۔ مگر اس کی ہمت بلند تھی اور رومیوں کے احتجاج کے بلالحاظ اس نے اپنی کارروائیوں کو جاری رکھا۔ جنوب میں اس نے جو مقامات فتح کئے تھے ان پر اہل روڈز اور اٹالس نے پھر قبضہ کرلیا مگر تھریس اور وردۂ دانیال کے شہروں پر اس کا قبضہ بحال رہا ابی ڈوسن کے باشندوں نے سخت مقاومت کی مگر آخر کار مجبور ہوگئے اور غلامی سے بچنے کے لئے ان میں سے اکثر نے اپنا کام تمام کردیا۔ روما سے ایک سفیر اسی اثنا میں آیا اور اس سے ان حرکات سے باز آنے کی درخواست کی مگر اس نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ اب در اصل مراعات کا وقت نہ تھا اور جب تک کہ وہ بالکل مجبور نہ ہوجاتا اپنی کارروائیوں سے باز نہ آسکتا تھا۔

(۴۳۱) روما کی سینیٹ جنگ کے لئے تیار تھی مگر قوم جنگ سے عاجز آگئی تھی۔ ۲۰۰ء کے کانسلوں میں سے ایک مسمی پ۔ سلپی کیس گالبا نے مجلس عامہ سے فلپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرانا چاہا مگر سنتوریوں نے بہ کثرت آرا اس کی تحریک کو رد کردیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد اس نے مجلس عامہ کا جلسہ پھر منعقد کیا اور منظوری حاصل کرلی۔ لیوی نے اس کانسل کی تقریر کا جو خلاصہ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس نے مجلس مذکور کے سامنے

یہ معما پیش کیا کہ یا تو تم بیرون ملک میں جنگ کا سلسلہ جاری رکھو یا خود اطالیہ میں لڑو ممکن ہے کہ اس کا یہ خیال صحیح ہو اس سے سال کے فوجی انتظامات میں روما کے اہل الرائے یہ چال چلے کہ گال، بروٹیم، سسلی سارڈی نیا کی محافظ فوجوں کے لئے جو سپاہی درکار تھے وہ سب اطالیہ کے حلفا سے طلب کئے گئے مام سین کا خیال ہے کہ یہ کارروائی روما کے شہریوں کے تالیف قلوب کے لئے کی گئی تھی اور غالباً اسی کی وجہ سے مجلس عامہ نے اپنی سابقہ رائے کو بدل دیا تھا۔ پرانے لیجن توڑ دئے گئے اور نئے لیجن بھرتی کئے گئے۔ انکی تعداد چھ تھی کہ جن میں سے صرف دو مقدونیہ کی جنگ کے لئے تھے اور ان کی تائید کے لئے نبرد آزما سپاہیوں کی ایک فوج تھی جو بطور رضا کار شریک ہو گئے تھے جنگ چونکہ یونانی ممالک میں ہونے والی تھی۔ اسلئے سینیٹ نے یونانی حلیفوں کے حاصل کرنے کی ہر گونہ تدبیر کی اور ان حلیفوں سے پورے طور سے کام لینے کا مقصد کرلیا یہ وہی طرز عمل تھا جس نے اطالیہ کو روما کے زیر نگین کر دیا۔ روما کی شرکت کی وجہ سے فلپ کے دشمنوں کو تقویت ہوگئی اور ان کے اتحاد کے ارکان کی تعداد کے بڑھنے سے ان کی قوت میں کوئی کمی نہ ہوسکتی تھی۔

بے سود لڑائیاں

(۴۳۲) مگر ایک عرصہ تک روما کی مداخلت سے کوئی قطعی نتیجہ برآمد نہ ہوا گالبا[1] ۲۰۰ سنہ میں اور پ۔ ڈی لیس ۱۹۹ سنہ میں الیریا کے پہاڑوں میں فلپ سے برسر جنگ تھے اور گالبا نے فلپ کو تھسلی کی طرف پسپا ہونے پر مجبور بھی کیا اسی عرصہ میں مقدونیہ پر چند شمالی قبیلوں نے حملہ کر دیا اور ملنے ٹولی بھی بہت کچھ پس و پیش کے بعد اتحاد میں شریک ہو گئے۔ فلپ ہر طرف سے گھر گیا تھا۔ مگر وہ ہمت نہ ہارا۔ شمالی حملہ آوروں کو اس نے سخت نقصان کے ساتھ ہزیمت دی اور اسے ٹولیوں پر تھسلی میں یکایک حملہ کر کے ان کا قلع قمع کر دیا۔ سال کے اوائل میں اس نے اٹیکا پر حملہ کیا اور پہلی پونی سس پر بھی یورش کی جہاں

[1] قرین قیاس یہ ہے کہ گالبا ۱۹۹ سنہ میں بطور پروکانسل موجود تھا مگر سین کے متعلق جو اختلاف ہے۔ قابل لحاظ نہیں۔

حسب سابق نابس شاہ اسپارٹا اور اکائیوں کے درمیان چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی۔ **فلپ** نے اس شرط پر نابس کی سرکوبی کا وعدہ کیا کہ اکائی کورنتھ اور یوبے ایا کے مستحکم مقامات کے لئے محافظ فوجیں مہیا کریں مگر اس کی یہ چال نہ چل سکی۔ کیونکہ اکائی سمجھ گئے کہ **فلپ** چاہتا تھا کہ ان کے سربرآوردہ اشخاص کو اپنے قبضے میں کرلے اور انھیں جنگ کا اعلان کرنے پر مجبور کرے۔ اس لئے وہ اٹیکا کی راہ سے پھر شمال کو واپس ہوگیا مگر اس نے تمام ملک کو تاخت و تاراج کردیا۔ عمارتوں کو منہدم کردیا۔ یہاں تک کہ ایتھنز کے بزرگوں کی قبروں کی بھی اس نے بے حرمتی کی۔ ایتھنز کے محاصرہ کے لئے وہ نہ ٹھہر سکتا تھا کیونکہ روما کا ایک بیڑا ساحل پر موجود تھا۔ رومیوں نے اسکے قلعہ کالکیس کو بھی فتح کرلیا تھا مگر سپاہیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قبضہ قائم نہ رکھ سکتے تھے۔ سال کے اواخر میں متحدین کے بیڑے نے چند اور مقامات پر بھی قبضہ کرلیا۔ فلپ کا بیڑا اس بیڑے کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اور وہ خود خشکی کی جنگ میں مصروف تھا۔ اس موقع پر پہونچکر اس کی قسمت نے پھر پلٹا کھایا جس سے اس زمانہ میں یونان[۱] کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ سکندریہ میں تو اجیر سپاہیوں کی سخت ضرورت تھی، وہاں سے ایک بھرتی کرنے والا عہدہ دار زرکثیر لیکر اسے لوٹنے پہونچا اور گو اسے لوٹ لیا اس وقت جنگ میں مشغول تھا۔ مگر اس کے سپاہیوں میں سے بیشتر بیش قرار تنخواہوں کے لالچ میں مصر چلے گئے ۱۹۹ ء کے واقعات کے متعلق ہماری معلومات نہایت محدود ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جانبین میں سے کسی کو کامیابی نہ ہوئی **کانسل وی لیس** کو رومی رضاکاروں کی بغاوت سے سخت پریشانی ہے۔ جنھیں عذر تھا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف جنگ پر بھیجدیے گئے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہو گی کہ

---

[۱] ایک دوسری مثال یہ ہے کہ اکائیوں کا جنرل قلعہ پو میں بطور ایک تنخواہ دار افسر کے کریٹ میں ملازم ہوگیا تھا اور وہاں سے دوسری مرتبہ واپس آتا تھا فلپ کی فوج میں بھی الیریا اور تھریس کے اجیر سپاہیوں کے علاوہ اہل کریٹ بھی تھے۔

سال ماقبل کی معرکہ آرائیوں میں بجائے مال غنیمت کے ان کے حصے میں مصائب آئے تھے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے دی لیس اندرون ملک کی طرف بڑھا مگر قبل اس کے کہ اس کی تدبیریں مکمل ہوں کہ فلامی نیس نہ صرف اس کا جانشین مقرر ہوچکا تھا بلکہ کور سائرا پہونچ گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ دی لیس نے ۱۹۸ ق م کے اوائل میں اپنا کوچ شروع کیا تھا مگر تاریخوں میں تسلسل نہیں ہے اس نے اجیر سپاہی نوکر رکھے اور انھیں قواعد سکھائی اپنی قومی فوج میں بھی اس نے سپاہیوں کو بھرتی کیا اور ان کی قومی تربیت کا انتظام کیا اپنے خاص اور بیرونجات میں پھر ہر دل عزیز ہونے کی بھی اس نے بہت کوشش کی اور پیلو پونی سس کے مقدونی مقبوضات کو اکائی اتحاد کے حوالہ کر دیا مگر اس کی یہ خود غرضانہ سخاوت بعد از وقت تھی ۔

فلامی نیس

(۳۴۳) روما میں ۱۹۸ ق م کے انتخابات میں کچھ دقت ہوئی کیونکہ ٹی ٹس کوئنک ٹس فلامی نیس کی امیدواری پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس کی عمر ۳۰ سال سے کم ہے اور اس نے ایڈیل یا پریٹر کی خدمات انجام نہیں دی ہیں ۔ مگر یہ اعتراض قانوناً صحیح نہ تھا کیونکہ کوئی قانون ایسا نہ تھا جسکی رو سے کوسٹری سے راست کانسلی تک پہونچنا ممنوع ہوتا ۔ سینیٹ کو ضرور معلوم ہوگا کہ خدمات کی باضابطہ درجہ بندی سے اقتدار حکومت حکمراں جماعت یعنی خود اس کے ارکان کے ہاتھوں میں رہتا مگر مقدونیہ کی جنگ کو ختم کرنا بھی ضرور تھا جسکی سپہ سالاری کے لئے اب تک کوئی مناسب انتظام نہیں ہوا تھا ۔ اس لئے اس نے اعتراضات مذکورۂ بالا کا لحاظ نہیں کیا اور نوجوان فلامی نیس کانسل منتخب ہوگیا یونانی زبان سے وہ واقف تھا اور ہینی بالی جنگ کے اواخر میں ٹارین ٹم کا صوبہ دار تھا جہاں اسے یونانیوں سے سابقہ پڑ چکا تھا ۔ مشرق سے بھی پریشان کن خبریں آرہی تھیں جس سے یونان اور مقدونیہ کی جنگ کے متعلق سینیٹ کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی ۔

شاہ اینٹیوکس نے مصری فوج کو شکست دیکر ان شامی اضلاع میں غلبہ حاصل کرلیا جنھیں وہ اپنی سلطنت میں ملحق کرنا چاہتا تھا اس کی مصلحتوں کا مقتضا اب یہ تھا کہ مصر سے آسان شرائط پر صلح کرلے اس لئے مصر سے اس نے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا جس سے ایشیائے کوچک کے معاملات کی طرف متوجہ ہونے کا اسے موقع مل گیا۔ اسے نہ تو فلپ نہ رومیوں پر اعتماد تھا۔ اس لئے اس نے ان کی حالیہ نزاعات سے نفع اٹھاکر مغرب میں سلوقیوں کی قوت کو پھر قائم کرنے کا قصد کرلیا۔ پرگامم کی سلطنت اس کی زد میں تھی، اور جب اس پر ایک شامی فوج نے حملہ کردیا تو اٹالس نے ایک سفارت روما روانہ کی اور درخواست کی کہ یا تو رومی اس کی سلطنت کی حفاظت کے لئے ایک فوج بھیجیں یا اسے متحد فوجوں سے اپنی امدادی فوج کو واپس بلانے کی اجازت دیں ۔ مگر روما اس وقت انٹیوکس سے چھیڑ چھاڑ کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے اس نے اٹالس کو اپنی فوج واپس بلالینے کی اجازت دی۔ روما مصر کا حلیف تھا مگر شاہ شام سے بھی اس کے تعلقات دوستانہ تھے اور اسکو خاموش رکھنا نہایت ضروری تھا اس لئے اس کے پاس روما سے ایک سفارت یہ درخواست کرنے کے لئے بھیجی گئی کہ اٹالس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے کیونکہ وہ فلپ کے مقابلے میں روما کی طرف سے جنگ میں شریک تھا۔ رومیوں کے اس عیارانہ عجز سے متاثر ہوکر یا اپنی ذاتی اغراض کو ملحوظ رکھ کر انٹیوکس نے اپنی حملہ اور فوج کو واپس بلالیا۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ وہ اپنے منصوبوں سے دست کش ہوگیا تھا۔

فلپ کی پسپائی

(۴۳۴) فلامی نیس جب میدان جنگ میں پہونچا تو اسے معلوم ہوگا کہ فلپ ایپائرس کی شمالی سرحد کے پہاڑوں میں ایک محفوظ مقام پر

۱؎ انٹیوکس بطلیموس اور اٹالس سے روما کے تعلقات دوستانہ (Fruicitia) تھے اٹالس اس کی مدد کررہا تھا مگر بہ طیب خاطر دیکھو فقرہ ۴۲۸ ۔

موجود ہے مگر اس نے غور و فکر کے بعد درے میں سے بزور داخل ہونے کا قصد کیا۔ فلپ سے گفت و شنید بھی کچھ ہوئی مگر وہ رومیوں کے مطالبات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا لیکن فلامی نیس کو ایک مقامی آدمی مل گیا جس نے اس کی رہبری کی اور اس کی فوج کو ایک ایسے مقام پر پہونچا دیا جسکی زد میں فلپ کا لشکرگاہ تھا۔ اس حسن اتفاق سے رومیوں کو دھاوا کرنے میں کامیابی ہوئی۔ فلپ کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی اور اسے تھسلی کی طرف فرار ہونا پڑا۔ فلپ کا قاعدہ تھا کہ جب وہ پسپا ہوتا تو جتنے شہر اس کی راہ میں پڑتے سب کو تباہ کر دیتا۔ اور اراضی کو ویران کر دیتا۔ ان اضلاع کے باشندے اس کے محکوم حلیف تھے مگر انھیں اس نے اپنے اپنے گھروں کو چھوڑنے اور اس کے ساتھ ہو لینے پر مجبور کیا۔ اس کے سپاہیوں کی دست برد سے جو جائداد منقولہ بچ چکی تھی اسے انھوں نے اپنے ساتھ لے لیا۔ اس سے لوگوں کو سبق ہو گیا کہ اس کا دوست ہوتا یا دشمن ہوتا دونوں برابر ہیں۔ ان مجنونانہ حرکات کے بعد وہ مقدونیہ واپس ہوا کیونکہ اب آکائی اور اتھامانی تھسلی پر ٹوٹ پڑے اور کئی شہر یکے بعد دیگرے لے لئے فلامی نیس بھی ایپایرس سے تھسلی پہونچا مگر اس نے اپنی فوج کو اپنے قابو میں رکھا اور انھیں لوٹ مار کرنے سے روکتا رہا اسی وجہ سے اسے رسد اپنے ساتھ لانی پڑی یہ اور تھسلی پہونچنے میں دیر ہوئی اس اثناء میں متحدین کا بیڑا وہ قلعوں کی تسخیر میں مصروف تھا جو فلپ کے قبضہ میں یوبے آ یا میں تھے۔ کانسل نے تھسلی کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اٹراکس کا محاصرہ اسے اٹھا دینا پڑا سال ختم ہو رہا تھا اس لئے اس نے قصد کر لیا کہ خلیج کورنتھ کے کسی بندرگاہ پر قبضہ کر لے تاکہ وہاں موسم سرما بسر کر سکے اور سمندر سے اسے رسد بھی پہونچتی رہے۔ اس نے اس غرض کے لئے فوکس کو منتخب کیا۔ اور اس ضلع اور اس کے بندرگاہ اینٹی کائرا پر قبضہ کر لیا۔

اتحاد آکائی

(۴۳۵) ان معرکہ آرائیوں کے دوران میں جن اضلاع

میں سے فلامی نیس گزران کے باشندوں کا اس نے حد درجہ لحاظ رکھا اور صلح و آشتی سے پیش آتا رہا جس کی وجہ سے یونانی اسے اپنا آزاد کنندہ خیال کرنے لگے اور انھیں امید ہو گئی کہ روما انھیں مقدونیہ کی غلامی سے آزاد کرا دے گا۔ آکائی اب سخت کشمکش و پیچ میں تھے اس وقت تک انھوں نے غیر جانب داری برتی تھی۔ مگر اب ہر یونانی سلطنت کے لئے فریقین میں سے کسی نہ کسی کا ساتھ دینا ضروری تھا اتحاد شاہی مقدونیہ کا مرہون منت تھا۔ مگر ۲۲۴ء میں انھیں کلیومی نیس سے بچانے کے صلے میں مقدونیوں نے ان سے کورنتھ لے لیا تھا، جو اکائیوں کے مقبوضات میں سب سے اہم تھا اکائی اتحاد کے اکثر شہروں کے باشندے روز بروز فلپ سے بد دل ہوتے جاتے تھے، اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے اراٹس کو زہر دیا اور حال ہی میں فلوپمین کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے دوستوں کو اندیشہ تھا کہ اگر اسے فتح حاصل ہوئی تو وہ بالکل اس کے قابو میں ہو جائینگے اور معلوم نہیں کہ انکے ساتھ کیا سلوک کرے۔ اکائیوں کے اس کشمکش و پیچ کو دیکھ کر عیار رومی کانسل نے انھیں لالچ دلانا شروع کیا۔ متحدین کا بیڑا کورنتھ پر حملہ کرنے والا تھا اس لئے اس نے انھیں یہ طمع دلائی کہ اگر وہ روما کے ساتھ شریک ہو جائیں تو کورنتھ فتح ہو جانے کے بعد ان کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اکائی اتحاد موسم خزاں کا اجلاس عنقریب ہونے والا تھا اور اتحاد کے آئندہ طرز عمل کا مسئلہ اس میں پیش کیا گیا۔ شرکائے جنگ یعنی روما پرگامم اور روڈز کے سفیر موجود تھے انھوں نے تقریریں کیں جن کا جواب فلپ کے کارپرداز^(۱) نے دیا۔ سب سے آخر میں ایتھنز کے سفیروں نے تقریر کی اور فلپ کے سفیروں کا جواب دیا۔ اتحاد کا صدر آرس ٹینانس روما کا طرفدار تھا اور اس کا اثر روما کے لئے مفید ہوا۔ تین سلطنتیں بشمول آرگوس جو مقدونیہ کی مرہون منت تھیں اتحاد سے علیحدہ ہو گئیں کیونکہ ان کی مخالفت بے سود

---

(۱) دیکھو فقرہ ۲۸۴۔

تھی اور اتحاد اکائی اس اتحاد میں شریک ہوگیا جو روما نے فلپ کے خلاف میں قائم کیا تھا۔

(۲۰۷) کورنتھ کا محاصرہ شروع ہوگیا تھا اور سرگرمی سے جاری تھا رومیوں کو امید تھی کہ اہل شہر غداری سے شہر ان کے حوالہ کردیں گے مگر یہ امید موہوم ثابت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونی محافظ فوج میں فرار شدہ اطالوی تھے جو یا تو ہنی بال کی فوج کے بقیۃ السیف تھے یا روما کے حلیف تھے جو روما کی بحری فوج کی ملازمت کی صعوبتوں سے پریشان ہوکر مقدونی فوج میں شریک ہوگئے تھے۔ مقدونیوں کو اس کے بعد کمک پہونچ گئی جسکی وجہ سے محاصرہ فی الوقت اٹھا دیا گیا اور اکائی اپنے موعودہ انعام کے انتظار میں رہ گئے۔ اسی اثنا میں آرگوس نے اتحاد کا ساتھ چھوڑ دیا اور علانیہ فلپ کی شرکت اختیار کی مگر اسے ایسے حلیفوں کی ضرورت نہ تھی جو نہ تو اپنی حفاظت کرسکتے تھے اور نہ اس کی مدد کرسکتے تھے اس لئے اس نے آرگوس کو اسپارٹا کے بدطینت حاکم نابس کے سپرد کردیا تاکہ اتحاد اکائی کے خلاف میں وہ اس کی مدد کرے۔ نابس نے آرگوس اپنے قبضے میں لے لیا اور وہاں وہی مظالم کئے جو اس نے اسپارٹا میں کئے تھے فلپ سے بھی اس نے بدعہدی کی۔ رومیوں سے وہ پہلے ہی سے نامہ و پیام کررہا تھا اور اب قطعی طور پر اتحاد میں شامل ہوگیا۔ آرگوس پر اس نے اپنا قبضہ بحال رکھا گو اٹالس اس کے اس فعل پر معترض ہوا۔ اطالیہ کے فرار شدہ سپاہی فلپ کی سلک ملازمت میں تھے مگر اس کے برخلاف ماسی نِسا نے یونان کی رومی فوج کے لئے امداد بھیجی اور سسلی سے غلہ اور کپڑے کے ذخائر آئے۔ روما اور اطالیوں کے تعلقات اب خوشگوار تھے۔ مگر روما کی قوت اطالیہ تک محدود نہ تھی۔

---

۵ لیوی ۳۲، ۲۳ و ۹ بحری حلیفوں میں آزاد شدہ غلام بھی داخل ہونگے۔

۵ اسکی حیثیت "شاہ حلیف و دوست" کی تھی۔ دیکھو لیوی ۳۱، ۱۱۔

نامہ و پیام کا بے سود ثابت ہونا۔

(۲۳۴) اسی اثناء میں ۱۹۷ء کے انتخابات ہوئے مگر نئے کانسلوں میں سے کوئی فلامی نیس کو سبکدوش کرنے کیلئے نہ بھیجا گیا اور وہ بہ حیثیت پروکانسل مقدونیہ کی سپہ سالاری پر برقرار رہا مگر اسکی خبر اسکو وقت پر غالبًا نہ پہنچ سکی اس لئے سبکدوش کردئے جانیکے اندیشے سے اسے ضرور فکر ہوگی موسم سرما میں اس نے اپنا اثر وسطی یونان میں بڑھایا اور فلپ کی درخواست پر شرائط صلح طے کرنیکے لئے
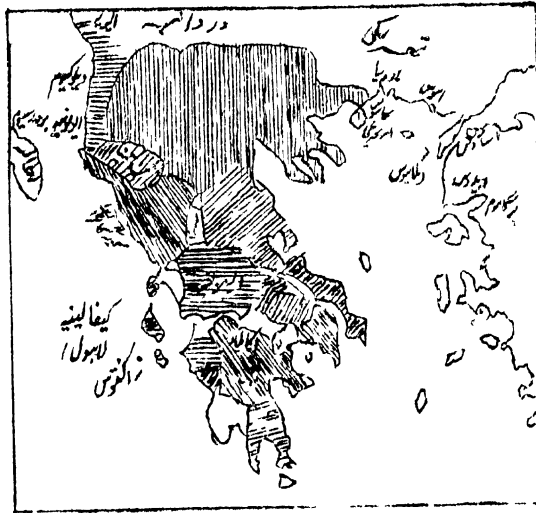
[جزیرہ نمائے بلقان کا نقشہ ۲۰۰ ق۔م سلطنت مقدونیہ (م) سلطنت مقدونیہ کے زیر حفاظت مقامات۔ (م م) سلطنتیں جنکا رجحان مقدونیہ کی طرف تھا (ر م) سلطنتیں جو مقدونیہ کے خلاف تھیں یا روما کی حلیف تھیں (خ م) سلطنتیں جنکا رجحان روما کی طرف تھا یا کسی وجہ سے روما کی شریک ہوگئی تھیں (ر) یونان کی تین زنجیریں]

ایک مجلس شوری ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ چند امور کو اس نے ملتوی کرنا چاہا اور یونان کی سلطنتیں جنھیں اس پر اعتماد نہ تھا۔ اس پر راضی

نہ ہوئیں کیونکہ انھیں امید تھی کہ وہ رومیوں کی امداد سے فلپ کے جبر و ظلم سے نجات پا جائیں گے چند روز کے لئے عارضی صلح ہوگئی اور فریقین کے سفیر روما بھیجے گئے تاکہ سینیٹ متنازعہ فیہ کا تصفیہ کردے - فلپ نے سینیٹ کے تیز فہم اراکین کو دھوکا دینا چاہا تھا - مگر اتحاد کے کارپردازوں نے انھیں سکھا پڑھا دیا تھا انھوں نے فلپ کے سفیروں سے ایک نہایت ٹیڑھا سوال کیا "کیا فلپ یونان کی "تین زنجیروں" سے دست کش ہونے پر آمادہ ہے؟ یہ ڈمی میٹریاس کال کس اور کورنتھ کے تین مستحکم مقامات تھے - سفیروں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی ہدایت نہیں کی گئی ہے، اس لیے سینیٹ نے انھیں بے نیل و مرام واپس کردیا اور پرو کانسل کو اجازت دیدی کہ اپنے حسب صوابدید جنگ کو جاری رکھے یا صلح کرلے - اس حکم کی بنا پر اس نے سلسلۂ گفت و شنید کو منقطع کردیا اور قطعی فتح حاصل کرکے جنگ کو ختم کرنے کی فکر کرنے لگا - جو ائشیا کے اتحاد نے اب تک جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا - یہ لوگ مقدونیہ کے حلیف تھے اور اس کا عام رجحان بھی فلپ کی طرف تھا - لیکن فلامی نیس نے ایک کمینی چال سے بوائے شیا کی قومی مجلس کے انعقاد کے ایک روز ایک رومی فوج تھیبس میں پہونچا دی جس سے آزادی سے اظہار رائے کا موقع نہ رہا اور اہل بوائے شیا بادل ناخواستہ روما کے حلیف ہو گئے - پیرانہ سال اٹالس ایک مجمع عام میں اہل بوائے شیا کے سامنے تقریر کررہا تھا مگر اثنائے تقریر میں اسے کوئی عارضہ ہوگیا اور وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس ہوگیا جہاں اس نے انتقال کیا - پرو کانسل امدادی فوجوں کے ساتھ شمال کو روانہ ہوا اناب س نے کچھ کریٹ کے اجیر سپاہی روانہ کئے اور اس کی بیوی نے آرگوس کی خواتین سے انھیں جسمانی تکلیف پہونچا کر ان کے زر و جواہر اور قیمتی کپڑے وصول کرلئے فلپ بھی اپنی فوج میں نئے سپاہی بھرتی کررہا تھا اور انھیں جنگ کے لئے تیار کررہا تھا مگر مقدونیوں کی سپاہ میں وہ لڑکوں اور بوڑھوں کو بھرتی کرنے پر مجبور ہوگیا کیونکہ مسلسل جنگ سے اس کی تعداد میں بہت کمی ہوگئی تھی - ۱۹۷ء میں دونوں فوجیں تھسلی میں ایک

دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا تھیں۔ سپاہیوں کی تعداد دونوں فوجوں میں ۰۰۰ ۲۵ سے زیادہ نہ تھی فلپ کی یہ پوری فوج تھی اور اس میں اجیر سپاہی بھی شامل تھے ہر ایک فوج کی روح رواں قومی فوج تھی رومی یا مقدونی اور دونوں فوجوں کے نظام میں جو نمایاں اختلاف تھا وہ جنگ مابعد کے لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے،

مقدونیہ کا نظام فوجی

(۳۸۴) فیلنکس کے معنی پہلے جنگ کی صف کے تھے مگر رفتہ رفتہ اس لفظ کا اطلاق فوج کے ایک بڑے دستے پر ہونے لگا جس میں بھاری اسلحہ والے پیدل سپاہیوں کی کئی صفیں ہوتی تھیں۔ مقدونیوں نے فیلنکس میں ہتھیاروں کو بدلکر کچھ ترمیم کی تھی اور اس ترمیم شدہ فیلنکس کو فلپ دوم اور سکندر کی معرکہ آرائیوں میں خاص شہرت ہوئی تھی فیلنکس کی تربیت سے اصل غایت یہ تھی کہ تصادم کے زور سے دشمن کی صف آرائی توڑ دی جائے اس خاص غرض کے لئے یہ ضروری تھا کہ فیلنکس بلحاظ ترتیب زبردست اور غیر متحرک ہو اور اس کے سپاہی لوکدار اسلحہ سے مسلح ہوں جنکی نوکیں ایک خط میں دشمن کے سامنے ہوں افراد کی کارکردگی اور ترتیب کی حسب ضرورت تبدیل کا مطلق خیال نہ تھا۔ اسی لئے یونان کی پرانی برچھی متروک ہوگئی تھی اور اس کے بجائے ایک دو شاخہ نیزہ استعمال میں آنے لگا تھا۔ ڈھال سے بھی غالباً کام نہ لیا جاتا تھا مگر بائیں شانے پر کوئی چیز حفاظت کے لئے لگائی جاتی تھی۔ ایک محقق نے خوب کہا ہے کہ فیلنکس کے کام لینے کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ جب اس سے دشمن پر سامنے سے حملہ کرنے کا کام لیا جائے تو سوار اس کے ساتھ ہی دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کردیں۔ لیکن زمانۂ آخر کے مقدونی بادشاہ اس تدبیر سے کام نہ لیتے تھے اور رفتہ رفتہ بجائے نظام فوجی کا ایک جزو ہونے کے فیلنکس بجائے خود

لہ مسٹر ہوگارتھ "فلپ و سکندر مقدونیہ" لیکن فیلنکس کا جو حال انھوں نے بیان کیا ہے اس کے کئی امور میری سمجھ میں نہیں آئے۔

قابل قدر خیال کیا جانے لگا **فلپ پنجم** کے زمانہ میں جو نیزہ مستعمل تھا وہ ۲۰ فیٹ
لمبا ہوتا تھا۔ نیزے کا ڈنڈا کندے کے قریب موٹا ہوتا تھا یا اس میں کوئی
وزنی چیز بھر دی جاتی تھی تاکہ نیزہ بردار جب اس سے کام لے تو دونوں طرف
کا وزن برابر ہو جائے **فیلنکس** میں سولہ صفیں ہوتی تھیں مگر صرف اگلی
پانچ صفیں نیزے کو نیچے لاسکتی تھیں پیچھے کی گیارہ صفیں اپنے نیزوں کو
اٹھائے رکھتی تھیں۔ البتہ پھینک کر مارنے والے ہتھیاروں سے کچھ حفاظت
ہوتی تھی صفیں جب ایک دوسرے سے قریب ہوتیں تو دھاوا کرتے ہیں
مگر اسکے متعلق متعدد امور ایسے ہیں جنکی توضیح نہیں ہوسکتی مثلاً لڑائی میں
صف بندی کس طرح قائم رہتی تھی پیچھے کی صف والوں کو نیزوں سے کام
لینے کا موقع ملتا تھا یا نہیں اور یہ کہ دھاوے کے علاوہ فیلنکس سے
نقل و حرکت کا کوئی دوسرا کام بھی لیا جاسکتا تھا یا نہیں۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے
کہ پہاڑی یا ناہموار زمین میں فیلنکس کی ترتیب ٹوٹ جاتی تھی اور وہ محض
بیکار ہو جایا کرتا تھا ہموار زمین پر بھی اگر میمنہ اور میسرہ کا غیر محفوظ
ہونا فیلنکس کے لئے سخت مہلک تھا کیونکہ فیلنکس کے سپاہیوں کے
ہاتھ نیزوں کی وجہ سے پھنسے ہوتے جن سے وہ کام نہ لے سکتے اور دشمن
کو موقع ملجاتا کہ تلواروں یا خنجروں سے ان کا کام تمام کر دے۔ رومی فوجوں
کی تنظیم اس کے بالکل خلاف تھی۔ ان کو صرف لیجنوں میں لڑنے کی تعلیم
دی جاتی بلکہ لیجن سے چھوٹی فوجوں یعنی کوہرٹ اور **مینی پل** میں بھی انکا
دارومدار صرف ایک دھاوے پر نہ تھا بلکہ میدان جنگ میں گشتا وہ ترتیب
کے ساتھ جاتے تاکہ اپنے ہتھیاروں میں سے بخوبی کام لے سکیں، صف بندی
ایسی تھی کہ حربی لحاظ سے جس نقل و حرکت کی ضرورت ہو۔ بہ آسانی کر سکتے
ان کا ہر فرد لڑائی میں بخوبی شریک ہوسکتا تھا، حفاظت کے لئے ہر سپاہی
کے پاس ڈھال تھی اور حملہ میں دشمن پر برچھی پھینک کر تلوار سے حملہ کرتے
فی الجملہ رومی فوج ہر جگہ اپنی کارکردگی کا ثبوت دے سکتی تھی اور جنگ کے
معمولی حادثات سے اس کی ترتیب بگڑ نہ سکتی تھی۔ روما کے **مینی پل**

آسانی سے پیچھے ہٹ سکتی تھی اور اپنی ترتیب درست کر کے پھر حملہ کر سکتے تھے اور پسپائی اُن کی صورت میں ہزیمت کا مترادف نہ ہو سکتی تھی۔ لیجن کے سپاہیوں کے ہتھیار چھوٹے اور قابل کار تھے برخلاف فیلنکس کے سپاہیوں کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے ہوتے جن سے کوچ میں انھیں سخت دقت ہوتی۔ روما کے سپاہیوں کے ہتھیار ہلکے تھے اس لئے لشکرگاہوں کے بنانے کے لئے وہ لکڑیوں کے نوکدار تختے بھی اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے۔

سائنوسیفالے کی جنگ۔

(۴۳۹) تھسلی میں بارش اور کہرے کی وجہ سے مطلع صاف نہ تھا اسلئے دونوں فریقوں کے سپہ سالار مطلع کے صاف ہو جانے کے منتظر تھے۔ لیکن دونوں فوجیں قریب تھیں اور ایک روز صبح کو جب کہ کہر اچھا ہوا تھا دونوں میں پہاڑیوں کے ایک سلسلہ کے قریب جو سائنوسیفالے کے نام سے مشہور ہے۔ جنگ چھڑ گئی۔ جنگ میں جو جماعتیں شریک تھیں انکی امداد کے لئے دونوں طرف سے کمک بھیجی گئی۔ جس سے ایک بے ترتیب جنگ شروع ہو گئی حالانکہ فریقین کا قصد لڑنے کا نہیں تھا۔ موقع جنگ کی خرابی اور عجلت کی وجہ سے فلپ کو سخت نقصان پہونچا اسکے میمنہ پر جو فیلنکس تھا اس نے رومیوں کے میسرہ کو ہزیمت دی۔ مگر اُس کے میسرہ پر فیلنکس کی ترتیب بوجہ کمی وقت درست نہ ہو سکی اور زمین کی ناہمواری سے اس کی صفیں تتر بتر ہو گئیں۔ اس فیلنکس پر رومیوں کے حملے کو دفع کرنے کے لئے اس نے اپنے سوار بھیجے تھے مگر ایٹولی سواروں نے انھیں پیچھے ہٹا دیا۔ فلامی نیس نے اپنے میسرہ کو ان کے حال پر چھوڑ کر فلپ کے کمزور میسرہ پر حملہ کر کے پوری کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد ایک ہوشیار رومی افسر نے یہ دیکھ کر کہ میمنہ پر حلیفوں کی فوجیں اچھی حالت میں ہیں ۲۰ مینی پل میسرہ کی طرف لگیا اور فلپ کے کامیاب فیلنکس پر عقب سے حملہ کر دیا جس سے فلپ اب بالکل بے قابو ہو گیا۔ اس کے سپاہی مقابلہ کرنے سے عاجز تھے اور ان میں سے اکثر قتل ہو گئے۔ باقی ماندہ سپاہی نیزے پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے

شمال کی طرف بھاگنے سے قبل اس نے لاریسا میں اون خطوط اور کاغذات کو جلا دیا جس سے اس پر اور اسکے یونانی شرکاء پر حرف آتا تھا - بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیوں کے آٹھ ہزار آدمی کام آئے اور ۵۰۰۰ قید ہوئے - فاتحوں کے صرف ۷۰۰ آدمی ضائع ہوئے رومی سپاہیوں کو امید تھی کہ فلپ کے لشکرگاہ کو لوٹنے سے انھیں بہت کچھ مال و متاع ملجائیگا مگر اے ٹولی ان سے پہلے پہونچ گئے اور صفایا کردیا جس سے رومیوں کو سخت رنج ہوا - فتح زیادہ تر رومیوں کی مساعی سے حاصل ہوئی تھی گو ماسی نسا کے بھیجے ہوئے ہاتھیوں سے کچھ کاربراری ہوئی تھی اور اے ٹولیا کے سواروں میں ایک نازک وقت پر قابل قدر کام کیا تھا - مگر جنگ میں زیادہ حصہ رومیوں کا تھا اور انھیں کی حسن تدبیر سے اتحادیوں میں یکجہتی قائم تھی - اسی لئے جب اے ٹولیوں نے فتح کا سہرا اپنے سر رکھنا چاہا اور یونان میں مقدونیوں کی جگہ لینے کا دعویٰ کیا تو فلامی نینس نے ان کی کوئی پروانہ کی اور اپنی مرضی پر عمل کیا - فلامی نیس نے فلپ سے عارضی طور پر صلح کرلی اور اس سے گفت و شنید کا انتظام کیا - اے ٹولیوں کا بیان تھا کہ صلح اس نے فلپ سے رشوت لیکر کی تھی[1] - اسی اثناء میں اتحادیوں کا ایک جلسہ شرائط صلح کے طے کرنے کے لئے ہوا جس میں اے ٹولیوں نے بہت کچھ زہر اُگلا - ان کا خیال تھا کہ جب تک فلپ قتل نہ کردیا جائے یا تخت سے اُتار نہ دیا جائے، نہ تو یونان کو آزادی نصیب ہوسکتی ہے یا روما کو امن و امان - فلامی نیس کو یونانیوں کی باہمی رنجش اور عناد سے کوئی سروکار نہ تھا اور بین الاقوامی معاملات میں اس کی نظر وسیع تھی - اس نے ان کی بکواس کو ختم کرنے کے لئے صاف صاف کہدیا کہ روما کا یہ مقصد نہ تھا کہ انکے دشمنوں کو بالکل تباہ کردے، البتہ یہ امر اس کے پیش نظر ہے کہ مقدونیہ کی حالت ایسی کردی جائے کہ وہ یونانیوں کو نقصان نہ پہونچا سکے، یہ معاملہ شرائط صلح سے طے ہوسکتا ہے - اس نے انھیں یہ بھی

---

[1] یہ اس کی زیادتی تھی کیونکہ ایٹولی روما کے دوست تھے اور اس حیثیت سے عارضی صلح کے قبل کے نامہ و پیام میں شرکت کا حق رکھتے تھے -

سمجھایا کہ گالیوں اور تھریسیوں کے حملوں کے دفع کرنے کے لئے مقدونیہ ان کے لئے ایک سد سکندری ہے اس لئے اس کا بقا خود ان کے مفاد کے لئے ضروری ہے مگر صلح میں عجلت کرنے میں اس کا اصل مقصد کچھ اور ہی تھا اسے معلوم ہوگیا تھا کہ انٹیوکس یورپ پر حملہ کرنے کے لئے جنگ کی تیاری کررہا ہے لیکن اس واقعہ کو اس نے ظاہر نہیں کیا۔

اے ٹولیوں کا غصہ

(۴۰۴) مجلس صلح میں فلپ نے فراست سے اطاعت اختیار کرلی، جن مطالبات کو منظور کرنے سے اس نے اب تک انکار کیا تھا انھیں منظور کرلیا اور تمام غیر تصفیہ شدہ معاملات کا تصفیہ روما کی سینیٹ پر چھوڑ دیا اس کے معنی یہ تھے کہ یونان اور بحیرۂ یونان میں اس کے جتنے مقبوضات تھے سب سے وہ دست کش ہوگیا۔ اس کے بعد پروکانسل اور اے ٹولیوں کے درمیان مفتوحہ علاقوں کے متعلق ایک علانیہ نزاع شروع ہوگئی کیونکہ اس نے تھسلی کے ان شہروں کو اے ٹولیوں کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا جنھوں نے رومیوں کی حفاظت کا اطمینان دلانے پر اطاعت قبول کی تھی اے ٹولیوں نے اسے سابقہ صلح نامہ کو یاد دلایا، جو سنہ ۲۱۱ میں ہوا تھا فلامی نیس نے جواب دیا کہ انھوں نے سنہ ۲۰۵ میں بغیر اپنے رومی حلیفوں سے مشورہ کرکے فلپ سے صلح کرلی تھی جس سے وہ صلحنامہ منسوخ ہوگیا اے ٹولیوں نے تھسلی کے شہروں کا جبراً الحاق کیا تھا اسلئے دوسرے حلیفوں نے فلامی نیس کے اس طرز عمل کی تائید کی جو اس نے یونان کے شہروں کی آزادی کے برقرار رکھنے کے متعلق اختیار کیا تھا اے ٹولی اس سے اور بھی برافروختہ ہوئے فلپ سے یہ طے ہوا کہ وہ صلح کی توثیق کے لئے ایک سفارت سینیٹ کی خدمت میں روما روانہ کرے، تاوان جنگ کی ایک بڑی قسط ادا کردے اور اپنے بیٹے ڈمی میٹرییس اور چند دوسرے اشخاص کو بطور کفیل دیدے دوسرے مقامات پر بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہورہی تھیں، اکائیوں نے کورنتھ پر حملہ کردیا جب کہ وہ خود یورش میں مشغول تھے اور اسے ہزیمت دی اکارنیا کے لوگ اب تک مقدونیہ کے ہواخواہ تھے، فلامی نیس کے بھائی لیوسیس

نے جو بیرٹ کا امیر البحر تھا انھیں حکم دیا کہ روما کے شریک ہو جائیں مگر مقدونیہ
کے طرفداران میں غالب تھے اس لئے ان پر حملہ کر دیا گیا اور ان کے صدر مقام
لیوکاس پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد سارے نوسے فالے کی جنگ کی خبر آئی
جسکی وجہ سے اس چھوٹی سی بہادر قوم نے اطاعت قبول کر لی۔ بحیرۂ یونان کے
پار کیریا میں فلپ کی ایک مختلف العناصر فوج تھی، اسے روڈز کی ایک اسی قسم
کی فوج نے سخت شکست دی فلپ کی فوج کا دارومدار مقدونیوں پر تھا۔
اور روڈز کی فوج کا آکائی اجیر سپاہیوں پر مگر غیر متحرک فیلنکس اور بھاری بھرکم
نیزے کو وہاں بھی وہی ناکامی ہوئی جو تھسلی کے پہاڑوں میں ہوئی تھی۔ اس طور
پر روڈز کے ایشیائے کوچک کی سرزمین میں اپنے گم گشتہ مقبوضات پر پھر قبضہ
کر لیا۔ شکست کے بعد فلپ پر ایک دوسری مصیبت نازل ہوئی یعنی ڈارڈانی
وحشیوں کا ایک جم غفیر اس کی شمالی سرحد میں گھس آیا اور تمام ملک کو لوٹ مار کر کے
تباہ کر دیا فلپ کو ان کی اس حرکت سے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک چھوٹی
سی فوج تیار کر کے انھیں سخت نقصان کے ساتھ جنگ میں شکست دی، ادھر
ادھر جو لوٹ مار کرنے والے رہ گئے تھے انھیں قتل کر دیا اور باقی ماندہ وحشیوں
کو سراسیمہ وار بھگا دیا۔

روڈز

(۱۴۴) ۱۹۷ء میں روما کو مشرقی معاملات میں خاص دلچسپی تھی انیٹوکس
مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس کے بیٹے سارڈس میں فوجوں کو مجتمع
کر رہے تھے اور وہ خود ایک دوسری فوج کو ایک زبردست بیڑے میں
ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل کے کنارے کنارے لیجا رہا تھا اور مصری قلعوں
کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ وہ
پورے ساحل پر یہی کارروائی کرے گا اور وہ قدم بقدم اپنے حلیف فلپ
کے قریب پہونچ رہا تھا۔ لیکن وفادار اہل روڈز اس کے سدراہ ہوئے۔
سفارتیں دونوں طرف سے بھیجی گئیں کیونکہ دونوں میں سے کوئی لڑنا نہ چاہتا
تھا۔ بادشاہ نے اہل روڈز کو اپنی نیک نیتی کے متعلق مطمئن کرانا چاہا اور
روما کی دوستی کا واسطہ دلایا جسکی نسبت سینیٹ نے اسے دل خوش کن خط لکھے تھے

اور اس کے عمال کا اعزاز کیا تھا۔ اسی اثنا میں سال سے نو سے قابلے کی خبر آئی۔ اہل روڈز کو اب فلپ اور انٹیوکس کے درمیان سدراہ ہونے کی ضرورت نہ تھی تاہم انھوں نے اطراف کے شہروں کو متنبہ کر دیا جن کا تعلق مصر سے تھا اور دوسرے طریقوں سے شاہ شام کے منصوبوں میں حارج ہوئے[51] لیوی نے غالباً پالی بیس کا تتبع کر کے بیان کیا ہے کہ روما کے ساتھ روڈز کو جو عقیدت تھی اس کا یہ سب سے بین ثبوت ہے۔ فلپ کی شکست کے بعد سے یونان میں سکون تھا۔ فلامی نیس موکس میں موسم سرما بسر کر رہا تھا اور سب کو روما کے فیصلہ کا انتظار تھا مگر ابھی جنگ کی آگ بجھی نہ تھی اور بوائیشیا میں بدامنی شروع ہو گئی۔ بوائیشیا کے کچھ شہری فلپ کی ملازمت میں تھے جنھیں ان کے اہل وطن واپس بلانا چاہتے تھے۔ پروکانسل کی وساطت اور منظوری سے یہ لوگ واپس آ گئے مگر اس سے مقدونیہ کے طرفداروں کی جماعت غالب ہو گئی اور روما کے سترکار کو یہ خوف ہوا کہ جب رومی چلے جائینگے تو انکی جانیں خطرے میں پڑ جائینگی اس لئے انھوں نے مقدونیوں کے طرفداروں کے سرغنہ براکی لیس کو چپکے سے قتل کرا دیا۔ قاتلوں کے سرغنوں سے اس کا بدلا لیا گیا مگر وہ کافی نہ خیال کیا گیا کیونکہ شبہ تھا کہ یہ قتل فلامی نیس کے ایما سے ہوا ہے۔ علانیہ بغاوت نہ ہو سکتی تھی مگر اکا دکا رومی سپاہیوں کو انھوں نے قتل کرنا شروع کیا جس سے انسداد کی ضرورت ہوئی۔ اہل بوائیشیا کو جرمانہ ادا کرنا پڑا اور قاتلوں کو حوالہ کر دینا پڑا۔ اکائیا کے نائبوں کی سفارش سے انھیں سزا نہایت ہلکی دی گئی۔

(۲۴۴) بوائیشیا کی یہ نزاع غالباً ۱۹۶ ء کے اوائل میں ہوئی فلامی نیس کی عظیم الشان فتح کی خبر جب روما میں پہونچی تو سال مذکور کے لئے انتخابات ہو رہے تھے۔ حسب ضابطہ پروکانسل کی صدارت میں دس کمشنر جن میں گالبا اور ورمی لیس شامل تھے صلح کے تفصیلی امور کو طے کرنے کے لئے روانہ ہوئے

---

[51] لیوی ۳۳ / ۲۰۔

نئے کانسل چاہتے تھے کہ یونان کی سپہ سالاری ان میں سے ایک کے سپرد ہو مگر بالآخر فلامی نیس کو وہاں کے معاملات کے طے کرنے کی اجازت دی گئی روما میں خوب خوشیاں منائی گئیں اور ۳۵ قبیلوں نے بالاتفاق صلح کو منظور کر لیا۔ یہ صلح بروقت تھی کیونکہ انٹیوکس کے معاندانہ ارادوں کے علاوہ ہسپانیہ سے بھی سخت ہزیمت کی خبر آئی تھی کمشنروں کے ساتھ صلح کے متعلق سینیٹ کے تفصیلی احکام آئے تھے جنہیں اہم امور حسب ذیل سے تھے۔

(۱) یونانیوں کی آزادی کے متعلق ایک عام اعلان (۲) تمام شہر جو فلپ کے تحت میں تھے یا اس کے قبضے میں تھے استھمی کھیلوں کی تاریخ سے قبل رومیوں کے حوالہ کر دیے جائیں (۳) ایشیائے کوچک کے بعض شہروں کا تخلیہ کر دے اور انھیں آزاد کرے (۴) تمام قیدیوں اور فرار شدہ سپاہیوں کو واپس کر دے (۵) اپنا بیڑا روما کو دیدے (۶) ۵۰۰ ٹیلینٹ بطور تاوان جنگ فوراً ادا کرے اور ۵۰۰ دس سالانہ قسطوں میں ادا کرے۔ ممکن ہے کہ اسے ممالک غیر سے روما کے بغیر اجازت جنگ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہو مگر قرطاجنہ کی حالت اس کے مماثل نہیں ہے اور پالی بیس کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی دفعہ نہیں ہے[۱] لیوی نے بیان کیا ہے کہ اس کی فوج پانچ ہزار سپاہیوں پر محدود کر دی گئی (مگر اس پر عمل نہیں ہوا) اور پرگامم اور روڈز اور ایتھنز کو بعض علاقے بطور انعام دئے گئے۔ مگر یہ واقعات لیوی نے ناقابل اعتماد ماخذ کی بنا پر اضافہ کئے ہیں۔

یونان کی آزادی

(۴۴۴) معلوم ہوتا ہے کہ پرو کانسل جو شرائط عائد کرنا چاہتا تھا۔ ان سے شرائط مذکورۂ بالا سخت تھیں متعدد تفصیلی امور کا تصفیہ کمشنروں کی رائے پر چھوڑ دیا گیا تھا اور ان میں اہم ترین یونان کی تین زنجیروں کا مسئلہ تھا کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر ان مستحکم مقامات کا تخلیہ کر لیا گیا تو انٹیوکس جب حملہ کرے گا تو ان کو اپنے فوجی مرکز بنا سکتا ہے۔ فلامی نیس کو یونانیوں سے محبت تھی۔

---

[۱] پالی بیس ۱۸، ۴۴ - لیوی ۳۳، ۳۰ (دی سیین بورن)

اور اس پر اسے ٹولیوں کی اس شکایت کا بہت اثر ہوا کہ یونان آزادی دلائے
جانے کے حیلے سے ایک آقا کے قبضہ سے دوسرے آقا کے قبضہ میں جا رہا
ہے اس نے تا حد امکان کوشش کی کہ یہ تینوں مقامات یونانیوں کے سپرد کر دیے
جائیں مگر رومی کمشنروں کی اس خسیس تنگ نظر اور سخت گیر کمیٹی نے بلحاظ حالات
موجودہ صرف کورنتھ کے شہر کے دینے پر رضامندی ظاہر کی اور فیصلہ کیا کہ مشرق
کے معاملات کے سلجھنے تک کورنتھ کے قلعہ شہر (ایکرو کورنتھس) اور کال کس
اور ڈمی میسٹ ریاس پر روما کا قبضہ باقی رہیگا۔ اس کے بعد استھمی کھیل
شروع ہوئے، امن امان کے قائم ہو جانے سے سمندر کے دیوتا کے مندر میں
زائرین سابق سے زیادہ تعداد میں آئے اور اس کے علاوہ اکثر یونانیوں
کو روما کے آیندہ ارادوں کے معلوم کرنے کا اشتیاق تھا۔ فلامی نیس نے
بوجہ اسکے تعریف و توصیف کا شوق تھا انھیں اپنی فراخ دلی سے متحیر کرنا چاہا۔ اسکے
نقیب نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ پرو کانسل اور روما کی سنیٹ کے حکم سے
یونان کی بہت سی سلطنتیں آزاد کر دی گئی ہیں اور ان کے نام گنا کر کہا کہ
نہ تو انھیں خراج دینا پڑیگا اور نہ کوئی محافظ فوج ان کے حدود میں رکھی جائیگی۔
یونانیوں کی درخواست پر یہ اعلان دہرا گیا جس سے مجمع کو معلوم ہو گیا کہ بڑی
سلطنتیں تھیں جن کو فلپ نے محکوم کر لیا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ روما نے
درحقیقت یونان کو مقدونیہ کی غلامی سے آزاد کرا دیا تھا اور اس کا فخر و ناز بیجا
نہ تھا یونانیوں کو اس اعلان سے شادی مرگ ہو گئی اور فلامی نیس پر ٹوٹ
پڑے جس سے قریب تھا کہ وہ مر جائے۔ لیکن روما یونانیوں کو وہ اخلاقی صفات
بخش نہ سکتا تھا جو اتحاد اور امن و امان کے موید ہیں جن پر سیاسی اور تمدنی
زندگی کی بنا ہے اور جن کے بغیر آزادی بجائے ایک رحمت کے ایک بار
ہو جاتی ہے۔

کمشنروں کا تصفیہ

(۴۴۴) مقدونیہ کی دوسری جنگ ختم ہو چکی تھی مگر اس کے ضمن میں
جو واقعات ۱۹۴ء تک ہوئے ہیں ان کا تعلق بھی سی سے ہے انٹیوکس
کے پاس سے ایک سفارت آئی تھی حالیہ فتوحات کی وجہ سے روما کے قدم یونان

میں جم گئے تھے اس لئے اس کے کمشنر اس سفارت کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور یونانیوں کی آزادی کے محافظ ہونے کی بنا پر بادشاہ کو حکم دیا کہ جن یونانی شہروں کو اس نے لے لیا تھا ان کا تخلیہ کردے اور دوسروں کو انکے حال پر چھوڑ دے۔ یوریپ پر حملہ کرنے سے بھی انھوں نے اسے منع کیا اور سفارت کو مطلع کیا کہ کمشنروں میں سے چند عنقریب بادشاہ سے آکر ملاقات کرینگے اس کے بعد انھوں نے یونان کے معاملات کے تصفیہ کی طرف توجہ کی بعض حلیفوں مثلاً اتحاد اکائی اور شاہ الیریا کو بعض علاقے بطور انعام دیئے گئے۔ آتھامانیا کے بادشاہ کو اجازت دیگئی کہ اپنے فتوحات کو اپنے قبضہ میں رکھے تسلی کے بعض شہروں اور ایک مقدونی قبیلہ مسمی بہ اوریس ٹے کی آزادی تسلیم کرلی گئی سارے لوٹلیوں کو اجازت دی گئی کہ فوکس اور لوکریس کو اپنے اتحاد میں پھر شریک کرلیں جس سے فلپ نے انھیں علیحدہ کردیا تھا لیکن وہ اکارنانیا اور تھسلی میں مزید مراعات کے خواہاں تھے اس لئے انھیں ہدایت کی گئی کہ قطعی فیصلہ کے لئے سینیٹ میں رجوع ہوں۔ سینیٹ نے یہ بھی تصفیہ کیا کہ یوبے ایا کے بعض شہر ایمالس کے جانشین یومے نیس کے حوالہ نہ کیے جائیں بلکہ آزاد کردیے جائیں۔ اس کے بعد کمشنروں نے اپنے فرائض کو تقسیم کرلیا اور علیحدہ ہوگئے شاہ فلپ کو انھوں نے مشورہ دیا کہ روما اتحاد کرے اور انیٹوکس کے مقابلہ میں اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔ فلپ نے اس مشورہ کو قبول کرلیا۔ مگر اسے ٹولیا کی مجلس میں جو کمشنر گیا اس کی آؤ بھگت نہ ہوئی اور بعض مقرروں نے اپنی بے اطمینانی کا علانیہ اظہار کیا۔

انٹیوکس سے نزاع

(۴۲۵) انیٹوکس کے پاس جو سفارت گئی اُسکی اغراض اہم تھیں۔ جو سفیر اس خاص غرض کے لئے بھیجا گیا تھا اس کے ساتھ یونان کے کمشنروں میں سے تین اشخاص بھی ہو گئے تاکہ اسے تقویت ہو۔ شاہ مذکور نے ۱۹۷-۱۹۶ سنہ کا موسم سرما ایفی سس میں بسر کیا تھا اور ساحل کے یونانی شہروں میں بجائے مصر کے اپنا اقتدار قائم کر رہا تھا۔ صرف سمرنا اور لیمپ ساکس نے روما

کی حمایت کے بھروسے پر اطاعت قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس نے دونوں
کا محاصرہ شروع کردیا اور خود شمال کی طرف ۱۹۶ ق م کے اوائل میں چلا گیا اور اپنی فوج
کے ساتھ ہیلیس پانٹ (دروانیال) کو عبور کرکے جزیرہ نمائے تھریس پر
قابض ہوگیا۔ روما کے سفیر جب وہاں پہونچے تو وہ لِسی ماکیا کے شہر کو دوبارہ
آباد کرنے میں مشغول تھا جو خاکنائے کے اوپر تھا۔ یہ مقام سرزمین یورپ میں
تھا اور اس کے رنگ ڈھنگ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی نیت مستقل فتوحات
کی تھی رسمی پیام وسلام کے بعد فریقین میں مباحث کا سلسلہ شروع ہوگیا رومیوں
نے اس سے مطالبہ کیا "کہ ان تمام شہروں کا تخلیہ کردے جو حال میں بطلیموس
اور فلپ کے تحت میں تھے جن کی پریشانیوں سے وہ نفع اٹھا رہا تھا۔ دوسرے
آزاد شہروں سے بھی اسے چھیڑ چھاڑ نہ کرنی چاہیئے اور سرزمین یورپ میں ایک
زبردست فوج کے ساتھ وارد ہونے کی وجہ بتانی چاہیئے اس کا یہ فعل روما کے
خلاف میں اعلان جنگ کی حدتک پہونچ گیا تھا۔" لیکن انٹیوکس کامیابی کے
نشہ میں سرشار تھا، اسے روما کی حقیقی قوت کا علم نہ تھا جس کے سفیر درباروں
کے آداب ومراسم سے واقف نہ تھے اور اس کے ساتھ گستاخی سے پیش
آئے تھے۔ بحالت موجودہ وہ مراجعت پر تیار نہ تھا اور اس کا یہ فعل اہل مشرق
کی نگاہوں میں اسے ذلیل کردیتا۔ اس نے جواب دیا کہ میں سلوقس کا
جانشین ہوں جس کے قبضے میں ۸۵ سال قبل لسی ماکس کی سلطنت بشمول
تھریس بذریعۂ فتوحات آگئی تھی۔ اس سرزمین میں میرے حقوق سب پر
مرجح ہیں، اصلی غاصب شاہان مقدونیہ ومصر ہیں جنھوں نے سلوقیوں
کی پریشانیوں سے نفع اٹھا کر ان کے بعض علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا جنھیں میں
پھر اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کررہا ہوں۔ میرے اور بطلیموس کے
تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔ ایشیا کے شہروں کی آزادی میرے الطاف شاہانہ
پر منحصر ہے نہ کہ کسی غیر ملک کے احکام پر۔ میں نہ اطالیہ پر حملہ کرنا چاہتا ہوں
اور نہ روما سے مجھے کوئی عناد ہے، اسلیے اہل روما کو یہ بتانا چاہیئے کہ وہ ایشیا
کے معاملات میں کیوں مداخلت کرتے ہیں جس سے انھیں فی الحقیقت کوئی

سروکار نہیں۔ فلپ سے اس کے جو تعلقات فی الوقت تھے ان کا اس نے کوئی ذکر نہیں کیا، فلپ کے ساتھ اس نے سخت بے وفائی کی تھی۔ یعنی اس کی موجودہ مشکلات میں اس کا ساتھ نہیں دیا اور اس پر طرہ یہ کیا کہ جن مصائب میں وہ پھنسا ہوا تھا ان سے نفع اٹھایا۔ فلپ ایسا آدمی نہ تھا جو اس بدسلوکی اور غداری کو بھول سکتا۔ سمرنا اور لیمپ ساکس سے سفیر آئے تھے جن کے پیش ہونے سے مجلس صلح برخاست ہوگئی۔ بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ رومی اپنے آپ کو حکم خیال کرتے ہیں تو اس نے ان کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے سے انکار کردیا۔ مجلس صلح سے بجائے مصالحت کے دونوں فریق ایک دوسرے سے اور زیادہ ناراض ہوگئے اور اگر بطلیموس وقت کے انتقال کی خبر نہ پہونچتی تو گفت و شنید کا سلسلہ اس سے قبل ہی منقطع ہو جاتا۔ دونوں نے اس خبر سے لاعلمی ظاہر کی۔ رومی سفیر کو حکم تھا کہ بطلیموس اور انٹیوکس کے درمیان مصالحت کرادے اس بہانے سے وہ اسکندریہ روانہ ہوگیا۔ انٹیوکس بھی اس بھیر میں تھا کہ شاہ مصر کے مرنے سے جو ابتری ہوئی ہے اس سے نفع اٹھا کر مصر پر قبضہ کرلے اس قصد سے وہ اپنے بیڑے کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے بعد ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل کے کنارے کنارے چلا۔ راستہ میں اسے معلوم ہوا کہ بطلیموس کے انتقال کی خبر غلط ہے مگر تاہم اس نے قبرس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اولاً اس کی فوج نے بغاوت کردی اور اس کے بعد ایک طوفان سے اس کے بیڑے کو نقصان پھونچا جس کی وجہ سے جزیرۂ مذکور کی فتح سے وہ قاصر رہا۔ اس نے سلوقیا کا رخ کیا جو اورونٹیس پر واقع ہے اور موسم سرما انطاکیہ میں بسر کیا۔

---

۵ لیمپ ساکس سے ایک سفارت حصول امداد کے لئے مسالیہ گئی تھی کیونکہ یہ دونوں شہر فوکیا کی نوآبادیوں میں سے تھے' مسالیہ نے روما میں اپنے اثر سے لیمپ ساکس کو امداد پہونچائی اور اسکے لئے ایک سفارشی خط ایشیائی گلاٹیوں کو لکھا۔ دیکھو، بیون "خاندان سلوقس" جلد دوم صفحہ ۴۵۔

ہینی بال

(۴۶۴) قرطاجنہ کے معاملات پر نظر غائر ڈالنے سے ہماری سمجھ میں بہ آسانی آجائیگا کہ رومیوں کو انٹیوکس کی طرف سے انتشار کیوں تھا اس عظیم الشان فینقی شہر کی محض ہستی روما کو شاق تھی - اس وقت وہ شمالی اطالیہ میں گالیوں اور لیگیوریوں کی سرکوبی میں مشغول تھے اور جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ ایک فینقی انھیں مقابلہ پر آمادہ کر رہا ہے تو انھوں نے ایک سفارت قرطاجنہ روانہ کی اور من جملہ دیگر امور کے اس شخص کے واپس بلانے اور تحویل کا مطالبہ کیا رومیوں کو قرطاجنہ سے عناد تھا مگر وہ ماسی نسا کے ساتھ خاص مراعات کو ملحوظ رکھتے تھے اور حال ہی میں انھوں نے اس سے درخواست کی تھی کہ نیومیڈیا کے سواروں کی ایک جماعت ان کی امداد کے لئے مقدونیہ روانہ کرے - فینقی حکومت نے ہر طرح سے روما کے مطالبات کے پورا کرنے کی کوشش کی اور روما اور مقدونیہ کو رومی فوج کے لئے غلہ بمقدار کثیر روانہ کیا - ۱۹۹ ق م میں فینقی سفیر تاوان کی پہلی قسط روما لے آئے - چاندی کو پرکھنے کے لئے وہ طریقے استعمال کئے گئے جو روما کے بیت المال میں رائج تھے اس حساب سے چاندی میں ۲۵ فیصدی کی کمی ہوئی جس کے لئے سفیروں کو روما میں قرض لینا پڑا - روما کے ساہوکاروں نے ضرور کڑا سود لیا ہوگا - اسکے صلہ میں قرطاجنہ کے کفیلوں کے ساتھ جو روما میں تھے کچھ رعایت کی گئی - کئی سال تو اس طرح گذر گئے اور ہینی بال کے زیراثر قرطاجنہ کی حالت روبہ اصلاح تھی روما ہسپانیوں اور گالیوں کی سرکوبی میں مشغول تھا - اور یونان اور مقدونیہ میں امن وامان قایم کر رہا تھا اور ہینی بال اس اثنا میں قرطاجنہ میں اپنے حسن تدبیر اور حب وطن سے کام لے رہا تھا خارجی معاملات میں وہ روما کے مقابلہ پر نہ آیا مگر اندرونی معاملات میں وہ اصلاح و تخفیف مصارف کا حامی تھا قرطاجنہ میں ۱۰۴ احکام کی جماعت اس آخری زمانہ میں برسر اقتدار تھی - اس جماعت نے بے ایمانی سے تمام اختیارات اپنے ہاتھوں

لہ لیوی ۳۱، ۱۱: ۴ - ۶ -

میں کر لئے تھے، اس کے ارکان کا تقرر حین حیاتی تھا جنھیں صرف اپنے مفاد کا خیال تھا اور عامۂ قوم کے مفاد کی مطلق پروا نہ تھی۔ ہینی بال نے عام شہریوں کی تائید حاصل کر کے ان کے عہدہ کی میعاد کو ایک سالہ کر دیا جسکی وجہ سے وہ سلطنت کو کوئی مزید نقصان نہ پہونچا سکتے تھے، یہ جماعت اس کی سخت مخالف ہوگئی رشوت ستانی اور خیانت سے قرطاجنہ کی حالت تباہ تھی اور انھیں کی وجہ سے سلطنت کے محاصل کا بیشتر حصہ بے ایمان عمال کی جیبوں میں چلا جاتا تھا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مزید محاصل عائد ہونے والے تھے ہینی بال نے اس لوٹ کو روک دیا اور بدطینت عمال سے رشوت کی کمائی اگلوا کر سلطنت کے مالیہ کی حالت درست کر دی اس کی زندگی کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو اس کے اس کارنمایاں کا مماثل ہوتا یا جس سے عامۂ قوم پر اس کا اثر ثابت ہوتا مگر اس کا یہی فعل اس کی تباہی کا پیش خیمہ ہوا۔

قرطاجنہ کے امرا

(۷۴۴) ایک عرصہ سے روما کے بعض ذی رسوخ اشخاص کو ہینی بال کے مقاصد کی طرف سے اندیشہ ہونے لگا تھا ان کے ان شبہوں کو قرطاجنہ کی حکمراں جماعت کے مراسلات سے تقویت ہوتی تھی قرطاجنہ کی شکست کے بعد ہینی بال کا خاندان کس مپرسی میں پڑ گیا تھا جسکی وجہ سے قدیم حکمراں جماعت نے اپنی قوت پھر حاصل کر لی، اس لئے انھیں ہینی بال کا دوبارہ عروج ناگوار تھا۔ انھیں معلوم تھا کہ رومی ہینی بال سے ڈرتے ہیں اس لیئے انھوں نے کمینہ پن سے اپنی قوم کے سب سے بڑے شہری کو تباہ کرنے کے لیئے اپنی قوم کے دشمن یعنی رومیوں سے امداد چاہی۔ اس جماعت کے افراد نے رومیوں کو لکھا کہ ہینی بال ایک دوسری زبردست جنگ کی فکر میں تھا اور انٹیوکس سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ یہ الزام صحیح ہو یا غلط مگر رومیوں نے اسے یقین کر لیا۔ اس کے بعد جب ہینی بال اپنی مالی اور دستوری اصلاحوں کو عمل میں لے آیا تو اس کے دشمنوں نے پھر اس کے خلاف سازش شروع کر دی اور روما کی سینٹ میں اس معاملہ کو پیش کر دیا سی پیو افریکانس نے اہل قرطاجنہ کی باہمی نزاعوں میں دخل دینے اور اس طرح ایک

شکست خوردہ دشمن کو پریشان کرنے کی ذلیل حرکت کی سخت مخالفت کی[لہ] لیکن
اس کی اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا اور یہ طے ہوا کہ ایک سفارت قرطاجنہ بھیجی جائے
تاکہ وہاں کی سینیٹ میں ہینی بال پر انٹیوکس سے سازش کرنے کا الزام لگائے
سفارت کی غرض فی الحال یہ ظاہر کی گئی کہ قرطاجنہ اور ماسی نیسا کی نزاعوں کا
تصفیہ کریگی مگر ہینی بال ان چالوں سے خوب واقف تھا اور وہ کسی صورت سے
قرطاجنہ سے ٹائر پہنچا اور وہاں سے انطاکیہ اور پھر افی سیس کو
جہاں شاہ شام جنگ کی تیاری اور تدبیروں میں مشغول تھا رومیوں نے جب
ہینی بال کی سزا دہی کا مطالبہ کیا تو قرطاجنہ کی بدبخت حکومت نے اس پر جلا وطنی
کا حکم لگاکے اس کی جائداد ضبط کرلی اور اس کا مکان کھود کر پھینک دیا۔ مشرق
کے جلیل القدر حکمراں (انٹیوکس) نے ہینی بال کو جو اس عہد کا سب سے بڑا
سپہ سالار تھا ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان دونوں کے یکجا ہونے سے رومی مدبروں کو سخت
انتشار ہوا ہینی بال سے تو وہ واقف تھے مگر انٹیوکس سے ناواقف تھے۔

اسپارٹا

(۴۴۸) یونان میں اس وقت امن امان تھا مگر دو مقامات ایسے تھے
جہاں سے نقض امن کا اندیشہ تھا اولاً اسے ٹولی روما سے سخت ناراض تھے
اور ثانیاً روما کا پروکانسل جو اپنے آپ کو یونان کا آزاد کنندہ کہتا تھا اسپارٹا کی
طرف سے چشم پوشی نہ کرسکتا تھا اس لئے اس نے یونان کی سلطنتوں کو بمقام
کورنتھ ایک مجلس شوریٰ میں طلب کیا جس میں اسے ٹولی بھی شریک ہوئے
مسئلہ حل طلب یہ تھا کہ حلیفوں کو آرگوس کو بدمعاش نابس کے پنجہ ستم سے نجات
دلانی چاہیئے یا نہیں۔ اسے ٹولیوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ انکو یہ شکوہ
تھا کہ گو انھیں نے سب سے پہلے یونان کو آزاد کرانے کے لئے تلوار اٹھائی
تھی مگر نہ تو سینیٹ نے انکے دعاوی پر توجہ کی اور نہ پروکانسل نے اور اب ان
سے یہ خواہش تھی کہ آرگوس کو اتحاد اکائی میں شریک کرانے میں مدد دیں حالانکہ
یہ سلطنت ایک زمانہ میں فلپ کی ہوا خواہ تھی گو جب فلپ کے برے دن آئے

لہ لیوی ۲۸، ۴۷، ۴، ۵۔ وائے رلیس میکیس مس ۴، ۱، ۲

تو اس نے فلپ کا ساتھ چھوڑ دیا مگر روما پر اے ٹولیوں کے ان اعتراضوں سے دوسری سلطنتوں پر کوئی اثر نہ ہوا گو اسے ٹولیوں نے مطالبہ کیا تھا کہ روما یونان کی تینوں زنجیروں کا تخلیہ کردے اور اس پر الزام لگایا تھا کہ اس نے اسپارٹا کا مسئلہ صرف اسلئے پیش کیا تھا کہ یونان میں اپنی فوج رکھنے کا اسے ایک حیلہ مل جائے مگر ان کی اس آتش بیانی کا کوئی اثر نہ ہوا دوسری سلطنتوں نے جنگ کے لئے رائے دیدی اس لئے وہ مجلس شورے سے واپس چلے گئے اور کوئی امدادی فوج نہ بھیجی گو ان سے درخواست کی گئی تھی، برخلاف اس کے فلپ شاہ مقدونیہ نے ۱۵۰۰ سپاہی بھیجے۔ اہل آرگوس نے وقت سے قبل بغاوت کردی جو بے رحمی کے ساتھ فرو کردی گئی جسکی وجہ سے متحدین چاہتے تھے کہ فوراً آرگوس پر حملہ کردیں مگر فلامی نیس انھیں بدقت سمجھا کر اسپارٹا کی طرف لے گیا روما اور روڈز اور پرگامم کے متحد بیڑوں نے لاکونیا کے ساحل کا محاصرہ کرلیا نابس ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس کے پاس علاوہ دو ہزار کریٹ کے سپاہیوں اور تین ہزار دوسرے اجیر سپاہیوں کے صرف وہ آزاد شدہ کسان تھے جو قدیم قوم ہیلٹ کی اولاد میں سے تھے۔ اس لئے اس کی حالت بہت نازک تھی مگر دو وجوہ سے وہ بچ گیا۔ اولاً پرو کانسل کو عجلت تھی کہ اپنے جانشین کے آنے اور انٹیوکس سے جنگ کے آغاز ہونے سے قبل یونان کے معاملات کا تصفیہ کردے ثانیاً اس کی غایت صرف یہ تھی کہ آرگو اور دوسرے ساحلی شہروں کو آزاد کرادے نہ یہ کہ اسپارٹا کی مطلق العنان حکومت کو نیست و نابود کردے اسے امید تھی کہ اہل اسپارٹا خود نابس کا کام تمام کردیں گے مگر اس نے خونریزی سے کام لیکر بغاوت کے رجحان کو فرو کردیا۔ اسے ایک دو لڑائیوں میں شکست ہوگئی۔ متحدین کے بیڑے نے کئی شہر لے لئے جس میں اس کا بندرگاہ گی تھیم بھی تھا آرگوس میں اس کا جو حاکم تھا وہ بھی اس شہر کو چھوڑ کر اسپارٹا بھاگ گیا۔ اس لئے اس نے مجبور اً اس کی صلح کے لئے گفت و شنید شروع کی۔

نابس (۴۴۹) مجلس صلح میں نابس نے اپنے افعال کے متعلق صفائی پیش

کی اوران اعتراضات کا جواب دیا جو اس کے اور روما کے تعلقات پر وارد ہوتے تھے اس نے اس قدر دروغ بیانی سے کام لیا کہ فلامی نیس کو زجر و توبیخ سے کام لینا پڑا۔ مراعات کا جب اس سے سوال ہوا تو اس نے صرف چند پر رضامندی ظاہر کی اور باقی کے متعلق کہا کہ لکھ کر اسکو دیدئے جائیں تو وہ غور کر سکے۔ مطالبات لکھ کر اس کے حوالہ کر دئے گئے اور اس کے بعد فلامی نیس نے صورت حال کے متعلق یونان کے نائبوں سے گفتگو کی انکی رائے تھی کہ نابس کو نیست و نابود کر دیا جائے مگر فلامی نیس نے یہ نہیں سمجھا یا کہ موسم سرما میں اسپارٹا کا محاصرہ کرنے میں صرفہ بہت ہو گا اور جانیں بھی ضایع ہونگی جس سے ان کا جوش سرد ہو گیا۔ لیوی نے جو پالی بیس کا خوشہ چین ہے ہر سلطنت کے نائبوں کے خیالات کو نقل کیا ہے جو انھوں نے اس موقع پر اپنی اپنی سلطنتوں کے مفاد کے لحاظ سے ظاہر کیا تھا۔ ان نائبوں کو خوب معلوم تھا کہ ان کے شہریوں میں اولاً جوش نہ تھا اور ثانیاً ان کا رجحان یہ تھا کہ اپنے ابا اختیار افراد کی کارروائیوں پر اعتراض کریں۔ اس کے علاوہ ان کے خزانے خالی تھے اور محاصل کی ادائی شہریوں کو ناگوار تھی۔ ان دقتوں کا لحاظ کر کے یونانی نائبوں نے سکوت اختیار کیا اور ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے شرائط کا تصفیہ پروکانسل پر چھوڑ دیا جس نے فوراً صلح کی شرطوں کا مسودہ تیار کیا جس میں اہم امور حسب ذیل تھے۔

(۱) تاوان جنگ، نقصانات کا معاوضہ اور تلافی۔ (۲) نابس کی دست بردگی کے لحاظ سے امور مذکورہ بالا کے متعلق تفصیلی شرائط (۳) آرگوس اور دوسرے شہروں کا تخلیہ (۴) جنگ یا اتحاد کرنے کے حق سے دست کشی، کریٹ سے تعلق قائم رکھنا بالخصوص منع کر دیا گیا (۵) بیڑے کی حوالگی اور بحری کارروائیوں سے دست برداری۔ یہ شرطیں نہایت سخت تھیں۔ مگر ان سے ظاہر ہے کہ فلامی نیس کی نیت صرف یہ تھی کہ نابس کی قوت محدود ہو جائے نہ یہ کہ وہ تباہ کر دیا جائے۔

لے لیوی ۳۳، ۳۴، ۳۴ -

نابس نے ان شرطوں کو اپنے بدمعاش اجیر سپاہیوں کو سنا کر انھیں پھر مقابلہ کرنے پر آمادہ کر لیا کیونکہ اگر یہ شرطیں تسلیم کر لی جاتیں تو ان بدمعاشوں نے نابس کی ملازمت میں جو کچھ حاصل کیا تھا سب ضائع ہو جاتا۔ اس کے علاوہ اس نے انھیں ایٹولیوں اور انٹیوکس سے امداد کی امید دلائی شہر کے باہر مقابلہ کرنے کے بعد انھیں شہر میں بھگا دیا گیا اور فلامی نیس نے پچاس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شہر پر حملہ کر دیا۔ اسپارٹا اس زمانہ میں ایک مستحکم شہر تھا لیکن حملہ آوروں نے اپنا کام پورا کر دیا ہوتا اگر محصورین نے شہر کو آگ نہ لگا دی ہوتی۔ جلتے ہوئے مکانوں کے شعلوں اور دھوئیں سے مجبور ہو کر فلامی نیس نے اپنی فوج کو واپس بلا لیا۔ مگر چند ہی روز میں نابس نے پیش کردہ شرائط منظور کر لیں جس سے جنگ ختم ہو گئی۔ نیمیا کے تہوار میں رومی پروکانسل سے صدارت کی درخواست کی گئی اور آرگوس کی آزادی کا اعلان کیا گیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اکائیوں نے اسکو اپنے اتحاد میں شریک کر لیا مگر جب تک اسپارٹا نابس کے قبضہ میں تھا انھیں اطمینان نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اسکی حکومت کی نوعیت اور حالت ایسی تھی کہ اس کے ہمسایوں کو اس پر کبھی اطمینان نہ ہو سکتا تھا اس کے علاوہ ایٹولی روما سے سخت ناراض تھے انھوں نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اسپارٹا کے حاکم جابر کے ساتھ اس نے بیجا رعایت کی تھی اور اسکے عام طرز عمل میں یکسانی نہ تھی ان کی ان شکایتوں سے تمام ملک یونان گونج اٹھا۔

فلامی نیس کی روانگی

(۴۵۰) سنہ ۱۹۵-۱۹۴ کے موسم سرما میں نابس کے ساتھ جو صلح ہوئی اسکی توثیق روما سے ہو گئی۔ سنہ ۱۹۴ کے لئے سی پیو افریکانس، ٹائی بے ریس سیمپرونیس لانگس کے ساتھ دوسری مرتبہ کانسل منتخب ہوا۔ یہ دونوں سنہ ۲۱۸ (ھینی بالی جنگ کا پہلا سال) کے کانسلوں کے بیٹے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امسال صوبہ جات کی تقسیم کے متعلق بہت سی سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہوئیں جن میں سی پیو بھی شامل تھا۔ لیکن ان سازشوں کی وجوہ سے ہم ناواقف ہیں۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ نے مقدونیہ اور ہسپانیہ میں

جو فوجیں تھیں انھیں واپس بلا کر برخاست کر دینے کا حکم دیا تھا فلامی نیس موسم سرما میں انیسی سیاسی اصلاحوں کو عمل میں لانے میں مشغول تھا جن سے یونان کی مختلف سلطنتوں میں روما کی طرفداری جاگزیں رہیں۔ یونان سے وہ نہایت کروفر کے ساتھ رخصت ہوا کورنتھ میں اس نے ایک دربار کیا جس میں اس نے جمع شدہ نائبوں کو ایک طویل تقریر میں مخاطب کیا۔ اس تقریر میں اس نے بیان کیا کہ نابس کے ساتھ جس سختی سے صرف اسلئے پیش آیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا اور اگر نابس سے میں مصالحت نہ کرتا تو اسپارٹا کو تباہ کر دینا لازم آتا۔ اس کی دوسری کارروائیوں کے متعلق کسی کو اعتراض نہ تھا اس کے بعد اس نے بیان کیا کہ چند روز کے بعد میں اپنی فوج کے ساتھ روما واپس جاؤنگا اور تمام قلعوں یہاں تک کہ یونان کی زنجیروں سے بھی محافظ فوجیں اٹھالی جائینگی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ اسے ٹولیوں کے الزامات کی کیا حقیقت ہے، روما کا کام اب ختم ہو چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو کام اس نے کیا ہے ضائع نہ جائیگا۔ لیکن یونان یونانیوں کے لئے ایک ایسا مقصد عالی ہے جو صرف اعتدال پسندی اور ہم آہنگی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ شہریوں کو شہریوں سے اور سلطنتوں کو سلطنتوں سے ملکر کام کرنا چاہیے اندرونی نزاعوں میں غالب آنے کے لئے بیرون ملک سے امداد کا طالب کرنا یونان کی آزادی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ اس پدرانہ نصیحت سے ذی حس یونانیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور ان کی رقت کو دیکھ کر پرو کانسل نے ان سے ایک درخواست کی اس نے انھیں یاد دلایا کہ ہینی بالی جنگ کے بہت سے رومی قیدی ہیں جن کا فدیہ دینے سے سینیٹ نے انکار کر دیا تھا اب تک یونان میں غلامی کی حالت میں ہیں۔ اگر یہ ان قیدیوں کا فدیہ دیدیا جائے اور وہ آزاد کر دئے جائیں تو میرے دل کی آرزو پوری ہو جائے گی۔ یونانیوں نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی گو ان کی تعداد ۱۲۰۰ تھی جس سے خرچ بہت ہوا۔ فلامی نیس نے اپنی فوج کو الیریا کے ساحل پر بھیجدیا تا کہ وہاں سے جہازوں پر اطالیہ چلی جائے۔ تمام محافظ فوجوں کو اس نے

واپس بلا لیا اور یوبے لیا کے شہروں کے نائبوں کو پند و نصیحت کی سبب سے
آخر میں اس نے تھسلی کے سمرد شہروں کی دستوری اصلاح کی طرف توجہ کی اور
جو طرز عمل روما نے اطالیہ میں اختیار کیا اس کی بنا پر اقتدارات اہل جائداد کے
سپرد کئے جنھیں امن و امان کے قیام سے نفع تھا۔ روما میں واپس آکر اس نے
نہایت شان و شوکت سے جشن فتح منایا۔ اس کے جلوس فتح میں مقدونیہ کے
نیزے اور سپر، یونان کے فنون لطیفہ کے نمونے، سیم و زر بمقدار کثیر، قیمتی تحفے،
معزز قیدی اور کفیل اور ایک پوری فوج تھی جسکو اس نے انعام و اکرام سے مالا مال
کر دیا تھا۔ اہل روما اس جلوس کو دیکھ کر ششدر رہ گئے مگر سب سے عجیب نظارہ
اس جلوس میں آزاد شدہ غلاموں کا تھا جو روما کے رواج کے مطابق سر منڈائے
ہوئے اور آزادی کی ٹوپی پہنے ہوئے اپنے آزاد کنندہ کے پیچھے پیچھے تھے۔

اب ہم یونان کو اس کے حال پر چھوڑ دینگے اور دیکھیں گے کہ دنیا کے دوسرے
ممالک میں روما کا کیا حال تھا۔ بہ حالت موجودہ صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے
کہ فلامی نینس کی کارگزاری سے اس کی عظمت بڑھ گئی مگر یونان کو کوئی دوامی نفع
نہ پہونچا۔

———)o(———

باب بست و نہم

شمالی اطالیہ اور ہسپانیہ

۲۰۱ تا ۱۹۴ ق م

(۱۵۴) یونان اور ممالک مشرقی کے معاملات کے متعلق ہم نے پالی بیس کی قابل قدر تاریخ سے استفادہ کیا ہے اس مورخ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ باخبر محتاط اور ایماندار ہے اس کی تاریخ کے بعض حصے ضائع ہو گئے ہیں مگر لیوی کی تاریخ گویا اس کا لاطینی خلاصہ ہے جس سے ہم مدد لے سکتے ہیں۔ مگر مغرب میں روما کے خارجی تعلقات پردۂ خفا میں ہیں لیوی نے جو کچھ اس موضوع کے متعلق بیان کیا ہے وہ سب رومی وقائع و سوانح نگاروں کی تحریرات سے ماخوذ ہے جنھوں نے نہ صرف اپنی بے پروائی اور عدم واقفیت سے واقعات کو مسخ کر دیا ہے بلکہ جانب داری اور تعصب کی وجہ سے بھی ان کی تحریریں قابل وثوق نہیں ہیں۔ ان وقائع نگاروں نے کہیں تو سراسر دروغ گوئی سے کام لیا ہے کہیں واقعات کے بیان کرنے میں تصرف کیا ہے اور بسا اوقات ان کا طرز عمل ان دونوں کے بین بین ہے؛ ہمارے پاس کوئی ایسے ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم ان کی مشتبہ روایتوں کی تنقیح کر سکیں۔ شمالی اطالیہ اور ہسپانیہ کے حقیقی واقعات کے متعلق کوئی مستند تحریر ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔ البتہ عہد ہائے سابقہ کی طرح چند ممتاز

لہ لیوی پر بھی پورا اعتماد نہیں ہو سکتا پالی بیس کی بعض باقی ماندہ عبارتوں سے ظاہر ہے کہ لیوی نے اسکی تحریروں کو سمجھنے میں بعض اوقات غلطی کی ہے اور بعض وقت دوسرے ماخذ سے تفصیلی امور اخذ کر کے شامل کر دئے ہیں۔

امور تسلیم کیئے جا سکتے ہیں۔ اس عہد کی لڑائیوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ غیر قطعی تھیں۔ روما کے تحفظ کے لئے ضروری تھا کہ شمالی اطالیہ پر قبضہ کرلیا جائے مگر اس کی توجہ اس وقت ہسپانیہ اور ممالک مشرق کی طرف تھی اور سسلی ، سارڈینیا اور جنوبی اطالیہ کی نگہداشت بھی ضروری تھی اسلئے روما کی فوجوں کا بیشتر حصہ انھیں ممالک میں تھا۔ ہسپانیہ پر بھی دوامی قبضہ کی ضرورت تھی مگر عرصہ تک رومیوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ اس کا امکان جب ہی ہے کہ ملک مذکور پر ان کا پورا تسلط ہوجائے اور ہسپانیہ کے قبیلوں میں تمدن کا اثر ہوجائے پیش قدمی کے سلسلہ کو باضابطہ قایم رکھنے کے لئے کافی فوجوں کی ضرورت تھی مگر روما کی فوجیں اس وقت دوسرے کاموں میں مشغول تھیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رومی حکام کی بداعمالی اور بہل انگاری سے دیسی بغاوتوں پر آمادہ ہوجاتے جن کا انسداد سخت بےرحمی کے ساتھ ہوتا اور سوائے خونریزی اور باہمی رنج و عناد کے کوئی نتیجہ نہ ہوتا۔ فی الجملہ روما اس زمانہ میں کئی کاموں میں مشغول تھا اور سب کو اس نے ادھورا چھوڑدیا

گال این رؤی آلپ

(۲ ۵ ۴) بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰۱ سنہ میں شمالی اطالیہ میں ایک رومی فوج کو ہزیمت ہوئی اور بوائی گالیوں نے ۷۰۰۰ رومی سپاہیوں کو قتل کردیا دوسرے سال پریٹر فیوریس ۵۰۰۰ حلیفوں کی فوج کے ساتھ بھیجا گیا مگر گالیوں اور لیگیوریوں نے بغاوت کردی، پلاکین شیا کو انھوں نے لوٹ لیا اور کری مونا کا محاصرہ کرلیا بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص مسمی ہمیل کار جو ۲۰۷ سنہ میں ہینی بال کی مہم کے ساتھ آیا تھا اس بغاوت کا روح رواں تھا پونڈی کی نوآبادیوں کو بچانے کے لئے ایک پوری کانسلی فوج بالآخر بھیجی گئی۔ روایتوں میں مذکور ہے کہ ایک زبردست جنگ ہوئی جس میں ۳۵۰۰۰ وحشی یا تو مارے گئے یا قید کرلئے گئے اور ہمیل کار بھی کام آیا۔ مگر فتح مند فوج فیوریس کے زیر کمان تھی

---

[1] لیوی ۳۱، ۲۱، ۱۹۷ سنہ کی جنگ میں (دیکھو ۳۲، ۳۰) مقتول ۳۵۰۰۰ تھے اور قیدی ۵۲۰۰ ایک روایت میں مذکور ہے کہ قیدیوں میں ہمیل کار بھی تھا جو کانسل کے جلوس فتح میں شریک تھا ۳۳، ۲۳۔

کیونکہ کانسل آری لیس سرکاری کام سے روما میں رک گیا تھا۔ اس لئے دونوں میں جشن فتح منانے کے بارے میں ایک بدنما جھگڑا ہوا کیونکہ فیوریس جشن فتح منانا چاہتا تھا اور آریلیس کے طرفدار اور ضابطہ پسند لوگ مزاحم تھے۔ فیوریس کو بالآخر جشن فتح منانے کی اجازت دی گئی مگر اس کا جلوس شاندار نہ تھا کیونکہ بدمزاج کانسل نے سپاہیوں، قیدیوں اور مال غنیمت کو اپنے قبضہ میں کرلیا تھا۔ ۱۹۹ق م کے انتظامات میں مذکور ہے کہ ایک پریسٹر ۵۰۰۰ حلیفوں کی فوج کے ساتھ آری می نم میں مقرر کیا گیا۔ تاکہ "اراضی گالی" کے رومی شہریوں کی حفاظت کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہدہ دار نے سابق کانسل کی فوج بھی اپنے زیر کمان لے لی، اور دوسرے کانسل اور اس کی فوج کے آنے تک برسرکار رہتا۔ اس پریٹر کی شامت جو آئی تو اس نے ناموری حاصل کرنے کے لئے ان سوبری پر حملہ کردیا جنھوں نے اسے سخت نقصان کے ساتھ پسپا کردیا۔ کانسل بھی اس کی مدد کے لئے پہونچا مگر اسے بھی کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۹۸ق م میں بھی اس ضلع میں ایک پریٹر موجود تھا اور ایک کانسل بھی تھا جس کے زیر کمان دو فوجیں تھیں مگر ان سے بھی کچھ نہ ہوسکا، البتہ انھوں نے پلاکیں شیا اور کری مونا کو پھر آباد کرادیا اور مستعمروں کو اپنے گھروں کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ جہاں انھیں اب تک امن چین نصیب نہ ہوا تھا۔ ۱۹۷ق م میں اس ضلع میں قیام امن کے لئے ایک زبردست کوشش ہوئی۔ قبائل ان سوبری بوائی اور کینومانی نے[۱] بغاوت کی تھی اور لیگیوریا کے بعض قبیلے بھی ان کے شریک ہوگئے تھے۔ جنگ میں دونوں کانسل شریک تھے ان میں سے ایک نے معمولی

[۱] سسرو نے پرو بالبو، ۳۲ میں ان سوبری اور کینومانی کے ساتھ جس صلح کا ذکر کیا ہے وہ اسی زمانہ میں ہوئی تھی۔ ۱۹۶ق م کے عہدنامے میں ایک دفعہ غالباً یہ تھی کہ ان قبیلوں کے افراد کو شہریت روما عطا نہ کیجائے۔ ممکن ہے کہ انھیں یہ اندیشہ ہوگا کہ وہ سلطنت روما میں جذب ہوجائینگے۔ روما ایسے شرایط پیش کرنے پر آمادہ تھا جن سے ان قبیلوں سے دوستانہ تعلقات قایم رہیں اور اس انتشار میں وہ اپنے ہمسایوں کو اپنے زیرنگین کرلے، کینومانی بھی بال کے شریک نہیں ہوئے تھے۔ دیکھو ۲۶۸۔

راستے سے گالیوں کے مقابلہ کے لئے دھاوا کیا اور دوسرے نے بجے نوآسے روانہ ہوکر لیگیوریا کے پہاڑوں کو طے کرکے شمال کا رخ کیا اثنائے راہ میں اس نے چند مقامات بھی فتح کئے اور دونوں پوندی کی وادی میں مل گئے بوای کے ملک پر حملہ کردیا گیا اس لئے وہ اس کی حفاظت کے لئے چلے گئے اکے نوائی کو رومیوں نے اپنی سفارتی چالوں سے الگ کرلیا ان سوبری اب تنہا رہ گئے جنکا رومیوں نے ایک زبردست جنگ میں خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد قبیلۂ بوای اور لیگیوریوں کی باری آئی اور سب کے اطاعت قبول کرنے سے رومیوں کو دھوکا ہوا کہ ہمیشہ کے لئے امن ہوگیا ہے۔ کانسلوں کی فتوحات کو غالباً مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے منوکیس کو شہر میں باضابطہ جشن فتح منانے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس کا جلوس معمولی طریقہ سے کوہ البا پر نکلا کارنے لیس کے جلوس میں پلاکین ٹیا اور کیری مونیا کے مستعمر[1] آزادی کی ٹوپیاں پہنے ساتھ ساتھ تھے۔ اس نے انھیں وحشیوں کے محاصرہ سے نجات دلائی تھی اور ان میں سے بعض کو گالیوں کی قید سے آزاد کرایا تھا۔ اس پر اسے بہت ناز تھا مگر خود اسی واقعہ سے ظاہر تھا کہ اس ضلع میں روما کا تسلط پورے طور پر نہیں ہوا تھا۔ سال مابعد ۱۹۶ق م میں بھی دونوں کانسل اسی ضلع میں مصروف بہ پیکار رہے جسکا کوئی قطعی نتیجہ نہیں ہوا ۱۹۵ق م میں فوجی کارروائیوں کا مرکز ہسپانیہ اور شمالی اطالیہ کی فوجوں سے صرف نگہداشت کا کام لیا گیا شمالی اٹروریا میں ایک پریٹر متعینات کیا گیا۔ تاکہ لیگیوریوں پر عقب سے حملہ کرسکے اور پوندی کی وادی کے گالیوں کی تائید سے انھیں بازرکھے کانسل ل۔ والیریس فلاکس کا کام تھا کہ گالیوں کو قابو میں رکھے اور دونوں نوآبادیوں کو پھر آباد کرائے مگران تدبیروں سے گالی خائف نہ ہوئے اور وہ اپنی سرکشی سے اسی وقت باز آئے جبکہ کانسل فلاکس نے انھیں شکست فاش دی اسکے بعد ۱۹۴ق م میں اپنے جانشین کے آنے کے قبل بوای اور ان سوبری سے میڈیولانم

---

[1] لیوی ۳۳، ۲۳، ۶۔

کے قریب ایک سخت جنگ ہوئی۔ جب کانسل سیم پرونیس آیا تو دشمنوں نے خود اس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور اپنے قدم جمے رکھنے میں اسے سخت دقت ہوئی۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سینیٹ نے عین اس وقت ہسپانیہ کی بڑی فوج اور فلامی نیس کی فوج کو واپس بلا کر ان کے انتشار کا حکم دیدیا۔ واقعات مابعد سے معلوم ہوگا کہ اس کا یہ طرز عمل کسقدر ناعاقبت اندیشانہ اور نقصان رسان تھا۔ ۱۹۱ق م کے اوائل میں شمالی اطالیہ میں لیگیوریوں نے پھر بغاوت کر دی جس سے ثابت ہوگیا کہ ادھوری کارروائیاں محض بیکار ہوتی ہیں۔ ان کی ایک فوج نے اٹرو ریا پر حملہ کر دیا، دوسری نے پلاکیشیا تک کے تمام خطۂ ملک کو تاخت و تاراج کر دیا، قبیلۂ بوای نے بھی سر اٹھایا۔ صورت حال اس قدر پریشان کن ہوگئی تھی کہ ان خطروں کے دفعیہ کے لیے خاص تدبیریں اختیار کی گئیں۔

ہسپانیہ (۴۵۴) اب ہم ہسپانیہ کی طرف متوجہ ہونگے جسکی موجودہ حالت شمالی اطالیہ کے مماثل تھی۔ ۲۰۶ق م میں سپیو کی روانگی کے بعد جبکہ قرطاجنہ اس ملک سے خارج کر دئے گئے رومیوں کو امید تھی کہ یہاں جلد سکون ہو جائیگا۔ چند سال تک یہ عمل درآمد تھا کہ روما کے مقبوضات دو پروکانسلوں کے سپرد رہتے جن میں سے ایک کے تحت میں جزیرہ نمائے مذکور کا شمالی مشرقی حصہ تھا اور دوسرے کے تحت میں جنوبی حصہ۔ ان دونوں خطوں کو اصطلاحاً ہسپانیۂ قریبہ و ہسپانیۂ بعیدہ کہتے تھے۔ یہ پروکانسل درجۂ اعلیٰ کے عہدہ دار یعنی سابق کانسل نہ تھے بلکہ ادنیٰ خدمات سے ترقی پا کر اس خدمت پر پہونچے تھے یا اس خدمت پر راست انکا تقرر ہوا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے زیر کمان ایک چھوٹی سی فوج تھی تاکہ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھ سکے اور حکومت کا یہ منشا نہ تھا کہ بڑی لڑائیوں کا سرانجام انکے سپرد ہو لیکن جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہسپانیہ، روما سے دور تھا اور یہاں کی حکومت دوسرے امور میں مصروف تھی، اس لیے پروکانسلوں کو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ موجودہ فوجوں سے کام لیں اس لیے جب کارنی لیس لینٹولس ۲۰۰ق م میں روما واپس آیا تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ اپنی فوجی خدمات کی بنا پر وہ پورا جشن فتح منانے کا مستحق ہے مگر چند موقعے ایسے تھے جن کی وجہ سے سینیٹ نے استقبال

پر اکتفا کیا۔ بیان[۵۱] کیا گیا ہے کہ اسی سال میں گایس کارنی لیس کے تھے گس کو مشرقی ہسپانیہ میں ایک بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جس میں ۱۵۰۰۰ دیسی مارے گئے۔ مگر یہ روایت بہت مشتبہ ہے۔ سال آئندہ (۱۹۹ ق م) کے لئے حسب سابق دو پرو کانسل مقرر ہوئے اس کے بعد ہی گارڈیس سے ایک وفد روما آیا۔ قرطاجنوں نے جب ہسپانیہ کو خیرباد کہا تو اس شہر کے باشندوں نے برضا و رغبت روما کی اطاعت قبول کرلی اور غالباً ان کے ساتھ رعایت کا برتاؤ کیا گیا[۵۲]۔ معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے ایک مستقل حاکم وہاں بطور اپنے نائب کے مقرر کرنا شروع[۵۳] کردیا تھا۔ لیکن اہل گاڈیس اس حاکم کے وجود کو اپنی آزادی کے منافی خیال کرتے تھے اس لئے انھوں نے اس حاکم کو واپس بلا لینے کے لئے سینیٹ میں درخواست پیش کی۔ سینیٹ اس وقت دوسرے امور کی طرف متوجہ تھی اس لئے اس نے اس درخواست کو منظور کردیا اس کے علاوہ روما کا یہ قدیم اصول تھا کہ جہانتک ممکن ہو محکوم حلیفوں کی اندرونی آزادی میں مخل نہو تاکہ وہ وفاداری پر قائم رہیں۔ یہی سال ایک دوسرے پروکانسل کی واپسی کا بھی ذکر آتا ہے۔ ۱۹۸ ق م کے واقعات کا کوئی ذکر نہیں ہے ۱۹۷ ق م کے انتخابات میں ایک جدید طرز عمل اختیار کیا گیا۔ یعنی پریٹروں سے اطالیہ کے ہر کام لینے کے طریقے کو وسعت دیگئی اور بجائے چار کے چھ[۵۴] پریٹر منتخب ہوئے جن میں سے دو ہسپانیہ کے لئے مخصوص تھے ان میں سے ہر ایک کے زیر کمان ۸۰۰۰ پیادے اور ۴۰۰ سوار تھے جو سب حلیفوں میں سے تھے سینیٹ نے انھیں یہ حکم بھی دیا تھا کہ ہسپانیہ کے دونوں رومی صوبوں کی سرحدوں کا تعین کردیں اس سرحد کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے مگر اس کا خط ابرو

---

[۵۱] لیوی ۳۰، ۴۹، ۷۔ ہمارے ماخذ کے قطعی یا قابل وثوق ہونے کی یہ ایک بین مثال ہے۔ وقائع نگاروں کے مبالغہ آمیز بیانات کے علاوہ قلمی نسخوں میں غلطیاں بھی ہیں خصوصاً اعداد میں جن کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

[۵۲] لیوی ۳۲، ۲، ۵۔

[۵۳] لیوی ۳۲، ۲۸، ۶، ۱۱۔

ندی کے بہت جنوب میں ہوگا۔ ان انتظامات سے ظاہر تھا کہ روما جزیرہ نمائے مذکورہ
پر مستقل قبضہ کرنا چاہتا تھا اور زمانہ مابعد کی بغاوتوں کی غالباً یہی وجہ ہوگی ۱۹۷ ق م
کے اواخر میں ہسپانیہ بعیدہ سے پریٹر نے یہ خبر بھیجی کہ جنوبی قبیلوں میں سے
اکثر نے بغاوت پر کمر باندھلی ہے اور اس بغاوت کے پھیلنے کا بھی اندیشہ
ہے۔ سینیٹ کو معلوم تھا کہ اگر بغاوت زیادہ پھیل گئی تو ہسپانیہ میں کوئی
ایسی فوج نہ تھی جو اس کے انسداد کے لئے کافی ہوتی اس لئے اس نے ہسپانیہ
کے معاملات کی طرف پوری توجہ کی ۱۹۶ ق م کے انتظامات کے عمل میں آنے کے
قبل معلوم ہوا کہ ہسپانیۂ قریبہ میں رومیوں کو ایک سخت ہزیمت ہوئی تھی۔ اس لئے
حلیفوں کی فوج میں اضافہ کرنے کے علاوہ ہر صوبے کے لئے ایک رومی لیجن
بھی مقرر کیا گیا اور نئی فوجیں بعجلت ممکنہ بھیجی گئیں۔ اسی زمانہ میں دو پروکانسل
ہسپانیہ سے مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے ان میں سے ایک کا چند روز کے بعد
استقبال ہوا مگر ان کی فتوحات محض برائے نام تھیں کیونکہ ہسپانیہ میں باضابطہ
جنگ شروع ہوگئی تھی۔

کیٹو کی کارروائیاں

(۴۵۴) ۱۹۵ ق م کے لئے ل۔ والیریس فلاکس اور م۔ پورکیس کیٹو کانسل
منتخب ہوئے قرعہ اندازی سے ہسپانیہ کا صوبہ کیٹو کو ملا۔ دو رومی لیجن اس کے
تحت میں دیے گئے۔ پریٹروں کے زیر فرمان بھی ایک ایک لیجن تھا ان کے
علاوہ حلیفوں کی کثیر التعداد فوجیں تھیں۔ فوج کی مجموعی تعداد صاف ظاہر نہیں
ہوتی مگر ۵۰۰۰۰ کے قریب قریب ہوگی۔ ہسپانیۂ قریبہ سے اسی زمانہ میں ایک
فتح کی خبر آئی مگر اس قسم کی فتحوں کی حقیقی قدر و قیمت معلوم ہو چکی تھی۔ اس لئے جو تدبیریں
سوچی گئی تھیں ان پر عمل کیا گیا اور کیٹو ہسپانیہ بعیدہ کو روانہ ہوا۔ بحری سفر
میں کوئی واقعہ قابل ذکر نہیں ہوا۔ روما کا قدیم حلیف مسالیہ اس نواح کی باقی
ماندہ یونانی بستیوں کا سرغنہ تھا اور انہیں میں سے ایک یعنی ایمپوری اے
میں رومی بیڑا لنگر انداز ہوا۔ شہر کا اصلی یونانی محلہ بہت چھوٹا تھا۔ مگر اس کی
فصیلیں نہایت مضبوط تھیں اور اس کی حفاظت کا کافی انتظام تھا کیونکہ یونانی
گو وہ امن پسند تاجر تھے مگر دیسیوں سے خائف تھے اور ان کی حالت ایک فوجی لشکر

کی تھی کیٹو نے دشمنوں کے حالات دریافت کرنے شروع کیے اور اس اثناء میں وہ اپنے ناآزمودہ کار سپاہیوں کی تربیت میں بھی مشغول تھا۔ فوج کے ساتھ جو غلہ کے ٹھیکہ دار تھے انھیں اس نے روما واپس کر دیا۔ کیونکہ اس کا مقصد تھا کہ دشمن کے غلہ کو اپنے تصرف میں لے آئے اور اسی غرض سے اس نے یورشوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ملک میں سخت بد امنی ہے۔ ایک پریٹر ہسپانیۂ بعیدہ سے فتح حاصل کر کے اس کے لشکر میں پہونچا۔ مگر گو اس کے ساتھ ایک زبردست بدرقہ تھا تاہم سفر میں اسے سخت دقت واقع ہوئی اور کئی مقامات پر اسے لڑنا پڑا۔ اس کے بعد کیٹو کی حقیقی معرکہ آرائی شروع ہوئی ایک دیسی سردار پر جو روما کا دوست تھا دشمن نے نرغہ کر دیا اس نے مجبور ہو کر نہایت عاجزی سے امداد کی درخواست کی۔ مگر کانسل کے پاس اپنے اصل کام کے لئے بھی کافی آدمی نہ تھے اس لئے اس نے امداد کا وعدہ کیا اور پھر اپنے قول سے روگرداں ہو گیا۔ مگر اس نے ایک دوسرے طریقے سے امداد کی جو غالباً زیادہ کارگر تھی اپنے سپاہیوں کو یورشوں میں آزما کر اس نے اندرون ملک کی طرف کوچ کیا۔ اور باغیوں کی سب سے بڑی فوج کو مقابلہ پر مجبور کیا جس میں رومی سپہ سالار کو اس کی حربی تدابیر اور سپاہ کے ضبط نوجی سے کامیابی ہوئی۔ اس فتح کے بعد جنگ کا سلسلہ جاری رہا اور چند ہی روز میں ابرو کے شمال کے ضلع کے باشندے اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے متعدد قیدی دشمن کی قید سے رہا کرا دیے گئے چھوٹی چھوٹی بغاوتیں بہ عجلت فرو کر دی گئیں اور باغیوں کے ساتھ لینت کا برتاؤ نہ کیا گیا۔ جن لوگوں نے دوسری مرتبہ بغاوت کی تھی انکے باقی ماندہ افراد کو کانسل نے فروخت کر دیا۔ ہسپانیۂ بعیدہ کے پریٹر کو بھی جنوب کے غیر جنگجو قبیلوں میں فتح حاصل ہوئی تھی کیٹو اس اثناء میں ابرو کے شمال کے قبیلوں کے ہتھیار چھین رہا تھا اور ان کے فصیل بند شہروں کی فصیلیں مسمار کر رہا تھا فصیلوں کی مسماری کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک[۱] چال چل گیا یعنی اس نے بوقت واحد

---

[۱] فرون ٹی نس Strat ا ۱، ۱ ایلیوی ۳۴، ۱۷

تمام شہروں میں یہ حکم جاری کردیا اور خلاف ورزی کی پاداش میں جنگ کی دھمکی دی
ہر شہر کے باشندوں کو خیال ہوا کہ یہ حکم انھیں سے متعلق ہے اور سب نے اس کی تعمیل
کی۔ اس روایت پر ہم یقین نہیں کر سکتے مگر یہ زمانۂ مابعد کی گھڑی ہوئی نہیں ہے۔ شہروں
کی تعداد بھی ۴۰۰ بیان کی گئی ہے جو مبالغہ آمیز ہے ممکن ہے کہ اس کا راوی
خود کیٹو ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سخت مشکلوں میں پھنسا ہوا تھا اور اس نے
حد درجہ کی سرگرمی اور نفس کشی سے کامیابی حاصل کی تھی۔ جنوب کی جنگ کے
متعلق ہمیں صرف یہ معلوم ہے کہ شکست خوردہ دلیسیوں نے کیلٹ آئی بیریوں کی
ایک اجیر فوج نوکر رکھلی۔ یہ لوگ انساؤ دوغلے تھے اور وسطی ہسپانیہ پر انکا قبضہ
تھا کانسل نے اس اجیر فوج کو ہموار کرلینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور
ہسپانیۂ بعیدہ میں حالت حسب سابق تھی۔ اس نے ایک چھوٹی سی فوج لیکر
ابرو کی طرف رجعت کی اور شمال میں چند معمولی فتوحات حاصل کیں۔ اپنی
فوجی قوت کے زور سے امن و امان کے قائم کرنے کے علاوہ اس نے کان کنی[۱]
کو ترقی دیکر ملک کی دولت میں اضافہ کیا اور زمانۂ آیندہ میں کان کنی ہسپانیہ کی
معاشی زندگی کی ایک ممتاز خصوصیت ہوگئی ہسپانیہ کی صوبہ داری کے
آخری زمانہ میں روما کی جماعتوں کی سازشیں کیٹو کے انتظامات میں مخل ہوئیں آ
سی پیو افریکانس اور کیٹو مسلسل میں لڑ بیٹھے تھے اور اس وقت سے
دونوں میں عناد تھا اور افریقہ سے واپس آنے کے بعد سے سی پیو بالکل بیکار
تھا، اس کی عظمت لوگوں کے دلوں سے محو ہو رہی تھی اور اس کے حریف
فلامی نیس اور کیٹو مشرق اور مغرب میں نام آوری حاصل کر رہے تھے
۱۹۴ کے انتخابات اور تقسیم صوبہ جات کا زمانہ قریب آرہا تھا اور سی پیو اس
فکر میں تھا کہ بار دیگر کانسل منتخب ہو کر اطالیہ کے باہر کسی اہم خدمت پر فائز
ہوتا کہ اپنی عظمت و شان کو پھر قائم کرلے۔ کانسلی تو اسے ملگئی مگر سینیٹ کی

---

[۱] لیوی ۳۴، ۲۱، ۷۔ پلینی (تاریخ ۳۳، ۹۶-۹۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہینی بال کا تتبع
کیا۔ ہسپانیہ کے معادن کے متعلق دیکھو اسٹرابو سوم ۲، ۸، ۱۱۔

جماعت غالب اس کی مخالف تھی جس نے یونان اور ہسپانیہ کے معاملات کو مختتم قرار دیکر فوجوں کی واپسی کا حکم دیدیا واقعات مابعد واضح نہیں ہیں کیونکہ ہمارے ماخذ میں باہمی اختلاف ہے مگر اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا یعنی سی پیو کو یونان جانے سے روکنے کے لئے کیٹو کو بھی واپس بلانا پڑا دو پریٹر حسب سابق مقرر ہوئے اور کیٹو نے واپس آکر جشن فتح منایا جسکا وہ مستحق تھا۔

(۵)

باب سیوم

یونان اور ممالک مشرقی کی جنگ

۱۹۵ تا ۱۸۷ ق م[1]

(۴۵۵) یونان کی جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد ہم نے ممالک مشرقی کے معاملات کا ذکر ملتوی کر دیا تھا گو اسے ٹولیوں میں بے چینی کے آثار ہنوز باقی تھے انٹیوکس کے قدم یورپ میں جم گئے تھے اور دروانیال اسکے زیر اثر تھا۔ انطاکیہ سے وہ حال ہی میں واپس ہوا تھا تاکہ مغرب میں اپنی تدبیروں کو عمل میں لائے اور ہینی بال بھی اس کا شریک ہوگیا تھا فلپ شاہ مقدونیہ واقعات کی رفتار کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے غالباً محسوس کر لیا ہوگا کہ فی الجملہ رومیوں نے اس کے ساتھ لینت کا برتاؤ کیا تھا اور اس کو یونانیوں کی آتش انتقام سے بچایا تھا مگر اس کا رفیق اور حلیف انٹیوکس اس کی بے بسی سے نفع اٹھا کر ان مقامات پر قبضہ کر رہا تھا جن کے الحاق کی فکر میں وہ خود تھا۔ مسئلہ تصفیہ طلب یہ تھا کہ بحیرۂ یونان کے سواحل کے ممالک کا مالک اور عالم یونانی کا سرغنہ کون ہوگا۔ اور اس کے تصفیہ کے لئے ایک خونریز جنگ ناگزیر تھی اس جد و جہد میں روما اور شہنشاہ شام کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ فلپ شاہ مقدونیہ ان دونوں میں سے کسی کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسکے لئے عافیت اسی میں تھی کہ اپنی سلطنت

---

[1] ہمارے اصل ماخذ پالی بیس ۱۸-۲۲ اور لیوی ۳۳-۳۸ ہیں۔ بعض امور کے متعلق اپیئن (شام) پلوٹارک (فلامی نیس اور فلوپوئمن) اور ڈائوڈورس ۲۸-۲۹ وغیرہ سے بھی مدد ملتی ہے صرف چند خاص امور کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

کے ذرائع کو ترقی دے اور روما کے ساتھ جو معاہدے ہوئے تھے ان کی تکمیل ایمانداری سے کرے۔ ممکن تھا کہ اس جنگ میں دونوں مقابلہ کن سلطنتیں خستہ حال ہو جائیں جس سے ایک تیسری قوت کو اپنے حقوق کے تسلیم کرانے کا موقع ملسکتا درجۂ دوم کی قوتوں میں جو جنگ میں شرکت کی صلاحیت رکھتی تھیں صرف اےٹولی ہی روما کے مخالف تھے۔ فلپ کم از کم اس وقت ضرور روما کو انٹیوکس پر ترجیح دیتا تھا گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس کا موجودہ طرز عمل کن مصالح پر مبنی تھا۔ مگر جن مصالح کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ مشہور واقعات پر مبنی ہیں اور مقدونیہ نے جو طرز عمل اختیار کیا اس سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جنگ مابعد میں مقدونیہ کی یہ روش بالخصوص قابل لحاظ ہے۔

(۴۵۶) ۱۹۳ میں گفت و شنید کا سلسلہ عرصہ تک جاری تھا کیونکہ دونوں حریفوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہو اور دنیا کو یہ معلوم ہو کہ وہ جنگ پر بدرجۂ مجبوری آمادہ ہوا ہے۔ روما کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر شاہ شام یورپ کے معاملات میں مداخلت کرتا ہے تو اسے بھی ایشیا کے معاملات میں دخل دینے کا حق ہے، اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ ایشیا میں اس کے منصوبوں میں کوئی دوسرا مخل نہ ہو تو اسے یورپ میں رومیوں کے معاملات میں مخل نہ ہونا چاہیئے انٹیوکس کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جاسکتا تھا کہ یورپ میں اس کے آبائی حقوق تھے۔ جو ایشیا میں رومیوں کو حاصل نہ تھے سلوقی خاندان کے سابقہ مقبوضات کو اپنے تحت میں لانا وہ اپنا حق اور فرض سمجھتا تھا رومی یونان کی آزادی کے حامی تھے اس لئے ان کا فرض تھا کہ یونانی شہروں کی آزادی کو برقرار رکھیں بجائے اسکے کہ شاہ شام کو ان شہروں پر اپنی سیادت قائم کرنے دیں جو عرصہ ہوا کہ ختم ہو چکی تھی۔ فریقین کے دعوے ایسے نہ تھے کہ ان میں مصالحت ہوسکتی، لیکن دونوں میں سے کوئی اس وقت لڑنے کے لئے تیار نہ تھا اسلئے بے سود سفارتوں کا سلسلہ جاری تھا مگر اس اثناء میں جو یونانی سفیر روما گئے انھیں یقین دلایا گیا کہ روما اس نازک وقت میں ان کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔

روما اور انٹیوکس

(۴۵۷) انٹیوکس اپنے مطالبات سے باز آنے پر آمادہ نہ تھا اور وہ ہر طرح

سے اپنی قوت کو مستحکم کر رہا تھا۔ مشرقی سلاطین اپنے خاندانوں کے بقا کے لیے
ازدواجی تعلقات سے اکثر کام لیا کرتے تھے، انٹیوکس کی کئی لڑکیاں تھیں
جن کی شادیوں میں اس نے سیاسی مصالح کو مد نظر رکھا ان میں سے ایک کا
عقد اس نے نوجوان بطلیموس سے کر دیا دوسری کا کپاڈوشیا کے بادشاہ سے
اور تیسری کے متعلق یومینیس شاہ پرگامم سے سلسلہ جنبانی کی مگر اس نے
اس اعزاز سے انکار کر دیا کیونکہ یہ فرنیس بادشاہ روما کا وابستہ تھا اور اس سلطنت
سے اپنے تعلقات کو کمزور کرنا نہ چاہتا تھا، ہینی بال انٹیوکس کی سلک ملازمت
میں داخل ہو گیا تھا اور انٹیوکس اس سے کام لینا چاہتا تھا۔ مگر اس لاثانی
سپہ سالار کی خدمات سے پورا نفع اٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ اسے وسیع
اقتدارات عطا کئے جاتے اور آنے والی جنگ کا انصرام بالکلیہ اس کی صوابدید
پر چھوڑ دیا جاتا۔ مگر یہ عملاً ناممکن تھا کیونکہ مطلق العنان رئیس اپنے ملازموں کو
حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی فوجی شہرت بالخصوص انھیں شاق گذرتی
ہے۔ اس کے علاوہ مطلق العنان بادشاہوں کے معلومات کے ذرائع محدود
ہوتے ہیں کیونکہ ان کے دربار کے ارکان اپنے اثر کو قائم رکھنے کے لئے ناخوشگوار
واقعات کو یا تو دبا دیتے ہیں یا ان پر صیقل کر دیتے ہیں انٹیوکس کی حالت بھی
دوسرے بادشاہوں کی طرح تھی اور حالات کچھ ایسے تھے کہ وہ کوئی صائب رائے
قائم نہ کر سکتا تھا۔ تین شاہی خاندانوں کو سکندر اعظم کی جانشینی کا شرف حاصل
ہوا تھا، ان میں سے مصر کی حالت نہایت ابتر تھی اور مقدونیہ کو حال ہی میں
روما سے سخت شکست حاصل ہوئی تھی، مگر سلوقس کا خاندان دولت مند تھا
اور حالیہ فتوحات سے اسکی عظمت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ سلوقی خاندان کے
قبضہ میں سکندر کی سلطنت کا وہ حصہ تھا جو ایک زمانہ میں شہنشاہان ایران کے زیر نگین
تھا، اس لئے ان کی حیثیت شہنشاہی تھی جس کی وجہ سے مشرق میں ان کی قدر و منزلت
تھی اور مغرب کی نگاہوں میں بھی ان کا خاص اعزاز تھا۔ روما کو ابھی تک کوئی خاص
امتیاز حاصل نہ ہوا تھا قرطاجنہ سے بھی وہ بمدقت عہدہ برا ہوا تھا اور اہل قرطاجنہ
کا اصلی وطن فنیقیا تھا جو شام کے ساحل کا ایک ذرا سا گوشہ ہے۔ یہی وجہ تھی

کہ انٹیوکس روما کی اصلی قوت کا اندازہ نہ کرسکا اور روما کی اعتدال پسندی کو اس نے کمزوری پر محمول کیا اور ہینی بال سے رشک وحسد کی وجہ سے وہ کام نہ لیا جسکا وہ اہل تھا۔

ہینی بال کی کس مپرسی

(۴۵۸) ہینی بال سے جنگ کے انصرام کے متعلق مشورہ کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ کامیابی کا اصل گر یہ ہے کہ اطالیہ پر زبردست حملہ کردیا جائے تاکہ فوج دشمن کی کمائی کھائے اور اس کی ناشاد رعایا کو بغاوت پر آمادہ کرسکے۔ کامیابی کی عملی صورت صرف یہی تھی، کیونکہ روما کو اطالیہ کے ذرائع سے کام لینے کا موقع دینا گویا اس کی فتح کو یقینی کردینا تھا اس کی خواہش تھی کہ اگر ایک چھوٹی سی فوج اور چند جہاز اسے دیدیے جائیں تو وہ قرطاجنہ پہونچ جائے گا اگر اہل قرطاجنہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے تو خیر ورنہ وہ اطالیہ میں لنگر انداز ہوکر جنگ چھیڑ دیگا۔ انٹیوکس بھی اس تدبیر میں معاونت کرسکتا تھا یعنی وہ ساتھ ہی ساتھ یورپ پر حملہ کردیتا اور اس کے بعد حسب ضرورت کارروائی کرتا۔ مگر انٹیوکس کو یہ گوارا نہ تھا کہ تمام عالم کی نگاہوں میں ہینی بال کو سرخروئی ہو اور فتح کا سہرا اسی کے سر ہو ہینی بال کو البتہ یہ اجازت دی گئی کہ اپنے ہوا خواہوں سے مراسلت کرے جو قرطاجنہ میں تھے۔ خط وکتابت میں خطرہ تھا اس لئے اس نے اپنے ایک معتمد علیہ کو قرطاجنہ روانہ کیا لیکن وہاں وہ پہچان لیا گیا اور اس کے مقاصد کو لوگوں نے تاڑ لیا اس وقت حکومت دولت مند لوگوں کی تھی جو روما کے طرفدار تھے انھوں نے چاہا کہ ہینی بال کے قاصد کو گرفتار کرکے روما کے حوالہ کردیں مگر وہ بچ نکلا اور اس کی ہوشیاری سے ہینی بال کے ہوا خواہ بھی بچ گئے۔ لیکن قرطاجنہ کے حکام کی حالت کچھ ایسی ابتر ہوگئی تھی کہ انھوں نے خیرخواہی کے جوش میں اس معاملے کی اطلاع روما کی سینٹ کو کی اور اس کے ساتھ ہی ماسانسا کی دراز دستیوں کی شکایت بھی کی انکے اس پریشان کن ہمسایہ نے بعض قرطاجنی علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور خراج وصول کررہا تھا۔ سینٹ نے فریقین کے سفیروں کے عذرات کی سماعت کی اور سرحدی نزاعوں کے تصفیہ کے لئے کمشنر روانہ کئے مگر ان

حاکموں نے جنھیں غالباً خفیہ ہدایتیں دی گئی تھیں کوئی تصفیہ نہ کیا اور شاہ نیومیڈیا حسب سابق مطلق العنان رہا۔ روما کے خلاف میں قرطاجنہ سے مدد ملنے کی یہی صورت تھی کہ ہینی بال ایک فوج اور بیڑے کے ساتھ بھیجا جائے مگر ہینی بال کا مشورہ نظرانداز کر دیا گیا اور انٹیوکس کی امید بر نہ آئی۔

انٹیوکس اور جنگ کا آغاز

(۴۵۹) اب دوسری تدبیر باقی تھی یعنی یونان پر حملہ کرکے اسے جنگ کا مرکز بنایا جائے ہینی بال نے اسے متنبہ کر دیا تھا کہ یہ حملہ بجائے خود کامیاب نہ ہوگا مگر انٹیوکس کو اپنی قوت کا غرہ تھا اور دوسرے امور بھی تھے جن سے اس کو اس طرز عمل کے اختیار کرنے پر ترغیب ہوئی۔ رومیوں نے اے ٹولیوں کو پس پشت ڈال دیا تھا اسلئے وہ انتقام کے درپے تھے نابس کو انھوں نے ورغلا کر لاکونیا کے ساحلی شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے آمادہ کیا مگر اکائی اسکی تاک میں تھے انھوں نے اسے روکا اور اس کی ان حرکتوں کی اطلاع روما کو کر دی مگر فلپ کو ورغلانے میں اے ٹولی سفیر کو کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے سابق دشمنوں پر اعتماد نہ کرسکتا تھا اور اس کا لخت جگر کفیل کے طور پر رومیوں کی قید میں تھا۔ اس نے غالباً یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ روما کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کے دوست فائدے میں رہتے ہیں انٹیوکس نے اے ٹولیوں کی تجویزوں کو مان لیا، اس کا خود بھی ارادہ تھا کہ یونان میں معرکہ آرائی کرے اور اے ٹولیوں کی چرب زبانی سے اسے اور شہ ہوئی۔ اے ٹولیوں نے اسے یہ سبز باغ دکھایا کہ اس کے پہونچتے ہی اہل یونان اس کی تائید پر آمادہ ہو جائینگے اور فلپ اور نابس آزادی کی جنگ کو چھیڑنے کے لئے صرف موقع کے منتظر ہیں۔ انھوں نے اسے یہ بھی باور کرایا کہ روما کو جو کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ انھیں کے طفیل تھی اور ان کی تمام فوجیں اس کے تحت کر دی جائیں گی۔ انٹیوکس نے ان لغویات کو صحیح سمجھ لیا اور انھیں کسی نہ کسی طرح سے معلوم کرا دیا کہ وہ یونان پر حملہ کریگا۔

(۴۶۰) سلسلۂ واقعات واضح نہیں ہے، غالباً اسی زمانہ میں یعنی ۱۹۳ ق م کے اوائل میں ایک رومی سفارت انٹیوکس کے پاس آئی۔ سفیروں کو ہدایت تھی

کہ اثنائے راہ میں یومی نیس سے بھی ملتے جائیں یومی نیس جنگ کے لئے بالکل مستعد تھا کیونکہ اس کے تحت وتاج کا بقا انٹیوکس کے زوال پر منحصر تھا۔ انٹیوکس اس وقت پسی ڈیا میں ایک مقامی جنگ میں مصروف تھا جہاں وہ اپنی حکومت بحال کر رہا تھا۔ رومی سفیروں اور بادشاہ اور اس کے ایک معتمد علیہ وزیر سے نامہ وپیام ہوئے مگر ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ فریقین میں سے کوئی اپنے دعووں سے باز آنے کو تیار نہ تھا اور چونکہ اس بے سود گفت وشنید سے کوئی فائدہ نہ تھا اس لئے سفارت واپس گئی۔ اس موقع پر یہ بھی واضح کردینا ضروری ہے کہ انٹیوکس اصل صورت حال سے ناواقف تھا جس سے وہ سخت گھاٹے میں تھا اس کے یونانی مشیروں کو یا تو معلوم نہ تھا کہ اسے کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے ہمرکاب ایک زبردست اور کارگر فوج لیجائے یا وہ اس امر کو اس سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ برخلاف اسکے رومیوں کو پرگامم اور روڈز سے تازہ ترین خبریں پہونچتی تھیں اور یونان کی ریاستوں میں بھی ان کے ہم نوا موجود تھے جنکا بقا روما کے اثر کے قیام کے ساتھ وابستہ تھا۔ انٹیوکس کو حقیقت حال صرف ہینی بال سے معلوم ہوسکتی تھی مگر ہینی بال اس وقت مورد عتاب تھا کیونکہ اس نے ایفی سس میں رومی سفیروں سے میل جول[1] رکھا تھا اور اس کی اس انسانیت کو اس کے حاسدوں نے بے وفائی پر محمول کیا تھا۔ مگر اسی اثناء میں اس نے بادشاہ سے بیان کیا کہ میں نے لڑکپن میں اپنے باپ ہمل کار سے قسم کھائی تھی کہ تا دم مرگ کبھی روما کا دوست نہ ہونگا۔ بادشاہ کی نظر عنایت اس پر پھر ہوگئی اور اسے اپنی مجالس شوریٰ میں بلانے لگا۔ مگر جنگ کی تجویزیں جو غلط مفروضات پر مبنی

[1] ایک روایت میں جو غالباً پالی بیس سے ماخوذ ہے بیان کیا گیا ہے کہ رومی سفیروں میں سی پیو افریکا بھی تھا اور اس نے ہینی بال سے گفتگو کی، معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ سی پیو کے خاندان کے دلچسپ افسانوں میں سے ہے اور اس میں بہت کچھ مبالغہ ہے (دیکھو لیوی ۳۵، ۱۴ و ڈی سین بورن کا حاشیہ) اور اے پین (بشام) ۹-۱۱۔

تھیں پہلے ہی سے طے ہو چکی تھیں اور ہینی بال سے جو اپنے زمانہ میں فن حرب کا سب سے بڑا ماہر تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں کام لیا گیا جن کا جنگ کے اصل نتیجہ پر کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔

رومائی جنگی تیاریاں

(۴۶۱) بادشاہ کے درباری اسے ہمت دلا رہے تھے کہ فتح آسانی سے ہو جائے گی مگر ان خالی خولی باتوں کے مقابلہ میں رومی جو جنگ کی مشکلوں سے بخوبی واقف تھے ہمہ تن تیاری میں مصروف تھے۔ نابس نے جنگ چھیڑ دی تھی جس سے انھیں ۱۹۲ ق م کے لئے معمول سے بڑی فوجوں کے تیار کرنے کا بہانہ مل گیا۔ ہسپانیہ اور گال کے لئے فوجوں کا انتظام کرنے کے بعد جنوبی اطالیہ اور سسلی کے تحفظ کا انتظام کیا گیا کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں انٹیوکس یا ہینی بال مغرب میں نہ آدھمکیں۔ ساحلی شہروں کی حفاظت کے لئے فوجیں متعین کی گئیں جہاز بنائے گئے اور ایک فوج اور بیڑے کی تیاری کی گئی تاکہ یونانی حلیفوں کی بروقت امداد ہو سکے رومی فوجوں کی پوری تعداد صحیح طور سے معلوم نہیں مگر ان میں غالباً حلیفوں کی تعداد حسب سابق رومی شہریوں سے زیادہ تھی۔ خیال تھا کہ جنگ سال مابعد میں شروع ہوگی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ ایک کانسل روما کو ۱۹۱ ق م کے انتخابات عمل میں لانے کے لئے تیار رہے۔ زائد از کار جہازوں کی تیاری کا سلسلہ بھی جاری تھا کیونکہ اندیشہ تھا کہ روما کو جنگ کے لئے ایک زبردست بیڑا بھیجنا ہوگا۔ ہینی بال کے خوف سے روما میں سخت انتشار تھا مگر سال یوں ہی بیت و لعل میں گزر گیا اور مختلف خبریں صحیح اور غلط مشہور ہوتی رہیں۔ ۱۹۱ ق م کے انتخابات بالآخر عمل میں آئے اور یونان کے لئے جو فوج تیار کی گئی تھی ایپائرس بھیج دی گئی تاکہ آئندہ معرکہ آرائی کے لئے تیار رہے۔

(۴۶۲) یونان میں جنگ پہلے ہی سے شروع ہو گئی تھی کیونکہ نابس لاکونیا کے ساحلی مقامات پر پھر قبضہ کر کے خطرناک ہو رہا تھا اور اتحاد آکائی کو یہ گوارا نہ تھا ان کی امداد کے لئے ایک رومی بیڑا بھیجا گیا۔ مگر اس کے آنے کا وہ انتظار نہ کر سکے۔ ان کا سپہ سالار فلی پومین اس وقت اتحاد کا صدر تھا بحری معاملات میں اسے دخل نہ تھا مگر گی تھیم کا نابس نے محاصرہ کر لیا تھا اور

اس محاصرہ کو اٹھانے کے لئے سمندر سے حملہ کرنے کی ضرورت تھی - اس بحری حملہ میں ناکامی ہوئی مگر خشکی کی طرف سے حملہ کرکے اس نے نابس کی فوجوں کو تباہ کر دیا اور اس کے ملک کو ویران کر دیا۔ اس کے بعد وہ فاتحانہ شان سے واپس آیا اور نابس اسپارٹا میں محصور ہو گیا۔ اس حد تک تو روما کے حلیفوں کی کامیابی قابل اطمینان تھی مگر اکثر یونانی ریاستوں میں روما کے مخالفوں کا زور تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ جب انٹیوکس کی زبردست قوت کی خبریں مشہور ہوں گی تو اکثر ریاستیں اسے ٹولیوں کا متبع کریںگی - اس لئے روما سے ایک سفارت فلامی نیس کی سرکردگی میں بھیجی گئی تاکہ مشتبہ رویہ والی سلطنتوں کو متنبہ کر دے کہ روما اور اس کے حلیفوں سے جنگ نہ کریں یہ سفارت بے کار نہ تھی، کیونکہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ دولت مند شہری بالعموم روما کے طرفدار ہیں اور صورت حال کے قائم رہنے کے خواہش مند ہیں مگر غربا انقلاب سے نفع کی امید رکھتے ہیں ڈی میٹ ریاس کے مستحکم شہر کی یہی حالت تھی یہاں فلامی نیس کو بے چینی کے فرد کرنے میں کامیابی ہوئی اور اسے ٹولیوں کے طرفداروں کا سرغنہ اسے ٹولیا بھاگ گیا جہاں انتہائی جوش پھیلا ہوا تھا۔ اسے ٹولیوں کا بھکانے والا ان کا سرغنہ تھواس تھا جو حال ہی میں انٹیوکس کے پاس سفارت پر گیا تھا اور وہاں سے بادشاہ کے ایک کارپرداز کو ساتھ لیکر واپس آیا تھا۔ اسے ٹولی طبعاً آسانی سے جوش میں آجاتے تھے اور اس وقت تو انکے جوش کی کوئی انتہا نہ تھی، انھیں اُمید تھی کہ رومیوں کے دفع ہونے کے بعد انٹیوکس اپنی فوجوں، بیڑوں، زر و جواہر اور ہاتھیوں کے ساتھ آئے گا اب تنبیہ کا وقت نہ تھا مگر فلامی نیس نے قصد کر لیا تھا کہ اہل یونان کو مطلع کر دے کہ روما صلح کا خواہاں ہے اور جنگ پر مجبور کیا جا رہا ہے - اسے ٹولیوں کی قومی مجلس میں اسے شرکت کی اجازت بدقت ملی مگر اسکی موجودگی ہی میں انٹیوکس کو یونان میں بلانے کی قرارداد منظور کی گئی - فلامی نیس نے اس قرارداد کی جب نقل مانگی تو صدر نے جواب دیا کہ جب میں ٹائبر ندی کے کنارے خیمہ زن ہونگا تو وہاں سے نقل بھیجدونگا۔

اے ٹولی

(۴۶۳) اے ٹولیوں نے جنگ کے طوفانی سمندر میں اپنی کشتی ڈالدی تھی اس لیے ان پر لازم تھا کہ جس جنگ کا انھوں نے تہیہ کیا تھا اس کے لیئے پوری جانفشانی سے کام لیں۔ ان کا پہلا کام یہ تھا کہ انٹیوکس کے آنے کے قبل تمام مقامات پر قبضہ کرلیں جنکی حربی اہمیت تھی کورنتھ پر قبضہ کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ اس پر اتحاد اکائی کا قبضہ تھا مگر ڈی میٹ ریاس اور کال کس پر آسانی سے قبضہ ہوسکتا تھا اور ڈی میٹ ریاس پر ان کا قبضہ بھی بغیر کسی سخت مخالفت کے ہوگیا۔ مگر یوبیا کے لوگ ان سے سخت متنفر تھے اسلیئے جب انھوں نے کال کس پر حملہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے اپنے ہمسایوں کی امداد سے انھیں پسپا کردیا اس کے بعد انھوں نے اسپارٹا پر قبضہ کرنے کا منصوبہ باندھ لیا بیوٹوی سس میں اہل ایلیا و مسی نیا انکے طرفدار تھے اور اسپارٹا کا حاکم نابس بھی ان کا حلیف تھا اور اتحاد آکائی کے خلاف ان سے امداد کا متمنی تھا۔ اے ٹولیوں کی ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ اتحاد کو کسی طرح کمزور کریں۔ اسلیئے انھوں نے نابس کی درخواست کے جواب میں ایک فوج بھیجی مگر اس فوج نے سخت بدعہدی کی یعنی موقع پاکر نابس کو قتل کردیا اور اس کے بے سوچے سمجھے لوٹنا شروع کردیا۔ شہریوں کو نابس کی موت کا مطلق افسوس نہ تھا مگر اے ٹولیوں نے ان کے آزاد کرانے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی انھیں پسند نہ تھا۔ اس لیئے انھوں نے اے ٹولیوں کو تہ تیغ کردیا اس کے بعد اسپارٹا کے شہری سوچ رہے تھے کہ کیا کریں اتنے میں فلی پوپیمین ایک فوج کے ساتھ وہاں پہونچ گیا اور ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اسپارٹا اتحاد اکائی میں شریک ہوجائے۔ شہریوں کو اس نے اس تجویز پر کسی صورت سے آمادہ کرلیا اور اس طرح اسپارٹا کی آزادی کا خاتمہ ہوگیا جو زمانہ قبل از تاریخ سے قائم تھی جنگ شروع ہوگئی مگر اصل فریقین جنگ میں سے کوئی پوری فوج کے ساتھ موجود نہ تھا۔ باخبر یومی نیس وہاں ضرور موجود تھا مگر اس کے اور فلامی نیس کے پاس اتنی فوج بھی نہ تھی کہ کالکس کی حفاظت کا انتظام کرسکتے یا ڈی میٹ ریاس کو اپنے قبضے میں لاسکتے۔

یونان میں انٹیوکس کی آمد

(۴۶۴) اب وقت آگیا تھا کہ انٹیوکس - یونان میں اپنی صورت دکھاتا
تھوآس بذات خود ڈی میٹ ریاس کے سقوط کی خبر لیکر اُس کے دربار میں
پہونچا اور اسے یونان پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے اسے یقین دلایا کہ یونانی
اپنے نجات دہندہ کے ورود کے لئے بے تابی سے منتظر ہیں اور ہر طرح سے اسکی
مدد کرینگے۔ مگر یہ باتیں سب غلط تھیں۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس نے ہر طرح سے
کوشش کی کہ انٹیوکس اس جنگ میں ہینی بال سے کام نہ لیں اور اس کی یہ چال
چل گئی یہ امر قرین قیاس ہے کیونکہ ہینی بال ایسے قابل سپہ سالار اور اس
دغاباز اور شیخی خورے اے ٹولی میں کبھی ہم آہنگی نہ ہوسکتی تھی۔ اس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ ہینی بال پس پشت ڈالدیا گیا اور اس جنگ میں کوئی اہم خدمت اُسکے
سپرد نہ ہوئی۔ انٹیوکس نے اپنی اُن فوجوں کو جمع کرکے جو قریب تھیں یونان
کا رخ کیا۔ ڈی میٹ ریاس میں اس کا پرجوش استقبال ہوا۔ مگر اس کی فوج
بہت چھوٹی تھی یعنی صرف ۱۰۰۰۰ پیدل ۵۰۰ سوار اور چھ ہاتھی، جس سے نہ تو
دشمن خائف ہوسکتے تھے اور نہ دوستوں کی ہمت بڑھ سکتی تھی۔ چند روز کے
بعد اتحاد اے ٹولی کا جلسہ ہوا جس میں انٹیوکس اتحاد کی فوجوں کا سپہ سالار
منتخب ہوا۔ جلسے میں اس نے خود بھی تقریر کی اور بڑی بڑی فوجوں اور بیڑوں
اور رسد کے ذخائر کے بھیجنے کا وعدہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ فی الوقت
اس کی فوج کے لئے رسد بہم پہونچائیں انٹیوکس کو جو اقتدارات دیے گئے
ان کے متعلق اختلاف رائے تھا مگر بالآخر تھوآس اور اس کے ہم نوا غالب
رہے اور جنگ کے متعلق انٹیوکس کو پورے اختیارات دیے گئے لیکن
اس سے درخواست کی گئی کہ اپنی فوج کو جلد بلائے اس سے ظاہر ہے کہ
اے ٹولیوں کو اس پر اطمینان نہ تھا۔ اے ٹولیوں کا اصل منشا یہ تھا کہ
اپنے حلیف (انٹیوکس) کی جانفشانیوں سے نفع اٹھائیں، مگر اسکے لئے
ضروری تھا کہ انٹیوکس کچھ کر گزرتا۔ برخلاف اس کے انٹیوکس اتحاد مذکور کو
اپنا بہترین اور سرگرم حلیف خیال کرتا تھا۔ لیکن اے ٹولیوں میں ایک
جماعت پیدا ہوگئی تھی جو اس کے اقتدارات کو ضرورت سے زیادہ خیال

اکائی روما کا ساتھ دیتے ہیں۔

کرتی تھی اس سے ظاہر ہے کہ دونوں میں تعاون کا پیدا ہونا مشکل تھا۔

(۴۶۵) ان کے لئے ضروری تھا کہ یونان میں فی الفور اپنے ہم نوا پیدا کریں، اسلئے پہلے انھوں نے کالکس کو ٹٹولا۔ مگر اس شہر کے حکام نے آزادی کے پرفریب وعدوں پر التفات نہ کیا کیونکہ وہ آزاد تھے اور روما سے متحد تھے۔ بادشاہ کے ساتھ سپاہ بہت تھوڑی تھی اسلئے جب اہل شہر نے اس سے درخواست کی کہ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور اس طرح اپنی دوستی کا عملی ثبوت دے تو اسے مجبوراً وہاں سے چلا جانا پڑا۔ اے ٹولیو نے اسے یقین دلایا تھا کہ اہل یونان اپنے نجات دہندہ کے آنے کے لئے بے تاب ہیں مگر یہاں حال اسے بالکل برعکس نظر آیا۔ لیکن اتھانیوں کا بادشاہ امیانڈر لالچ میں آکر اس کا شریک ہوگیا اور یہ امید ہوگئی کہ اہل بوایشیا ان کے شریک ہوجائیں گے اور شاید اکائی بھی ہموار ہوجائیں، اہل بوایشیا کو روما سے انس نہ تھا مگر گزشتہ چند سالوں میں وہ متعدد مصائب کے شکار ہوچلے تھے، اسلئے انھوں نے جواب دیا کہ جب انٹیوکس خود آئیگا تو ہم سوچ سمجھکر جواب دینگے۔ اکائی اتحاد کی مجلس عامہ میں انٹیوکس اور اے ٹولیو کے کارپردازوں نے تقریریں کیں اور اپنے لاانتہا ذرائع اور قوت کی دھمکی دیکر اکائیوں کو مشورہ دیا کہ اپنے نفع کا لحاظ رکھکر اس جنگ میں غیر جانبدار رہیں۔ فلامی نیس نے روما کی طرف سے جواب دیا اور ان بے جوڑ حلیفوں کی لاف زنی اور کم ہمتی کا مذاق اڑایا جو ایک دوسرے کو دھوکا دیکر اب دوسروں کو اپنے فریب میں لانے کی فکر میں تھے۔ اس نے انھیں یہ بھی بتایا کہ کہ غیر جانب[1] دار فاتح کے شکار بن جائیں گے اور روما کے عہد و پیمان کی پابندی کو یاد دلایا اکائیوں کو خاندان سلوقی سے وہ انس نہ تھا جو مقدونیہ کے شاہان انٹی گونی سے تھا اور اے ٹولی تو انکے پرانے دشمن تھے۔ فلامی نیس اور فلوپومین ایک دوسرے سے رشک و حسد رکھتے تھے مگر فلوپومین محب وطن

---

[1] دیکھو فقرہ ۴۲۸

تھا اور اس نے اپنے ذاتی جذبات کو معاملات سلطنت میں مخل ہونے نہ دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکائیوں کی مجلس نے بلا پس و پیش انیٹوکس اور اےٹولیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور روما کی پیروی کرنے پر آمادگی ظاہر کی کال کس اور پائرے ایس کی فوجوں کو کمک بھیجی اور فلامی نیس نے بھی موقع پا کر ایتھنز میں امن و امان قائم کر دیا مگر اتنے میں جنگ کا رخ بدل گیا رومی فوج کا ایک دستہ کال کس جا رہا تھا ڈی لیم میں اس پر دشمن نے یکایک حملہ کر کے اسکا خاتمہ کر دیا۔ انیٹوکس نے کال کس پر بغیر حملہ کرکے قبضہ کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں میں اسنے آس پاس سے اپنے مخالفوں کو نکال کر یوبیا پر قبضہ کر لیا۔

روہیوں کی تیاریاں

(۴۶۶) رومیوں نے اب تک کوئی سرگرمی نہیں دکھائی تھی، مگر اب بیت ولعل کا موقع نہ تھا ایپائرس میں ان کی ایک فوج موجود تھی مگر سپہ سالاری کے لئے کسی کانسل کا تقرر نہیں ہوا تھا اسلئے تعویق ناگزیر تھی۔ سنہ ۱۹۲-۱۹۱ ق م کے موسم سرما میں اس سہل انگاری سے انھیں نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا، اور نہ کچھ نقصان بھی انھیں پہنچا۔ بہرکیف جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور یونانی سپہ سالاری مارکس آکی لیس گلابریو کے سپرد ہوئی۔ مذہبی رسوم نہایت احتیاط سے ادا کی گئیں کیونکہ اس جنگ کی اہمیت کا انھیں کافی اندازہ تھا حسب سابق جنوبی اطالیہ اور سسلی کی حفاظت کا پورا انتظام کیا گیا اور یونان کے سمندر میں جو بیڑا تھا اس کے جہازوں میں اضافہ کیا گیا۔ بری اور بحری مستحفظ فوجیں تیار کی گئیں تاکہ شدید ضرورت کے وقت میں ان سے کام لیا جا سکے سسلی اور سارڈینیا سے رسد منگائی گئی اور یونان کو غلہ خرید کر بھیجنے کے لئے بعض اشخاص نیومیڈیا اور قرطاجنہ بھیجے گئے[۵۱] کانسلوں نے حکم دیا[۵۲] کہ سینیٹ کے اراکین اپنے اپنے مقام پر رہیں کیونکہ ایسے مسائل ممکن ہے کہ

---

[۵۱] لیوی ۳۶/۳-
[۵۲] لیوی ۳۶/۳-

مجلس مذکور میں پیش ہوں جن کے تصفیہ کے لیے ان کی تعداد غالب کی موجودگی کی ضرورت لاحق ہوتی۔ بیڑے کے لئے قابل اعتماد ملاحوں کے بہم پہونچانے کا بھی خاص اہتمام کیا گیا۔ اور اس غرض سے ساحلی نوآبادیوں کے اشخاص بھرتی کیئے گئے[۱]۔ ان میں سے بعض نے عذر کیا کہ وہ ممالک غیر میں فوجی خدمات انجام دینے سے مستثنی ہیں مگر سینیٹ نے ان کے اس عذر کی شنوائی نہ کی جنگ کے لئے جو فوجیں بھرتی کی گئی تھیں اونھیں برنڈوسیم میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا جس سے ظاہر ہے کہ روما اب جنگ کے لئے بالکل تیار تھا روما کو اپنے بعض حلیفوں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ اس جنگ میں ان کا کیا طرز عمل ہوگا مگر ان میں سے اکثر نے سرگرمی سے اپنی وفاشعاری کا اظہار کیا جس سے روما کو ہر گونہ اطمینان ہوگیا بطلیموس انٹیوکس کا داماد تھا مگر اس نے بھی ایک رقم کثیر بھیجی اور جنگ میں روما کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ فلپ نے سپاہی غلہ اور روپیہ پیش کردیا مگر سینیٹ نے اظہار تشکر کے ساتھ ان چیزوں کو قبول کرنے سے انکار کیا، البتہ اس سے درخواست کی کہ آیندہ معرکہ آرائیوں میں کانسل کی تائید کرے۔ قرطاجنہ[۲] بھی امداد پر تیار تھا۔ غلہ اپنے خرچ پر پہونچانے کے علاوہ اس نے ایک بیڑا بھیجنے اور تاوان جنگ کی باقی ماندہ اقساط یکمشت ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ماسی نسا نے بھی اسی طرح غلہ کے ذخائر کے علاوہ سوار اور ہاتھی بھیجے۔ غلہ دونوں سے لے لیا گیا مگر نقد قیمت پر قرطاجنہ سے جہاز[۳] لئے گئے مگر روپیہ لینے سے انکار کردیا گیا۔ ہماری معلومات محدود ہیں مگر نیومیڈیا کے سواروں کا ذکر آیا ہے۔ رومیوں کے اپنے حلیفوں

---

[۱] یہ مسلح ملاح (Nautae) ہونگے نہ کہ کھینے والے (Remiges) سسرو نے اس امتیاز کو II in verr. ۵، ۵۱ - ۱۰۲ میں واضح کردیا ہے سنہ ۲ میں فوجی خدمات سے استثنا کا لحاظ نہ کرنے کی وجوہ کچھ اور ہونگی۔

[۲] قرطاجنہ حلیف تھا نہ کہ دوست دیکھو فقرہ ۲۲۸۔

[۳] صرف مقررہ امدادی جہاز قبول کئے گئے نہ کہ زائد جہاز لیوی ۶ ۳، ۴۔

کی پیش کردہ امداد کے قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ یہ نہ چاہتے ہونگے کہ کسی حلیف کو جنگ میں اس قدر دخل ہوجائے کہ وہ فتح کو اپنی امداد پر محمول کرے جیسا کہ اسے ٹولیوں نے سابقہ جنگ میں کیا تھا اس سے روما کی عظمت پر حرف آتا تھا۔

انٹیوکس اور یونانیوں کی تائید

(۲۶۷) انٹیوکس بھی غافل نہ تھا۔ اس کی کارروائیوں کے متعلق ہماری معلومات راست یا بالواسطہ پالی بیس سے ماخوذ ہیں مگر وہ بادشاہ مذکور کے ہمرکاب نہ تھا اور ممکن ہے کہ اس نے بھی سنی سنائی باتیں بیان کی ہوں الیس کے باشندوں نے بادشاہ سے امداد کی درخواست کی کیونکہ اکائی ان پر حملہ کرنے والے تھے۔ بہ حیثیت نجات دہندہ وہ ان کی درخواست کو رد نہ کرسکتا تھا، اسلئے اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ ان کی امداد کے لیے بھیجا گو اس کی فوج کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ اس کے بعد ایک سفارت ایپائرس سے یہ دریافت کرنے کے لئے آئی کہ وہ ان کی بخوبی حفاظت کرسکتا ہے یا نہیں سفیروں نے یہ عرض کیا کہ اگر وہ ان کی حفاظت کرسکتا ہے تو وہ بخوشی اس کے زیر سایہ آجائینگے ورنہ اپنا شریک ہونے سے انھیں معذور رکھے کیونکہ اگر انھوں نے جنگ میں اس کی شرکت کی تو سب سے پہلے روما کے انتقام کے وہی شکار ہونگے انٹیوکس نے اس معمے کا کوئی جواب نہ دیا اور ان سے وعدہ کیا کہ مشترک مفاد پر بحث کرنے کے لئے سفیر بھیجے جائیں گے۔ اس کے بعد وہ بذات خود بوائے شیا گیا اور اس کی موجودگی سے رومیوں کے مخالفوں کو مظاہرہ کرنے کی جرارت ہوئی بوائے شیا کے اتحاد کو اس نے یہ سمجھایا کہ میں صرف تمھاری دوستی کا خواہاں ہوں اور یہ نہیں چاہتا کہ تم روما کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرو۔ ان احمقوں نے اس مضمون کی ایک بے معنی قرارداد منظور کرلی مگر انھیں خوب معلوم ہوگا کہ ان کا یہ فعل اعلان جنگ کے مساوی ہے۔ پالی بیس نے بوائے شیا کے جو حالات بیان کئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ بوائے شیا کے تمدن کا شیرازہ بالکل بکھر گیا تھا اور سیاسی، قانونی، انتظامی اور معاشی انحطاط کے آثار ہویدا تھے۔ اس کا یہ بیان غالباً ایک حد تک صحیح ہے اور اس

ظاہر ہے کہ انیٹوکس جس سرگرم امداد کی امید میں آیا تھا وہ برآنے والی نہ تھی اور جن سلطنتوں نے اس کا ساتھ دیا تھا ان سے بجائے تقویت کے ضعف کا احتمال تھا۔ مزید حلیفوں کی سخت ضرورت تھی اور اسے ٹولیوں کا خیال تھا کہ تھسلی میں حلیف مل جائیں گے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے دل میں اب یہ خیال جاگزیں ہوگیا تھا کہ ان کا تتبع نہ کرنا چاہیئے، اس لئے اس نے ہینی بال سے پھر مشورہ کیا ہینی بال کے خیالات بلند تھے، اس کی رائے میں چھوٹی سلطنتوں پر وقت ضائع کرنا محض بیکار تھا جو ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں اس لئے اس نے مشورہ دیا کہ فلپ شاہ مقدونیہ کو ہموار کیا جائے کیونکہ اگر وہ ان کے ساتھ ہوگیا تو پھر ان سے علیحدہ نہ ہوسکتا تھا اور پھر وہ خود روما پر حملہ آور ہوسکتے تھے جو روما سے نپٹنے کا بہترین اور عاقلانہ طریقہ تھا۔ برخلاف اس کے اگر فلپ کے رجحان کے متعلق اسے ٹولیوں کا یہ بیان غلط ثابت ہوا اور اس نے روما کا ساتھ دیا تو اس صورت میں تھریس میں جو فوج تھی اس کو مشرق سے مقدونیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جائے تاکہ فلپ یونان کی جنگ میں دخل نہ دے سکے۔ اس کے علاوہ ایشیا میں جو فوجیں چھوڑ دی گئی تھیں مع ذخائر رسد ملائی جائیں کیونکہ جو فوجیں اس وقت یونان میں تھیں وہ اغراض مذکورۂ بالا کے لئے کافی نہ تھیں، اور رسد کا انتظام بھی معقول نہ تھا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ الفاظ بجنسہٖ ہینی بال کے ہیں مگر صورت حال ضرور ایسی ہی تھی انیٹوکس اسے ٹولیا کے خود غرض لوگوں کی دروغ گوئیوں پر التفات کرکے سخت دھوکے میں پڑ گیا تھا مگر اس نے ایشیا سے فوجیں نہ بلوائیں اور چونکہ اسے اپنے خطرے کا احساس نہ تھا اسلئے یہ مشورہ بیکار گیا۔

(۴۶۸) جو فوجیں انیٹوکس کے ساتھ تھیں انھیں لیکر اس نے تھسلی کا رخ کیا وہاں اس نے سب سے پہلے مقدونی سپاہیوں کی ہڈیوں کو جو سائی نو سے فالے کے میدان جنگ میں سڑ رہی تھیں دفن کرادیا۔ معلوم نہیں اس فعل سے اس کا کیا مقصد تھا۔ مگر فلپ کو اسکی یہ حرکت سخت

ناگوار ہوئی کیونکہ اس میں اسکی سخت ہبکی تھی اور اس کا یہ ملامت کنندہ اس کا دغاباز حلیف تھا جس نے مشکل کے وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ غالباً اس واقعہ کے بعد اس نے روما کی امداد کا وعدہ کیا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں ایپائرس کے رومی سپہ سالار کو بھی اس نے متنبہ کر دیا اور تھسلی میں انٹیوکس کے خلاف معاونت کا وعدہ کیا لیکن انٹیوکس وہاں پہلے ہی پہونچ چکا تھا تھسلی کے شہروں میں سب سے بڑا لاریسا تھا' یہ روما کے اتحاد پر قائم رہا مگر بادشاہ نے فیرے کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد دوسرے شہروں نے" اطاعت قبول کر لی انٹیوکس اور اس کے حلیف کچھ روز کوچ کرتے رہے اور شہروں کے ہیبت زدہ باشندے اطاعت قبول کرتے رہے۔ مگر جب انھوں نے لاریسا کے محاصرہ کا قصد کیا تو رومی فوج کا ایک دستہ اس کی مدد کے لئے پہونچ گیا اور رومی افسر کے رنگ ڈھنگ کچھ ایسے تھے کہ بادشاہ نے سمجھا کہ اصل رومی فوج آگئی ہے۔ اس لئے اس نے یہ مشہور کر کے کہ موسم اب جنگ کے لئے مناسب نہیں ہے محاصرہ اٹھا دیا اور موسم سرما بسر کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ایٹولی اور اکھائی بھی اپنے گھروں کو واپس گئے غالباً ان کے دلوں میں اب یہ شبہہ پیدا ہو گیا ہوگا کہ اس غیر مسلسل جنگ سے روما کی پیش قدمی رک نہ سکتی تھی کیونکہ انٹیوکس نے سرگرمی سے مطلق کام نہ لیا تھا۔

کال کس
تھرمو پلائی

(۴۶۹) اس کے بعد کال کس کا قصہ مذکور ہے مگر اس میں یونانیوں نے بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہے، بیان کیا گیا ہے کہ یہاں بادشاہ نے موسم سرما کا آخری حصہ احمقانہ عیش پرستی میں بسر کیا۔ باوجودیکہ اس کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی اور وہ ایک زبردست مہم کے سر کرنے میں مصروف تھا مگر اس نے نہایت کروفر سے ایک نوعمر لڑکی سے نکاح کیا اور عیش و عشرت میں محو ہو گیا۔ اس کے سپاہیوں نے بھی اس کی پیروی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب موسم بہار آیا تو ان میں جنگ کی اہلیت باقی نہ رہی ۱۹۱ء کے جنگ کے موسم کا آغاز اکارنانیا کی معرکہ آرائیوں سے ہوا جس میں اوّلاً بادشاہ کو کامیابی ہوئی مگر جب اسے معلوم ہوا کہ کانسل اپنی فوج کے ساتھ پہونچ گیا ہے تو وہاں سے بھاگ نکلا

اسی اثنا میں پروپریٹر بائی بیس اور فلپ شاہ مقدونیہ تھسلی میں پہونچ گئے تھے اور ان کی متحد فوجوں نے بہ عجلت ان مقامات پر قبضہ کرلیا جنھوں نے انیٹوکس کی اطاعت قبول کرلی تھی گلا بریو بھی ۲۲۰۰۰ تازہ دم سپاہی لیکر پہونچ گیا اور تمام شہروں نے یکے بعد دیگرے روما کی اطاعت قبول کرنی شروع کی شاہ امی نانڈر فرار ہوگیا اور فلپ نے اتھامانیا پر قبضہ کرلیا۔ انٹیوکس نے سمجھ لیا کہ اب اس پر بھی جلد حملہ ہوگا ایشیا سے اس کے پاس کمک آئی تھی مگر اس قدر نہ تھی کہ وہ کھلے میدان میں اپنے مخالفوں سے لڑسکے۔ اسلئے اس نے اے ٹولیوں سے درخواست کی کہ اپنی پوری جماعت کے ساتھ اس کے شریک ہوجائیں مگر اے ٹولیا کی حکومت اپنے افراد کو ایک ایسی جنگ میں شریک ہونے پر آمادہ نہ کرسکتی تھی جس سے کامیابی کی امید بہت کم تھی اور غالباً لاریسا کی ناکامی سے اے ٹولیوں کی ہمت سرد ہوگئی تھی۔ اس لئے ان میں سے صرف ۴۰۰۰ میدان جنگ میں آئے۔ ناشاد بادشاہ کے لئے اب صرف ایک صورت بچاؤ کی رہ گئی تھی یعنی کسی مستحکم مقام پر اپنے قدم جمائے۔ چنانچہ اس نے تھرموپائلی کی طرف مراجعت کی۔ یہ مشہور درہ کالی دروس (کوہ اٹیا کی ایک شاخ) اور خلیج مالی کے پایاب حصہ کے درمیان تھا اسی درہ کی حفاظت اہل اسپارٹا نے ۴۸۰ ق م میں ایرانیوں کے مقابلہ میں کی تھی مگر روایات میں یہ بھی مذکور تھا کہ کسی فوج کا ایک دستہ کسی پہاڑی راستے سے گزر کر اس درہ پر حادی ہوگیا تھا۔ رومیوں نے حال ہی میں یہی کارروائی فلپ کے خلاف میں ایپائرس میں کی تھی۔ اس لئے جب کانسل کی فوج اس کے قریب پہونچی تو انیٹوکس نے اے ٹولیوں سے جو ہیراکلیا اور ہپاٹا کی حفاظت کر رہے تھے درخواست کی کہ پہاڑی راستوں کی نگہداشت کریں تاکہ رومی عقب سے اس پر حملہ نہ کرنے پائیں۔ مگر اے ٹولیوں میں سے صرف نصف نے اسکے حکم کی تعمیل کی اور ان ۲۰۰۰ آدمیوں کی تین چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں کردی گئیں گلابریو نے اپنی فوج کے کئی دستہ بھیجے کہ پہاڑی راستوں پر قبضہ کرلیں۔ ان میں سے ایک نے جو کیٹو کے زیر کمان تھا بے پروا اے ٹولیوں

کو کالی ڈروس سے ہٹا دیا۔ کیٹو ہسپانیہ میں کانسل تھا مگر اس وقت بہ حیثیت نائب (Legatus) گلابریو کے تحت میں تھا۔ سامنے سے جو حملہ ہوا تھا وہ ناکام رہا مگر جب کیٹو اپنے آدمیوں کو لیکر ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا جو بادشاہ کے لشکرگاہ سے بلندی پر تھا تو بادشاہ بجائے مقابلہ کرنے کے بھاگ کھڑا ہوا۔ پہلے وہ کالی کس گیا اور وہاں سے صرف ۵۰۰ پیادوں کو ساتھ لیکر ایلفی سس پہونچا۔ اسکی سپاہ کے باقی ماندہ افراد یا تو قتل کر دئے گئے یا غلام بنا کر فروخت کر دیے گئے [۵]

(۴۷) جنگ کے نتائج سے انٹیوکس کے کمزور اور کم ہمت حلیفوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ آکی لیس کی فوج جب فوکس اور بوا ئے شیا پہونچی تو وہاں کے لوگوں نے عفو تقصیر اور ترحم کی درخواست کی کالکس اور یوبے ایا کے دوسرے مقامات پر بغیر کسی جنگ کے قبضہ ہو گیا۔ رومی بیڑا ابھی اپنے کام میں مشغول تھا۔ اس نے غلہ کے جہازوں پر جزیرہ انڈارسی کے قریب اچانک حملہ کر دیا۔ اور ان میں سے اکثر پر قبضہ کر لیا۔ کانسل اب ہیراکلیا کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے فوراً اطاعت قبول کر لینے کی صورت میں معاف کر دینے کا وعدہ کیا مگر بہادر اے ٹولی مقابلہ سے باز نہ آئے مگر رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور بالآخر اے ٹولی ہمت ہار گئے اس اثنا میں فلپ لاسیا کا محاصرہ کر رہا تھا مگر اس کو لینے سے قاصر رہا اور اس شہر کے لوگوں نے ہیراکلیا کے سقوط کے بعد رومیوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اب اے ٹولیوں کی رہی سہی ہمت بھی جاتی رہی اسلئے انھوں نے کانسل سے صلح کی گفت و شنید شروع کی چند ہی روز قبل انھوں نے انٹیوکس کے پاس سفیر بھیجے تھے اور اس سے درخواست کی تھی کہ خود فوج لے آئے یا کم از کم روپیہ اور سپاہ بھیجے ابھی ان کی یہ حالت نہ ہوئی تھی کہ گڑگڑا کر سر تسلیم خم کریں اس لئے کانسل کے نائب نے جو ان سے بات چیت کرنے کے لئے آیا تھا، انھیں متنبہ کر دیا کہ انھیں اپنا لہجہ بدل دینا چاہیئے بالآخر وہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اپنے آپ کو رومیوں کی خوش معاملگی پر چھوڑ دیں [۱] یہ رومی

اے ٹولی اور روما کا ترحم

---

[۵] پالی بیس ۲۰، ۱۰؛ لیوی ۳۶، ۲۷ / ۲۸۔

سفارتی کارروائیوں کی ایک اصطلاح تھی جسکے معنی یہ تھے کہ بلا کسی شرط کے اطاعت قبول کرلی گئی ہے مگر اس باریکی کو اے ٹولی نہ سمجھے اس لئے آکی لیس نے جب اس کے مطابق چند اشخاص کے حوالہ کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہم یہ کریں تو بدعہدی ہوگی۔ اس سے جانبین کو معلوم ہوا کہ اس اصطلاح کے سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی۔ اے ٹولیوں کو اپنی مجلس سے اس امر کا تصفیہ کرانے کے لئے دس روز کی مہلت دی گئی۔ مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اس مجلس کو معلوم تھا کہ ایک نہ ایک روز انھیں اطاعت قبول کرنی ہوگی اور اس کے لئے جبراً و قہراً تیار تھی مگر عوام اطاعت گزینی کے سخت خلاف تھے اسلئے اس مسئلہ پر رائے نہ لی جاسکتی تھی اور عارضی صلح کا زمانہ ختم ہوگیا۔ انٹیوکس کے پاس جو سفیر گئے تھے ان میں سے ایک روپیہ اور امداد کے وعدے کے ساتھ واپس ہو رہا تھا کہ فلپ نے اسے گرفتار کرلیا مگر اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا اور اسے سمجھایا کہ اے ٹولیوں نے پہلے تو رومیوں کو بلایا اور پھر انٹیوکس کو یہ ان کی سخت غلطی تھی کیونکہ ایٹولیا اور مقدونیہ میں بجائے مخالفت کے صلح و آشتی ہونی چاہیئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فلپ حالات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور موقع کا منتظر تھا۔ اس سفیر کی واپسی سے اے ٹولیوں کی ہمت افزائی ہوئی اور وہ جنگ کے لئے پھر مستعد ہوگئے۔

(۱۴۷) اے ٹولیوں نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے نوپاکٹس کو اپنا مرکز بنایا کانسل نے بصد وقت کوہ کوراکس کو مع اپنی فوج کے طے کیا اور مقام مذکور کا محاصرہ کرلیا۔ جب وہ اس کام میں مشغول تھا تو پیلوپونی سس میں بعض پیچیدہ مسائل زیر بحث ہوگئے تھے جس سے ظاہر تھا کہ یونان کی گتھی کو سلجھانا کس قدر مشکل ہے اور یہ کہ روما کی نیت روز بروز بری ہوتی جاتی تھی۔ اکائی فریق غالب کی طرف تھے اور اپنی "آزادی" کے غرہ میں انکے مدبروں نے ایلس اور مے سین کو اپنے اتحاد میں جبراً الحاق کرنے میں مضائقہ نہ خیال کیا۔ مگر یہ دونوں بطیب خاطر اتحاد اے ٹولی میں شریک تھے اور اس تغیر پر راضی نہ ہوئے مے سین سے تو جنگ چھڑ گئی اور وہاں کے لوگوں نے

مے سین کا مقابلہ

جب اپنے آپ کو کمزور پایا تو ایک وفد فلامی نیس کے پاس یہ پیام لیکر بھیجا کہ ہم اکائیوں کی اطاعت قبول نہ کریں گے مگر روما کی اطاعت قبول کرنے میں ہمیں عذر نہیں فلامی نیس اب تک یونان میں روما کے سفیر کے طور پر مقیم تھا، اس نے اس معاملہ میں فوراً مداخلت کی اور اکائی فوج کو واپسی کا حکم دیتے ان کے صدر کو نرمی سے سمجھایا کہ میری اجازت کے بغیر تمھیں اس قسم کی کارروائی نہ کرنی چاہیئے تھی۔ جنگ کو ختم کرنے کا حکم دینے کے بعد اس نے اہل سپارٹا کو حکم دیا کہ اتحاد اکائی میں شریک ہو جائیں اور اپنے جلاوطن افراد کو واپس بلالیں۔ فلامی نیس کو یونانی سیاسیات کا ہفت سالہ تجربہ تھا۔ اور اس کی قابلیت میں بھی شک نہیں اس لئے اس کے یہ احکام لاعلمی پر مبنی نہیں ہو سکتے۔ جلاوطنوں کا جذبۂ انتقام حد درجہ بڑھا ہوتا ہے اور وہ تلافی مافات کے طالب ہوتے ہیں، یونان کی ریاستوں میں صدیوں سے بغاوتوں کی اصل وجہ یہی تھی اور اس کا علم فلامی نیس کو ضرور ہوگا۔ وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ کسی اتحاد میں ایسی سلطنتوں کو شریک کرنا جو شرکت پر راضی نہ ہوں، در اصل اس اتحاد کو کمزور کرنا ہے فلپ کے ساتھ اس نے جو سلوک کیا وہ بغض وحسد پر مبنی تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روما اب جو سلوک یونانیوں کے ساتھ کر رہا تھا وہ سراسر بدنیتی پر مبنی تھا اپنے حلیفوں میں نفاق ڈالنا اور خود ان میں نزاعیں پیدا کر کے انھیں کمزور کرنا ان میں سے کسی کو طاقتور نہ ہونے دینا، یہ تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر یونانیوں کے ساتھ اس نے اب تک ہمدردی اور صاف دلی کا برتاؤ کیا تھا۔ اتحاد اکائی کو ڈرا دھمکا کے اس نے راضی کر لیا اور اس کے بعد اس نے جزیرۂ زاکن تھس کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ یہ جزیرہ کچھ روز تک رومیوں کے قبضہ میں تھا، اس کے بعد مختلف سلطنتوں کا اس پر قبضہ رہا اور اب اکائیوں نے اسے سسلی کے ایک یونانی سے خریدنے کا

ارادہ کیا تھا جو موجودہ مالک کا کارپرداز تھا۔ فلامی نینس نے دعوے کیا کہ یہ جزیرہ روما کی ضبطی میں آگیا ہے کیونکہ روما کی فتح یابی کی وجہ سے اس وقت جزیرۂ مذکور کا کوئی حقیقی مالک نہیں ہے۔ بعض اکائی اسکی دعوے پر معترض ہوئے اس لئے اس نے انھیں ایک قصہ بطور تمثیل سنایا جب تک کچھوا اپنے اعضا کو سکیڑ کر اپنی ہڈی کے نیچے رکھتا ہے اس وقت تک وہ محفوظ ہے، لیکن اگر اپنے کسی عضو کو ہڈی کے نیچے سے نکالے تو اس کے کٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے اسی طرح اتحاد اکائی کو چاہیئے کہ اپنے دائرۂ اثر کی توسیع کو پیلوپونیس کی حد تک محدود رکھے کیونکہ سمندر اس کی قدرتی سرحد ہے اور اس کے مختلف حصوں میں اتحاد بہ آسانی ممکن ہے اس استدلال سے اکائی قائل ہوگئے اور جزیرۂ مذکور روما کے قبضہ میں آگیا۔ فلپ اس اثنا میں شمال میں مشغول تھا، اس نے کانسل سے باغی سلطنتوں کی سرکوبی کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ ڈی میٹ ریاس نے فوراً اطاعت قبول کرلی اور اس کے بعد اس نے بڑے بڑے ضلعوں پر قبضہ کرنا شروع کیا مثلاً پریسیا، آپیرانٹیا (اے ٹولیا کی شمالی غربی سرحد پر) اور ڈولوپیا کا پہاڑی ضلع مگر فلامی نینس اس کی ان کارروائیوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ گلا بریو نوپاکٹس کے محاصرہ میں مشغول تھا، فلامی نینس جب اس سے ملا تو اس نے فلپ کی فتوحات کا تذکرہ اس سے کیا اور اسے سمجھایا کہ روما کے مفاد کے لحاظ سے ٹولیوں کو کمزور کرنے کے مقابلہ میں فلپ کی قوت کو بڑھنے سے روکنا زیادہ مفید ہوگا۔ گلا بریو اس نکتہ کو سمجھ گیا اور عارضی صلح ہوگئی تاکہ ایک سفارت روما بھیجی جاسکے اس کے بعد نوپاکٹس کا محاصرہ اٹھا دیا گیا۔

یونان میں رومیوں کا نیا طرز عمل

(۴۷۲) فلامی نینس نے جب اہل مے سین کو اکائی اتحاد میں شریک ہونے کا حکم دیا تو اس نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر انھیں کوئی شکایت ہو تو اسکے

---

۵۱ معلوم ہوتا ہے کہ پیلوپونیس کے بجائے سکوں میں کچھوے کی تصویر ہوا کرتی تھی۔

پاس رجوع ہوں۔ اندرونی معاملات میں مداخلت کے اس دعوے سے
اتحاد کا جو اثر مختلف ارکان پر تھا۔ اس کے ضعیف ہونے کا احتمال تھا۔
اور اس سے رومیوں کو ہمیشہ مداخلت کا موقع ملتا۔ اسی لئے محب وطن یونانی
ان کے اس جدید طرز عمل کو پسند نہ کرتے تھے۔ ۱۹۱ ق م کے موسم خزاں میں اتحاد
اکائی کا جو جلسہ ہوا اس میں دو اہم مسئلے پیش ہوئے۔ ایلس کے باشندوں
نے بغیر روما کی وساطت کے شرکت کی درخواست پیش کی تھی مگر ان کی درخواست
کا تصفیہ ملتوی کردیا گیا دوسرا معاملہ اور اہم تر اسپارٹا کے جلا وطنوں کا
تھا اسپارٹا کی طرف سے اتحاد مذکور کو پہلے ہی سے تشویش تھی اور اسکے
کئی معاملے جن میں جلا وطنوں کی واپسی کا مسئلہ بھی تھا روما کی سینیٹ
میں بغرض تصفیہ پیش ہو چکے تھے سینیٹ نے تعجب ظاہر کیا کہ یہ لوگ
اب تک واپس کیوں نہیں لائے گئے اور فلامی نیس نے اب اتحاد کی
مجلس سے استدعا کی کہ اس تحریک کو منظور کرے۔ لیکن محب وطن جماعت
نے جس کا سرغنہ فلی پومین تھا انکار کردیا۔ مگر جب وہ خود اتحاد کا صدر ہوگیا
تو اس نے خود اس تحریک کو بغرض تالیف قلوب منظور کرادیا اہل ییائرس
کی حالت بالکل مختلف تھی جن پر انٹیوکس سے نامہ و پیام کرنے کا معقول
شبہہ تھا۔ کانسل کے پاس جب انھوں نے درخواست پیش کی تو اس نے
حکم دیا کہ سینیٹ میں رجوع ہوں سینیٹ نے انھیں الزام منسوبہ سے
بری نہ کیا مگر معاف کردیا فلپ کے پاس سے بھی ایک سفارت فتوحات
پر مبارکباد دینے کے لئے روما آئی ان کے ساتھ عنایت آمیز برتاؤ
ہوا اور انھیں کیپی ٹولین جوپٹر کے مندر میں نیاز چڑھانے اور قربانی کرنے
کی اجازت دی گئی۔ فلپ کا بیٹا آزاد کردیا گیا اور اس کے پاس واپس
بھیجدیا گیا۔ فلپ دراصل حقیقت ایک مفید حلیف ثابت ہوا تھا اور اس سلوک
کا مستحق تھا اور سینیٹ کے پیش نظر یہ امر بھی ضرور ہوگا کہ آئندہ بھی اس سے
کام لینا ہے۔ یونان میں معاملات اس طور پر طے کئے جارہے تھے کہ روما کا
تفوق قائم ہوجائے انٹیوکس اس اثناء میں اس خیال خام میں تھا کہ

ای فے سس میں اس پر حملہ نہ ہوگا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہینی بال کہ یہ اسکی سخت غلطی ہے اور اس کو اپنی حفاظت کو رومیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے لڑنا پڑیگا۔ انٹیوکس کو یہ امید بھی تھی کہ اس کا زبردست بیڑا جو روڈز کے ایک جلا وطن کے زیر کمان تھا، بحیرۂ ایجین پر اس کی سیادت قائم رکھنے میں مدد دیگا۔ مگر رومیوں نے بھی ایک بڑا بیڑا تیار کر لیا تھا اور ایشیا کے ساحل پر پہنچ گئے تھے بڑے بڑے جزیرے اور اکثر شہر روما کی طرف تھے اس کے بیڑے میں اس کے حلیفوں کے جہاز بھی تھے۔ یومی نیس بذات خود پرگام کے ایک بیڑے کے ساتھ موجود تھا۔ اور قرطاجنہ کے بھی کچھ جہاز تھے دونوں بیڑوں کا مقابلہ ساحل پر کیولس اور فوکیا کے درمیان ہوا جنگ بہت زور کی ہوئی۔ طریقۂ جنگ یہ تھا کہ لوہے کی زنجیروں سے جہازوں کو پھنسا کر اندر چڑھ جاتے تھے بادشاہ کے جہاز بالآخر بھاگ گئے اور ای فے سس کے بندرگاہ میں پناہ لی۔ روڈز کا بیڑا بھی رومی بیڑے کی امداد کے لئے پہنچ گیا اور سمندر پر اس کا دور دورہ تھا مگر خشکی کی فوج ابھی تیار نہ تھی۔ اس لئے یومی نیس اور اہل روڈز اپنے وطن واپس چلے گئے اور جہاز موسم سرما میں بیکار رہے مگر دشمن کا بیڑا ابھی وجود میں تھا۔

روما اور اتحاد ایٹولی

(۳۷۸) روما میں اے ٹولیا کے سفیروں کو ٹکا سا جواب ملا۔ دو صورتیں ان کے سامنے پیش کی گئیں یعنی ایک ہزار ٹیلینٹ بطور تاوان جنگ ادا کریں اور روما سے اتحاد کر کے اپنی خارجی حکمت عملی اس کے تحت کر دیں ان شرطوں کو وہ قبول نہ کر سکتے تھے کیونکہ وہ ایک ہزار ٹیلینٹ مہیا نہ کر سکتے تھے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ بغیر کسی شرط کے اپنے معاملات کو سینیٹ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اے ٹولیوں نے دریافت کیا کہ اس شرط کا صحیح مفہوم کیا ہے مگر سینیٹ نے تصریح کرنے سے انکار کر دیا۔ اے ٹولی اب تک بلا کسی شرط کے اطاعت قبول کرنے پر تیار نہ تھے اس لئے جنگ جاری رہی۔ اس سال کے موسم سرما میں جو تیاریاں ہوئیں ان سے ظاہر ہے کہ روما کے مدبر چاہتے تھے کہ جنگ سے مستقل نفع اٹھائیں۔ اور

انٹیوکس کی قوت کو ہمیشہ کے لئے پامال کردیں۔ سنہ ۱۹۰ء کے کانسل لیوسیس کارنی لیس سی پیو اور گایس لائی لیس تھے اور یونان اور ایشیا کی جنگ کی کمان سی پیو کے سپرد ہوئی اس کا بھائی پبلیس سی پیو (افریکانس) اس کے ساتھ بطور نائب (Legatus) جانے کے لئے تیار ہوگیا تھا جب سابق لطالیہ اور سسلی کی حفاظت بیڑے کی اصلاح اور غلہ کے فراہم کرنے کے لئے خاص انتظامات نہایت احتیاط کے ساتھ کئے گئے۔ اسے ٹولیوں کو روکنے کے لئے فوج کا ایک حصہ متعین کیا گیا تاکہ اصل فوج سے ایشیا میں انٹیوکس کے خلاف کام لیا جائے۔ لیکن آیندہ سال میں یونان میں سکون تھا۔ دونوں سی پیو چاہتے تھے اگر لیوسیس کی میعاد کے ختم ہونے کے قبل ایشیا کی جنگ ختم ہوجائے اسلئے پبلیس نے اہل ایتھنز کو آمادہ کیا کہ اے ٹولیوں کی سفارش کریں جنکی حالت روز بروز بد ہوتی جاتی تھی اور خود اس درخواست کی تائید کی۔ کانسل نے بالآخر ان کے ساتھ یہ رعایت کی انھیں چھ ماہ کی مزید مہلت دی تاکہ وہ ایک دوسری سفارت روما بھیج سکیں۔ اس سے عقب میں جو خطرہ تھا دفع ہوگیا اور دونوں بھائیوں کو موقع مل گیا کہ انٹیوکس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں۔

خشکی کی طرف پیش قدمی

(۴۷) مسئلہ حل طلب اس وقت یہ تھا کہ ایشیا پر سمندر کی راہ سے حملہ کیا جائے یا مقدونیہ اور تھریس کی راہ سے بالآخر خشکی کی راہ اختیار کی گئی کیونکہ ممکن تھا کہ بار برداری کے جہاز طوفان میں پھنس جاتے یا دشمن کا کوئی بیڑا ان پر حملہ کردیتا۔ انٹیوکس کا بیڑا تباہ نہیں ہوا تھا اور رومیوں کو معلوم تھا کہ وہ بحری جنگ کے لئے تیار ہو رہا ہے مگر خشکی کی راہ بالکل فلپ کے قابو میں تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو پہلے ہی سے اطلاع کردی گئی تھی کہ اس کی معاونت کی ضرورت ہوگی، مگر قبل اس کے کہ اپنی فوج کو اس کے قابو میں کردیں برادران سی پیو نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک افسر کو بھیجکر اس کی موجودہ روش کو دریافت کرلیں۔ چنانچہ یہ افسر دوادوش

کرتا ہوا پیلا پہنچا جہاں بادشاہ عیش و عشرت میں مصروف تھا دوسرے روز اسے معلوم ہوا کہ روما کی فوج کے کوچ کے لئے ہر قسم کا انتظام کردیا گیا ہے یہ معلوم کر کے وہ فوراً واپس ہوگیا اور فلپ کی وفا شعارای کی تصدیق کی رومی فوج شمال کی طرف روانہ ہوئی فلپ نے اس کا خیر مقدم کیا اور ہر طرح کی امداد کی۔ فلپ نے اپنے طرز عمل کے متعلق تصفیہ کر لیا تھا اور اسی پر قائم رہا۔ سابق میں وہ قسطاجنہ اور انٹیوکس کا حلیف تھا مگر اب وہ روما کا حلیف بن گیا تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ موجودہ اتحاد سابقہ اتحادوں کے مقابلہ میں اسکے حق میں زیادہ مفید ہوگا۔ انیٹولس نے اس کے مصائب سے نفع اٹھایا تھا اب اسے موقع تھا کہ خاندان سلوقی کے مقبوضات میں سے کچھ حاصل کرے۔ بہرکیف اس نے رومیوں کو کوچ میں ہر طرح کی امداد پہونچائی اور وہ دردانیال تک بلا کسی زحمت کے پہنچ گئے تھریس کے لٹیروں نے البتہ ایک یورش کی مگر نیومیڈیا کی فوج نے انھیں پسپا کردیا ان خدمات کے صلہ میں فلپ کے ساتھ یہ رعایت ہوئی کہ تاوان جنگ کی باقی ماندہ رقم معاف کردی گئی۔

روڈز کی بہادری

(۴۷۵) قسمت نے کچھ روز تک انٹیوکس کا ساتھ دیا اس نے ایشیا میں تازہ دم فوجیں بھرتی کیں جن میں بعض گلاٹی بھی تھے۔ اسکے بیٹے سلوقس کو موقع مل گیا کہ ساحلی اضلاع پر اپنا قبضہ رکھے اور اس نے بعض شہروں مثلاً فوکیا کو رومی اتحاد سے علیحدہ کر لیا۔ حسب سابق دولتمند شہری روما کے طرفدار تھے اور عوام انقلاب پسند تھے۔ ایشیائی شہروں کے باشندے مخلوط النسل تھے۔ اپنے بیڑے کو تقویت دینے کے لئے اس نے شام کے ساحلی شہروں سے جہاز منگوائے۔ ہنی بال کو اس نے فنیقیا اور سلیسیا کے سواحل سے جہاز لانے کے لئے روانہ کیا۔ رومی بیڑا ابھی اپنے کام میں مشغول تھا مگر اس وقت وہ دردانیال کی طرف چلا گیا تھا تاکہ راستہ صاف کرکے رومی فوجوں کو سمندر عبور کر کے ایشیا آنے کا موقع دے۔ اسی اثنا میں ای فیسس کے قریب روڈز کے بیڑے پر

ایک سخت مصیبت آئی۔ انٹیوکس کا امیر البحر ایک ایشیائی یونانی تھا جس میں اپنی قوم کے تمام خصائص موجود تھے۔ اس نے روڈز کے امیر البحر کو یہ دھوکا دیکر کہ میں اپنے بیڑے کو تمھارے سپرد کردونگا ایک ایسے کمین گاہ میں لایا جہاں سے روڈز کے صرف چند جہاز صحیح و سلامت نکل سکے۔ روڈز کے بہترین جہاز اس طرح ضائع ہو گئے مگر اس جزیرے کے بہادر باشندوں نے ایک دوسرا بیڑا تیار کر لیا مگر اس سے روما کو سخت نقصان پہونچا کیونکہ بہت سے شہر انیٹوکس کے طرفدار ہو گئے اور اس کے بعد جو بحری لڑائیاں ہوئیں ان کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ پریٹر اسے میلیس روما کے بیڑے کی کمان لینے کے لئے آیا اور روڈز کے ایک شخص کے مشورے سے لی سیا پر حملہ کیا گیا۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ اگر روڈز کے ساحلی مقبوضات میں امن ہو جائے تو اہل روڈز جنگ میں زیادہ مدد دے سکیں گے رومیوں کا یہ بھی خیال تھا کہ مشرق سے جو بیڑا انیٹوکس کی مدد کے لئے آرہا تھا اس کے اس بیڑے سے نہ ملنے پائے جو اسے نے سس میں تھا مگر اس مہم میں کامیابی ہوئی اور رومی بیڑا اساموس کو واپس ہو گیا۔

(۴۷۶) ۱۹۰ ؁ء کی تمام لڑائیوں میں یومی نیس شریک تھا اور اس نے حد درجہ سرگرمی ظاہر کی مگر اب سلوقس نے پرگامم پر حملہ کر دیا۔ جہاں اٹالس سپہ سالار تھا مگر وہ دشمن کا مقابلہ نہ کر سکا اور شہر کا محاصرہ شروع ہو گیا۔ یومی نیس بھی وہاں پہنچ گیا۔ روما اور روڈز کے بیڑے شمال کی طرف اس کی تائید کے لئے بڑھے انیٹوکس بھی وہاں بذات خود پہونچ گیا اور جنگ کا اصل مرکز اسوقت پرگامم تھا اور اس کا بندرگاہ (ایلیا) انیٹوکس چاہتا تھا کہ روما کی اصل فوج کے آنے سے قبل جنگ ختم ہو جائے اس لئے اس نے صلح کے لیے گفت و شنید شروع کی۔ مگر چونکہ بات بہت بڑھ گئی تھی اس لئے رومی چاہتے تھے کہ صلح اسی وقت کریں۔ جب کہ دشمن سے جبراً صلح کی شرطیں تسلیم کرا سکیں۔ اسکے لئے دوراندیش یومی نیس بھی مصالحت کا مخالف تھا۔ اس لئے رومیوں نے کانسل کی غیبت میں صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ انیٹوکس شمال کی طرف ایک مہم پر چلا گیا اور اتنے میں اکائیوں کی ایک چھوٹی سی مگر قابل کار فوج پرگامم پہنچ گئی۔

اس فوج کے سپہ سالار نے اس سے اس خوبی سے کام لیا کہ سلوقس کو مع اپنی فوج کے واپس ہونا پڑا - اس نے اور اس کے باپ نے اس کے بعد اپنے وقت اور قوت کو چھوٹی چھوٹی مہموں میں ضائع کیا جن کا اصل جنگ سے کوئی تعلق تھا حالانکہ رومیوں اور روڈز کے بیڑے ساحل کی نگرانی کر رہے تھے اور یومی نیس کانسل کی فوج کو دردانیال کے پار لانے کے لئے ساز و سامان مہیا کرنے میں مصروف تھا - اسی وقت میں بادشاہ کا نیا بیڑا ہینی بال کے زیر کمان مشرق سے آ رہا تھا اور اہل روڈز نے ایک نیا بیڑا تیار کیا تا کہ یہ بیڑا بادشاہ کے اس بیڑے سے نہ مل سکے جو اسے فےسس میں تھا - پام فی لیا کے ساحل پر ایک جنگ ہوئی جس میں نقصان تو کم ہوا مگر ہینی بال کا مقصد بر نہ آیا -

انیٹوکس کی تیاریاں اور یورپ سے واپسی

(۷۷۴) انیٹوکس اب بری جنگ کے لئے اپنی فوجوں کی تنظیم میں مصروف تھا اسی ضمن میں اس نے چاہا کہ پروسیاس شاہ بتھی نیا کی تائید حاصل کرے جس کا ملک رومیوں کی پیشقدمی کے خطرے کے عقب میں تھا - لیکن پروسیاس نے فریقین کے سفیروں کی دلیلوں کی سماعت کے بعد روما کا ساتھ دینا مناسب خیال کیا اور اس طرح انیٹوکس کی ایک رہی سہی امید جاتی رہی - اس مایوسی کے بعد وہ ایفی سس کو واپس ہوا اور بیڑے کو سمندر کی طرف روانہ کر کے خود بری مہموں میں مصروف ہو گیا روما اور روڈز کا بیڑا پھر انیٹوکس کے امیر البحر کے پھندے میں آ گیا تھا مگر حسن اتفاق یا کمال فن سے عین وقت بچ نکلا - اس جنگ کی سب سے بڑی بحری لڑائی جو میو نے سس کی جنگ کے نام سے مشہور ہے شہر ٹیوس کے قریب ہوئی جس میں اہل روڈز کو اپنے کمال فن اور آتشی ہانڈیوں کے استعمال سے پوری کامیابی ہوئی جو جہازوں کے پہلو میں لٹکائی جاتی تھیں - بادشاہ کے بیڑے کے ۴۲ جہاز ضائع ہوئے اور باقی لے فےسس بھاگ گئے انیٹوکس نے جب یہ دیکھا کہ اس کے دشمنوں کا سمندر پر بھی دور دورہ ہے تو وہ بالکل ہمت ہار گیا یورپ میں اس کے قبضہ میں صرف لسی ما کیا کا زبردست قلعہ تھا جو برادران سی پیو کی پیش قدمی میں حائل تھا اس قلعہ کی انیٹوکس

نے حال ہی میں مرمت کرائی تھی اور اس میں ایک محافظ فوج متعین کر دی تھی اس کا موقع بھی اچھا تھا اور رومی اسکو اپنے عقب میں دشمن کے قبضہ میں رہنے دینا پسند نہ کرتے ہونگے۔ مگر انیٹوکس نے محافظ فوج کو واپس بلا لیا اور یورپ میں اپنے اس آخری مقبوضہ سے دست بردار ہوگیا۔ اب ایشیا کی سیادت کے لئے خود اُسی سرزمین میں ایک زبردست جنگ کا ہونا ناگزیر تھا۔ انیٹوکس کے لئے اب صرف یہ صورت باقی رہ گئی تھی کہ مشرق کی قدیم روایات کے مطابق فوج کی کثرت پر اپنی امیدوں کا دارومدار رکھے۔ کپا پاڈوشیا کے بادشاہ سے اس نے امداد چاہی اور اس کے علاوہ ہر گوشے سے فوجیں جمع کیں۔ مگر اب اتنا وقت نہ تھا کہ اس مختلف العناصر فوج میں جسکی مختلف جماعتوں کے مفاد اور جذبات مشترک نہ تھے کسی قسم کی یک جہتی پیدا ہو سکے۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مسلح انبوہ اس کے ساتھ ہوگیا جس پر لفظ "فوج" کا اطلاق نہ ہو سکتا تھا۔

(۴۷۸) برادران سی پیو نے لسی ماکیا پر قبضہ کر لیا جہاں غلے کا ایک ذخیرہ انھیں مل گیا اپنی فوج کو آرام دیکر تازہ دم کر لیا اور پھر بلا کسی مخالفت کے سمندر کو عبور کر کے ایشیا پہنچ گئے۔ افریکانس کچھ روز کے لئے مذہبی موانع کی وجہ سے یورپ کے ساحل پر رک گیا تھا اور جب اپنے بھائی کے لشکر میں پہونچا تو انیٹوکس کے سفیر وہاں موجود تھے۔ بادشاہ نے جنگ کا نصف خرچ ادا کرنے اور بہت سے ایشیائی شہروں کے حوالہ کرنے پر آمادگی ظاہر کر لی۔ جن سے دست بردار ہونے پر اب تک وہ راضی نہ تھا۔ رومیوں نے جواب دیا کہ اسے جنگ کا پورا خرچ ادا کرنا چاہیئے اور کوہ ٹارس کے شمال میں اس کے جس قدر ایشیائی مقبوضات تھے ان سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ یہ شرطیں ایسی تھیں کہ بادشاہ انھیں منظور نہ کر سکتا تھا۔

نامہ و پیام

باقاعدہ نامہ و پیام کا سلسلہ اب منقطع ہوگیا مگر بادشاہ کے سفیر نے اب افریکانس کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی جس کا ایک بیٹا کسی طرح سے بادشاہ کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس لڑکے کو واپس کرنے کے علاوہ سفیر نے

وعدہ کیا کہ اگر افریکانس بادشاہ کی پیش کردہ شرائط کو منظور کرے تو اسکے صلہ میں اسے ایک رقم خطیر دی جائیگی۔ افریکانس نے جواب دیا کہ اگر میرا بیٹا واپس کردیا جائے تو میں بذات خود متشکر ہونگا مگر میں روما کا نائب ہوں اور رشوت لیکر اپنی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بادشاہ کو اس نے یہ مشورہ دیا کہ رومیوں کی شرطوں کو فوراً منظور کرلے کیونکہ جب اس نے اپنی نادانی سے رومی فوجوں کو ایشیا میں داخل ہونے دیا ہے تو اب مقابلہ میں کامیاب ہونے کی اس کے لئے کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ مگر انٹیوکس کو یہ مشورہ پسند نہ آیا کیونکہ اگر وہ جنگ میں ناکام بھی رہتا تو اس کی حالت اس سے بدتر نہ ہوتی اس لیئے اس نے جنگ کی تیاری شروع کی پیچھے ہٹکر اس نے اپنا لشکر ایک نشیبی خطہ میں جمایا جو تھیاتیرا اور میگنیشیا[۲] کے درمیان تھا اور دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لئے اس نے زبردست دمدمے بنا دیئے افریکانس اس وقت ایلیا میں بیمار تھا، اسکو خوش کرنے کے لئے انٹیوکس نے اس کے بیٹے کو بغیر کسی شرط کے اس کے پاس واپس بھیجدیا۔ بیان[۳] کیا گیا ہے کہ اسکی اس شرافت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے افریکانس نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ جب تک میں رومی فوج کے مستقر کو واپس نہوں جنگ شروع نہ کرنا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو افریکانس کی اس حرکت کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ افریکانس میدان جنگ میں روما کے مفاد کو پس پشت رکھد یتا مگر یہ قرین قیاس نہیں۔ غالباً افریکانس کا یہ خیال ہوگا کہ رومیوں کے فتح حاصل کرنے کے بعد مغلوب بادشاہ کی حمایت کرسکے جیسے کہ فلامی نیس نے فلپ کو خود اسکے حلیفوں کی آتش انتقام سے بچایا تھا اور خود افریکانس نے ہینی بال کے ساتھ شرافت کا سلوک کیا تھا کیونکہ ممکن تھا کہ دوسرے

---

[۱] - لیوی۔ ۳۷ / ۳۶ پالی بئیس ۲۱ / ۱۵۔

[۲] یہ میگنیشیا کوہ سپی لس کے قریب تھا۔ ایک دوسرا میگنیشیا مین یر واقع تھا۔

[۳] - لیوی / ۳۷ / ۳۷

رومی اینٹوکس کے ساتھ بیجا سختی سے پیش آتے اور یومی نیس انھیں شہ دیتا۔ ایک دوسری روایت بھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ ہینی بال اپنے بڑے کو چھوڑ کر بادشاہ کے ہمرکاب تھا۔ بادشاہ نے اپنی جمع شدہ فوجوں کا ریویو کیا جو مشرقی شان و شوکت سے آراستہ تھیں اور ہینی بال سے پوچھا "یہ عظیم الشان اور شاندار فوج رومیوں کے لیئے کافی ہے یا نہیں" ہینی بال کی چشم بینا کو اس نظارے میں صرف جھنڈے اور گھوڑوں کے زرق برق ساز نظر آئے جو چاندی سونے کے بنے ہوئے تھے اور جن کی چمک سے آنکھیں چمک جاتی تھیں ہینی بال نے رنجیدہ ہو کر کہا "جی ہاں حضور، رومیوں کے لیے بہت کافی ہیں خواہ وہ کتنے ہی حریص کیوں نہوں۔" یہ روایت اگر صحیح نہ ہو تو حسب حال ضرور ہے۔ مگر ممکن ہے کہ صحیح بھی ہو کیونکہ ہینی بال واقعات کے نتائج کو پہلے ہی سے تاڑ جاتا تھا۔

بے جوڑ مشرقی فوج۔

(۴۷۹) ہینی بال کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ سپلبیس کے نہ ہونے کی وجہ سے کانسل لیوسیس سپیو بالکل بے بس تھا اور اس کا مشیر کار نایس ڈومی ٹیس تھا۔ یہ خود ایک باحوصلہ آدمی تھا اور اس فکر میں تھا کہ فتح کا سہرا اُسی کے سر رہے۔ موسم سرما قریب آرہا تھا، کانسل بھی تعویق پسند نہ کرتا تھا کیونکہ اگر اُس کے عہدے کی میعاد ختم ہو جاتی تو فتح کا فخر اُس کے جانشین کو حاصل ہوتا۔ فوج کی ہمتیں بھی بڑھی ہوئی تھیں اور شوق مبارزت سے بیتاب تھی۔ اس لیے ڈومی ٹیس نے دشمن کو جنگ پر مجبور کیا۔ لیوی اور اپپین کے بیانات غالباً پالی بیس سے ماخوذ ہیں اور انھوں نے دونوں فوجوں کی صحیح تعداد بیان نہیں کی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں کی تعداد بشمول حلیفوں کے ۳۰۰۰۰ تھی اور اینٹوکس کی سپاہ کی تعداد ۶۵۰۰۰ سے ۷۰۰۰۰ تک تھی۔ رومیوں کے ساتھ افریقہ کے ۱۶ ہاتھی تھے مگر ہاتھیوں سے انھوں نے کام لیا۔ اینٹوکس کے ساتھ ہندوستان کے ۵۴ زبردست ہاتھی تھے۔ تعجب ہے کہ اس جنگ میں نیومیڈیا کے سواروں کا ذکر نہیں آیا ہے۔ مگر آکائی اور پرگامی سپاہی تھے

اور اُن کے کریٹ اور الیریا کے ہلکے اسلحہ والے سپاہی اور مقدونیہ اور تھریس کے رضا کار تھے۔ مگر رومیوں کی اصل فوج ۲۴۰۰۰ رومیوں اور اطالیوں پر مشتمل تھی جو زیادہ تر پیدل سپاہی تھے۔ اینٹوکس کی فوج میں بھی کریٹ اور الیریا کے اجیر سپاہی تھے مگر اس کی فوج میں زیادہ تر اسی کی سلطنت اور آس پاس کے ملکوں کے سپاہی تھے۔ ایشیائے کوچک سے کاریا، لیکیا، پسی ڈیا، پامفی لیا، مسی سیا، فریجیا، لیڈیا، کپاڈوشیا گلاٹیا کے افراد تھے۔ کوہ ٹارس کے جنوب سے سلی سیا اور شام کے لوگ آئے تھے، عرب کے شتر سوار بھی موجود تھے ایران کے تیر انداز اور گوپھن پھینکنے والے بھی تھے اور وسطی ایشیا کے بعض دیہاتی سوار موجود تھے یہ فہرست مکمل نہیں ہے کیونکہ ہندوستان کے مہاوت ہاتھیوں کے ساتھ تھے اور کچھ مخلوط النسل لوگ تھے۔ اُس کی اصل فوج ۱۶۰۰۰ سپاہیوں کا ایک فیلینکس[1] تھا جس کی تنظیم مقدونیہ کے طرز پر ہوئی تھی۔ مگر یہ فیلینکس دس خطوں میں تقسیم کردیا گیا تھا جس کی ہر صف میں ۳۲ آدمی تھے۔ اگر یہ حساب کیا جائے کہ اگلی صف کے ہر سپاہی کے سامنے پانچ نیزے تھے تو صرف ۲۵۰۰ نیزوں سے کام لیا جاسکتا تھا اور باقی ۱۳۵۰۰ نیزے اوپر اٹھے ہوئے ہوں گے جن سے بجائے دشمن کے خود نیزہ برداروں کو زحمت ہوتی ہوگی۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ فیلینکس کی ترتیب میں صف کی ترتیب نہایت اہم تھی۔ اینٹوکس نے فیل ہاتھی اپنے فیلینکس کے خطوں کے درمیان کی خالی جگہ میں رکھ دیے جس سے صف کا ٹوٹنا یقینی ہوگیا۔ دوسرے سپاہی ہلکے اور بھاری اسلحہ والے خواہ سوار ہوں یا پیدل فیلینکس کی دونوں جانب متعین کئے گئے۔ مگر اسلحہ، ساز و سامان، قومیت اور زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے اس فوج کی کارکردگی مشکوک تھی خواہ اُسکے افراد کتنے ہی بہادر کیوں نہ ہوں۔ رتھیں جن کے دُھروں میں تلوار کے پھل لگے ہوئے تھے فوج کے آگے رکھی گئی تھیں کیونکہ خود ان کی صفوں میں سے ان رتھوں کا

[1] اس کے سمجھنے کے لیے فقرہ ۳۸۴ بغور پڑھا جائے۔ مترجم۔

گزر نہ ہو سکتا تھا۔ مشرق میں رتھوں کا استعمال زمانۂ قدیم سے تھا اور امید
تھی کہ اُن کے حملے سے دشمن کی صفوں کی ترتیب بگڑ جائے گی۔

میگ نے شیا

(۴۸۰) اینٹوکس کے جھنڈے کے نیچے صدہا قوموں کے
سپاہی جمع تھے جن میں ہم آہنگی مطلق نہ تھی، چند ہی پشتوں کی فوجی نا اہلی
نے سکندر اعظم کے مشہور نظام فوجی کی یہ ردی حالت کر دی تھی۔ اس جنگ
کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان میں باہمی اختلاف ہے معلوم ہوتا
ہے کہ اس جنگ میں یومی نیس زیادہ پیش پیش تھا۔ مسلح رتھوں کے گھوڑوں
پر اُس نے پتھر وغیرہ پھینکے جن سے گھبرا کر وہ اپنی صفوں کو چیرتے ہوئے
بھاگے اور تمام صفوں میں یکے بعد دیگرے ابتری پھیلتی گئی۔ بادشاہ کے
میسرے پر حملہ ہو گیا اور رومی لشکری فیلینکس پر ٹوٹ پڑے۔ اینٹوکس
کو رومیوں کے میسرے پر عارضی طور پر غلبہ ہو گیا مگر اُس کی پیش قدمی فوراً
روک دی گئی جس کی وجہ سے وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔
فیلینکس کے سپاہیوں نے مقابلہ کرنے کی کچھ کوشش کی مگر رومیوں کی
برچھیوں اور خود اُن کے بگڑے ہوئے ہاتھیوں نے اُن کا ناس کر دیا اور
جب اُن کی صف بندی باقی نہ رہی تو رومیوں نے ہزارہا کو تہ تیغ کر دیا۔
پرگامم اور روما کے سواروں نے دشمن کے ہلکے اسلحہ والی سپاہ،
ہاتھیوں، رتھوں اور اونٹوں کا تعاقب کر کے انھیں نیست و نابود کر دیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ مغلوب فوج کے پچاس ہزار یا اس سے زیادہ آدمی ضائع
ہوئے اور فاتحوں کے صرف ۳۵۰۔ اینٹوکس کی فوجی شان و شوکت
محض بے سود ثابت ہوئی اور حقیقی ضبط فوجی اور کارکردگی کے مقابلے میں اسکا
بے حقیقت ہونا ظاہر ہو گیا۔ ایک ہی وار میں مشرق روما کے زیر نگیں ہوا
حالانکہ مشرق کا خوف عرصے سے لوگوں کے دلوں میں تھا۔ روما نے
اہل مغرب کی ہم آہنگی اور اصلاح پذیری کی قوتوں کو ایک نظام میں ڈھال
لیا تھا اور مشرق کا اُس کے قبضے میں آ جانا اسکی اُن مساعی کا صلہ تھا۔

فتح کا ثمرہ

(۴۸۱) اینٹوکس کی شکست کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر شہروں نے بجائے اسکے

روما کو اپنا آقا تسلیم کرلیا۔ افریکانس اپنے بھائی کے مستقر کو واپس ہوا جو سارڈس میں تھا اور اسی اثنا میں اینٹوکس کے پاس سے ایک سفارت صلح کی درخواست کرنے اور صلح کی شرائط معلوم کرنے کے لیے آئی۔ اینٹوکس کو جو شرطیں پیش کی گئیں نہایت نرم تھیں، اس لیے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سپی یو نے قصداً اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا لیکن اس نے سپی یو کے بیٹے کو جو اس کی قید میں تھا اعزاز کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ یومی نیس نے بھی غیر معمولی صلح پسندی کا اظہار کیا اور تمام معاملات نہایت سہولت سے طے ہو گئے۔ کوہ ٹارس کو سرحد قرار دیا گیا اور تاوان جنگ ۰۰۰ ۱۵ ٹیلینٹ مقرر ہوا جس کی ادائی روما کو بہ اقساط ہو سکتی تھی۔ ان میں سے ۴۰۰ ٹیلینٹ یومی نیس کے تھے جو اسے ادا کر دیے گئے۔ رومیوں نے چند کفیل طلب کیے اور چند خطرناک اشخاص کی حوالگی کا مطالبہ کیا جن میں ہینی بال، تھو آس اے ٹولی وغیرہ شامل تھے۔ اینٹوکس نے ان شرطوں کو تسلیم کرلیا تھا اور ان کی توثیق کے لیے ایک سفارت روما بھیجی گئی سکا ئل نامہ بر فتح کی خبر لے کر روما پہنچا، اس کے ساتھ یومی نیس بھی تھا اور روڈز، سمرنا اور مشرق کی اکثر ریاستوں کے سفیر تھے۔ ہر کس و ناکس کو معلوم ہو گیا تھا کہ عنان حکومت اب کس کے ہاتھوں میں ہے اور ہر ایک اس کو رام کرنے کی فکر میں تھا۔ مشرقیوں نے جس عجلت سے روما کی سیادت کو تسلیم کرلیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرق اور مغرب میں اخلاقی اور سیاسی امور میں کس قدر بین فرق ہے۔ اے ٹولی اب تک روما سے برسر جنگ تھے گو عارضی صلحوں اور سفارتوں کی وجہ سے سلسلۂ پیکار جاری نہ تھا مگر اس اتحاد نے جو اکثر بدعہدی کر بیٹھتا تھا موقع پاکر روما کے حلیف فلپ شاہ مقدونیہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کی ایک فوج نے ڈولوپیا پر حملہ کر دیا اور چونکہ مقامی اشخاص مقدونی حکومت سے بیزار تھے، لہٰذا اس حالت سے نفع اٹھا کر اس نے اتھ مانیا سے فلپ کی فوجوں کو خارج کر دیا اور ایمی نانڈر کو پھر تخت پر بٹھا دیا۔ مگر باوجود ان دست درازیوں کے انکی

ایک سفارت صلح کے لیے نامہ وپیام کرنے کی غرض سے روما میں موجود تھی۔ لیکن اُن کے سفیروں کا طرز کلام اس قدر گستاخانہ تھا کہ سینیٹ نے انھیں بے نیل مرام واپس کر دیا۔ نئے کانسلوں م۔ فل وِیس نوبی لیور اور فانیس مین لیس وَل سو نے جب اپنی خدمتوں کا جائزہ لیا تو سال مذکور (۱۸۹ء) کے لیے سینیٹ نے اے ٹولیا اور ایشیا کو کانسلی صوبے قرار دیا، ایشیا کا قرعہ فل وِیس کے نام نکلا اور ایشیا مین لیس کے حصے میں آیا۔ روما کی حکومت نے جنگ کی ٹھان لی تھی اور میگ نے شیا کی قطعی فتح سے اُس کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا۔ بیوقوف اے ٹولیون کی آنکھیں اب کھل گئیں اور اپنا خطرہ انھیں معلوم ہو گیا۔ انھوں نے صلح کے لیے پھر ایک سفارت روانہ کی اور ایتھنز اور روڈز سے سفارش کی درخواست کی۔[۱]

پرگامم اور روڈز (۴۸۲) اینٹوکس سے جو مصالحت ہوئی تھی اُس کی توثیق پر غور کرنے سے قبل سینیٹ نے ان سفارتوں کو شرف باریابی بخشا جو روما میں موجود تھیں۔ حسب دستور تفصیلی امور کا تصفیہ کمشنروں پر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن یومی نیس اور روڈیوں کی تقریروں سے ایک اصولی مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ان دونوں حلیفوں کو ان کی ممتاز خدمات کے صلے میں ان کے مقبوضات میں اضافہ کرنا ضروری تھا۔ مسئلۂ زیر بحث یہ تھا کہ یونانی شہر جو اس خطۂ ملک کے مختلف حصوں میں آباد تھے ان کی حیثیت کیا ہو گی۔ روڈیوں کی درخواست تھی کہ انھیں آزاد کر دیا جائے اور بطور نظیر یونان میں رومیوں کی کارروائی کو پیش کیا۔ یومی نیس نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ اگر ان شہروں کو آزاد قرار دیا جائے تو یہ روڈیوں کے دست نگر ہو جائیں گے اور روڈیوں کی یہ تجویز ان کی حرص پر مبنی ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ ان شہروں نے اینٹوکس کا ساتھ دیا تھا، اس لیے ان کے ساتھ کسی رعایت کی ضرورت نہیں اور بہتر

[۱] پالی بیس (۳، ۱۹) ۲۴۔ لیوی ۳۷، ۲۔۵۵۔

یہ ہوگا کہ جس طرح یہ انیٹوکس کو خراج دیا کرتے تھے اب مجھے خراج دیا کریں۔ جو شہر روما کے حلیف تھے ان کا تعلق اس بحث سے نہ تھا۔ فیصلہ بحیثیت مجموعی اس کے خلاف ہوا گر جو شہر کہ اُس کے باج گزار تھے اُس کے قبضے میں رہنے دیے گئے۔ لیکن علاقوں کی تقسیم میں اسکے ساتھ حد درجہ فراخ دلی کا سلوک ہوا۔ شمال اور مشرق کے تمام علاقے جنوب مشرق اور جنوب یعنی بتھی نیا، گلاٹیا، لیدیا، ڈوشیا، سلی شیا اور لی سیا تک اُسے دے دیے گئے اور کیریا کا بھی ایک حصہ جو میننڈر ندی کے شمال میں تھا۔ ان جدید مقبوضات کا رقبہ اُس کی سلطنت کے رقبے کے دہچند تھا۔ لی سیا اور کیریا کے جو علاقے میننڈر کے جنوب میں تھے روڈز کے حصے میں آئے۔ اس عجیب وغریب کارروائی سے سخت تعجب ہوتا ہے۔ روما کی اغراض کے لحاظ سے روڈز کو تقویت دینا ایک قدرتی امر تھا کیونکہ بحیرۂ روم کے مشرقی حصے میں ایک ایسے حلیف کی ضرورت تھی جو نہ صرف وفادار ہو بلکہ ایک زبردست بحری افواج بھی قائم رکھ سکے۔ لیکن یومی نیس کو ایک وسیع علاقہ دے دینے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ علاقے اُسے نادانستگی سے نہیں دیے گئے تھے کیونکہ روما میں متعدد ایشیائی سفیر موجود تھے جو سینیٹ کو ان علاقوں کے صحیح حالات بتا سکتے تھے جن کی حکومت اُس کی رائے سے خاندان اٹالی کو ملنے والی تھی۔ نتائج پر غور کرنے سے امور ذیل معلوم ہوتے ہیں (۱) روما کو ان علاقوں کی ضرورت نہ تھی اور وہ اُن کا بار نہ اٹھانا چاہتا تھا، اگر وہ اُن پر قبضہ کرتا تو قبضہ قائم رکھنے اور ملک کی حفاظت کا بار اس پر پڑتا۔ (ب) یہ بار اب یومی نیس پر پڑا اور اگر ان علاقوں پر وہ اپنی حکومت پورے طور سے قائم کر لیتا تو وہ بحیثیت رقیب فلپ کی نگرانی کر سکتا اور اینٹوکس اور رومیوں کے درمیان اس کی سلطنت حائل ہوتی (ج) یومی نیس کے ساتھ جو مراعات ملحوظ رکھی گئیں اُن کے مقابلے میں فلپ کو کوئی صلہ نہ دیا گیا حالانکہ اُس کی مدد رومیوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئی تھی (د) یومی نیس کی سرحد پر متعدد یونانی شہر اور ریاستیں تھیں،

ان کے وجود سے سرحدی لڑائیوں کا امکان تھا جس سے رومیوں کو دخل دینے کا موقع ملتا۔ پرگامم کے کم اصل شاہی خاندانوں سے مساوی گردان کر روما نے توازن قوت سے احسد[1] و رقابت کا تخم بویا۔ جن علاقوں کی اُسے ضرورت نہ تھی اُس نے دوسروں کے حوالے کر دیا، تاکہ جب وقت آئے تو اُس کی آزادیٔ عمل میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ دوستوں اور دشمنوں دونوں کیساتھ اُس کی سفارتی کارروائیوں میں جو اصول مضمر تھا وہ یہ تھا کہ "زیادہ سے زیادہ تعداد کو زیادہ سے زیادہ پریشانی ہو"۔

اے ٹولیوں کی سرکوبی

(۴۸۳) اب ہم اے ٹولیا کی جنگ کی طرف پھر متوجہ ہوں گے۔ کانسل فل ویس[2] ایمبراسیا میں لنگر انداز ہوا اور امبراسیا کا اُس نے محاصرہ کر دیا۔ یہ شہر نہایت مستحکم تھا اور اپنی نادر عمارتوں اور فنون لطیفہ کے نمونوں کیلئے مشہور تھا۔ ایک زمانے میں پرہس کا دارالسلطنت تھا مگر اب اتحاد ایٹولی میں شامل تھا۔ شہر کی حفاظت نہایت ہوشیاری اور سرگرمی سے ہوئی اور اے ٹولیوں نے بھی کمک پہنچانے کی بہت کچھ کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس اثناء میں مقدونیوں نے شمالی اضلاع پر حملہ کر دیا جو حال ہی میں فلپ سے چھین لیے گئے تھے اور جنوب میں الیریا اور آکائیا کے جہاز ان کے سواحل پر تاخت و تاراج کر رہے تھے اس لیئے انھیں مجبوراً صلح کی درخواست کرنی پڑی اور امبراسیا نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ خوش قسمتی سے رومی خیمہ گاہ میں اُن کے ذی اثر دوست موجود تھے۔ خود کانسل کو بھی یونانیوں سے محبت تھی، جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ شاعر اے نیس اُس کے ہمرکاب تھا۔ اپنی ضد پر وہ آخر تک اڑے رہے مگر آخر کار انھوں نے فل ویس کی شرطوں کو

---

[1] رومیوں نے ٹیل مے سوس کے دور افتادہ بندرگاہ کو جو لی سیا میں تھا یومی نیس کو دیدیا تھا۔ اُن کی غایت غالباً یہ تھی کہ روڈیوں اور یومی نیس کے درمیان چھیڑ چھاڑ چلی جائے۔ روما کی حکمت عملی اُس زمانے میں یہ تھی کہ ان دونوں میں اتحاد نہ ہونے پائے۔

[2] دیکھو کتبوں کو جن کا ذکر فقرہ ۶۸۸ میں ہے۔

منظور کرلیا۔ روما میں اُنھیں زیادہ دقت ہوئی۔ روڈز اور ایتھنز کے وفدوں نے اُن کی وکالت کی مگر فلپ کے سفیر بھی موجود تھے جنھوں نے اُن کی دست درازیوں کی سخت شکایت کی۔ بالآخر صلح نامے کی توثیق[1] ہو گئی، مگر اس کی وجہ سے اُن کے اتحاد کی حیثیت ادنےٰ درجے کی ہو گئی، معاملات خارجیہ میں اُن کی آزادی سلب کرلی گئی اور اُن کا انصرام روما کے سپرد ہوا۔ تاوان جنگ، کفیل، قیدیوں کی واپسی وغیرہ کے متعلق بھی دفعات تھے۔ سفالے نیا اتحاد میں شامل تھا مگر صلح سے خارج کر دیا گیا کیونکہ روما کا یہ طریقہ تھا کہ جزیروں کو اپنے قبضے میں رکھتا تاکہ سمندر کا راستہ کھلا رہے بحیثیت مجموعی اے ٹولیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہوا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ ان پر کانسل کی نظر التفات تھی اور کچھ یہ کہ فلپ سے بیزاری ہو گئی تھی کیونکہ اب وہ اتحاد اے ٹولی سے انتقام لینا چاہتا تھا جس سے روما نے اُسے بچایا تھا۔ توازن قوت کے مسئلے کو بھی اس میں دخل ہوگا کیونکہ روما کو یہ خواہش ہوگی کہ اتحاد آکائی کا کوئی رقیب باقی رہے جو اس پر نگرانی رکھ سکے۔

مین لیس کا کوچ

(۴۸۴) اب ہم ایشیا کی طرف پھر متوجہ ہوں گے۔ ۱۸۹ء میں کانسل مین لیس نے فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی اور ک۔ فے بیس بے بوئے بٹرے کی اور اُن کے پیشرو روما واپس ہوئے جہاں اُنھوں نے تزک و احتشام سے جشن فتح منایا۔ فے بیس نے دفع الوقتی کے لیے کریٹ پر حملہ کیا مگر سوائے چند رومی اور اطالوی قیدیوں کے رہا ہو جانے کے کوئی اور نتیجہ نہ ہوا۔ تھریس کے ساحل پر اُس نے اے نس اور مارونیا کے یونانی شہروں سے اینٹوکس کی محافظ فوجوں کو نکال دیا اور اُنھیں آزاد قرار دیا۔ شاہ فلپ کو آرزو تھی کہ یہ شہر اُس کے قبضے میں آجائیں۔ مین لیس نوجوان اور ذی حوصلہ تھا اور رزم و پیکار کے لیے موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔ اینٹوکس نے جو علاقے روما کے حوالے کر دیے تھے ان میں امن و امان کا قائم کرنا اگر

[1] پالی بیس ۲۱، ۳۲۔ لیوی ۳۸، ۱۱۔

ضروری نہیں تو مناسب ضرور تھا اور ایشیائی گالیوں کو نیچا دکھانا اس سے بھی زیادہ اہم تھا کیونکہ انھوں نے اینٹوکس کو کمک بھیجی تھی اور ایشیا میں اکثر نقض امن کے مرتکب ہوئے تھے۔ یومی نیس نے غالباً ان کی بد اعمالیوں سے روما کے حکام کو مطلع کر دیا تھا۔ لیوی[1] کا بیان ہے کہ ۱۸۹ ق م کے انتظام میں گلاٹیوں سے جنگ ہونے کا امکان بھی سینیٹ کے پیش نظر تھا اور اس کا یہ بیان ممکن ہے کہ کسی روایت پر مبنی ہو۔ بہرکیف مین لیس کو جشن فتح منانے کی ہوس تھی اور اس کے سپاہی بھی جنگ کے لیے تیار تھے کیونکہ انھیں کسی دقت کا اندیشہ نہ تھا۔ اس لیے اس نے اندرون ملک میں ایک تعزیری مہم بھیجنے کا قصد کر لیا۔ یومی نیس ابھی تک روما میں تھا اس لیے اسے حکم دیا گیا کہ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ایک امدادی فوج بھیجے اور ممالک و اقوام متعلقہ کے بارے میں اپنی معلومات سے مدد دے۔ کیریا میں سے ہوتی ہوئی رومی فوج پی سی ڈیا اور پام فی لیا میں پہنچی اور پھر شمال کا رخ کرکے فری جیا میں سے گزر کر گلاٹیا کی سرحد پر پہنچ گئی۔ ان جدید ملحقہ اضلاع میں سے کانسل کی پیشقدمی محض ایک فوجی مظاہرے کی حیثیت نہ رکھتی تھی کیونکہ مختلف بستیوں کی باہمی نزاعوں کا اسے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ اثنائے راہ میں جن بستیوں نے سر اطاعت خم کیا ان کی اطاعت کو وہ قبول کر لیتا تھا اور اگر کسی نے سرکشی کی تو ان کی سرکوبی کر دیتا۔ متمردوں پر جرمانے کیے جاتے اور غلہ اور زر نقد کی شکل میں وصول کیے جاتے۔ غلے کے ذخیرے اسے بعض شہروں میں ملے جن کے باشندے اس کے خوف سے فرار ہو گئے تھے۔ اسکے علاوہ صلح نامے کی توثیق تک اینٹوکس کا یہ فرض تھا کہ غلہ فراہم کرے۔ مین لیس نے اٹالس کی فوج کی رسد کا بار بھی اینٹوکس پر ڈال دیا اور چار و ناچار اسے غلہ فراہم کرنا پڑا۔ غلہ وصول کرنے کے لیے شرائط صلح سے تجاوز کرنے میں

---

[1] ۳۷، ۵۱، ۱۰، اور دی سین لوبرن کا حاشیہ۔

یہ مصلحت بھی مضمر تھی کہ اس نواح کے لوگ روما کی سطوت کو تسلیم کرلیں۔ بالمختصر اس مہم کی اصل غایت یہ تھی کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو علاقے سلوقی سلطنت سے چھین لیے گئے ہیں اب وہ روما کے زیر نگیں ہیں مشرق کی اقوام اور رئیسوں پر اس کا خاص اثر ہوا اور لوسی نیس بھی سمجھ گیا کہ اس کی حیثیت ایک دخیل کار کاشتکار کی ہے۔ رومی عہدہ داروں اور سپاہیوں کو بھی اس مہم میں شرکت سے ممالک مفتوحہ کی دولت اور دول مقامی کی کمزوری کا حال معلوم ہوگیا۔ اس وقت سے روما کے فوجی حلقوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ مشرق میں ملازمت کرنے سے دولت اور عظمت حاصل ہوتی ہے برخلاف اس کے لیگیوریا اور ہسپانیہ کی مہموں میں جان کا خطرہ ہے اور کامیابی کی امید بہت کم ہے۔

گلاٹیوں کی تذلیل

(۵۸۴) گلاٹیا بہت دور تھا مگر جنگ نے طول نہیں کھینچا۔ ایک سردار کے ذریعے سے جو رومیوں کا دوست تھا نامہ و پیام شروع ہوئے مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اور کانسل دشمن کی تلاش میں آگے بڑھ گیا۔ اسے غرہ تھا کہ میر اخاندان (مین لیس) گالیوں کا موروثی فاتح ہے۔ گالیوں کے تین قبیلے یا ضلعے تھے جو مغرب سے مشرق کی طرف سلسلۂ ذیل میں پھیلے ہوئے تھے۔ ٹولیس ٹولوگی ای، ٹیک ٹوساگی، ٹروک می۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھیں امید تھی کہ اپنی دور افتادہ پہاڑیوں میں وہ روما کی زد سے باہر ہیں مگر اب بھی باوجود اس کے کہ وہ معرض خطر میں تھے انھوں نے اپنی حفاظت کے لیے کوئی متحد فوج تیار نہیں کی بلکہ اپنے ایام نقل و حرکت کے اجتماع کے پرانے طریقے کو اختیار کیا۔ ٹولیس ٹولوگی ای اور ٹیک ٹوساگی دونوں نے ایک ایک پہاڑ پر قیام کیا اور اس کو مستحکم کرلیا اور ان مستحکم مقامات میں انھوں نے اپنے اہل و عیال اور جائداد منقولہ کو جمع کر دیا تعاون عمل صرف اس حد تک تھا کہ ٹروک می نے اپنے ناقابل پیکار افراد کو

ٹیک ٹوساگی کی حمایت میں چھوڑ دیا اور اُن کے لڑنے والے افراد ٹولس ٹوبوگی ای کی امداد کے لیے چلے گئے جن پر رومیوں کا حملہ سب سے پہلے ہونے کو تھا۔ ان سب قبیلوں کے پاس غلہ کافی مقدار میں تھا اور سادہ لوحی کی وجہ سے اُن کا خیال تھا کہ جنگ کو وہ من مانے طریقے پر طول دے سکیں گے اور حملہ آور ایشیائے کوچک کے وسطی حصے کی سخت سردی کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ مگر یہ مین لیس کو بھی خوب معلوم تھا اس لیے مطلق اُس نے لیت و لعل نہ کیا اور پھینکنے والے اسلحہ کا ایک زبردست ذخیرہ جمع کرکے اُس نے گالیوں کے لشکر پر ہوشیاری سے حملہ کر دیا اور سخت خوں ریزی کے ساتھ انھیں شکست دی۔ ٹیک ٹوساگی نے غداری سے گفت و شنید کا بہانہ کیا اور چاہا کہ کانسل کو گرفتار کرلیں مگر اُن کی یہ چال چل نہ سکی مین لیس نے اُن کے مستحکم مقام پر بھی حملہ کرکے ایک شاندار فتح حاصل کی۔ ان دونوں لڑائیوں میں مال غنیمت بہت ملا کیونکہ ان لٹیروں نے تین پشتوں سے بے شمار مال و متاع لوٹ مار کے ذریعے سے اپنے دولتمند ہمسایوں سے جمع کیا تھا۔ گالیوں میں زر و سیم جمع کرنے اور زیوروں کا شوق بھی تھا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ روما کے سپاہیوں کو لوٹ مار کا خوب موقع ملا اور کانسل کو انھیں اس فعل سے روکنے میں بہت دقت ہوئی۔ اس معرکہ آرائی سے روما کے ضبط فوجی پر نہایت خراب اثر پڑا اور زمانۂ مابعد میں رومی سپاہیوں میں ضبط فوجی کی کمی اسی جنگ پر محمول کی جاتی تھی۔ اس کے بعد گالیوں کے سفیر صلح کی درخواست کرنے کے لیے آئے۔ مین لیس نے انھیں حکم دیا کہ اُس کے مستقر میں جو ای فے سس میں تھا حاضر ہوں۔ موسم سرما کی شدت بڑھتی جاتی تھی اس لیے اس نے اپنی فوج کو گلاتیا کے برفستان سے ہٹا لیا اور بحیرۂ یونان کے ساحل پر قیام کیا جہاں کی آب و ہوا معتدل تھی۔

ایشیائے کوچک کے معاملات کا تصفیہ

(۴۸۶) مین لیس نے اس مہم میں اپنی فوجی قابلیت کا پورا ثبوت دیا تھا۔ اس کی سپہ سالاری کا سال ختم ہو رہا تھا مگر بحیثیت پروکانسل وہ اس

عہدے پر برقرار رہا۔ ۱۸۹-۱۸۸ق م کے موسم سرما میں اس ملک کے ہر گوشے سے اُس کے پاس سفارتیں آئیں۔ اکثر وفدوں نے مبارکباد اور قیمتی تحائف پیش کیے۔ گلاتیوں کو یومی نیس اور دس کمشنروں کے ورود تک منتظر رہنا پڑا۔ آریا رتھیس شاہ کیپاڈوشیا نے بھی صلح کی درخواست کی جو ۲۰۰ ٹیلینٹ بطور تاوان دینے پر منظور ہوئی۔ بحیثیت مجموعی اس نواح کے لوگوں کو اینٹوکس کے زوال کے مقابلے میں متمرد گالیوں کی سرکوبی سے زیادہ خوشی ہوئی۔ ۱۸۸ق م کے موسم بہار میں یومی نیس اور رومی کمشنر اپی میس میں پہنچے۔ مین لیس جو اس وقت پام فی لیا میں مصروف پیکار تھا، مگر ان سے ملنے کے لیے بعجلت آیا میا پہنچا اور اسی شہر میں مشرقی معاملات[۵۱] کا تصفیہ ہوا۔ اینٹوکس سے جو صلح بالآخر ہوئی وہ اسی نوع کی تھی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ صلح نامے میں حسب دستور متعدد دفعات امور ذیل سے متعلق تھے۔ فریقین آئندہ سے ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے، قیدیوں اور فرار شدہ سپاہیوں کو واپس کر دیں گے، بصورت نزاع امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ ثالثی کے ذریعے ہوگا وغیرہ وغیرہ مگر ان سب شرطوں میں روما کا پلہ بھاری تھا۔ مگر ثالثی عملاً کس طور پر ہوگی، اس کی نوعیت اس امر سے ظاہر تھی کہ پام فی لیا کے بارے میں جو نزاع[۵۲] تھی وہ بغرض تصفیہ روما کے سینیٹ میں پیش ہوئی۔ اینٹوکس کو آئندہ سرزنش کرنے کا موقع نہ ملنے کے لیے یہ انتظام ہوا کہ اُس کے تمام ہاتھی لے لیے گئے اور یومی نیس کے حوالے کر دیے گئے۔ اُس کے تمام جنگی جہاز بھی لے لیے گئے اور

---

۵۱ پالی بیس ۲۱، ۴۵-۴۸۔ لیوی ۳۸، ۳۸۔

۵۲ یہ ضلع کوہ ٹارس کے دونوں جانب تھا اس لیے یہ سوال درپیش تھا کہ کس کے قبضے میں رہے اور اس کے متعلق اینٹوکس اور یومی نیس میں نزاع تھی۔ اسی طرح گلاتیوں پر یہ لازم گردانا گیا تھا کہ یومی نیس کے ساتھ برسر صلح رہیں نہ کہ روما کے ساتھ۔ روما نے اپنے آپ کو ان جھگڑوں سے الگ تھلگ رکھا تھا تاکہ اُسے ثالث بالخیر بننے کا موقع ملے۔

یا تو جلا دیے گئے یا توڑ دیے گئے۔ اینٹوکس کو اس امر پر بھی مجبور کیا گیا کہ سسلی سیا کے ساحل پر ایک مقام مقررہ کے آگے اپنے جہاز نہ بھیجے عالم مغربی سے وہ اس حد تک خارج کر دیا گیا کہ نہ تو وہ روما کے محکوم ممالک کے جلاوطنوں کو پناہ دے سکتا تھا نہ وہاں کے اجیر سپاہیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر سکتا تھا۔ اگر روما کے حلیفوں میں سے کوئی اس پر حملہ کرتا تو مدافعت کے طور پر اُسے جنگ کا حق حاصل تھا مگر نہ تو کسی ملک کا الحاق کر سکتا تھا نہ اُن سے دوستانہ تعلقات پیدا کر سکتا تھا صلح نامے کے اہم امور یہی تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما کی یہ خواہش تھی کہ کسی طور پر اس کا پلہ ہلکا نہ رہے اور بے خبری کی حالت میں کوئی اُس سے جنگ نہ کر سکے۔ کمشنروں نے جن امور کا تصفیہ کیا تھا سینیٹ کے احکام کے مطابق تھا۔ صرف تفصیلی امور کا تصفیہ درحقیقت اُن سے متعلق تھا اور اس میں انھوں نے ان شہروں کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھی جنھوں نے کسی نہ کسی طور سے روما کی خدمت کی تھی۔ البتہ ایک نئی بات یہ تھی کہ لی سی ماکیا اور تھریس کا وہ حصہ جس پر اینٹوکس کا قبضہ تھا یومی نیس کو دے دیے گئے جس سے فلپ کو سخت رنج ہوا۔ اُس وقت اس نواح کی جو حالت تھی اُس پر شاہی خاندانوں کے تعلقات سے روشنی پڑتی ہے۔ آریا رتھیس شاہ کپاڈوشیا نے اپنی ایک بیٹی کی نسبت شاہ پرگامم سے کر دی جس کی سفارش سے اُس کا جرمانہ گھٹا کر تین سو ٹیلینٹ کر دیا گیا۔ اس طور پر یومی نیس کو مشرق میں اپنے جدید مقبوضات کے قریب ایک حلیف مل گیا اور آریا رتھیس کے جرمانے میں نصف کی کمی ہو گئی[1]۔

مین لیس کی واپسی

(۷۸۴) معلوم ہوتا ہے کہ آیا میاندر گالیوں سے کوئی معاہدہ یا تصفیہ ہوا مگر یہ مناسب خیال کیا گیا کہ گلاتی سرداروں کو مین لیس اور کمشنروں سے ملنے کے لیے دردانیال بلایا جائے۔ واپسی پر ان سرداروں کو

[1] لیوی ۳۸، ۳۹، ۶ دی سین بورن۔

متنبہ کردیا گیا کہ آئندہ سے وہ اپنے علاقوں میں آباد ہوجائیں اور نقض امن اور
آوارہ گردی سے باز آئیں۔ رومی فوج واپس ہو رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ
واپسی کا راستہ کیوں پسند کیا گیا، کیونکہ سمندروں پر اب روما کا قبضہ
تھا۔ یہ قونسل کی خودرائی پر بھی ہم اسے محمول نہیں کرسکتے۔ ممکن ہے کہ
یہ کوچ ایک قسم کا مظاہرہ تھا جس سے فلپ کو مخوف کرنا مقصود
تھا۔ مگر یہ محض قیاس ہے۔ البتہ شاہ مقدونیہ پر یہ شبہہ تھا کہ اسکے
اغوا سے تھریس کے قبیلوں نے رومی فوج پر اثنائے کوچ میں حملہ
کیا تھا۔ رقوم خطیر اور زر و جواہر جو سلطنت یا افراد کی ملک تھے روما کی طرف
گاڑیوں میں چلے جارہے تھے۔ فوج کا کام ختم ہوچکا تھا اس لیے اُسکا
ضبط کچھ ڈھیلا ہوگیا تھا مگر قونسل کے دشمنوں کا قول تھا کہ یہ سب
اُس کی بدانتظامی اور سہل انکاری کا نتیجہ تھا۔ بہرکیف یہ فتحمند اکثر اوقات
خطرے میں تھے اور سنسان خطوں میں سے گزرنے میں جان و مال
کا نقصان بھی ہوا۔ بالآخر جب وہ اپیائرس میں پہنچے تو موسم سرما شروع
ہوگیا تھا اس لیے اُنھیں اپولونیا میں قیام کرنا پڑا اور بحیرۂ ایڈریاٹک کو
اُنھوں نے ۱۸۸ء کے موسم بہار میں عبور کیا۔[1]

روما اور اتحاد آکائی

(۴۸۸) اب ہم یونان کے معاملات پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔
اے ٹولی خاموش تھے مگر قونسل فل ویس کا قبضہ سفالونیا پر
بغیر لڑے بھڑے نہیں ہوا اور اس جنگ و جدال میں چار مہینے ضائع ہوئے۔
۱۸۹ء میں سال آئندہ کے انتخابات کی صدارت کرنے کے لیے اُسے
روما جانا پڑا۔ واپسی پر اُسے معلوم ہوا کہ پیلوپونیس کی حالت ٹھیک
نہیں ہے۔ فیلوپومین نے ایک اہم اصلاح کی تھی جس کی رو سے اتحاد آکائی
کی ہم آہنگی اور قوت میں اضافہ ہوگیا۔ فل ویس اُسے روک نہ سکا۔ رومیوں
کو بوجہ البغض و حسد اس اتحاد کی قوت کا بڑھنا شاق تھا۔ واضح رہے کہ آکائی

[1] لیوی ۳۸، ۴۰، ۴۱۔

احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ روما سے چھیڑ چھاڑ نہ ہو مگر انھیں اپنی آزادی اور وقار کا خیال تھا اور جب سے کہ روما نے یونان کے معاملات میں مداخلت شروع کی تھی اُن کے اتحاد کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ اسی لیے جب اس کے ارکان میں کوئی نزاع ہوتی تو رومی بطور حکم دخل دینے کی کوشش کرتے۔ حال ہی میں لاکونیا میں نقض امن ہو گیا تھا جس سے رومیوں کو دخل دینے کا موقع مل گیا۔ اسپارٹا کی دست درازیوں کو روکنے کے لیے ایک آکائی فوج لاکونیا میں داخل ہوئی۔ اسپارٹا نے اتحاد مذکور سے علانیہ علیحدگی اختیار کی اور روما سے حمایت کی درخواست کی۔ فل وِیس نے مزید جنگ کی مخالفت کی اور فریقین کو حکم دیا کہ سینیٹ کے پاس رجوع ہوں مگر سینیٹ کا تصفیہ مبہم تھا اس لیے پھر جنگ شروع ہو گئی اور عرصے کی خوں ریزی کے بعد اسپارٹا کی متمرد سلطنت اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوئی۔ اسپارٹا کے قدیم لائی کرگی ادارات موقوف کر دیے گئے اور اُس کا نظام حکومت آکائی نمونے پر لایا گیا۔ اتحاد آکائی کا یہ متمرد رکن اس میں پھر شریک تو ہو گیا مگر اپنی مرضی کے خلاف۔ اس لیے اس کی شرکت سے اتحاد کو تقویت نہ ہو سکتی تھی جس کا وجود ہم آہنگی پر مبنی تھا۔ اس باہمی رنجش سے بد اندیش رومیوں کو دخل بیجا کا موقع ملتا تھا اور وہ اُسکی تاک میں لگے ہوئے تھے۔

(۴۸۹) گزشتہ پانچ سالوں کے واقعات سے روما کی بیرونی اور اندرونی حیثیت میں بہت کچھ تغیر ہو گیا تھا۔ ۱۹۲ ق م میں اس کی حالت امید و بیم کی تھی مگر اب اُس کی سیادت کو ہر کس و ناکس نے تسلیم کر لیا تھا اور دوست و دشمن ہر ایک کو وہ فرماں برداری پر مجبور کر سکتا تھا۔ ۱۸۸ ق م میں اُسے کوئی ایسا اندیشہ نہ تھا جس سے اندرونی مناقشات فرو ہو سکتے اور قومی اغراض کو مد نظر رکھ کر اُس کے افراد بدکار لوگوں پر حملہ کرنے سے باز رہتے یا اپنے حسب مرام ان پر مقدمہ چلاتے۔ روما کے امیروں میں باہمی بغض و عناد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اس زمانے میں سینیٹ میں ایک قدامت پسند اصلاح خواہ جماعت

قدیم و جدید

موجود تھی جسے صدق دل سے یقین تھا کہ اہل روما کی قدیم جبلی خصائل انکی عظمت کا باعث تھیں۔ یہ جماعت جدید طریقہ ہائے عمل کو اندیشے کی نگاہ سے دیکھتی تھی ان لوگوں کی رائے میں کون کناٹس، فابری کیس، مے نیس کیوریس اور روما کی تاریخ اور افسانوں کے مشاہیر قابل ستائش اشخاص تھے۔ ان میں سے اکثر نے ہینی بال کے مدمقابل فے بیس کو دیکھا ہوگا اور ایمی لیس پالس کا ماتم کیا ہوگا جو کینے کی لڑائی میں کام آیا۔ فی الحقیقت اس عہد کے مشاہیر مثلاً سی پیو افریکانس، فلامی نیس، فل ویس نوبی لیئور اور مین لیس ول شوان قدیم نمونوں سے بالکل مختلف تھے۔ مگر خصائل کا تغیر زیادہ تر حالات زمانہ کے تغیر کی وجہ سے تھا۔ اطالیہ کے فاتح جب عالم مغربی کے فاتح ہوئے تو بجائے تنگ نظری اور الھڑپن کے وسعت نظر اور تیز فہمی کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ یونانیوں مقدونیوں اور نیم یونانی مشرقی ممالک کی دوغلی خلقت سے میل جول پیدا ہونے سے اُن کے خصائل میں گوناگونی پیدا ہوگئی۔ اس میل جول سے تحریص کے نئے ذرائع پیدا ہوگئے اور ایک جدید اخلاقی قانون سے رومی آشنا ہوگئے جس میں اُن کے آبا و اجداد کے اخلاقی قانون کی سختی اور سادگی نہ تھی۔ لڑائیوں اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعے سے رومیوں پر گویا مَن برسنا شروع ہوگیا اور خزانۂ سلطنت کی توفیر کی صورت نکل آئی اور افراد بھی بہت مالدار ہوگئے۔ دولت اور عیش پسندی کے بڑھ جانے سے اخراجات بڑھ گئے خصوصاً ایسے لوگوں کے جنھیں سیاسیات میں دخل تھا مگر اس کے ساتھ ہی دولت کا ایک نا متناہی ذخیرہ مل گیا تھا۔ شہروں اور لشکروں کی لوٹ اور رئیسوں اور شہری حکومتوں کے تحائف نے محب وطن رومیوں کی موروثی ایمانداری میں خلل ڈال دیا تھا۔ اس لیے جب کسی رومی سپہ سالار کے توسط سے سلطنت کے خزانے میں کوئی رقم خطیر پہنچتی تو اس پر خرد برد کا شبہہ ضرور ہوتا کیونکہ کون کہہ سکتا تھا کہ جو رقم کسی مہم کے مصارف کے لیئے آمدنی میں سے وضع کرلی گئی ہو سب اسی مصرف میں آئی ہو۔ ممکن تھا کہ

ماتحت عہدہ داروں کو اس خرد برد کا علم ہو مگر وہ بھی ان غیبی فتوحات میں شریک تھے۔ ان خرابیوں کی عہد زیر تذکرہ میں ابتدائی حالت تھی مگر اسکا علم سب کو ہو چلا تھا اس لیئے پرانے خیالات کے رومی سخت ناراض تھے۔ اسی وجہ سے اکثر کامیاب اشخاص پر حملے ہوئے گو ان کا باعث یا بعض اوقات باہمی عناد تھا یا اُن لوگوں کا حسد جو پیچھے رہ گئے تھے اور جنھیں شہرت اور دولت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

فل وس

(۹۰) پہلا واقعہ فل وس جو اب تک یونان میں پروکانسل تھا۔ ۱۸۷ء کے جدید کانسلوں میں م۔ امی لیس نے پی ڈش تھا جسے فل وس کی کارروائیوں کی شکایت تھی۔ ۱۸۹ء اور ۱۸۸ء کے انتخابات میں فل وس حاکم صدر تھا۔ ان دونوں موقعوں پر امی لیس کانسلی کا امیدوار تھا اور اُسے شکایت تھی کہ فل وس کی بیجا کارروائیوں سے اُسے ناکامی ہوئی۔ اس لیے بدلا لینے کی غرض سے اُس نے امبراسیا کے معاملے کے متعلق فل وس پر مقدمہ چلایا۔ اس معاملے کو اُس نے سینیٹ میں پیش کر دیا اور اس شہر کے باشندوں کے ایک وفد کا تعارف کرایا جس نے شکایتوں کی ایک طویل داستان بیان کی۔ اُن کا دعوےٰ یہ تھا کہ گو انھوں نے روما کے احکام کی پابندی کی تھی مگر فل وس نے بلا کسی اشتعال ان پر حملہ کرکے ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اُن کا تمام مال و متاع چھین لیا جسمیں فنون لطیفہ کے نمونے شامل تھے اور جنگ کے مصائب میں اُنھیں مبتلا کر دیا۔ مگر پروکانسل کو جو روما میں موجود نہ تھا ایک حمایت کنندہ مل گیا۔ یہ شخص گائیس فلامی نیس، امی لیس کا شریک عہدہ تھا اور اس ہر دلعزیز مصلح کا بیٹا تھا جو ٹراسی مین میں کام آیا تھا۔ گائیس اور فل وس ہسپانیہ میں ایک ہی وقت میں پریٹر بھی رہ چکے تھے۔ اُس نے حق دوستی ادا کیا اور اعلان کر دیا کہ پروکانسل کی واپسی تک کوئی کارروائی نہ ہونے دوں گا۔ لیکن

لیوی ۳۸، ۴۳، ۴۴۔

فلامی نیس بیمار ہوگیا اور اس کی غیبت میں سینیٹ نے ایک حکم نافذ کر دیا جسکی رو سے اہل امبر اسیا آزاد قرار دیے گئے اور اُن کے نقصانوں کی تلافی کا بھی حکم دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک قرار داد منظور ہوئی جسکی رو سے فل ویس کی فوجی کارروائیوں کی بے قدری کی گئی۔ اس معاملے کے متعلق ہم کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے۔ فل ویس جنگ کے لیے ضرور تیار تھا جب وہ اسے ٹوکا گیا ورنہ شاعر اسے نیس کو اپنے ساتھ نہ لے جاتا۔ مگر اس مقدمے کا نتیجہ بھی قابل لحاظ ہے۔ فل ویس سال کے ختم پر واپس آیا اور جشن فتح کا متمنی ہوا۔ ایک ٹری بیون نے جو ایمی لیس کا ہوا خواہ تھا اعلان کیا کہ کانسل کی واپسی تک میں اس قسم کی تحریکوں کو روک دونگا۔ مگر ایک دوسرے ٹری بیون نے اُسے روک دیا اور بالآخر جشن منانے کی اجازت دی گئی۔ بالمختصر فل ویس کے مخالفوں نے ابتدا میں ایک قرارداد منظور کرادی جس کی رو سے اس پر الزام تسلیم کر لیا گیا مگر کچھ عرصہ گزر جانیکے بعد وہ فل ویس کی تذلیل میں کامیاب نہ ہو سکے۔[1]

مین لیس

(۱۹۱ م) اس کے بعد مین لیس سے محاسبہ ہوا۔[2] گلاتیوں پر فتح حاصل کرنے کے صلے میں جب وہ جشن فتح کا طالب ہوا تو دس کمشنروں میں سے بیشتر نے جو اس کے ساتھ کام کرنے کے لیے ایشیا گئے تھے، اس کی اس درخواست کی سخت مخالفت کی اُس کے مخالفوں کا سرگروہ ل ایمی لیس پالیس تھا۔ یہ شخص قدیم نمونے کا رومی یعنی نیک کردار اور غریب تھا اور اُس کی ایک بہن سی پیو اعظم سے بیاہی ہوئی تھی۔ مین لیس کی تمام اہم کارروائیوں پر حرف گیری ہوئی ایشیا کے جدید ملحقہ اضلاع میں اُس نے جو دورہ کیا تھا اور گلاتیوں سے جو جنگ کی تھی دونوں غیر ضروری خیال کیے گئے اور چونکہ اُس نے یہ جنگ بلا اجازت کی تھی اس لیے اُس کا یہ فعل لوٹ مار سے زیادہ وقعت

---

[1] لیوی ۳۹، ۴، ۵۔
[2] لیوی ۳۸، ۴۴، ۵۰۔

نہ رکھتا تھا۔ اُس پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ روما واپس آنے میں اُسکی بدانتظامی سے روما کی فوج اور اُسکے مفاد معرض خطر میں پڑ گئے تھے بیان کیا گیا ہے کہ اگر مین لیس ان الزاموں کی تردید بھی کرتا تو اُس کی درخواست کا جواب نفی میں ہوتا جس سے اُس کی ذلت ہوتی مگر کارروائی کے التوا کی وجہ سے اُسکے حامیوں کو موقع مل گیا کہ سینیٹ کے ارکان کو سمجھائیں۔ جشن فتح سے انکار کرنے کی نظیریں بھی شاذ و نادر تھیں اور گلاتی جنگ کوئی معمولی لڑائی نہ تھی۔ اس لیے جب شمار آرا کا وقت آیا تو سینیٹ کی تعداد غالب نے اُس کی درخواست کو منظور کر لیا۔[1]

برادران سی پیو پر حملہ

(۴۹۲) ان دونوں معاملوں سے زیادہ اہم وہ تحریک تھی جو بالآخر برادران سی پیو پر مقدمے کے قائم ہونے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کیٹو کا ذکر تو ہم پھر کریں گے جس نے فل وپیس کے خلاف میں تقریر کی تھی اور مین لیس کے مخالفوں میں بھی غالباً شریک تھا۔ پیلیس کا مخالف تو وہ دوسری جنگ قرطاجنی سے تھا اور اب اُس نے انتہائی جوش و خروش کے ساتھ حملہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس معاملے سے متعلق جتنی روایتیں ہیں معمول سے زیادہ ناقابل وثوق ہیں کیونکہ وہ بے پروا اور جانبدار وقائع نگاروں کی تحریروں پر مبنی ہیں۔ بعض تفصیلی واقعات ایک دوسرے سے متناقض ہیں اور سلسلۂ واقعات کی صحت بھی تیقن کیساتھ نہیں ہو سکتی۔ واضح رہے کہ سی پیو افریکانس روما کا ممتاز ترین شہری تھا اور اس کا اُسے خود بھی احساس تھا۔ بعض اوقات اس کا اظہار بھی وہ کرتا تھا جو دوسرے امیروں کو سخت ناگوار ہوتا تھا جو آپس میں مساوات کا برتاؤ چاہتے تھے۔ اس لیئے گو متعدد سنسروں نے اُس کا نام سینیٹ کے اراکین کی فہرست میں سرورق پر رکھا تھا مگر سینیٹ ہی میں اس پر حملہ ہو سکتا تھا اور لوگ اُس کی مخالفت پر آمادہ ہو سکتے تھے۔ حصول تفوق کی وجہ سے معمولی شہریوں کو اُس سے کوئی عناد نہ تھا اسلیئے ضروری تھا کہ جو الزام اسپر لگایا جائے سنگین ہو۔ اور لوگ اُسے باور کر سکیں۔

---

[1] لیوی ۳۸-۵۰-۶۰ - ڈی سینز بورلن۔

انٹیوکس سے جس طریقے پر اُس نے صلح کی تھی، اُس پر حرف زنی کرنے کا اُس کے دشمنوں کو موقع مل گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سینیٹ میں یہ تحریک پیش ہوئی کہ ایک کمیشن مقرر کیا جائے اور اُسے حکم دیا جائے کہ جو روپیہ بطور مال غنیمت اینٹیوکس سے ملا تھا اُس کے مصرف کے متعلق تحقیقات کی جائے مجلس عامّہ میں بھی اسی مضمون کا ایک مسودہ پیش ہوا۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ لیوسیس سپی پیو نے جو حساب کی بہیاں پیش کیں انھیں اُسکے بھائی پبلیس نے سینیٹ کے اجلاس میں پھاڑ دیا۔ یہ کارروائی جب مجلس عامّہ میں پیش ہوئی تو کسی موقع پر پبلیس نے ٹری بیونوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا مگر معلوم نہیں کب۔ بیان کیا گیا ہے کہ لیوسیس اور پبلیس پر علیحدہ علیحدہ مقدمہ چلایا گیا مگر نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الزام کیا تھے اور نہ یہ کہ الزام دہندگان کون کون تھے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر یا تو عامۂ قوم نے یا کسی خاص تحقیقات کرنے والی عدالت نے اُس پر ایک زبردست جرمانہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ عامۂ قوم کی طرف سے فیصلہ ہو جسمیں بہت دیر لگتی تھی پبلیس روما سے چلا گیا۔ ٹائی بے ریس سیم پرونیس گراکس ایک ٹری بیون تھا جس نے لیوسیس کو گرفتاری سے بچایا تھا گو وہ خاندان سپی پیو کا مخالف تھا۔ اس نے اب اپنے حق امتناع سے کام لے کر کارروائی کو روک دیا۔ افریکانس اعظم بلند خیال اور بے صبر تھا، اور جمہوری سیاسیات کی جد وجہد میں ذکی الحس ہونے کی وجہ سے حصہ نہ لے سکتا تھا۔ اس لیئے وہ مایوس ہوکر روما سے چلا گیا اور اپنی بقیہ زندگی کیم پے نیا کے پہاڑوں میں اپنے ایک محل میں گوشہ نشینی میں بسر کی۔ اُس نے اپنی چھوٹی بیٹی کی شادی گراکس سے کردی جس کے دو بیٹے عہد آیندہ کے مشہور مصلح ہوئے۔ برادران سپی پیو کے معاملے کے متعلق ہم کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے۔ ان سے کوئی بدمعاملگی ضرور سرزد ہوئی۔ پبلیس پر یہ شبہہ تھا کہ اپنے بیٹے کو رہا کرانے کے لئے وہ انٹیوکس کا رہین منت ہو گیا تھا۔ لیوسیس اور اس کے روپیے کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روما میں کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا جس کی رو سے کسی سپہ سالار کے حسابات کی تنقیح ہو سکتی جب وہ جنگ سے واپس آتا اور نہ کوئی ایسا آزاد عہدہ دار تھا

جس کے سپرد فوجی مہموں کے حسابات ہوتے۔ کویسٹر تو سپہ سالار کا ماتحت تھا۔ خود کیٹوا پنے عہدہ دار کی کارروائیوں کو روک نہ سکا جبکہ وہ کویسٹری پر فائز تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رومی سپہ سالار بعض حرص و ہوا میں آجاتے ہوں گے۔

روما جن لڑائیوں میں ۱۹۵ سے ۱۸۰ ق م تک یونان اور ممالک مشرق میں مصروف تھا اور ان لڑائیوں سے جو معاملات زیر تصفیہ ہو گئے ہم سب بیان کر چکے ہیں اور روما کے فریقوں کے درمیان جو نزاعیں تھیں ان کا بھی ذکر کر چکے ہیں۔ ان واقعات سے جو روشنی یونانی اور مشرقی سلطنتوں کے حالات پر پڑتی ہے قابل لحاظ ہے۔ سلطنت روما کے حالات پر بھی اس کا بہت کچھ اثر تھا اور اس کا ذکر ہم متعاقب کریں گے۔

باب سی ویکم

مقدونیہ کی سلطنت کا زوال اور ۱۶۷ء کا تصفیہ[1]

۱۸۷ء تا ۱۶۷ء ق م

(۴۹۳) **یونان اور ایشیائے کوچک کی لڑائیوں کے بعد روما** نے اُن کے معاملات کا جو تصفیہ کیا اُس میں اُس نے اپنے خاص مفاد کو مد نظر رکھا۔ جن حلیفوں کی خدمات کی اُسے آیندہ ضرورت تھی اُن کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئیں مگر جن کا احسان اُس کے سر پر تھا اُن کا اُس نے زیادہ خیال نہ کیا۔ روما **فلپ** شاہ مقدونیہ کا بہت کچھ مرہون منت تھا مگر فتح حاصل کرنے کے بعد اُس کے ساتھ سخت بے اعتنائی کی گئی۔ روما کا نصب العین ہمیشہ یہ تھا کہ توازن قوت قائم رہے اور **فلپ** کی قوت کا بڑھنا اس اصول کے منافی تھا۔ برخلاف اس کے **یومی نیس** کی قوت کے بڑھنے میں کوئی نقصان نہ تھا کیونکہ اپنی سلطنت کے جغرافی موقع کی وجہ سے وہ ہمیشہ رومیوں کی امداد کا محتاج تھا۔ سلطنت مقدونیہ کا فریضہ تھا کہ شمالی وحشیوں کے حملوں کو روکے اور اس کام کے لیے اُس کی قوت کافی تھی۔ حالیہ جنگ میں **فلپ** نے اپنی سلطنت کی قوت کا کافی ثبوت دیا تھا۔ اُس نے **یونان** کی معرکہ آرائیوں میں شرکت کی تھی اور **سی پیو** کی فوج کو اپنی سلطنت میں سے صحیح و سلامت گزر جانے کا انتظام کیا تھا جس سے ظاہر تھا کہ اُس کی سلطنت بالکل اُس کے قابو میں ہے۔ اپنی سلطنت کی حدود میں

---

[1] ہمارے اصل ماخذ **پالی بیس** (۲۲-۳۰) اور **لیوی** (۳۹-۴۵) ہیں۔ **پلوٹارک** (ایمی لیس پالس اور کیٹو خرد) اور **ڈائوڈورس** (۲۹-۳۱) اور **ایپین** (مقدونیہ و الیریا) سے بھی کچھ مدد ملتی ہے۔ اہم واقعات کے متعلق میں نے حوالے درج کر دیئے ہیں۔

وہ حاکم مطلق تھا اور شکست پائی سے اس کی رعایا کی وفاداری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ فطرۃً بھی فلپ جمہوریۂ روما کا بندۂ حکم نہ ہوسکتا تھا اور پھر اس کے علاوہ اسکے خاندان کی جمہوری روایات اس کے دل سے محو نہ ہوئی ہوں گی۔ اس لیئے سینیٹ اور اُس کے کارپردازوں کا رجحان زیادہ تر یہ ہوگا کہ اس کے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے بجائے ان میں کمی کریں۔ فلپ کو روما کی سیادت شاق تھی اور روما نے اس کے ساتھ سردمہری اور بے اعتنائی کا برتاؤ کیا تھا اس لیئے وہ انتقام کے ذرائع کی تلاش میں تھا۔

روما اور فلپ

(۴۹) مرور زمانہ کے ساتھ فلپ کو ایک نئی فوج تیار کرنے کا موقع ملنے والا تھا کیونکہ اس کی رعایا کے بچے اب جوان ہورہے تھے۔ سپاہیوں کی تعداد کے بڑھانے کے لیئے اُس نے تھریسیوں کو غیر آباد زمینوں پر آباد کرایا اور معدنیات کو ترقی دے کر اور محاصل سے اُس نے جنگ کے لیے رقوم کثیر جمع کرلیں۔ لیکن اس کے دشمن اُس کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور اس کی تمام کارروائیوں کی خبریں روما پہنچتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ سینٹ اسے شبہہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے، پھر کیا تھا شکایتوں کی بھرمار ہوگئی۔ انٹیوکس کی جنگ کے زمانے میں فلپ کو اجازت دیگئی تھی کہ میگنیشیا (شمالی ڈیمیٹریاس) آتھامانیا اور پیرہے بیا اور تھسلی کے بعض مقامات پر قبضہ کرلے۔ تھریس کے بعض شہروں پر بھی اُس نے قبضہ کرلیا تھا۔ اُسے امید تھی کہ یہ مقامات اُس کے قبضے میں رہیں گے مگر ان مقامات کے باشندوں نے روما میں اس کے خلاف شکایتوں کا طومار باندھ دیا اور یومی نیس نے جو صورت حال سے واقف تھا ان لوگوں کی تائید کی۔ روما سے ایک کمیشن مقدونیہ بھیجا گیا تاکہ بعد تحقیقات ان معاملات کا تصفیہ کرے۔ روما اس طور پر انصاف اور آزادی قائم رکھنے کیلیے حکم بن گیا۔ کمشنروں نے مختلف لطائف الحیل سے فلپ کو اپنی جدید فتوحات میں سے اکثر سے محروم کردیا۔ فلپ اس سے سخت ناراض ہوا۔ تھریس کے شہروں کا معاملہ سب سے اہم تھا۔ اُس نے اے نس اور مارونیا پر قبضہ کرلیا تھا یومی نیس کا یہ دعوے تھا کہ اگر ان شہروں کی آزادی برقرار نہ رہے تو ان کو

اس کے تحت میں ہونا چاہیئے۔ یہ شہر انٹیوکس کے یورپی مقبوضات میں شامل تھے
اور شرائط صلح کے مطابق اس کا دعوے درست تھا۔ **فلپ** نے بہت کچھ شور مچایا
مگر اُس کی آہ وزاری کا کوئی اثر نہ ہوا اور واقعہ بھی یہ ہے کہ دونوں کے دعوے ایک
حد تک درست تھے کمشنروں نے جو فیصلہ کیا مذبذب تھا کیونکہ ان شہروں کی سیادت
دونوں بادشاہوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئی لیکن **فلپ** کو حکم دیا گیا کہ سینیٹ سے
تصفیہ ہونے سے قبل اپنی محافظ فوجیں ان شہروں سے اُٹھا لے۔ اس حکم سے صاف
ظاہر تھا کہ **فلپ** ان سے محروم کر دیا گیا۔ تحقیقات کے دوران میں اس کی زبان سے
یہ فقرہ نکل گیا تھا کہ میرے اقبال کا آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے۔ کمشنروں نے اُس کے
قول کو ٹال لیا اور اس کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑا۔ اب وہ بالکل مغلوب الغضب ہو گیا
تھا اور فرط غضب میں اُس سے ایک نہایت وحشیانہ حرکت سرزد ہوئی۔ ۱۸۴-۱۸۵ق م کے
موسم سرما میں کچھ اور سفارتیں روما پہنچیں اور **فلپ** کو معلوم ہو گیا کہ **تھریس** کے شہروں پر
قبضہ قائم رکھنے کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی۔ اس نے اس کا بدلا **مرونیا** کے نامراد
باشندوں سے لیا جنہیں سے اکثر کو اسکے وحشی سپاہیوں کی ایک جماعت نے بیرحمی سے قتل کر دیا۔ **روما**
سے ایک نیا کمیشن آرہا تھا، اسلیے **فلپ** نے کوشش کی کہ یہ واقعہ اس سے مخفی رہے لیکن کمیشن کو
اسکا علم ہو گیا اُس سے جواب طلب کیا گیا اُسکے عذروں کو کمیشن نے لغو قرار دیکر اس معاملے کو سینیٹ
میں پیش کر دیا اور خاطیوں کو حکم دیا کہ **روما** چلے جائیں یا **رونیا** کی فوج کا افسر **کاسانڈر** تھا اور وہ
فلپ کے جرم کو ثابت کر سکتا تھا مگر اثنائے راہ میں مر گیا۔ **پالی بیس** کا خیال ہے کہ اُسے زہر
دیا گیا۔ مگر شہادت کو دبانا محض فضول تھا کیونکہ کمشنروں کو یقین کامل تھا کہ **فلپ** ہی اس
قتل عام کا بانی تھا اور فساد کرانے کی فکر میں تھا۔ مگر ابھی تک وہ علانیہ جنگ چھیڑنے
کے لیئے تیار نہ تھا اس لیئے اُس نے اپنے بیٹے **ڈی میٹ ریس** کو **روما** بھیجا۔ یہ
نوجوان شہزادہ اس سے قبل بھی بطور کفیل **روما** میں رہ چکا تھا اور وہاں کے اکثر امرا
سے اُس نے یارانہ پیدا کر لیا تھا۔ اس لیئے اگر **فلپ** کے جرائم کی بخشایش کرا سکتا تھا
تو یہی نوجوان تھا۔ مگر **فلپ** کبھی چین سے مبٹھ نہ سکتا تھا۔ اہل **بائی زین ٹیم** کی امداد
کے بہانے سے اُس نے بعض تھریسی قبیلوں پر حملہ کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان قبیلوں
میں اُس نے اثر پیدا کر لیا اور شمالی وحشیوں کو **اطالیہ** پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اسی اثنا میں

اُس نے پروسیاس شاہ بیتھی نیا کو کمک بھیجی جو یومی نیس سے برسر جنگ تھا۔ ہینی بال اس وقت اسی بادشاہ کی سلک ملازمت میں تھا؛

روما بطور حکم

(۵۹۴) رومی سفارتی کارروائیاں یونان میں صرف مقدونیہ ہی پر نہیں جاری تھیں جہاں کمیشنوں کے بار بار آنے سے صورت حال بجائے اصلاح پذیر ہونے کے بگڑتی جاتی تھی، بلکہ اُس کا طرز عمل آکائی اتحاد کے ساتھ بھی قریب یہی تھا۔ اس جماعت نے سعی بلیغ کی کہ روما کسی بات میں ناراض نہ ہونے پائے مگر اس کے ارکان نے اب تک یہ نہ سمجھا تھا کہ آزادی کے معنی صرف یہی ہیں کہ روما کے بغیر منشا کوئی کام نہ کریں۔ ۵۸۶ء میں اس اتحاد کے پاس پرگامم، سکندریہ اور انطاکیہ سے سفارتیں آئیں بطلیموس اور سلوقس چہارم (جو حال ہی میں اپنے باپ انٹیوکس سوم کا جانشین ہوا تھا) سے رشتۂ ارتباط کی تجدید کی گئی سلوقس نے چند جہاز بطور تحفہ دینے چاہے تھے مگر اُن کے لینے سے انکار کر دیا گیا یومی نیس نے ایک بھاری رقم بطور تحفہ اس تحریک کے ساتھ پیش کی کہ اُس کے سود سے مجلس اتحاد کے ارکان کے اخراجات سفر ادا کیے جائیں مگر یہ ہدیہ سخت نکتہ چینی کے ساتھ مسترد کر دیا گیا کیونکہ اس کا قبول کرنا دستور مملکت کے خلاف اور اتحاد کے لیے نازیبا تھا۔ اس کارروائی کی خبر روما ضرور پہنچی ہوگی مگر اتحاد مذکور سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی تھی جس سے روما کو شکایت پیدا ہوتی مگر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ روما کی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ اس کے حلیف ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں اس لیے سینیٹ اس خبر کو سن کر خوش نہ ہوئی ہوگی۔ روما کے کسی حلیف کا مشرق کے بادشاہوں سے بحیثیت ایک خودسر دولت کے سفارتی تعلقات رکھنا اور اُسکے پاس قیمتی تحائف کا آنا گو وہ واپس کر دیے جائیں، یہ ایک ایسا فعل تھا جس سے روما کو رشک ضرور ہوا ہوگا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ یومی نیس اتحاد آکائی کے افراد کو اپنا منہ دو زرکیوں بنانا چاہتا تھا۔ یہ سوال اس وقت ضرور اُٹھا ہوگا اور چونکہ رومیوں کے نقطۂ نظر سے اس کا کوئی شافی جواب نہیں ہو سکتا تھا اس لیے شاہ پرگامم کے

ؔ۱ پالی بیس ۲۲، ۱۰-۱۲- فریمین حکومت اتحادی باب نہم

مقاصد کی طرف سے رومیوں کو جو بدگمانی ہوئی اس واقعے کو اس کا پیش خیمہ قرار دے سکتے ہیں اور **یومی نیس** اپنی شرکت کے لحاظ سے اس امر کا ضرور خواستگار ہوگا کہ اپنے روپے کے معاوضے میں دوسروں کی خدمات حاصل کرے۔ اتحاد **اکائی** کا انکار بھی اُسے شاق گزرا ہوگا اور اتحاد مذکور کے اس فعل سے وہ اُس کے دشمنوں میں شامل ہو گیا ہوگا سینیٹ کو **یومی نیس** کی طرف سے شبہہ ضرور ہوا ہوگا مگر صورت حال کے لحاظ سے اتحاد مذکور کے خلاف میں اس کی شکایتوں کی شنوائی ضرور ہوئی ہوگی۔ **پالی بیس** کے باقی ماندہ اوراق میں کوئی امر ایسا مندرج نہیں ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکیں کہ واقعات مابعد کا اس واقعے سے کوئی تعلق تھا اس کے علاوہ **لیوی** نے اس کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ سینیٹ نے اس واقعے کا لحاظ نہ کیا ہوگا۔ **یونان** کے معاملات کی طرف سینیٹ ہمہ تن متوجہ تھی اور اس کا طرز عمل بالکل بداندیشی پر محمول تھا یعنی **یونان** پر قابو رکھنے کے لیے وہ اپنے یونانی حلیفوں میں باہم اختلاف پیدا کرا رہا تھا۔

اتحاد اکائی کے معائب

(۴۹۶) اتحاد **اکائی** کی اندرونی مشکلات کا تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ اصل دقت یہ تھی کہ بعض ارکان اس اتحاد میں بادل ناخواستہ شامل ہوئے تھے، خصوصاً **اسپارٹا** کی حالت ہمیشہ بے اطمینانی کی رہتی تھی۔ جب کوئی جماعت تفوق حاصل کرتی تو مغلوب جماعت کے سرغنے جلا وطن کر دیے جاتے اور اتحادی حکومت کسی فریقانہ کارروائی سے اس سلطنت کی فلاح و بہبودی کو بحال نہ کر سکتے تھے اسکے علاوہ اتحادی حکومت جب دخل دیتی تو اُس کی کارروائی انصاف و مصلحت پر مبنی نہ ہوتی۔ لوگوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ اتحاد کے خلاف میں اگر **روما** میں شکایت ہو تو اُسکی شنوائی ضرور ہوگی۔ **روما** کے کمشنروں کے ورود سے اور زیادہ خرابی پیدا ہوتی کیونکہ ان سے اتحاد کو تقویت اسی صورت میں پہنچتی جب کہ ان کا تصفیہ قطعی ہوتا۔ **اسپارٹا** کو علیحدہ ہونے کی اجازت نہ دی گئی مگر اتحاد کے حکام کو مرکزی حکومت کی قوت سے کام لینے میں بھی مزاحمت کی گئی۔ اصول کی تو ضرور پابندی کی گئی اور اتحاد کی آزادی کو برائے نام تسلیم کیا گیا مگر اتحادی دستور میں مقامی آزادی اور اتحاد کی قوت کا توازن ضروری ہے جس سے رومی ناآشنا تھے۔ اس کے علاوہ **اکائی** دستور کا برقرار رکھنا بھی روما کے

مفاد کے خلاف تھا۔ ایک کمشنر نے اتحاد کے حکام سے درخواست کی کہ اتحاد کا ایک عام جلسہ[1] کریں ایسے حالات میں جبکہ دستور سے ممنوع تھا۔ حکام مذکور نے جب اخلاقاً انکار کیا تو رومیوں نے انھیں لعنت ملامت کی۔ اکائیوں کو مشورہ دیا گیا کہ رومی سفیروں کی اسی طرح توقیر کریں جیسا کہ اُن کے سفیروں کی روما میں عزت کی جاتی تھی یہ اعتراض بظاہر حق بجانب معلوم ہوتا ہے مگر مجلس اتحاد اور روما کی سینیٹ میں فرق تھا سینیٹ کے ارکان روما میں مقیم تھے اور اُس کے اجلاس ہمیشہ ہوا کرتے تھے سینیٹ کے ارکان تاحین حیات اپنے عہدوں پر قائم رہتے تھے اور مجلس عامہ کے اقتدارات زائل ہو رہے تھے کیونکہ اُن سے کام نہ لیا جاتا تھا۔ مگر اتحاد اکائی میں کوئی ایسی جماعت نہ تھی اُس کے حکام بحیثیت مجموعی ایک "حکومت" کی حیثیت رکھتے تھے مگر اُن کے عہدوں کی میعاد یک سالہ تھی اور قطعی اختیارات مجلس عامہ کو حاصل تھے۔ روما کے مشورے کا مطلب صرف یہی ہو سکتا تھا کہ بوقت ضرورت روما کے حسب مرضی آکائیوں کے دستوری قانون میں ترمیم کر دی جائے۔ بصورت موجودہ آکائی محبان وطن کی قوت ابھی باقی تھی اور روما کے کارپردازوں کے اشارے پر چلنے سے انھوں نے انکار کر دیا لیکن خود اس اتحاد میں اور یونان کی دوسری "آزاد" سلطنتوں میں ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو بلا عذر و حجت روما کے احکام کی پابندی کرنے پر آمادہ تھی۔ یہ جماعت روز بروز قوت پکڑتی جاتی تھی اور اُس کے سرغنے بعض دنی الطبع اشخاص تھے جنھیں صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال تھا۔ لائی کورٹاس (پالی بیس کا باپ) فیلوپومین کے بجائے محب وطن جماعت کا سرغنہ ہوا مگر اُس نے بہت بُرا زمانہ پایا۔ ۱۸۳ء میں فیلوپومین نے انتقال کیا می سین اتحاد سے علحدہ ہو گیا اور جب ان باغیوں سے جنگ ہوئی تو پیرانہ سال سپہ سالار کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ علحدگی اختیار کرنیوالوں کے سرغنوں نے اُسے زہر دے دیا کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ عامۂ قوم پھر اس بوڑھے کے ساتھ ہو جائے گی جس کی ہر شخص وقعت کرتا تھا۔ زوال پذیر یونان میں دشمنوں سے عہدہ برا ہونے کا بھی یہی خوشگوار طریقہ رائج تھا۔

[1] دیکھو فری مین کا قول، حکومت اتحادی باب نہم ۲۷۹۔

ہینی بال کی موت

(۴۹۷) مقدونیہ کی طرف پھر متوجہ ہونے سے قبل ہم دوسرے ممالک میں روما کی سفارتی کارروائیوں پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔ کریٹ میں اُن کی مداخلت کا ذکر ایک نوشتے میں اتفاقاً محفوظ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک متنازع فیہ ضلع کی ملکیت کا تصفیہ کر کے ایک رومی کمیشن نے اس جزیرے میں مقامی لڑائیوں کو ختم کر دیا جس کا سلسلہ ہمیشہ چلا جاتا تھا۔ مگر پالی بیس[۱] کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے فرائض منصوبہ سے تجاوز کیا اور کریٹ کے شہروں کے باہمی تعلقات کی تنظیم میں بھی دخل دیا۔ ان کا طرزِ عمل وہی تھا جو انھوں نے یونان کے متعلق اختیار کیا تھا یعنی مرکزی حکومت کو انھوں نے شہروں کو کسی بات پر مجبور کرنے سے منع کر دیا جس سے اہلِ کریٹ میں باہمی اتحاد اور بھی ناممکن ہوگیا۔ ۱۸۳ء میں فلامی نیس کی سرکردگی میں ایک سفارت پروسیاس شاہِ بیتھی نیا کے پاس گئی تاکہ یومی نیس پر جنگ کرنے اور ہینی بال کو پناہ دینے کے متعلق اُس سے بازپرس کرے۔ دنی الطبع پروسیاس نے فلامی نیس کے بدرقے کے سپاہیوں کو اجازت دے دی کہ اس پیرانہ سال سورما کو اُس کے قلعے میں گھیر لیں۔ ہینی بال نے جب دیکھا کہ مفر کی کوئی صورت نہیں تو اُس نے زہر کھا کر اپنا کام تمام کر لیا۔ پلوٹارک کا بیان ہے کہ فلامی نیس کی اس خوں خواری کو سینیٹ کے اکثر ارکان نے ناپسند کیا ہے اور اُسے یاد دلایا گیا کہ سی پیو نے اپنے مغلوب دشمن (ہینی بال) کے ساتھ کس شرافت کا سلوک کیا تھا۔ مگر بعض لوگوں نے اس کے اس فعل کو جائز قرار دیا کیونکہ ضروریات وقت پر مبنی تھا۔ غالباً اسی سال سی پیو افریکانس نے بھی انتقال کیا[۲]۔

ڈی میٹ رئیس اور فلپ

(۴۹۸) ۱۸۳ء میں متعدد سفارتیں روما میں آئیں اور ان میں سے اکثر فلپ کی شکایت کرنے کی غرض سے آئی تھیں۔ ڈی میٹ رئیس وہاں اپنے باپ کی طرف سے جواب دہی کرنے کے لیے موجود تھا۔ مگر یہ کام اس نوجوان کے بوتے سے باہر تھا اور فلپ نے اپنی صفائی میں جو تحریر بھیجی تھی وہ نہ تو سینیٹ کو

---

۱ پالی بیس ۲۳، ۱۹۔
۲ لیوی ۲۹، ۵۲ پر مقابلہ میں بورن کا حاشیہ۔

پسند آئی نہ اُس سے مجلس مذکور کی تشفی ہوئی۔ مگر ڈی میٹ ریس کیساتھ وہ اعزاز سے پیش آئے اور امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ اس اعلان کے ساتھ ملتوی کر دیا کہ ایک دوسرا کمیشن بھیجا جائیگا تاکہ اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ سابقہ احکام کی پابندی ہو رہی ہے۔ اصل مقصود یہ تھا کہ فلپ کو موقع مل جائے کہ جن احکام کی تعمیل اُس نے اب تک نہ کی تھی اُن کی تعمیل کر دے گر سینیٹ نے اپنی آزادی عمل کو برقرار رکھا اور اُن کی اس مصالحت پسندی میں بھی ایک گہری چال تھی۔ اپنے جواب میں سینیٹ نے لکھا تھا کہ انھوں نے نرمی کا برتاؤ ڈی میٹ ریس کے لحاظ سے کیا تھا جس کی وہ عزت افزائی کرنا چاہتے تھے۔ روما کے امیروں نے اس نوجوان کی کچھ ایسی آؤ بھگت کی کہ اُس کا سر پھر گیا گر اپنے باپ کے ساتھ اُس کا برتاؤ اب بھی وفاشعاری کا تھا۔ پالی بیس[1] کا بیان ہے کہ جو لوگ اُس کی قدر و منزلت کر رہے تھے ان میں سے بعض بالقصد اس فکر میں تھے کہ باپ بیٹے میں شکر رنجی ہو جائے اور ان سازش کرنے والوں میں کوئنک ٹیس فلامی نیس بھی تھا۔ روما کی ان کارروائیوں کی خبریں پیلا (مقدونیہ کا دارالسلطنت) میں پہنچتی رہتی تھیں اور بدمزاج فلپ کے لیئے جو قبل از وقت بوڑھا ہو گیا تھا ذرا سے اشتعال کی ضرورت تھی اور اُس کے شہ دینے کے لیئے ایک شخص موجود تھا۔ اس کے دو تسلیم کردہ بیٹوں میں ڈی میٹ ریس چھوٹا تھا مگر بلاشبہہ ایک منکوحہ کے بطن سے تھا۔ بڑا بیٹا پرسیس ایک داشتہ کے بطن سے تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ کے اولاد نہیں ہے۔ اخلاقی اصول کا پاس نہ کرنے اور اولوالعزمی میں وہ اپنے نام نہاد باپ کے مشابہ تھا مگر اس میں چند خواص ایسے تھے مثلاً کم ہمتی، حرص، کمینہ پن جس سے مقدونیہ کا شاہی خاندان بالکل بری تھا۔ فلپ ڈی میٹ ریس کو زیادہ عزیز رکھتا تھا اور رعایا میں بھی وہ زیادہ ہر دل عزیز تھا لیکن پرسیس نے بادشاہ ہونے کی ٹھان لی تھی اور اب اپنے اس منصوبے کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف

---

[1] پالی بیس ۲۳-۷۔

ہوگیا صورت حال سے ظاہر تھا کہ جب **مقدونیہ** کا تخت خالی ہو تو رومی **ڈیوپیسینز** ([illegible]) کی تائید کریں گے اس لئے **پرسیس** نے اپنے آپ کو محب وطن **مقدونیوں** کا حامی ظاہر کیا۔ فریس ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد کو ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر دربار میں بہت سے ایسے اشخاص تھے جو رومی اثر کے بڑھنے سے اپنے آپ کو معرض خطر میں خیال کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُسے بہت سے اشخاص مل گئے جو اُس کے لیے جاسوسی کرتے تھے اور جو اس کی تخت نشینی پر انعام کے متمنی تھے **فلپ** اس اثنا میں روما سے جنگ کرنے کی فکر میں تھا۔ **تھریس** میں ایک مہم بھیج کر اُس نے اپنی سپاہ کی کارکردگی کا امتحان کرلیا۔ اس کے بعد اُس نے ساحلی شہروں کے باشندوں کو اندرون ملک کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور ان شہروں میں **تھریسیوں** اور دوسرے وحشیوں کو آباد کرنا شروع کیا جنھیں روما سے کوئی رغبت نہ تھی۔ اس سے عام ناراضی پھیل گئی مگر اب اُس نے اپنے مظلوموں کا شکار کرنا اور اُن کے بچوں کو قتل کرنا شروع کیا جس سے بظاہر اُس کا یہی مقصد ہو سکتا تھا کہ لوگوں کو اُس سے اور زیادہ نفرت ہو جائے۔ اُس کی حالت اُس شیر کی تھی جسے خون کا چسکا لگ گیا ہو، انتقام سے وہ ڈرتا تھا اور کسی پر اُسے اعتماد نہ تھا۔ اسی اثنا میں **ڈیمیٹ ریس روما** سے واپس آیا اور **مقدونیہ** کے دربار کی دردناک داستان کا آغاز ہوا۔

ریس کی بدمعاشی

(۹۹ ۴) **ڈیمیٹ ریس** ابھی کمسن تھا اس لئے تعجب نہیں کہ **روما** میں جو اُس کی آؤ بھگت ہوئی تھی اُس پر فخر کرے۔ ممکن ہے کہ اس کے دل میں **رومیوں** کی رفعت جاگزیں ہو گئی ہو کیونکہ **روما** کے اکابر سے اُس کی پر لطف صحبتیں رہ چکی تھیں۔ برخلاف اس کے **پیلا** میں کوئی لطف نہ تھا۔ **فلپ** ایک بد مزاج اور پیرانہ سال حاکم مطلق العنان تھا اور اُس کے ارد گرد جو متوسلین تھے ان میں سے ہر ایک اپنی خیر مناتا تھا اور اپنے مفاد کی فکر میں تھا۔ **فلپ** کی بے رحمیوں نے عوام کو اُس سے متنفر کر دیا تھا مگر اُن کی وفاشعاری میں کوئی کمی نہ ہوئی تھی کیونکہ زمانہ قدیم سے سوائے حکومت شاہی کے وہ کسی دوسرے طرز حکومت سے واقف نہ تھے۔ **ڈیمیٹ ریس** کی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ اُس کی طرف مائل ہوتے تھے

اور رعایا نے مختلف طریقوں سے ظاہر کر دیا کہ وہ اُسے پسند کرتے ہیں کیونکہ انھیں امید تھی کہ اگر ڈی میٹ رئیس تخت کا وارث ہوا تو اُن کے اچھے دن پھر آئیں گے اور مقدونیہ کا وقار پھر قائم ہو جائیگا۔ مگر اپنی پسندیدگی کے علانیہ اظہار سے انھوں نے اپنے منظورِ نظر کو نادانستہ نقصان پہنچایا۔ ڈی میٹ رئیس ایک طرف تو رعایا میں ہر دل عزیز تھا اور دوسری طرف روما کے اکابر سے اُس کے گہرے تعلقات تھے، اس لیے پرسیس نے محسوس کرلیا کہ اُسے کامیابی اُسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ڈی میٹ رئیس کا کام تمام کرادے فلپ کو یہ سمجھا کر ڈرا دینا ممکن تھا کہ ڈی میٹ رئیس تخت و تاج کا خواہشمند ہے۔ مگر فلپ پرسیس پر ڈی میٹ رئیس کو ترجیح دیتا تھا، اسلیے پرسیس کا مقصد بغیر گہری اور طولانی سازش کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ دونوں شہزادوں کی باہمی رقابت مشہور عام تھی اور دونوں میں اکثر علانیہ رنجش ہو جایا کرتی تھی جس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا تھا کہ فلپ کا غصہ اور بڑھ جاتا تھا۔ پرسیس کے جاسوس ڈی میٹ رئیس کے مصاحبوں میں بھی تھے ہر لفظ جو اُس کی زبان سے بے ساختہ نکلتا اس کی مخبری ہوتی، اُس کے ہر فعل کو بدی پر محمول کیا جاتا۔ اس ناسمجھ نوجوان کے لیے جال بچھائے جاتے تاکہ وہ مشکلوں میں پھنسا رہے۔ بالآخر فلپ کو آمادہ کیا گیا کہ چند سفیر روما بھیجے جائیں جو بعض الزامات کی تحقیقات کریں۔ امر دریافت طلب یہ تھا کہ مقدونیہ کی جانشینی کے متعلق فلامی نیس اور ڈی میٹ رئیس کے درمیان کیا گفت و شنید ہوئی تھی۔ حقیقت امر کو دریافت کرنے کے لیے دو اشخاص منتخب ہوئے جو دونوں شہزادوں میں سے کسی کے طرفدار نہ تھے مگر پرسیس نے ان دونوں کو ملالیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک جعلی تحریر لے آئے جو فلامی نیس کی بیان کی گئی اس خط کے الفاظ گول گول تھے مگر ان سے مترشح ہوتا تھا کہ ڈی میٹ رئیس اپنے باپ کی جان کے درپے ہے۔ ڈی میٹ رئیس یہ دیکھ کر کہ اُس کا باپ اُس سے ناراض ہے احتیاط سے کام لینے لگا تھا کہ ناراضی بڑھنے نہ پائے مگر پرسیس کی شیطانی چال نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ فلپ نے اسکے قتل کا حکم دے دیا اور پرسیس نے جو اس کے خون کا پیاسا تھا اُس حکم کی فوراً تعمیل کرادی۔

فلپ کا انتقال

(۵۰۰) **فلپ** دو سال اور جیا مگر بیٹے کے خون ناحق نے اُسے چین
نہ لینے دیا۔ **پرسیس** کو اب کوئی ہراس نہ تھا۔ سب لوگ جانتے تھے کہ وہی بادشاہ
ہوگا اور اُسی کے احکام بجالاتے تھے۔ **فلپ** کا صرف ایک دوست رہ گیا تھا
جس کا نام **اینٹی گونس** تھا۔ ۱۷۹ق م میں اُس نے اس سازش کا افشا کیا جس کی وجہ سے
بادشاہ نے اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اسے اب معلوم ہوا کہ اُس نے اپنے بیٹے
کو دھوکا کھا کر قتل کرایا تھا اس لیے اُس نے قصد کرلیا کہ حقیقی قاتل اپنی بدکرداری
سے نفع نہ اُٹھانے پائے۔ اس جوش میں اُس نے کوشش کی کہ **اینٹی گونس**
کو اپنا جانشین بنانے کا انتظام کرے۔ مگر قبل اس کے کہ اُس کی یہ آرزو پوری ہو
رنج وغم اور بے خواب راتوں نے اُس کا کام تمام کردیا۔ اُس کی موت کی اطلاع
شاہی حکیم نے **پرسیس** کو فوراً کردی اور اُس نے تاج شاہی بلا کسی مزاحمت
کے اپنے سر پر رکھ لیا۔ **فلپ** سے غصہ ور وحشی کا جانشین ایک مفتری اور
مکار بدمعاش ہوا۔[۱]

پرسیس

(۵۰۱) **فلپ** کے جو منصوبے اُس کے انتقال سے مکمل نہ ہوئے
ان میں اُس کا معاہدہ **باشٹارنے** کے ساتھ تھا۔ یہ ایک وحشی قوم **کیلٹی**
یا **ٹیوٹن** نسل کی تھی جو شمال کی طرف سے ترک وطن کررہی تھی۔ **فلپ** نے یہ
انتظام کیا تھا کہ ان کو **تھریس** میں سے آزادی سے گزرنے دیا جائے تا کہ یہ
ڈارڈانی پر حملہ آور ہوں جو ہمیشہ سے **مقدونیہ** کے دشمن تھے۔ مگر **فلپ**
کے انتقال کی وجہ سے یہ انتظامات مکمل نہ ہونے پائے۔ جب یہ لوگ **تھریس**
پہنچے تو ان میں اور **تھریسیوں** میں لڑائی ہوگئی اور پہاڑوں میں انھیں طوفان کے
مصائب بھی بھگتنے پڑے۔ اس وجہ سے ان کی جماعت دو ٹکڑیوں میں منقسم
ہوگئی جن میں سے ایک **ڈینیوب** ندی کو پار کرکے اپنے وطن واپس چلی گئی۔

---

۱ **فارناکیس** شاہ **پونٹس** کی لڑائیوں (۱۸۳ تا ۱۷۹ ق م) کا ذکر ترک کردیا گیا ہے۔ اس
جنگ میں **ایشیا** کی اکثر سلطنتیں شریک تھیں۔ روما نے اس میں ۱۷۹ق م میں دخل دیا تا کہ ملک شام
میں نقض امن نہ ہو اور صلح ہو جائے۔ صلح کی شرطیں **پالی بیس** (۲۵-۲) میں مذکور ہیں۔

اور دوسری ڈارڈانیا میں پہنچی اور فی الحال پھر کہیں اس کا ذکر نہیں آتا۔ پرسیس نے اپنی تخت نشینی کی اطلاع کرنے اور دوستی کی تجدید کے لیے ایک سفارت روما بھیجی اور اپنے حسن تدبیر سے مقدونیہ کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس اثنا میں اسنے اینٹی گونس کو قتل کرا دیا اور اپنی حفاظت و آرام کے لیے دوسری تدبیریں بھی عمل میں لایا۔ اپنے باپ کی زبردست فوج اور معتد بہ خزانوں کا وہ وارث ہوا تھا اور اب اُسے اختیار تھا کہ اپنے باپ کے منصوبوں میں سے جسے چاہے عمل میں لائے۔ مگر گو اُس کے گزشتہ افعال کی وجہ سے روما اُس پر اعتماد نہ کرسکتا تھا اور جب تک کہ وہ اپنے آپ کو روما کے قابو سے آزاد نہ کرے اپنی اولوالعزمی سے کام نہ لے سکتا تھا۔ جنگ ناگزیر تھی اس لیے اُس نے اپنے باپ کی تدبیروں پر عمل کیا۔ اپنے دشمن یعنی روما کی کمزوریوں سے واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ روما کو شمالی وحشیوں کے حملے کا خوف ہمیشہ لگا رہتا ہے، روما کے یونانی حلیف اُس سے ناراض ہو رہے ہیں، روما کی فوج ہر سال بدل جاتی ہے اور اُس کے نظام فوجی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کاردان سپاہی نہ پیدا ہوں۔ واقعات مابعد سے معلوم ہوگا کہ اُس کی نیت یہ تھی کہ رومی اپنی شمالی سرحد کی حفاظت کی طرف سے متردد ہو جائیں ان کے یونانی حلیفوں کو اغوا کرے اور اپنی فوج کے کیل کانٹے بالکل درست کرے۔ اس کی حرص بھی بلا کی تھی اور روپیہ خوب جمع کرتا جاتا تھا مگر اپنی موجودہ حیثیت کی دقتوں سے وہ غالباً اس قدر واقف نہ تھا۔ وحشیوں پر تکیہ کرنا عبث تھا اور اور یہی ثابت ہوا۔ حلیف پیدا کرنے کے لیے اعتماد حاصل کرنا اور دل کھول کر روپیہ خرچ کرنا ضروری ہے۔ پرسیس دنی الطبع اور خسیس تھا اور اُس کے خصائل ایسے نہ تھے کہ لوگوں کو اس پر اعتماد ہوتا۔ وہ مقدونیہ کی قوم اور ملک دونوں کا حاکم اعلیٰ تھا اور مرکزی قوت سے جو نفع ہوتا ہے وہ اسے حاصل تھا۔ مگر دنیا میں صرف چند غیر معمولی قابلیت اور ہمت کے بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جنھوں نے وقت واحد میں میدان جنگ میں فوج کی کمان کی ہے اور اس کے ساتھ ہی نظام مملکت کی عنان اپنے ہاتھوں میں رکھی ہے اور اصولی معاملات میں اپنے عہدہ داروں کی رہنمائی کی ہے۔ پرسیس کی اہلیت صرف اس حد تک تھی کہ وہ جنگ کے ذرائع کو مہیا

کرسکتا تھا مگر اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ ان سے اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کام لے سکتا۔ تدابیر حربی میں اسے خاص ملکہ تھا مگر اپنی ان معقول تدبیروں پر عمل نہ کرسکتا تھا کیونکہ اُس کی قوت فیصلہ متزلزل تھی۔ اس کی شکل پسندیدہ تھی اور اپنے عیاش اور غصہ ور باپ کے مقابلے میں اس کے عادات و اطوار سنجیدہ تھے اور بہر طور پر محتاط تھا جس کی وجہ سے عالم یونانی میں اس کی وقعت ہوگئی اور لوگوں کو اُس سے ہمدردی ہوگئی مگر اس کی علانیہ تائید کی کسی کو جرأت نہ ہوسکتی تھی۔

(۲۰۵) ایک عرصے کے بعد ۱۷۵ق م میں باسٹرنے کا معاملہ پھر زیر بحث ہوگیا۔ ڈاردانی کی ایک سفارت روما میں آئی اور اُس نے بیان کیا کہ حملہ آوروں کو ہم دفع نہیں کرسکتے۔ امداد کی بھی اُنھوں نے درخواست ضرور کی ہوگی معلوم نہیں ان کی اس شکایت پر کیا کارروائی ہوئی کیونکہ ہمارے ماخذ میں صرف متفرق حوالے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر کے پہنچنے پر روما سے ایک سفارت گئی اور ایک زبردست جنگ کے بعد باسٹرنے اپنے شمالی نشیمن کو واپس گئے۔ متاخرین میں سے ایک مورخ کا بیان[له] ہے کہ جب انھوں نے ڈینیوب ندی کو عبور کرنے کی کوشش کی تو برف کے پگھلنے سے سب کے سب مر گئے۔ پرسیس نے صاف انکار کردیا کہ میں جشیوں کے اس فعل و حرکت کا کسی طور سے ذمہ دار نہیں ہوں مگر واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی جنگ کے لیے تیار نہ تھا اس لیے وہ اپنے اس فعل سے منکر ہوگیا۔ اس وقت وہ اپنے اندرونی انتظامات میں مشغول تھا۔ تخت سلطنت پر متمکن ہوکر اُسے خواہش ہوئی کہ چند ایسے اشخاص مل جائیں جن کی قسمتیں اُس کے دامن دولت سے وابستہ ہوں۔ اس خیال سے اُس نے ایسے اشخاص کو واپس بلالیا جو مقدونیہ سے فرار ہوگئے تھے یا جلا وطن کردیے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے قرضخواہوں کے خوف سے بھاگ گئے تھے، بعض مجرم تھے اور بعض اشخاص ایسے تھے جن کے سیاسی خیالات مشتبہ تھے۔ اس قسم کے اشخاص کی موجودگی پرسیس کیلیے

له آروسیس (چہارم ۲۰) یہ شخص پانچویں صدی عیسوی کا تھا۔ اس نے غالباً لیوی کا تتبع کیا ہے جس کی اہم دیں کتاب کے صرف چند اوراق باقی ہیں۔

مفید تھی کیونکہ ان کے ذریعے سے ہر قسم کی خبریں اُسے مل سکتی تھیں۔ جب اُس نے رفتہ رفتہ
اپنی قوت کو اپنے ملک میں جما لیا تو اُسے موقع ملا کہ خارجی معاملات میں دبنگ پن سے
کام لے۔ اُس نے ایک تھریسی رئیس کو معزول کردیا جس کا رجحان روما کی طرف
تھا اور اس پاداش میں ایک الیری سردار اور بوائے شیا کے دو سربر آوردہ
اشخاص کو قتل کرا دیا۔ اُس نے اپنی ایک بہن کی شادی پروسیاس شاہ بتھی نیا
کے ساتھ کردی جو یومی نیس اور روما کا دشمن تھا۔ اُس نے اپنی شادی
سلوقس چہارم کی ایک بیٹی سے کی اس طور پر انطاکیہ کے دربار سے اس نے
تعلق پیدا کرلیا۔ اس کے قبل اس نے مقدونیہ مشہور جنگوں سے اہل روڈز
کو شہتیروں کا ایک بڑا ذخیرہ دیا تھا جس سے روڈز کے بیڑے کی قوت بہت
بڑھ گئی۔ پرسیس کی درخواست پر روڈزیون نے اس کے وطن کو شام سے
مقدونیہ تک صحت و سلامتی کے ساتھ پہنچانے کا بیڑا اُٹھایا اور اس کام کو انھوں
نے شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا جیسا کہ ایک زبردست بحری قوت کو سزاوار
تھا۔ اُنھیں اب تک یہ نہ معلوم ہوا تھا کہ روما کو اپنے دشمنوں کا اس قدر خوف
نہ تھا جتنا کہ اُسے اپنے حلیفوں[1] سے حسد تھا، ورنہ وہ اس زبردست بحری مظاہرے
سے باز رہتے۔ روما کا طرز عمل حسب سابق تھا۔ روڈی ان ممالک کی تنظیم میں
مصروف تھے جو ۱۸۹ق م میں اُن کے تفویض ہوئے تھے۔ اہل لی سیا عرصے سے
آزادی کے خوگر تھے اور ایک اتحاد میں متحد تھے۔ روڈز کے طریقۂ حکومت کا اجرا
اُنھیں ناگوار گزرا کیونکہ مشرقی حکمرانوں کی برائے نام اور غیر مسلسل سیادت سے وہ
عملاً بالکل مختلف تھا۔ اس لیے وہ بغاوت پر مجبور ہوئے مگر روڈز کی فوجوں نے
بغاوت کو فرو کردیا۔ لیکن اس معاملے کا خاتمہ اس نوبت پر نہ ہوا۔ جنگ جب شروع
ہوئی تو لی سیا سے ایک سفارت[2] روما پہنچی اور جبر و تعدی کی فریاد کی جس سے

---

[1] فی الحقیقت روڈز روما کا دوست تھا نہ کہ حلیف۔ اسی وجہ سے اُسے آزادی عمل زیادہ
حاصل تھی مگر یہ روما کو پسند نہ تھا۔ دیکھو فقرہ ۴۲۸۔

[2] پالی بیس ۲۵، ۴-۶۔

رومیوں کو دخل دہانی کا موقع مل گیا اور بہانہ یہ تھا کہ اس معاملے کا تعلق ۱۸۹ ق م کے کمیشن کے تصفیوں سے نہ ہے۔ رومی سفیر سینیٹ کا فیصلہ سنانے کے لیے روڈز روانہ کیے گئے اور عین اُس وقت پہنچے جبکہ جنگ و جدال ختم ہو چکی تھی۔ اُن کا پیام یہ تھا کہ اہل لی سیا روڈز کے سپرد بطور حلیف یا دوست کے کئے گئے تھے نہ کہ بطور انعام دیے گئے تھے۔ اس اعلان کا اثر فوری ہوا۔ اہل روڈز ہراساں ہو گئے اور لی سیا والوں نے پھر بغاوت کر دی۔ روڈز کی حکومت کا خیال تھا یا کم از کم انھیں امید تھی کہ سینیٹ کو اہل لی سیا کے لفظ سے غلط فہمی ہوئی تھی، اس لیے انھوں نے بھی ایک سفارت روما بھیجی۔ مگر سینیٹ اپنی اغراض سے خوب واقف تھی اس لیے اُس نے اپنے حکم میں کوئی ترمیم نہ کی جو اس کے مسلّمہ طرز عمل پر مبنی تھا۔ یہ معاملہ ۱۷۷ ق م کا ہے اور اسی کی وجہ سے روما اور روڈز کے درمیان کبیدگی پیدا ہو گئی جس سے پرسیس نے نفع اُٹھایا۔ اس کے بعد جب تک کہ روڈز کی کچھ بھی آزادی عمل باقی رہی رومیوں کے طرفداروں کو جمہوریہ میں کبھی غلبہ نہیں ہوا۔ روڈز روما کا دست نگر ضرور تھا مگر سابق کی دلی معاونت باقی نہ رہی تھی۔

پرسیس کی سازشیں

(۳۳، ۵) ۱۷۵ ق م میں پرسیس اور بھی نڈر ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ایک سفارت قرطاجنہ بھیجی۔ ماشی نِسّا کا بیان ہے کہ ایک فنیقی سفارت پیلا گئی تھی مگر جانب داری کی وجہ سے اس کا بیان مشکوک ہے۔ اس تحریک کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ روما قرطاجنہ کی طرف سے اور مشتبہ ہو جائے۔ پرسیس نے پھر ڈولوپیا پر حملہ کر دیا۔ یہ ضلع مقدونیہ کا ماتحت تھا اور فلپ نے اپنی بعض باغی رعایا کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا اس کے بعد اُس نے شمالی یونان کا دورہ کیا اور ڈیلفی کے مندر کی زیارت کی۔ اس دورے میں وہ آکائیا، تھیوتس اور تسلی میں سے گزرا مگر حد درجہ احتیاط کے ساتھ کہ کسی کو گزند نہ پہنچے۔ یونانیوں کے ساتھ

لہ لیوی ۴۱، ۲۲

دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی اُس نے سعی بلیغ کی خصوصًا اتحاد آکائی کیساتھ۔
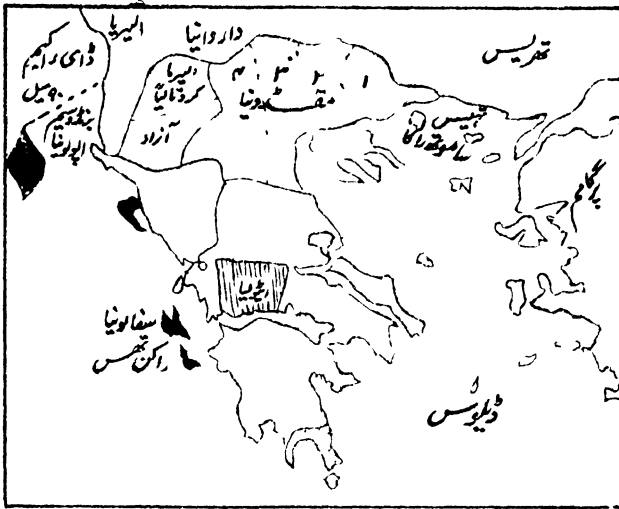
(جزیرہ نمائے بلقان کا نقشہ ۱۸۹ء کے قریب - رومی مقبوضات سیاہ - ایٹولیا ۱۸۹ء سے روما کے تحت میں تھا - یونان آزاد اتحادوں میں منقسم تھا - اتحاد آکائی میں اب تمام پیلوپونی سس شامل تھا آزاد لاکونی ضلع نقطہ زدہ، مقدونیہ کی جو تقسیمیں ۱۶۷ء سے ۱۴۸ء ق م تک ہوئیں اُن کا اظہار نقطہ دار خطوں سے کیا گیا ہے)

تمام حالیہ جنگوں میں اس اتحاد نے روما کا ساتھ دیا تھا اور اسکے ایک حکم کے ذریعے سے مقدونیہ سے اُس کی مخالفت اب بھی حاضر تھی - اس حکم کا منشا تھا کہ کوئی مقدونی آکائی ملک میں داخل نہ ہوگا۔ سیپیس کو معلوم تھا کہ روما کا دباؤ نہیں [illegible] اسے یاد [illegible] تھا کہ ایک زمانے میں وہ مقدونیہ کے حلیف تھے - اُس نے اتحاد کے حکام کو ایک خط[1] لکھا جس میں

---

[1] لیوی (۴۱) ۲۳، ۲۴ - اُس نے غالبًا پالی بیس سے نقل کیا ہے۔

اُس نے اُن کے فرار شدہ غلاموں کو واپس کرنے کا وعدہ جنھوں نے مقدونیہ میں پناہ لی تھی۔ اس تحریر سے اُس کا مقصود غالباً یہ تھا کہ اتحاد سے دوستانہ تعلقات پیدا ہوجائیں اور حکم مذکورہ بالا منسوخ کردیا جائے۔ اگر یہ ہوجاتا تو اُسے سفیر بھیجنے اور اپنی سفارتی کارروائیوں سے روما کے اثر کو زائل کرنے کا موقع ملتا۔ اتحاد کا عدد اُس کا دوست تھا اور اُس نے پرسیس کے خط کو مجلس اتحاد میں پیش کردیا۔ بعض لوگ اس کے موافق تھے مگر بحث مباحثے کے بعد کارروائی روک دی گئی اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ روما کے طرفداروں نے کچھ پیش بندیاں کیں جن کی وجہ سے جب پرسیس کے پاس سے سفارت آئی تو اُس کی باریابی نہ ہوسکی۔ مگر پرسیس نے نفاق کا تخم بو دیا تھا اور شوریدہ سر محبان وطن کو جو روما سے بیزار تھے بیرونی امداد کی امید ہوگئی۔ اسی زمانے میں اے ٹولیا میں خانہ جنگی کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اسکا راوی پالی بیس ہے جو اے ٹولیوں کا مخالف تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس خانہ جنگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ شوریدہ پشت قوم روما کے پنجے میں آگئی تھی اور چونکہ وہ اپنے ہمسایوں میں لوٹ مار نہ کرسکتے تھے اور محنت اور مشقت کے بھی عادی نہ تھے اس لیے انھوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کردیے۔ پالی بیس کی یہ توضیح بد اندیشی پر محمول کی جاسکتی مگر اسی قسم کا واقعہ کریٹ میں بھی ہوا تھا۔ اجیر سپاہیوں کے معدن یہی دو مقامات تھے۔ ان خانہ جنگیوں کو رفع کرنے کے لیے روما سے کمشنر بھیجے گئے مگر اُنھیں کوئی دیرپا کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ روڈیوں اور لی سیاوالوں کے درمیان جنگ کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا۔ روما کی ان دقتوں سے پرسیس نفع اُٹھانے کو تیار تھا۔ اُسے غالباً یہ بھی معلوم ہوگا کہ مغرب میں بھی رومی بعض مشکلوں میں پھنسے ہوئے تھے متعدد مقامات میں جنگ کا سلسلہ عرصے سے

سلہ لیوی ۴۱، ۲۵- پالی بیس ۳۰، ۷، ۱۱-

سلہ اجیر سپاہیوں کی بھرتی کا اصل مقام راس ٹائی نارم کے قریب لاکونیا میں تھا۔ اس منڈی کے بند ہوجانے سے زمانۂ مابعد میں اسپارٹا کو سخت شکایت ہوئی۔ دیکھو ہم تاریخ یونان چہارم باب ۱۰، ۱۱

روما کی تحمل آمیز سفارتی کارروائیاں

جاری تھا جن میں اس کے سپاہی ضائع ہو رہے تھے اور کسی وبائی مرض کے شیوع[1] سے تمام کاروبار رک گیا تھا یہاں تک کہ لیجنوں کے لیے رنگروٹوں کا ملنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔

(۴۰۔۵۰) جو کمشنر اے ٹولیا بھیجے گئے تھے انھیں مقدونیہ جانے کا بھی حکم تھا۔ ۱۷۳ ق م میں جب وہ واپس آئے تو انھوں نے یہ خبر پہنچائی کہ پرسیس شر پر آمادہ ہے اور جنگ کا ہونا لابدی ہے۔ یونان میں اس کی ہر دلعزیزی روز بروز بڑھتی جاتی تھی، یہاں تک کہ اس کے لفظی وعدوں کا لحاظ یومی نیس کے انعام و اکرام سے زیادہ تھا۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے تھے کہ بے چینی بڑھتی جاتی تھی اور شاہ پرگامم سے اہل یونان بیزار ہو رہے تھے جو رومیوں کا طرفدار تھا۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ لوگ پرسیس کے مداح تھے کیونکہ وہ بہت بدنام تھا۔ اس کے بعد اے ٹولیا سے مزید جنگ و جدال کی خبر آئی جس سے تھسلی بلکہ پرہے بیا بھی متاثر ہو رہے تھے۔ بیان[2] کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرضدار قرضخواہوں سے بگڑ بیٹھے تھے جس کی وجہ سے یونان میں اکثر نقض امن ہو جایا کرتا تھا۔ سینیٹ نے قیام امن کے لیے پھر سفیر بھیجے اور کچھ روز کے لیے مصالحت ہو گئی۔ معلوم نہیں کہ بانی فساد پرسیس کے کارپرداز تھے یا یہ یونان کی عام ابتری کا نتیجہ تھا۔ اسی اثنا میں آکائیوں کو روما کی طرف سے متنبہ کر دیا گیا کہ انھوں نے اچھا کیا جو فلپ سے میل جول پیدا نہ کیا۔ ک والیریس کی سرکردگی میں ایک دوسری سفارت پرسیس کی حرکات کی نگرانی کے لیے بھیجی گئی۔ اسے یہ بھی حکم تھا کہ وہاں سے سکندریہ جا کر بطلیموس ششم یا ہفتم ملقب بہ فیلومیٹر سے دوستی کی تجدید کرے جو ۱۸۱ ق م میں تخت نشین ہوا تھا۔ انکی غیبت میں انطاکیہ سے ایک سفارت روما میں آئی۔ انٹیوکس چہارم ولد انٹیوکس سوم حال ہی میں (۱۷۵ ق م) اپنے بھائی سلوقس چہارم کا جانشین ہوا تھا۔ نوجوانی کے زمانے میں یہ بادشاہ روما میں کفیل کے طور پر کچھ روز تک مقیم تھا۔ اُس میں جنون کا مادّہ تھا جو ابھی تک پورے طور سے ظاہر نہ ہوا تھا مگر

[1] لیوی ۱۴؍۲۱۔
[2] ڈاؤڈورس ۲۹؍۳۳۔ لیوی ۴۲؍۵،۱۳۔

اس کی حرکات ابتدا ہی سے مجنونانہ تھیں۔ اُسے اپنے وقار کا مطلق خیال نہ تھا اور کسی اصول کا پابند نہ تھا اور اُس کی حرکات ایسی عجیب وغریب تھیں کہ انطاکیہ کے ظریفوں نے اُس کا شاہی لقب بجائے Epiphanes (نام آور) کے Epimanes (مجنون) کر دیا تھا۔ روما کی رسوم اور ادارات کا اس مجنون پر خاص اثر ہوا تھا اور اپنے شامی دار السلطنت میں اُن کی نقل اُتارنا چاہتا تھا، مگر یہ فعل صرف ظاہری امور کی نسبت ہو سکتے تھے کیونکہ ایک مشرقی سرزمین میں روما کی عدالتوں یا انتخابات کا چربہ کھینچنا مسخراپن تھا۔ ایک قبیح رسم یعنی مسلح پہلوانوں کی کشتیوں کو اُس نے پورے طور پر جاری کر دیا۔ اُس نے اپنے سربرآوردہ وزیروں میں سے ایک کو دوستانہ تعلقات کی تجدید کے لیے قیمتی تحفوں کے ساتھ بھیجا اور مزید خدمات کا وعدہ کیا۔ سفارت کا خاص اعزاز کیا گیا اور دوستی کی تجدید ہو گئی۔[1]

یومی نیس کی عجلت

(۵۰۵) مگر اس اثنا میں دوسرے اشخاص بھی سینیٹ میں عرض معروض کرنے کے لیے آئے۔ یومی نیس بذات خود حاضر ہوا اور اُس نے سینیٹ کو موجودہ خطروں سے آگاہ کر کے جنگ پر فوراً آمادہ کرنا چاہا۔ فی الحقیقت پرسیس کے ذرائع کی افزائش، اُس کی تیاریوں کا مکمل ہونا اُس کی دوررس تدبیروں کے متعلق کافی ثبوت کا موجود ہونا، یہ ایسے امور تھے جن سے سخت اندیشہ تھا۔ سینیٹ کے ارکین کو جنگ کے ناگزیر ہونے کا کامل یقین تھا، مگر رومی نظام کے مطابق فوج کا جلد تیار ہونا ناممکن تھا اس لیے انھوں نے چپکے چپکے ان معاملات پر غور کرنا شروع کیا اور اپنا عندیہ ظاہر نہیں کیا۔ اس کے بعد پرسیس کے سفیر آئے مگر اُن کی آؤ بھگت نہیں ہوئی۔ سابق کی سفارتوں کی طرح ان کا لہجہ مصالحت آمیز نہ تھا اور بالآخر وہ دھمکیوں پر آ گئے۔ یونان اور ایشیا کی چھوٹی سلطنتوں کی طرف سے بھی مختلف امور کے لیے سفارتیں آئی تھیں مگر ان کا اصل مدعا یہ معلوم کرنا تھا کہ روما کی حالت کیا ہے۔ روما اب مغرب کا سیاسی مرکز تھا مگر اُن کے دلوں میں یہ کھٹکا تھا کہ یہ حالت باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اگر پرسیس کو یونان میں تفوق حاصل ہو جائے

---

[1] لیوی ۴۲، ۱۴۔ وی سین بورن۔

اور ایشیا میں بھی اُس کے بہی خواہ پیدا ہو جائیں تو ان دونوں ملکوں میں روما کے حلیفوں کا کیا حشر ہوگا۔ چھوٹی سلطنتوں کو ان امور کی طرف سے تشویش تھی کیونکہ اُن کا فرض تھا کہ وہ فاتح کی طرف ہوں خواہ وہ کوئی ہو اور ہمدردی یا شکر گزاری کا انھیں مطلق خیال نہ تھا۔ انھیں یہ بھی پریشانی تھی کہ مکار یومی نیس روما کیوں گیا ہوا ہے۔ روڈز کے سفیروں نے بالخصوص فرض کر لیا کہ انکی جمہوریہ کی شکایت کرنے کے لیے گیا تھا اور اہل لی سیا کو بغاوت پر آمادہ کرنے کا الزام اُس پر رکھ کر اُنھوں نے اُس پر علانیہ حملہ کیا۔ مگر سینیٹ کو ان چیزوں کی مطلق پروا نہ تھی۔ اُس نے جنگ کی ٹھان لی تھی مگر اپنے اس قصد کو ظاہر نہ کیا۔ کیٹو اور چند اور لوگوں کو یومی نیس کی طرف سے شبہہ تھا مگر دوسروں کا خیال اُس کی طرف سے اچھا تھا خصوصاً روڈیوں کے حملے کی وجہ سے جس سے اُس کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور تعریفوں کی بوچھار میں وہ اپنی سلطنت کو واپس ہوا۔

روما کا
لیت و لعل

(۵۰۶) پرسیس کے کارپردازوں نے اُسے مطلع کر دیا کہ جنگ کا ہونا اب ناگزیر ہے اس لیے اُس نے پیش قدمی کرنے کی کوشش کی۔ پہلے اس نے یومی نیس کو ڈلیفی میں قتل کرا دینے کا انتظام کیا جبکہ وہ روما سے واپس ہو رہا تھا۔ یہ کام ایک کریٹی کے سپرد تھا مگر اس کے وار سے یومی نیس صرف بیہوش ہوا اور بالآخر صحت یاب ہو گیا گو اُس کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ پرگامم میں جب وہ پہنچا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ اُس کا بھائی اٹالس اُس کے تخت اور اُس کی بیوی پر قابض ہو گیا ہے مگر اس سے دونوں میں صرف چند روزہ کبیدگی پیدا ہوئی کیونکہ آپس میں لڑنا خاندان اٹالی کی روایات کے خلاف تھا۔ اس معاملے کے چند روز بعد والیریس اپنی سفارت سے روما واپس آیا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ والیریس نے نہ صرف اُن الزامات کی تصدیق کی جو یومی نیس نے پرسیس پر عائد کئے تھے بلکہ یومی نیس کے قتل کے اقدام میں پرسیس کی شرکت کا ثبوت پیش کیا اور اپنے ساتھ برنڈوسیم کے ایک سربرآوردہ شہری کو لایا جس نے پرسیس کو ایک نہایت سنگین جرم کا مرتکب قرار دیا۔

یہ شخص مسمی رابیس رومی اور غیر ملکی سفیروں کی خاطر مدارات کرتا تھا جو یونان سے آتے جاتے برنڈوسیم میں قیام کرتے تھے۔ پرسیس کو اس کا حال اپنے بعض سفیروں کے ذریعے سے معلوم ہوا۔ پیلا میں اُسے بلاکر پرسیس نے اسکی بہت کچھ آؤ بھگت کی اور اُسے سبز باغ دکھا کر اس امر پر آمادہ کرنا چاہا کہ جن رومی سپہ سالاروں یا سفیروں کی وہ نشان دہی کرے اُسے زہر دے دیا جائے۔ رابیس بظاہر آمادگی ظاہر کرکے پیلا سے بھاگ نکلا اور والیریس کے ساتھ روما آیا۔ ان واقعات سے ظاہر تھا کہ پرسیس ایسے بادشاہ سے مصالحت کا ہونا ناممکن تھا۔ اس لیے سینیٹ نے اُسے اپنی قوم کا دشمن قرار دیا اور پریٹروں میں سے ایک کو ۱۷۲ء میں بالآخر حکم دیا کہ کچھ فوج تیار کرے۔ جنگ سال آئندہ شروع ہونے والی تھی جب کہ نئے کانسلوں میں سے ایک مہم پر جانے والی فوج کو تیار کرتا۔ اہل روما اس قسم کی سہل انگاری اکثر کرتے مگر اس وقت کسی ہینی بال کا بھی اُسے خوف نہ تھا جو اُن کے حرکت کرنے سے قبل اُن پر جست کرسکتا۔

(۵۰۷) سینیٹ اپنے حلیفوں پر اُس وقت نظر غائر ڈال رہی تھی اور اس فکر میں تھی کہ شاہان شرق پر وہ کس حد تک اعتماد کرسکتی ہے عین اُسی وقت آریارتھیس چہارم شاہ کپاڈوشیا کے پاس سے ایک سفارت آئی جس کے ساتھ اسکا ہمنام بیٹا بھی تھا۔ آریارتھیس کی خواہش تھی کہ سینیٹ اُسے اپنے زیر حفاظت[۱] لیکر بطور ایک رومی کے اُس کی پرورش کرے۔ یہ درخواست اس وقت نہایت باموقع خیال کی گئی اور ضروری انتظامات فوراً کردیے گئے۔ سینیٹ اور رومی قوم نے اس طرح پر ایک نیا فریضہ اپنے ذمے لیا یعنی بادشاہوں کی اتالیقی کرنا۔ تھریس کے بعض قبیلوں کے پاس سے سفیر آئے اور اُن کا خیر مقدم ہوا۔ اُن کے ساتھ اتحاد کرلیا گیا تاکہ پرسیس پر عقب سے حملہ ہوسکے۔ لیکن صورت حال قابل اطمینان نہ تھی اس لیے مشرقی بادشاہوں اور جزائر کی سلطنتوں کا رجحان معلوم کرنے اور پرسیس کی سازشوں کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے ایک

[۱] لیوی ۴۲، ۱۹، ۳-۶ ڈاؤڈورس ۳۱، ۱۹، ۷۔

دورہ کن کمیشن[۳۵] روانہ کیا گیا۔ **روڈز** کی طرف اُس وقت زیادہ توجہ تھی۔ **قرطاجنہ** اور **ماسی نسا** کے درمیان نزاعوں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا اور **قرطاجنہ** کے سفیروں نے **روما** میں **ماسی نسا** کی دست درازیوں کی سخت شکایت کی سینیٹ نے ان کی درد بھری داستان سن لی مگر اس وقت **ماسی نسا** کو خوش رکھنا ضروری تھا اس لیے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا اور جواب دینے سے گریز کیا گیا۔ سال کے ختم ہونے سے قبل تلافی مافات کا مطالبہ کرنے اور دوستانہ تعلقات کے قطع کرنے کے لیے ایک سفارت **مقدونیہ** گئی اور واپس آئی سفیروں نے بیان کیا کہ **پرسیس** جنگ کے لیے بالکل تیار ہے اور یہ کہ ترش روئی سے گفتگو کرنے کے بعد اُس نے انھیں اپنی سلطنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس لیے سالانہ انتخابات کے جلد تر ہوتے کا انتظام کیا گیا۔ **گین ٹیس** شاہ **الیریا** کے چند سفیر **روما** میں حالات دریافت کرنے کے لیے موجود تھے اور اپنے اغراض ظاہر کرنے میں لیت و لعل کر رہے تھے اس لیے انھیں فوراً واپس کر دیا گیا اور **روما** سے ایک سفارت اُس کے پاس اس غرض سے بھیجی گئی کہ اُس سے دریافت کرے کہ اُس نے حال میں **روما** کے بعض حلیفوں پر حملہ کیوں کیا تھا۔ **گین ٹیس الیریا** کے بیشتر حصے پر حکمراں تھا اور وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آئندہ جنگ میں کس فریق کا ساتھ دینا زیادہ مفید ہوگا۔ دورہ کن کمیشن بھی اب واپس آ گیا اور اس کے ارکان نے بیان کیا کہ **پرسیس** کی سفارتی کارروائیوں کے آثار ہر جگہ پائے گئے مگر سوائے **روڈز** کے کسی اور حلیف کی وفاداری پر شبہہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس سے جمہوریہ کی وفاداری متزلزل ہو گئی تھی۔

جنگ کی تیاریاں

(۵۰۸) انتخابات سے قبل ہی سے جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ جہازوں کی مرمت کرائی گئی، ملاح بھرتی کیے گئے، اطالی حلیفوں سے سپاہ طلب ہوئی اور **لیگیوریا** کی فوج سے نبرد آزما رومیوں کا ایک پورا لیجن اور اسی قدر

[۳۵] یہ نتیجہ لیوی کی دو عبارتوں (۴۲، ۱۹ اور ۲۶) کو ملا کر اخذ کیا گیا ہے۔ مگر اُس زمانے میں متعدد کمیشن مقرر ہوئے تھے جن کی وجہ سے صحیح نتیجہ نکالنا دشوار ہے۔

حلیف سپاہی لے لیے گئے۔ غلہ خریدنے کے لیے بعض اشخاص روانہ کیے گئے۔ مگر اس فوج کی حیثیت مقدمۃ الجیش کی تھی اور عارضی طور پر ایک پریٹر کے زیر کمان تھی۔ اس کا کام یہ تھا کہ کسی اچھے مقام پر جا کر لنگر انداز ہو اور کانسل اور اصل فوج کی منتظر رہے۔ انتخابات عمل میں آئے اور چونکہ موقع نازک تھا اس لیے خاص مذہبی رسوم ادا کی گئیں۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کیا جائے کہ سینیٹ پرسیس سے مرعوب ہو گئی تھی کیونکہ نتیجے سے صاف ظاہر ہے کہ مقدونیہ کی احیا شدہ قوت کے پورے احساس کے لیے شکست اور خطرات کے پیدا ہونے کی ضرورت تھی۔ مگر روما کو اس کے علاوہ دوسری مصروفیتیں بھی تھیں۔ ہسپانیہ میں زیادہ عرصے تک سکون کی امید نہ ہو سکتی تھی اور لیگیوریا کی جنگ تو کبھی ختم ہی نہ ہوتی تھی۔ خود اطالیہ کی حالت قابل اطمینان نہ تھی، جو نوآبادیاں حال ہی قائم ہوئی تھیں، انھوں نے ابھی تک پورے طور پر جڑ نہیں پکڑی تھی۔ سسلی سارڈینیا اور کرسیکا پر قبضہ قائم رکھنے کی ضرورت تھی۔ حالت نازک تھی مگر روما میں یہ خیال تھا کہ ایک معمولی کانسل پرسیس پر جلد غلبہ حاصل کر لیگا اور جمہوریہ دوسرے امور کی طرف متوجہ ہو سکیگی[۵۱]۔

دول کی جانبداری

(۵۰۹) اس نوبت پر پہنچ کر لیوی نے مختلف بادشاہوں اور آزاد مملکتوں کے طرز عمل پر تبصرہ کیا ہے۔ مگر اس کی یہ تحریر پالی بیس سے ماخوذ ہے جس کی تاریخ کا حصۂ متعلقہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ روما کے طرفداروں میں یومی نیس اور آریارتھیس (کپاڈوشیا) تھے۔ انٹیوکس اور نوجوان بطلیموس نے بھی امداد کا وعدہ کیا مگر ان دونوں میں نشیبی شام کے لیے جنگ ہونے والی تھی اس لیے شام اور مصر سے امداد کی بہت کم امید تھی۔ ماسی نسا کافی امداد دینے کے لیے تیار تھا کیونکہ اگر روما کو فتح ہوتی تو اسے کوئی ضرر نہ پہنچتا اور اگر روما کو شکست ہوتی تو قرطاجنہ کو فتح کرکے وہ افریقہ کا

---

[۵۱] لیوی ۴۲، ۲۹، ۳۰۔

[۵۲] یعنی فنیقی مقبوضات کی جو زمانہ مابعد میں رومی صوبۂ افریقہ میں شامل ہو گئے لیکن اگر اُسے آزادی حاصل ہوتی تو اُسی طور پر قرطاجنہ کو بھی آزادی حاصل ہو جاتی۔

حاکم اعلےٰ بن جاتا۔ تھریسی اوڈرائی سیے کے بادشاہ کوٹس نے علانیہ پرسیس
کا ساتھ اختیار کیا۔ پروسیاس شاہ بتھی نیا غیر جانبدار تھا، اُسے امید تھی کہ میں
دونوں فریقوں سے عدم شرکت کی معذرت کرلوں گا۔ گینٹیس شاہ الیریا کا طرز عمل
بھی یہی تھا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اب تک فیصلہ نہ کرسکا تھا کہ کس کا ساتھ دے۔
آزاد مملکتوں کی حالت قریب قریب یکساں بیان کی گئی ہے۔ ان میں دو طبقے تھے
امیر و غریب۔ غربا پرسیس کے طرفدار تھے کیونکہ جو مملکتیں روما کے زیر اثر تھیں اُنہیں
رومیوں نے ہمیشہ امرا کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھی تھی۔ پرسیس حکومت شاہی
کا نمائندہ تھا جسے ممتاز افراد قوم سے حسد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ غربا کو انقلاب
سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہوتا کیونکہ اُن کے کوئی جائداد نہیں ہوتی بلکہ انھیں یہ امید
ہوتی ہے کہ قرضوں کی ادائی سے بچ جائیں گے۔ غربا اور امرا کے اس اختلاف
کے علاوہ جو حصول اقتدار سے متعلق تھا، خود دولتمند طبقے میں کئی گروہ تھے۔ اولاً
روما کے طرفدار تھے جو رومی نظام حکومت کے مداح تھے یا اس میں اپنا نفع سمجھتے
تھے۔ ثانیاً پرسیس کے طرفدار تھے جو اُس کے سبز باغ میں آگئے تھے یا اپنے
خانگی مشکلات سے بچنے کی صورت نکالنا چاہتے تھے۔ ثالثاً محب وطن مدبر تھے
جو روما کی سیادت کو مقدونیہ کی سیادت پر ترجیح دیتے تھے مگر اسکے ساتھ ہی
اپنی اپنی مملکتوں کے لیئے آزادی عمل حاصل کرنا چاہتے تھے۔ توازن قوت کیلیے
ان لوگوں کی خواہش تھی کہ فریقین میں سے کوئی دوسرے کو کچلنے نہ پائے۔ تبصرہ
سبق آموز ضرور ہے مگر اس پر تنقید کی ضرورت ہے اور اتحاد آکائی سے ایک
محب وطن مدبر یعنی پالی بیس کے نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔ کئی صورتیں ہوسکتی
ہیں، (۱) یا تو وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ جو صورت منتظرہ اُس نے اپنی عاقبت اندیش
جماعت سے منسوب کی ہے آنے والی قطعی اور خوں ریز جنگ کی حالت میں محض
بے سود تھی (۲) یا تو اُس نے روما کی قوت اور اُس کے اس عزم بالجزم کا پورا
اندازہ نہ کیا کہ مقدونیہ کی سلطنت تباہ کردی جائے (۳) یا وہ ان امور کو
سمجھ سکتا تھا مگر اُن کو حیطۂ تحریر میں نہیں لایا (۴) یا اُس نے ان امور پر بحث کی
ہے اور قطعی لیوی نے اس کی اس عبارت کو نقل نہیں کیا ہے۔

جنگ کا اعلان۔ فوج

(۵۱۰) جنگ کا اعلان اب باضابطہ طور پر مجلس عامہ میں کر دیا گیا او سینیٹ نے سال زیر تذکرہ کی فوجوں کی تقسیم کا خاکہ تیار کیا تفصیل واضح نہیں ہے مگر چند اہم امور حسب ذیل ہیں۔ مقدونیہ جانے والی فوج دو زبردست لیجنوں اور اطالی حلیفوں کی ایک بڑی جماعت پر مشتمل تھی۔ لیجنوں میں پرانے سپاہیوں اور تجربہ کار سنتوریوں کے رکھنے کی طرف خاص توجہ کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو فوج پہلے بھیجی گئی اس میں صرف ۵۰۰۰ سپاہی تھے جو مجوزہ تعداد کا ایک ثلث ہے غیر ملکی اجیر سپاہیوں سے بھی بعد میں کام لیا گیا۔ کانسل کی فوج کی پوری تعداد چالیس ہزار ہو گی جس میں یونان اور مشرق کے حلیفوں کی فوجیں شامل نہ تھیں۔ مگر فوج کی روح رواں وہی دو منتخب لیجن تھے۔ قابل افسروں کے مہیا کرنے کے لیے وہ پرانا قاعدہ ایک سال کے لیے معطل کر دیا گیا جس کی رو سے فوجی ٹری بیونوں کا انتخاب مجلس عامہ میں ہوتا تھا اور کانسل کو یہ اختیار دیا گیا کہ قابلیت کے لحاظ سے افسروں کو نامزد کرے۔ خشکی کی فوج کے علاوہ روما اور اس کے بحری حلیفوں کے بیڑے بھی تھے۔ لڑنے والے ملاحوں میں دو ثلث شہری تھے اور ایک ثلث حلیف۔ مگر اس ناپسندیدہ ملازمت کے لیے جو لوگ بھیجے گئے وہ آزاد شدہ غلام یا کم نسل تھے۔ مقدونیہ کا صوبہ قرعہ اندازی سے پب۔ لکی نیس کراسس کے حصے میں آیا۔ پریٹر ک۔ لکرے شیس گالس بیڑے کا امیر البحر تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بعض طویل ملازمت والے سنتوریوں نے دعوے کیا کہ ہم جنگ میں اسی صورت میں شریک ہو سکتے ہیں کہ ان کا فوجی درجہ وہی ہو جو سابقہ جنگوں میں تھا۔ مگر جب ان سے حب وطن کا واسطہ دیا گیا تو ان نبرد آزما سپاہیوں نے اپنے معاملے کو فوجی ٹری بیونوں کے فیصلے پر چھوڑ دیا۔ چار شہری لیجنوں اور کچھ حلیفوں کی ایک تحفظ فوج بھی تیار کر لی گئی۔[۱]

پرسیس کی مکاری

(۵۱۱) پرسیس کی مکاری اور پھر اس کا اظہار ایک دوسری

---

[۱] ہمارا دار و مدار لیوی ۴۲، ۳۰-۳۵ پر ہے جس نے رومی وقائع نگاروں کی متناقض تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔

سفارت سے ہوا جو اُس نے روما کو جنگ کی تیاری کے وجوہ دریافت کرنے کے لیے بھیجی اور اُس نے پھر دعوے کیا کہ اگر مجھ سے کوئی نقصان پہنچا ہے تو میں اُس کی تلافی کے لیے آمادہ ہوں۔ مگر یہ ثابت کر دیا گیا کہ اس کے اعمال اور اس کے اقوال میں تناقص تھا۔ عیاریوں کا وقت اب گزر چکا تھا اور اُس کے سفیروں کو جو شہر میں داخل ہونے نہ پائے تھے حکم دیا گیا کہ اطالیہ سے چلے جائیں۔ کانسل جو فوج کا سپہ سالار تھا فی الوقت سلطنت روما کا نائب تھا مگر اُس کے پہنچنے سے قبل روما کے کمشنر یونان کا دورہ کر رہے تھے اور وہاں کی مملکتوں کو متنبہ کر رہے تھے کہ وہ روما کی طرفداری کا اعلان کریں اور امدادی فوجیں بھیجیں[۱]۔ مختلف مقامات میں اُن کے ساتھ مختلف طریقے کا سلوک ہوا۔ پیلوپونیسس میں اکائی اُن سے ناراض ہو گئے[۲]۔ تھسلی میں اُن کا خیر مقدم ہوا کیونکہ فلپس اس کمیشن کا صدر تھا اور شمالی اضلاع میں مصروف بکار تھا۔ اس سے اور شاہان مقدونیہ سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات تھے۔ اس لیے پرسیس نے پھر نامہ و پیام کرنے کی کوشش کی۔ کمشنروں کے روما سے روانہ ہونے کے قبل بھی ایک خط بھیجا گیا تھا مگر اس کا کوئی جواب وصول نہ ہوا تھا۔ ڈرپوک بادشاہ کی ہمت سرد ہونے لگی تھی اور مارکیس سے اُسے بہت امید تھی۔ دونوں میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں مارکیس نے اپنا اعلےٰ مرتبہ پرسیس سے منوا لیا اور بطور عنایت کے اُسے روما کو ایک دوسری سفارت بھیجنے کی مہلت دی۔ اس مکار رومی نے مکار پرسیس کو خوب[۳] دھوکا دیا۔ اصل میں رومیوں کو وقت کی ضرورت تھی کیونکہ پرسیس تیار تھا اور وہ تیار نہ تھے۔ ان مہلت کے ایام میں کمشنروں کو بوائے شیا کے معاملات کا تصفیہ کرنا تھا۔ بوائے شیا کے شہروں میں اختلافات تھے اس لیے بہت قیل و قال کے بعد رومیوں نے مختلف شہروں سے منفرد شرائط کر لیں۔

---

۱ یہ فعل اختیاری تھا مگر حلیفوں کی طرف سے غیر جانبداری کا اعلان روما کو ناگوار ہوتا تھا۔

۲ لیوی ۴۲، ۴۳، ۴۴۔ ڈائوڈورس ۳۰، ۷۔

۳ پالی بیس ۲۷، ۱، ۲۔ لیوی ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۷۔

اور لواے شیا کے اتحاد کو توڑ دیا۔ روما کا طرزِ عمل شروع ہی سے یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو اتحادوں کو توڑ دے۔ کالکس کی حفاظت کے لیے ایک آکالی فوج بھیجی گئی اور کمشنر روما واپس آ گئے۔ مارکیس کو فخر تھا کہ اُس نے پرسیس کو دھوکا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس کی اس کارروائی پر سینیٹ میں سخت حرف گیری ہوئی کہ یہ کام سلطنت روما کے شایان شان نہ تھا مگر ضرورت وقت کی وجہ سے اس کا یہ فعل بالکل پسند کر لیا گیا اور اُسے پھر ایک سفارتی مہم پر وسیع اختیارات کے ساتھ یونان واپس بھیجا گیا۔ عارضی صلح کے اثنا میں چند اہم مقامات پر قبضہ بھی کر لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ پرسیس کی دغابازی اور چالوں کا دفعیہ اُسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اُس کے ساتھ بھی دغا و فریب کا سلوک ہوتا۔

(۵۱۲) ایشیا اور جزائر کے یونانی شہروں کو جنگ میں روما کی شرکت کرنے اور امدادی فوجیں بھیجنے کے لیے بھی ایک کمیشن روانہ کیا گیا تھا۔ روڈز[۱] سے امید تھی کہ ایک زبردست بیڑا بھیجیگا اور اس کے طرزِ عمل کی چھوٹی ریاستیں بھی پیروی کرتیں جواب تک کوئی فیصلہ نہ کر سکی تھیں۔ اس کمیشن کو کامیابی ہوئی۔ روڈز کا صدر روما کا طرفدار تھا اور اس کی کوشش سے ۴۰ جنگی جہاز تیار ہو گئے۔ یومنیس نے ان پر بدعہدی کی جو تہمت لگائی تھی یہ اُس کا جواب تھا۔ لیکن پرسیس کو اب بھی امید تھی کہ بعض یونانی ریاستیں اس کا ساتھ دینگی یا کم از کم غیر جانبدار رہیں گی۔ عارضی صلح کے دوران میں اُس نے چار سو خطوط بھیجے اور مارکیس سے جو ملاقات ہوئی تھی اُس میں اپنا پلہ بھاری ظاہر کیا۔ روڈز کو بھی اُس نے ایک باضابطہ سفارت بھیجی اور درخواست کی کہ فی الحال وہ غیر جانبدار رہیں اور پھر سرگرمی کیساتھ مصالحت کی کوشش کریں۔ اہل روڈز صلح کے خواہاں تھے مگر وہ پورے طور سے روما کے طرفدار تھے اور غالباً وہ پرسیس کو حق پر خیال بھی نہ کرتے ہوں گے جیسا کہ وہ انھیں باور کرانا چاہتا تھا۔ اس لیئے انھوں نے اخلاقاً انکار کر دیا اور اُسے جواب دیا کہ روما کے قدیم دوست اور شریک کار ہونے کی وجہ سے یہ فعل

روڈز

---

[۱] پالی بیس ۲۸، ۳-۷۔ لیوی ۴۲، ۴۵، ۴۶۔

اُن کے لیے نامناسب ہوگا۔ بوائے شیا کے ایک دو شہروں نے حماقت سے اُسکی شرکت کا اعلان کیا مگر اُن کی امداد کے لیے اُس نے کوئی محافظ فوج نہ بھیجی بلکہ اُنھیں غیر جانبدار رہنے کا مشورہ دیا۔ مگر اس کے اس فعل میں سے یونانیوں کو اس سے ہمدردی نہ ہوسکتی تھی۔

(۱۳ ۵) پرسیس کے پاس سے جو آخری سفارت روما گئی، کوئی نیا پیام لے کر نہیں گئی تھی جس کے سننے کی سینیٹ کو آرزو ہوتی اس لیے سفیروں کو حکم دیا گیا کہ سرزمین اطالیہ سے باہر چلے جائیں اور کانسل کراسس اور پریٹر لک ریسے شیئس کو حکم دیا گیا کہ فوج اور بیڑے کے ساتھ موقع جنگ کو روانہ ہوں۔ اس حکم کی انھوں نے تعمیل کی۔ کراسس اپیائرس میں مقیم ہوا۔ اس شخص کا فوجی تجربہ کافی نہ تھا اسلیئے سینیٹ نے اُس کے اسٹاف میں تجربہ کار مشیر مقرر کر دیے تھے۔ روما کے نظام فوجی میں جو سقم تھے اُن کی ہینی بال نے قلعی کھول دی تھی مگر یہ سقم اب بھی باقی تھے اور اُن کے دفیعئے کی برائے نام کوشش کی گئی تھی۔ اپنے سفیروں کے بے نیل مرام واپس کر دیے جانے سے پرسیس سمجھ گیا تھا کہ لڑنے یا اطاعت کرنے کے سوائے اب چارہ نہیں ہے۔ اس کے مشیروں میں سے اکثر نے جنگ کا مشورہ دیا۔ اُس نے اپنی فوج کو جمع کیا اور شان و شوکت سے اس کا معائنہ کیا۔ مقدونیہ کی قومی فوج کے علاوہ تھریسی، کریٹی، یونانی اجیر سپاہی اور گالی[1] تھے۔ یہ سپاہی مختلف النوع ضرور تھے مگر ان کی کارکردگی میں کلام نہ تھا۔ اُس کی فوج کی روح رواں فیلینکس کی پیدل سپاہ تھی جس کی تعداد ۲۱۰۰۰ تھی اور تمام فوج کی تعداد ۴۳۰۰۰ تھی۔ فوج لڑنے کے لیے بالکل تیار تھی اور بادشاہ کے پاس روپیہ، رسد اور جدید ترین آلات منجنیق کا ایک زبردست ذخیرہ تھا۔ اُس نے اب کام بونی پہاڑوں کو طے کیا۔ متعدد شہر اطاعت قبول کرنے یا فتحیابی سے اُس کے قبضے میں آگئے یہاں تک کہ پیر ہے بیا اور شمالی تھسلی کا بیشتر حصہ اُسکے قبضے میں آگیا۔ ڈی میٹریاس پر

تھسلی میں رومیوں کی ناکامی

[1] یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گالی گلاتیا کے تھے یا شمال کے تھے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ قبیلہ باس ٹرنی کے تھے۔ وی سیس بورن کا حاشیہ۔

قبضہ ہونے کی وجہ سے میگ نے شیا کا ضلع بھی اُس کے زیر اثر تھا۔ مگر اس ابتدائی کامیابی کے اثر سے کام لینے کے بجائے اُس نے سائی گیورم میں اپنا لشکر ڈال دیا۔ یہ ایک صحت بخش مقام کوہ ارسا کے دامن میں ہے۔ یہاں وہ رومی فوج کا منتظر رہا اور زرخیز نشیبی خطۂ ملک میں رسد جمع کرنے لگا۔ اُس کی اس سہل انکاری سے کانسل کو موقع مل گیا کہ بغیر کسی مزاحمت کے پیڈنس کے سلسلۂ کوہی کو طے کر کے تھسلی میں پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ گومفی تک صحت و سلامتی کے ساتھ پہنچ گیا اور لارسا کی طرف پیش قدمی کی۔ کوہستانی دروں میں وہ سخت مصائب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ یومی نیس پانچ ہزار سپاہ لے کر اُس سے آملا اور دو ہزار سپاہ کالکس کی حفاظت کے لیے چھوڑ آیا تھا۔ یونانی ریاستوں سے بھی بعض امدادی فوجیں آئیں مگر ان کی تعداد اندازے سے کم تھی اور بعض تو محض برائے نام تھیں۔ بیڑا بھی کالکس پہنچ گیا مگر اس سے کام نہ لیا گیا بلکہ اُس کے آدمیوں کو ہالیارٹس پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا جو پرسیس کے قبضے میں تھا۔ قرطاجنہ اور مشرقی یونانی شہروں سے بحری امدادی فوجیں یکے بعد دیگرے آئیں مگر چونکہ ان کی ضرورت نہ تھی اس لیے بیڑ نے انھیں واپس کر دیا۔ پرسیس نے اب تھسلی پر یورشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ اپنے حلیفوں کی حفاظت کی غرض سے رومی کھلے میدان میں آجائیں۔ لیکن کراسیس اپنے خیمہ گاہ میں جو پے نیس کے قریب تھا جما رہا اور دن یونہیں گزرتے گئے[1]۔

(۵۱۴) رومی ہراساں نظر آتے تھے، اس لیے بادشاہ کی فوج کی ہمت بڑھتی گئی۔ پرسیس نے پیش قدمی کی اور یکا یک کانسل کے خیمہ گاہ کے قریب آگیا۔ سواروں اور ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں میں ایک خفیف سی جھڑپ ہو گئی جس میں روما کے گلاٹی ماٹی سی اور کریٹی حلیفوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد

پرسیس کی کم ہمتی اور بے وقوفی

---

[1] لیوی ۴۲، ۵۵، ۸–۱۰
[2] لیوی ۴۲، ۵۶، ۶

بادشاہ اپنے لشکر کو اور قریب لے آیا اور دونوں فوجوں میں سخت تر جنگ ہوئی جسمیں اُسے فی الحقیقت فتح حاصل ہوئی لیکن اس جنگ میں بھاری اسلحہ والی سپاہ شریک نہ تھی کیونکہ پرسیس اس فکر میں تھا کہ اپنی موجودہ کامیابی کے اخلاقی اثر سے کام لے اور اپنے فیلینکس کو فی الحال محفوظ رکھے۔ اپنی فوج کی کم ہمتی کو رفع کرنے کے لیے کانسل رات ہی رات اُسے ندی کے دوسرے کنارے پر لیگیا۔ شکست کا الزام اے ٹولی سواروں پر رکھا گیا مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غلط تھا۔ تھسلی کی فوج کی بہت تعریف کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ رومی کسی نہ کسی کو مورد الزام کرنا چاہتے تھے مگر واقعہ غالبًا یہ ہے کہ روما کے حلیفوں کو اس سے زیادہ ہمدردی نہ تھی۔ پرسیس کی فتح سے یونان کے اکثر لوگوں کو خوشی ہوئی اور بعض نے اس خوشی کا اظہار بھی کیا تھا گو وہ جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور تعریفوں میں مصروف رہ گئے۔ اسی اثنا میں نیومیڈیا سے ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور ۲۲ ہاتھی آئے جس سے لوگوں کو روما کی قوت کی وسعت کا اندازہ ہوسکتا تھا۔ لیکن اب پرسیس کے دل میں پھر ہراس کا اثر ہوگیا اور اُس کے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جنگ سے اُس کی حالت اور بھی بدتر ہو جائے۔ اُس کی سمجھ میں یہ بات اب تک نہ آئی تھی کہ رومیوں کو قطعی تصفیے کے ہونیکی امید نہ ہوتی تو وہ جنگ پر آمادہ نہ ہوتے۔ اُس نے اب یہ تحریک کی کہ جنگ اُنھیں شرائط پر کرلی جائے جو اُس کے باپ کے ساتھ سائی نو سے فاے کی جنگ کے بعد کی گئی تھیں مگر رومیوں کی حالت اس قدر پست نہ ہوئی تھی کہ وہ ان شرطوں کو مان لیتے اس لیے انھوں نے جواب دیا کہ صلح اس حالت میں ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی سلطنت کو روما کے حوالے کردے تاکہ سینیٹ اپنے حسب مرضی اس معاملے کا تصفیہ کرسکے۔ پرسیس کے مشیروں کی رائے تھی کہ یہ گفت وشنید فورًا ختم کردیجائے۔ لیکن وہ مرعوب ہوگیا تھا اسلیے اُس نے پھر صلح کی کوشش کی اور خراج کی رقم میں اضافہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی مگر رومیوں نے اسکی ایک نہ سنی اور اپنے مواقع اور فتح کے نفع کو ضائع کرکے وہ اپنے لشکر میں

۵؎ لیوی ۴۲، ۶۲، ۲۔

واپس آیا رومی اس وقت **لواسے شیا** میں **مقدونیہ** کے طرفداروں کے انسداد میں مصروف تھے۔ **ہالیارٹس** کی محافظ فوج نے اُسے بچانے کی بہت کوشش کی مگر بالآخر رومیوں نے اُس پر قبضہ کر کے اُسے تباہ کر دیا۔ دوسرے[1] مقامات سے بھی **روما** کے مخالف خارج کر دیے گئے۔ **تھسلی** میں **پرسیس** نے رومی لشکرگاہ میں آگ لگا کر اُسے تباہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ایک دوسرے موقع پر اُس نے **روما** کی رسد جمع کرنے والوں کو اچانک گرفتار کر لیا اور رومیوں کی ایک فوجی ناکے کو گھیر لیا۔ مگر وہاں کے سپاہیوں نے پوری مقاومت کی اور اصل فوج کے آنے تک اڑے رہے گو ان پر آلات منجنیق کی خوب بوچھار رہی۔ بادشاہ نے اپنے **فیلینکس** کو آگے بڑھایا مگر وہ رسد کی گاڑیوں کے بیچ میں پھنس گیا۔ کانسل اگر چاہتا تو دشمن کو سخت نقصان پہنچا سکتا مگر وہ احتیاط کو مدنظر رکھ کر باز رہا اور اس خفیف سی کامیابی پر قناعت کی۔ **پرسیس** موسم سرما بسر کرنے کے لیے **مقدونیہ** واپس ہوا اور کراسس نے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا جو سال کے اوائل میں رومیوں کے قبضے سے نکل گئے تھے۔ **لواسے شیا** میں اس کانسل کی حرکتیں سخت ظالمانہ تھیں خصوصاً **کورونیا** میں جہاں کے باشندوں کو اُس نے غلام بنا کر فروخت کر دیا گویا وہ جنگ کے قیدی تھے۔ **ایپارس**[2] میں **پرسیس** کی کامیابی کی خبروں اور **روما** کے طرفداروں کی جبر و تعدی سے انقلاب ہوگیا جو **مقدونیہ** کے موافق تھا۔ صرف ملک کا جنوبی حصہ **روما** کے قبضے میں رہ گیا جس سے کانسل کو اندیشہ ہوا کہ کہیں **اطالیہ** سے آمد و رفت کے ذرائع منقطع نہ ہو جائیں اس لیے **امبراسیا** کے اہم شہر کی حفاظت کے لیے اُس نے ایک فوج بھیج دی۔ سمندر میں **پرسیس** کی قوت کچھ نہ تھی مگر اس میں رومیوں کو نقصان ہوا۔ باربرداری کے جہازوں کے ایک بیڑے پر جن میں غلہ لدا ہوا تھا دشمن نے اچانک حملہ کر دیا اور سب پر قبضہ کر لیا یا ڈبو دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ **یونانیوں** کو **پرسیس** سے اس قدر ہمدردی تھی کہ وہ اسے خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ فی الجملہ سنہ ۱۷۱–۱۷۰ کے

---

[1] **ہکس**۔ **یونانی** تاریخی کتبے۔ فہرست مضامین **تھسپیے** کے تحت میں۔

[2] **پالی بیس** ۲۷، ۱۵، ۱۶۔

موسم سرما میں بمقابلہ آغاز جنگ کے رومیوں کی حالت بدتر ہو گئی تھی۔ ان کی فوجی شہرت باقی نہ رہی تھی اور اس نواح کے باشندے اُن سے ناراض ہو گئے تھے۔ جنگ میں اس سے سخت دقت ہوتی ہے اور اس کا اثر جلد زائل نہیں ہوتا۔

رومیوں کی غلط بیانی

(۵۱۵) سنہ کے انتخابات ہو چکے تھے اور سرکاری عہدوں کی تقسیم عمل میں آ چکی تھی۔ کانسل ا۔ ہاس ٹی لیس مان کی نس کراسس کا جانشین ہوا۔ اور پیٹرل۔ ہارٹین سیس بیڑے کا امیر البحر ہوا۔ سینیٹ نے کورونیا کے مظالم کا حال سُن کر کراسس کی اس کارروائی کو کالعدم قرار دیا اور حکم دیا کہ جو لوگ غلام بنا لیے گئے تھے آزاد کر دیے جائیں اور اُن کے نقصانوں کی ہر طرح تلافی کی جائے مگر ظلم کی تلافی کبھی ہو نہیں سکتی، ظلم کو کوئی مٹا نہیں سکتا اور تلافی کبھی پورے طور سے ہو نہیں سکتی۔ سنہ کے واقعات ہمارے ماخذ میں جستہ جستہ بیان کیے گئے ہیں مگر ان سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس سال کے حکام نا اہلی اور ظلم میں اپنے پیش رووں سے کم نہ تھے۔ اثنائے راہ میں قریب تھا کہ ہاس ٹی لیس قید ہو جائے اور پرسیس کے پاس بھیج دیا جائے مگر بال بال بچ گیا۔ موسم سرما میں اُس نے دو مرتبہ مقدونیہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ پہلے حملے میں وہ پسپا ہوا اور دوسرے حملے میں بھی پرسیس کے بہادرانہ طرز عمل سے اُسے ناکامی ہوئی۔ کانسل کی قطعی ناکامی کا ایک ثبوت یہ تھا کہ پرسیس کو اس قدر فرصت تھی کہ اُس نے ڈارڈانی کی خوب گوشمالی کی جو اُس کی شمالی سرحد پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ اُس نے الیریا اور اپیائرس پر بھی حملہ کر دیا جس سے غالباً مقصود یہ تھا کہ وہاں کے لوگوں کو مرعوب کر کے شرکت پر مائل کرے۔ گینٹیس کی تائید حاصل کرنے کا بھی اُسے خاص خیال تھا۔¹

رومیوں کی بداعمالیاں

حلیفوں کی عاجزی

(۵۱۶) رومی سپہ سالاروں کی بداعمالیوں سے اہل روما کو سخت رنج ہوا۔ لکرےشیس نے اپنی بحری فوجوں سے بہت برے کام لیے تھے۔ ٹری بیونوں نے اُسے بہت دھمکایا۔ اپنی سپہ سالاری کے آخری ایام میں اُس نے جب کہ وہ کالکِس میں موسم سرما بسر کر رہا تھا وہاں کے شہریوں کو بہت پریشان کیا تھا اور

---

¹ لیوی ۴۳، ۴، ۷، ۸۔

ان کی عزت ریزی کی تھی اس وقت وہ ایٹولیا میں مقیم تھا جو روما سے قریب ہے اور جو روپیہ اُس نے لوٹ مار سے حاصل کیا تھا اُسے خرچ کرکے ہر دل عزیز بن رہا تھا۔ ابھی اُس سے کوئی بازپرس نہ ہوئی تھی کہ اس کے جانشین کی ایک قابل نفرین حرکت کی اطلاع روما آئی جس کی طرف لوگ متوجہ ہوگئے۔ یہ دردناک آواز ابدیرا کے یونانی شہر کی تھی جو تھریس کے ساحل پر واقع ہے۔ پہلے تو ان سے اتنی رسد اور سپاہی مانگے گئے جو یہ فراہم نہ کرسکتے تھے، پھر سفارت بھیجنے کے لیے مہلت دی گئی مگر کسی نہ کسی بہانے سے اسی اثنا میں ان پر حملہ کردیا گیا اور اُن کے بیشتر افراد یا تو قتل کردیے گئے یا غلام بنا لیے گئے۔ اس شہر کے باشندے بالکل بے گناہ تھے اور غالباً روما کے آزاد حلیف تھے۔ رومی حاکم کی یہ وحشیانہ حرکت بالکل بے موقع تھی سینیٹ نے اس معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور تلافی مافات کا حکم دیا جیسا کہ انھوں نے کورونیا کے متعلق کیا تھا۔ یہ وحشیانہ حرکتیں یونان ہی تک محدود نہ تھیں سال ماقبل میں کال ک... کیسیس نے اطالیہ کی شمالی مشرقی سرحد پر بھی سلوک[1] گالیوں اور دوسرے قبیلوں کے ساتھ کیا تھا سینیٹ نے سفیروں کی شکایتوں کو سنا اور اسکے افعال کو منسوخ کردیا مگر اُسے سزا دینا محال تھا کیونکہ وہ ہاس ٹی لیس کے اسٹاف میں یونان میں تھا سینیٹ نے وعدہ کیا کہ اگر اُس کی واپسی پر متضرر لوگ اس مسئلے کو پھر اٹھائیں گے تو اُسے تلافی کرنے پر مجبور کیا جائیگا فی الوقت انھوں نے ان قبیلوں کے سرداروں کو تحائف دے کر رام کرنا چاہا اور اظہار ہمدردی کے لیے ایک کمیشن روانہ کیا اصل واقعہ یہ تھا کہ سینیٹ یا تو سلطنت کی فوجوں کے سپہ سالاروں کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکتی تھی یا نہ رکھنا چاہتی تھی۔ اس اثنا میں مختلف یونانی اور ایشیائی شہروں سے سفارتیں[2] آئیں جنھوں نے نہایت عاجزی سے اپنی خدمات پیش کیں یا مراعات کے طالب ہوئے۔ ایتھنز کے سفیروں نے بیان کیا کہ رومی سپہ سالاروں نے جبراً کچھ چیزیں لی تھیں قرطاجنہ نے عجز کے ساتھ غلہ پیش کیا، ماسی نسائے نے غلے کے علاوہ

---

[1] لیوی ۴۳، ۵۔
[2] ۴۳، ۶، ۷۔

ایک نئی فوج بھی پیش کی۔ کریٹ سے اطلاع آئی کہ کراسس نے تیراندازوں کی جو سپاہ طلب کی تھی بھیج دی گئی۔ مگر اُن کے سفیروں کو جواب دیا گیا کہ اگر اہل کریٹ چاہتے ہیں کہ روما کے حلیف تسلیم کیے جائیں تو انھیں چاہیئے کہ پرسیس کے لیے تیر انداز مہیا نہ کریں۔ یہ لطف کی بات ہے کہ سینیٹ اپنے سپہ سالاروں کو تو قابو میں نہ رکھ سکتی تھی مگر کریٹیول سے یہ امید رکھتی تھی کہ اپنے مسلمہ حق کو چھوڑ دیں۔ کریٹیول کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے دونوں فریقوں کی ملازمت کرتے اور اگر ایک ہی فریق کا وہ ساتھ دیتے تو انھیں سخت گھاٹا ہوتا۔ کالکس سے ایک سفارت اس امر کی شکایت کرنے کے لیے آئی کہ پریٹر نے جو رومی بیڑے کا امیر البحر تھا انھیں سخت نقصان پہنچایا تھا۔ ہارٹین سیس بھی لکریشیس کی پیروی کر رہا تھا یعنی روما کے حلیفوں کو لوٹ رہا تھا اور انھیں ہر طرح سے ضرر پہنچا رہا تھا۔ کالکس ایک اہم مقام تھا اس لیے اُس کے باشندوں کے نقصانات کی تلافی کے لیے ہر طرح سے کوشش کی گئی۔ ہارٹین سیس تو اس وقت دور تھا مگر لکریشیس پر مجلس عامہ کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور قبیلوں کی متفقہ رائے سے اس پر زبردست جرمانہ ہوا۔[1]

روما کی بری حالت

(۵۱۷) مقدونیہ کی جنگ کی موجودہ حالت میں ضروری تھا کہ دونوں فریق الیریا کی طرف متوجہ ہوں۔ گینٹیس ابھی تک مذبذب میں تھا جس سے رومیوں کو تشویش تھی اس لیے وہاں اطالیہ اور یونان کی فوج سے سپاہی بھیجے گئے اور الیریا کے جنوبی حصے میں جہاں رومی اثر غالب تھا مقامی سپاہی بھرتی کیے گئے۔ لیکن ملک کے باقی حصے میں روما کے اثر کو وسعت دینے میں ناکامی ہوئی اور رومی افسر ایک کمین گاہ میں پھنس گیا جہاں سے وہ سخت نقصان کے ساتھ واپس ہوا۔ سینیٹ کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ ہوا صورت حال پریشان کن تھی اور اس طولانی جنگ کو ختم کرنے کے لیے پوری اصلاح کی ضرورت تھی۔ سینیٹ نے دو کمشنر اس غرض سے بھیجے کہ میدان جنگ میں جا کر اصلی واقعات سے اُسے مطلع کریں۔ سنہ ۱۶۹ کے

---

[1] لیوی ۴۳، ۷۔

انتخابات کو جلد تر عمل میں لانے کا بھی انتظام کیا گیا اور سینیٹ کے جو ارکان بیرون ملک کار گزار تھے واپس بلا لیے گئے۔ کمشنروں نے واپس ہونے پر جو حالات بیان کیے امید افزا نہ تھے ضبط فوجی درست نہ تھا، سپاہیوں میں سے اکثر طویل رخصت پر تھے، کانسل لشکروں کے افسروں پر الزام رکھتا اور یہ افسر اُس پر الزام رکھتے تھے۔ اس اثنا میں سپیلیس کو شاندار کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اور روما کے حلیف ہمت ہارتے جاتے تھے۔ آئندہ معرکہ آرائی کے لیے تیاری شروع کر دی گئی۔ یہ جنگ کا تیسرا سال تھا مگر اب بھی بیڑے اور میدان جنگ کی فوجوں کی ضروریات کو پوری کرنے کے بعد غیر معمولی ضروریات کے لیے ایک مستحفظ فوج تیار رکھی گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مقدونیہ کی قوت کے انسداد میں اب تک کچھ کامیابی نہ ہوئی تھی۔ عام لوگوں میں بےچینی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر معمولی واقعات کی اکثر کیفیتیں سننے میں آتی تھیں جن کے دفعیے کے لیے حسب معمول رسوم انجام دی گئیں۔ اس سال سنسروں کا انتخاب بھی ہوا۔ اس اہم مردم شماری کا ذکر ہم متعاقب کریں گے، اس وقت ہمیں اس سے سروکار[1] صرف فوجی بھرتی کی حد تک ہے۔ کانسلوں کو معلوم ہوا کہ شہریوں کو فوجوں میں بھرتی ہونے میں بہت کچھ تامل ہے۔ دو پریٹروں نے ظاہر کیا کہ یہ قصور کانسلوں کا ہے کہ وہ جبری بھرتی سے کام نہیں لیتے اور اس کام کو خود کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ سینیٹ نے اس تجویز پر آمادگی ظاہر کی جس سے کانسلوں پر حرف گیری مقصود تھی جو ہر دل عزیزی کے خواہاں تھے۔ ہر شہری کو قسم کھانی پڑتی تھی۔ اس قسم میں سنسروں نے پریٹروں کو مدد دینے کی غرض سے ایک فقرے کا اضافہ کر دیا جس کی رو سے ۴۶ سال سے کم عمر کے تمام شہریوں کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ جب فوجی بھرتی شروع ہوگی تو وہ حاضر ہو جائیں گے۔ خاطیوں کو اس سے تنبہ ہو گیا کہ اگر انھوں نے اپنے فرائض سے پہلو تہی کی تو حقوق شہریت سے محروم ہو جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۱ روز کے عرصے میں بھرتی کا کام ختم ہو گیا۔ سنسروں نے اپنے اقتدار سے اُن لوگوں کو جو اطالیہ میں رخصت پر تھے، یونان واپس جانے پر مجبور کیا۔ بالمختصر

---

[1] لیوی ۴۳، ۱۴۔

اس طرز عمل کو اختیار کرنے سے جمہوریہ کا پرانا طریقہ از سر نو جاری ہو گیا جس کی رو سے شہری اور سپاہی میں کوئی فرق نہ تھا اور آئندہ مردم شماری تک باقی تھا مگر سنسروں کی اس انتہائی کارروائی سے ظاہر تھا کہ زمانہ بدل گیا تھا اور قدیم نظام فوجی موجودہ ضروریات کے لیے ناکافی تھا؛

یونان کی غیر مطمئن حالت

(۵۱۸) روما کے افسروں کے مظالم اور استحصال بالجبر کے سلسلے میں سینیٹ نے ایک عام حکم نافذ کر دیا جس کی رو سے حلیفوں کو ممانعت کر دی گئی کہ جبتک سینیٹ حکم نہ دے جنگی اغراض کے لیے کوئی شے نہ دی جائے۔[1] ناجائز مطالبات کا یہ انسداد بالعموم پسند کیا گیا اور اتحاد آکائی کی مجلس کو اس سے بالخصوص اطمینان ہوا۔ نئے کانسل کے آنے کے قبل ہاس ٹی لیس نے جو اب پروکانسل تھا اس حکم کی دو نائبوں کے ذریعے سے باضابطہ اشاعت کی۔ ان نائبوں کو معلوم ہوا کہ اے ٹولیا میں باہمی نزاعوں کی وجہ سے عنقریب خانہ جنگی ہونے والی ہے۔ انھوں نے قیام امن کے لیے کفیل لیے اور اکارنیا جہاں کی حالت بالکل ایسی ہی تھی پرسیس کی کامیابیوں سے یونانیوں کی حالت متزلزل ہو گئی تھی۔ روما کی سیادت اُن کو شاق گزرنے لگی تھی، مقدونیہ کی سیادت ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ انھیں گراں گزرتی مگر ابھی تک وجود میں نہیں آئی تھی آکائیوں پر رومی نائبوں کو شبہہ تھا کہ وہ سہل انگاری سے کام لے رہے ہیں مگر انھوں نے تصفیہ کر لیا کہ سرگرمی کے ساتھ روما کی معاونت کرنی چاہیے۔ اس موسم سرما میں پرسیس الیریا میں اپنی تدبیروں کو کارگر بنانے میں مصروف تھا۔ اُس نے اُن اضلاع پر حملہ کر دیا جو اس کی سرحد کے قریب تھے۔ اُسے پورے طور پر غلبہ حاصل ہوا اور اُس نے متعدد رومی سپاہیوں کو قید کر لیا جو مختلف محافظ فوجوں میں موجود تھے۔ اپنی قوت کا کافی ثبوت دے کر اُس نے گین تیس کو آمادہ کرنا چاہا کہ اس جنگ میں روما کے خلاف میں اُسکا شریک ہو گین تیس شرکت پر راضی تھا مگر الیریا کے وحشی پہاڑیوں کو فوجوں میں جمع کرنے کے لیے روپے کی ضرورت تھی۔ اُس کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ روپے سے

---

[1] لیوی ۴۳-۱۷۔ پالی بیس ۲۸-۶۔

اس کی مدد کی جائے۔ پرسیس کا بخل اس میں سدراہ ہوا، کئی سفارتیں آئیں اور گئیں گین ٹیس روپیہ مانگتا تھا اور پرسیس پہلو تہی کرتا تھا۔ اس نامہ و پیام کے دوران میں پرسیس نے پینڈس کے سلسلۂ کوہ کو اس امید میں طے کیا کہ فوجی مظاہرہ کر کے اسے ٹولیوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ اس کا پہلا وار اسٹریٹس پر ہوا مگر عین موقع پر ایک رومی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے ٹولیوں کی ایک جماعت کو جو اس کے دوستوں نے اس کی امداد کے لیے بھیجی تھی اس واقعے کو دیکھ کر رومیوں سے مل گئی اور پرسیس اپنا وقر کھو کر ناکام واپس ہوا۔ الیریا اور ایپائرس میں رومی افسروں کی فوجی کارروائیاں رائگاں گئیں مگر ان کا ذکر ہم بیان نہ کریں گے، صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ موسم بہار آگیا تھا مگر گین ٹیس اب تک بے کار تھا۔

(۵۱۹) ک۔ مارکیس فلپس اب بحیثیت کانسل خدمت سپہ سالاری پر فائز ہوا۔ اس کے تقرر سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ روما کا نظام فوجی ایک زبردست جنگ کے لیے ناکافی تھا۔ ۱۸۶ء میں وہ کانسل تھا اور لیگیوریا میں اس نے ایک خفیف سی معرکہ آرائی کی تھی جس میں اس کی فوج ایک کمیں گاہ میں پھنس گئی اور نہایت ذلت کے ساتھ وہاں سے فرار ہو کر فوج کے ایک چھوٹے سے حصے کے ساتھ واپس آیا۔ اس کی سیاسی زندگی زیادہ تر عصر عدالتی اور سفارتی کاموں میں گزری تھی پرسیس کے ساتھ حالیہ نامہ و پیام میں اس نے جو بے ایمانی کی تھی وہ قدیم طرز کے ایماندار اراکین سینیٹ کو ناگوار گزری تھی۔ مگر سینیٹ نے بحیثیت مجموعی اس کے اس فعل سے چشم پوشی کی اور اس کو سلطنت کے مفاد کی سلامتی کی کوشش پر محمول کیا۔ اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی مگر اس میں کام کرنے کا جوش اب بھی باقی تھا اور اپنے فوجی فرائض بذات خود انجام دینے پر مستعد تھا باوجودیکہ وہ بوڑھا اور موٹا ہو گیا تھا۔ تھسلی پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ فوج کی حالت اچھی ہے اور جنگ فوراً شروع کی جا سکتی ہے۔ اس کے پیش رو ہاس ٹی لیس نے ضبط فوجی کو بحال کر دیا تھا اور مقامی حلیفوں کی حفاظت کرنے کے متعلق سینیٹ کے احکام کی پوری طور سے تعمیل کی تھی۔ اس لیے یہ طے ہوا کہ تھسلی میں پڑا رہنا فضول ہے اور مقدونیہ پر حملہ کر دینا چاہیے۔

پر پڑک۔ مارکیس فیگوس نے بیڑے کے ساتھ فوج کے متوازی دشمن کے ساحل پر پیشقدمی کی۔ پرسیس کو اس کی خبر ہوگئی اس لیے اُس نے تمام دروں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اُس نے خود وار کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ رومیوں کا منتظر رہا گو محض دفاعی کارروائی میں نقصان ہوتا ہے۔ کانسل نے بالآخر اپنی راہ کا تعین کیا اور ایک درے کو تجویز کیا جو کوہ اولمپس کے جنوبی حصے میں ہے۔ راستہ دشوار گزار تھا مگر فوج پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی اور پرسیس کے ہلکے اسلحہ والے سپاہی اُسے روک نہ سکے۔ اب رومی واپس نہ ہو سکتے تھے اور اُتار میں اس قدر دقتیں تھیں کہ تمام رومی فوج کو دشمن تباہ کر سکتا تھا مگر پرسیس کی بے ہمتی اور بے پروائی سے وہ صحیح وسلامت نیچے پہنچ گئی۔ مگر وہاں پہنچ کر رومیوں نے جب ادھر اُدھر دیکھا تو اُنھیں معلوم ہوا کہ وہ ایک جال میں پھنس گئے ہیں۔ وہ اُس وقت ایک تنگ قطعۂ زمین پر تھے جس کی ایک طرف سمندر تھا اور دوسری طرف کوہ اولمپس اور وہاں سے نکلنے کی صرف دو صورتیں تھیں، یا تو ٹمپ کے مشہور درے سے واپس ہوں جو پے نیس ندی کے کنارے ایک تنگ راستہ تھا یا ساحل کی سڑک سے ڈیم اور پڈنا کی طرف پیش قدمی کریں جیسا کہ سابق میں اُسے اتفاق ہوا تھا۔ مارکیس پھر ایک پھندے میں پھنس گیا تھا یعنی پیچھے جانے کی راہ میں ایک مقدونی فوج تھی اور اگر آگے بڑھتا تو اُسے پرسیس کی اصل فوج کا مقابلہ کرنا پڑتا۔ پرسیس کو صرف تھوڑے سے صبر کی ضرورت تھی۔ اگر وہ سکوت کرتا تو رومیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو جاتی مگر سکندر اعظم کے اس جانشین میں اس قدر ہمت کہاں تھی۔ اُس نے اپنے دور افتادہ فوجی خاکوں کو اُٹھا لیا۔ موقع سے اُسے جو نفع حاصل تھا اُس سے دست کش ہو گیا، ڈیم کا تخلیہ کر دیا اور وہاں کے باشندوں اور سونے کے مجسموں کو کہیں اور بھیج دیا۔ اس طور پر رومی فوج کو بغیر کسی محنت کے آگے بڑھنے کا موقع مل گیا اور عقب کی طرف اُس کے ذرائع آمد ورفت کھل گئے۔ اخلاقی قوت اور اخلاقی کمزوری کے حربی نتائج کا اظہار اس بیّن طریقے پر کبھی نہ ہوا ہوگا۔

پرسیس کی گھبراہٹ

(۵۲۰) مارکیس اب آگے بڑھا اور ڈیم پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا مگر رسد کی کمیابی سے اُسے رجعت اختیار کرنی پڑی۔ درہ ٹمپ کی طرف سے ذرائع آمد ورفت

کے مستحکم کرنے کی طرف اب وہ متوجہ ہوا۔ **مقدونیوں** نے اپنے قلعوں میں جو رسد چھوڑی تھی اُس سے اس کی ضروریات فی الحال پوری ہوگئیں **پرسیس** نے اب پھر کچھ ہمت کی مگر سمندر اور **اولمپس** کے درمیان ایک مقام کے مستحکم کردینے پر اکتفا کیا اور اس کے بعد پھر دفاعی کارروائی شروع کردی۔ رومیوں نے اس کی فوج کے قریب ایک شہر پر دھاوا کرکے قبضہ کرلیا۔ اس نے گھبراہٹ میں حکم دے دیا تھا کہ اس کا خزانہ ڈبو دیا جائے اور **تھی سالونی کا** میں جو اسکا فوجی مخزن تھا جلا دیا جائے۔ خزانہ تو ڈبو دیا گیا مگر مخزن بچ گیا۔ اُس نے خزانہ پھر نکال لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے اُن افسروں کو بھی قتل کرادیا جنھیں خزانے کے ڈبونے کے احکام دیئے گئے تھے اور اُن غواصوں کو بھی جنھوں نے خزانہ نکالا تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اُس کی گھبراہٹ کا حال کسی کو معلوم نہ ہو۔ رومیوں کے **مقدونیہ** میں گھس آنے کا الزام وہ اپنے سپہ سالاروں کے سر رکھتا تھا۔ مگر رومیوں کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی گو اُس کا دشمن اس قدر بودا تھا۔ بڑا اپنے کام میں مشغول تھا پہلے **مقدونیہ** اور **کال کی دی کی** کے ساحل پر اور پھر **میگ** نے **سشیا** کے قرب وجوار میں۔ کئی جگہ اس کے سپاہی اُترے اور بعض مقامات کا محاصرہ کیا گیا مگر بسا اوقات اس میں ناکامی ہوئی۔

(۵۲۱) اب ہم جنگ کی اس نوبت پر پہنچے ہیں جبکہ ہمیں **پالی بیس** کی تاریخ کے غیر مکمل ہونے سے سخت افسوس ہوتا ہے۔ **روما** کے حلیفوں میں ناچاقی ہوگئی تھی یا ہو چلی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہا اور سازشوں اور نامہ وپیام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ کوئی ایسا واقعہ ہمیں نہیں ملتا جس کے ذریعے سے ہم ان پیچیدہ واقعات کی حقیقت معلوم کرسکیں۔ واقعات مابعد سے بھی ہم اس زمانے کے متعلق کوئی نتائج اخذ نہیں کرسکتے۔ یہ نتائج **روما** کے نقطۂ خیال سے پیدا ہوئے تھے اور رومیوں کا نقطۂ خیال بسا اوقات حقیقت پر مبنی نہ ہوتا۔ یہ واقعات مختصر طور پر حسب ذیل تھے۔ مشرقی جنگ میں **شام** کو فتح حاصل ہوئی۔ **اینٹوکس مصر** میں گھس گیا اور وہاں کی حکومت ابتری کی حالت میں تھی۔ **روما** اور **پرسیس** کی جنگ کے مقابلے میں اس جنگ سے **روڈیوں** کو

روڈز

زیادہ نقصان پہنچ رہا تھا۔ روما کے لیے انھوں نے بہت کچھ ایثار کیا تھا مگر مقدونی
جنگ میں رومیوں کے لیے کچھ نہ بنتا تھا۔ اس کی وجہ سے تجارتی کار و بار کو سخت
نقصان تھا اور جب تک کہ روما مقدونیہ سے نپٹ نہ لے وہ شرق میں امن قائم نہ
کر سکتا تھا۔ روڈز میں مقدونیہ کے طرفدار گرانی سے کام لے کر بے چینی پھیلا رہے
تھے مگر روما کے طرفدار اب تک برسر اقتدار تھے۔ وہاں کی حکومت نے دو سفارتیں
بھیجیں۔ جو سفیر روما گئے انھوں نے دوستی کی تجدید[1] کی خواہش کی اور بد دلی
کے متعلق صفائی پیش کی جس کا اُن پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے
سلطنت روما میں غلہ خریدنے کی اجازت چاہی۔ یہاں تک تو خیر گزری سفیروں
کے ساتھ شفقت کا برتاؤ ہوا اور انھیں سسلی میں غلے کی ایک مخصوص مقدار
خریدنے کی اجازت دی گئی۔ کانسل مارکیس کے پاس جو سفیر گئے انھیں صرف
اپنا پیام پہنچانے سے سروکار تھا اور اُن کے وہاں پہنچنے سے خاص پیچیدگیاں پیدا ہوئیں

اکائی

(۵۲۲) اکائیوں نے جب تھسلی میں رومیوں کو مدد پہنچانے کا
تہیہ کیا تو انھوں نے مارکیس کے پاس سفیر[2] بھیجے تاکہ اُسے اس امر کی اطلاع کریں اور
دریافت کریں کہ کس مقام پر اکائی فوج اس سے جا ملے۔ اس سفارت کا رکن
پالی بیس تھا جو اب اتحاد کا دوسرا افسر تھا۔ کانسل اس وقت پہاڑ کو پار کرنے
کی فکر میں تھا اس لیے اُس نے اپنا پیام نہ پہنچایا بلکہ جب فوج سلامتی کے ساتھ درے
میں سے گزر گئی تو اُس نے کانسل کو اتحاد کی تجویز سے آگاہ کیا اور اسے مطلع کیا کہ
جنگ کے آغاز ہی سے اتحاد نے روما کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ مارکیس نے
اطمینان ظاہر کیا مگر اس پیش کردہ امداد کے لینے سے عدم ضرورت کی بنا پر انکار کر دیا
اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو پریشان اور زیر بار کرنا نہیں چاہتا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ
حالیہ ہزیمتوں کی وجہ سے ایپائرس میں رومی فوج معرض خطر میں تھی اور وہاں کے

---

[1] لیوی ۱۴، ۴۴۔
[2] پالی بیس ۲۸، ۲۔
[3] پالی بیس ۲۸، ۱۲، ۱۳۔

افسر نے درخواست کی تھی کہ ۰۰۰ ۵ آکائی اس کی امداد کے لیے بھیج دیے جائیں۔ مارکیس نے پالی بیس کو فوراً واپس کر دیا اور کہا کہ امدادی فوج ہرگز نہ بھیجی جائے کیونکہ اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ہدایتیں خانگی طور پر دی گئی تھیں، اس لیے جب یہ معاملہ آکائی اتحاد کی مجلس میں پیش ہوا تو پالی بیس سخت مخمصے میں تھا کہ اس پیام کو کس طرح بیان کرے۔ اس نے اس معمے کو اس طرح حل کیا کہ مارکیس کا حکم سینیٹ کے حکم پر مبنی ہے جو ناجائز مطالبات کے متعلق نافذ ہوا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مارکیس نے یہ عجیب و غریب طریقہ کیوں اختیار کیا۔ پالی بیس نے بادلِ ناخواستہ اس کے دو حل پیش کئے ہیں یعنی یا تو وہ آکائیوں پر بار نہیں ڈالنا چاہتا تھا یا وہ ایپائرس کی معرکہ آرائی میں کامیابی کو پسند نہ کرتا ہو۔ مارکیس کے حالات اور خصائل سے ہم واقف ہیں اس لیے پہلے حل کو ہم صحیح نہیں خیال کر سکتے کیونکہ وہ اس کی سرشت کے خلاف تھا۔ البتہ اس کی کارروائی بغض و حسد پر مبنی ہو سکتی تھی جیسا کہ صورت ثانی میں بیان کیا گیا ہے مگر مارکیس کو معلوم ہو گا کہ سینیٹ جنگ کے طول کھینچنے سے ناراض ہے اسلیے قرین قیاس نہیں ہے کہ اس کے طول دینے کے لیے اس نے عمداً کوشش کی ہوگی۔ روما کے دستور کی پالی بیس نے جو تنقید کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ رائے قائم کرنے میں پالی بیس اکثر حقیقت حال معلوم کرنے سے چوک جاتا ہے۔ اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مارکیس کو آکائیوں پر اعتماد نہ تھا اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک ایسی فوج مجتمع ہو جو کسی نازک موقع پر دشمن سے جا ملے۔ اُسے غالباً یہ معلوم ہو گا کہ پومی بیس اپنے بھائی اٹالس کے ذریعے سے اس امر کی کوشش کر رہا تھا کہ پیلوپونے سس میں اس کے اعزاز میں جو مجسمے اور کتبے وغیرہ تھے از سر نو بحال کر دیئے جائیں۔ اس کے یہ اعزاز ایک زمانے میں کثرت سے تھے مگر کسی نہ کسی وجہ سے معدوم کر دیے گئے تھے۔ اس درخواست پر توجہ کی گئی اور غور کیا گیا، اس توجہ کو پالی بیس اپنی ایک تقریر پر محمول کرتا ہے۔ مگر روما بغیر اپنے

۱؎ پالی بیس ۲۸، ۱۷۔

توسط کے اپنے حلیفوں میں گھرے تعلقات کا پیدا ہونا پسند نہ کرتا ہوگا اور مارکیس ایسے پختہ کار مدبر کو ضرور خیال ہوا ہوگا کہ یومی نیس صرف اعزازات مذکور کا خواہاں نہیں ہے بلکہ اُس کی غرض کچھ اور ہے۔ رومیوں کو اب یومی نیس کی وفاداری کی طرف سے شبہہ ہونے لگا تھا۔ بیان[۱] کیا گیا ہے کہ اُس کا ایک کریٹی افسر مقدونی فوج کے بعض کریٹی افسروں سے نامہ وپیام کر رہا تھا۔ اس وقت تو الزام یہی تھا مگر کریٹیوں کے نام لینے ہی سے غداری کا خیال دل میں آتا ہے۔ پالی بیس کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یومی نیس کریٹ کی لاانتہا نزاعوں[۲] میں دخل دیا تھا۔ پس اگر مارکیس کو آکائیوں پر اعتماد نہ تھا تو یہ رومیوں کے عام طرز عمل اور خود اُس کی خصائل کے خلاف نہ تھا[۳]

مارکیس کی عیاریاں

(۵۲۳) رہوڈی سفیروں نے کانسل[۴] کو ٹمپ کے درے کے شمال میں ساحل کے قریب پایا۔ اس نے دوستانہ طور پر ان کا خیر مقدم کیا اور انھیں یقین دلایا کہ وہ روما کے بہت پرانے دوست ہیں اور ان پر جو اتہام عاید کئے جاتے تھے ان پر کبھی خیال نہ کیا جائیگا۔ اسی طرح انھیں بھی روما سے بدگمانی نہ کرنی چاہیئے۔ رہوڈی سفیر اس کی اس نیک نیتی سے خوش ہوئے۔ مگر صفحات تاریخ میں متعدد اشخاص کا ذکر آیا ہے جو بظاہر تو خوش اخلاق معلوم ہوتے تھے مگر جنھوں نے لوگوں کو سخت دھوکے دیئے ہیں۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ مارکیس نے اس خوش اخلاقی سے اپنی عیاری اور بے ایمانی کو چھپانا چاہا۔ اُس نے سفارت کے صدر کو خانگی طور پر یہ مشورہ دیا کہ رہوڈز کو چاہیئے کہ اُس جنگ کو ختم کرادے کیونکہ یہ اس کے قدیم طرز عمل کے مطابق ہوگا یہ مشورہ جن اغراض کی بنا پر دیا گیا وہ نیک نیتی پر مبنی نہ تھیں اور اس کی متعدد[۵] توضیحیں کی گئی ہیں۔ پالی بیس نے دو وجوہ لکھی ہیں۔ اولاً

---

۵۱ پالی بیس ۹، ۲، ۶۔

۵۲ پالی بیس ۲۸، ۱۵۔

۵۳ پالی بیس ۲۸، ۱۶، ۱۷۔

۵۴ پالی بیس ۲۸، ۱۷ ے پین مقدونیہ ۱۷۔ یہ اغلب ہے کہ مشرقی جنگ کے

مارکیس چاہتا تھا کہ پرسیس کی جنگ ختم ہو جائے ورنہ اُس کے طول کھینچنے سے روما کو مشرقی معاملات میں دخل دینے کا موقع نہ ملیگا کیونکہ مصر کی حالت اچھی نہ تھی اور ممکن تھا کہ اینٹوکس قابو سے نکل جائے۔ اگر اس توضیح کو صحیح خیال کیا جائے تو مارکیس کا مشورہ نیک نیتی پر مبنی تھا۔ دوسری توضیح جسے پالی بیس زیادہ صحیح سمجھتا ہے یہ تھی کہ مارکیس کو یقین تھا کہ مقدونیہ کی جنگ جلد ختم ہو جائیگی اور وہ چاہتا تھا کہ روڈیوں کی حالت ایسی ہو جائے کہ وہ روما سے اُلجھے میں پھنس جائیں کیونکہ روڈیوں کی اس مداخلت کو رومی ضرور نا پسند کرتے اور جنگ کے بعد جب تصفیہ ہوتا تو "پرانے دوستوں" کے ساتھ جو سلوک وہ چاہتے کرسکتے۔ مگر یہ عیارانہ تجویز جو مارکیس کے ساتھ منسوب ہے اس نوع کی ہے کہ صرف دوسری صدی قبل مسیح کے یونانیوں کے دماغ میں آسکتی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ توضیح صحیح ہو مگر یہ معاملہ اس قدر پردۂ خفا میں ہے کہ اس کو واضح کرنا ناممکن ہے۔[1]

(۵۲۴) لیوی کا تذکرہ بھی اس موقع پر پہنچ کر اغلاط کا ایک مجموعہ بن جاتا ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ۱۶۹ء کی جنگ کے موسم میں شمالی مشرقی اطالیہ کے بعض گالیوں نے امدادی فوجیں بھیجنے پر آمادگی ظاہر کی مگر اس امداد سے اخلاقاً انکار کر دیا گیا کیونکہ پہاڑوں کے پار سے کسی قسم کی مداخلت پسند نہ کی جاتی تھی خواہ وہ امداد ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جیسے جیسے سال ختم ہوتا گیا اہل روما کو جنگ کے ختم کرانے کی فکر ہوتی گئی۔ کانسل نے اپنی کامیابیوں کی اطلاع دی اور اپنے سپاہیوں کے لیے سرمائی کپڑے اور سواروں کے لیے گھوڑے طلب کیے۔ اسکے علاوہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ معاملے پر مارکیس اور روڈیوں کے درمیان بحث ہوئی ہو۔ پالی بیس ۲۸، ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ نے مارکیس کو اختیار دے دیا تھا کہ بطلیموس سے خط و کتابت کرکے اس معاملے کو طے کرے اور ۲۸، ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ روڈیوں کی ایک سفارت سکندریہ کو صلح کرانے کے لیے گئی تھی مگر یہ کارروائی عام صلح کی کارروائی سے مختلف ہے۔ اسے پین کا خیال ہے کہ یہ پرسیس کی جنگ سے متعلق ہے۔ اور اسکا خیال صحیح ہے۔

[1] لیوی ۴۴، ۱۴۔

ایپائرس میں غلہ خرید کیا گیا تھا اور جس کے دام نہیں دیے گئے تھے۔ فوج کی تمام ضروریات پوری کر دی گئیں اور ایک چھوٹے سے معاملے کا تصفیہ کیا گیا یعنی ایک فرار شدہ مقدونی کو انعام دیا گیا۔ اس شخص نے پرسیس کو مشورہ دیا تھا کہ جنگ نہ کرے جس کی وجہ سے اس پر شبہہ ہونے لگا اور بالآخر بھاگنے پر مجبور ہوا۔ رومی سپہ سالار کو اس نے بہت کچھ مدد دی تھی۔ اس شخص کی خاص آؤ بھگت کی گئی اور ٹارینٹم کے سرکاری علاقے میں سے کچھ زمین اُسے دی گئی جو دوسری جنگ فنیقی کے بعد اہل ٹارینٹم سے لے لی گئی تھی۔ اس شخص کو روما کا شہری نہ بنایا گیا بلکہ (Socius) یعنی اطالوی حلیف بنایا گیا۔ یہ شخص مقدونیہ کے معززین میں سے تھا مگر معلوم نہیں کہ اپنی مادر وطن کو کیا نقصان پہنچا کے اُس نے یہ انعام حاصل کیا۔ البتہ اس قصے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کا رنگ کیا تھا۔ انتخابات کا زمانہ اب قریب آرہا تھا اور تمام روما ایک ایسے شخص کی تلاش میں تھا جو اس جنگ کو ختم کر سکے[۱]۔

(۵۲۵) اس کام کے لیے ایمی لیئس پالس کا انتخاب ہوا جس کا باپ کینے کی جنگ میں کام آیا تھا۔ یہ ایک قدیم پٹریشین خاندان کا رکن تھا جس کا جمہوریہ کی تاریخ میں اعزاز کے ساتھ ذکر تھا۔ اس کی خاندانی روایات قدیم خیالات کے لوگوں کی تھیں مگر اس کی بہن کی شادی سی پیو افری کانس سے ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نئے خیالات کے لوگوں سے بھی ناآشنا نہ تھا۔ پہلے پہلے اُس نے چھوٹی خدمتیں انجام دیں اور ایڈیل مقرر ہونے پر خاص سرگرمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد وہ

پالس

---

[۱] لیوی ۴۴، ۱۶۔

[۲] پلوٹارک نے پالس کی جو سوانح عمری لکھی ہے وہ اس کی رومی سوانح عمریوں میں بہترین ہے اس کے لکھنے میں اُس نے پالی بیس کی تاریخ اور سی پیو ناسی کا کے ایک خط سے مدد لی ہے جس میں اُس نے مقدونیہ کی جنگ کا ذکر لکھا ہے۔ اُس نے ایک شخص لوسی ڈیس کا ذکر کیا ہے جس نے ایک تاریخ لکھی تھی جس میں پرسیس کی طرفداری کی گئی ہے۔ بعض امور میں پلوٹارک اور لیوی میں اختلاف ہے۔

آگسں ہوا اور اس مقدس جماعت کے کاغذات کو بہت غور سے پڑھتا تھا۔ فوجی ملازمت میں بھی اُس کا رجحان وہی تھا یعنی ضبط فوجی کے قائم رکھنے میں بہت سخت تھا۔ ہسپانیہ بعیدہ[1] میں بحیثیت پریٹر اور لیگیوریا میں بحیثیت کانسل اُس نے معرکہ آرائیاں کی تھیں اور گو اُسے کئی مرتبہ ہزیمتیں ہوئیں مگر بالآخر فتح کا سہرا اُسی کے سر رہا۔ ہر دل عزیزی حاصل کرنے کی کوشش کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ باوجود متعدد مواقع کے وہ حرص و ہوس سے بچتا رہا اور غربت میں بسر کرتا رہا۔ مفتوح قوموں کے ساتھ اس کی انصاف پسندی اور ترحم کا یہ ثبوت ہے کہ جب ہسپانیہ کے مظلوم باشندوں نے اپنے نقصانات کی تلافی چاہی تو اسی سے امداد کی استدعا کی۔ ممالک کی تسخیر اور لوٹ مار کے وہ ہمیشہ خلاف تھا اور وہ اُن کمشنروں میں سے تھا جو ۱۶۷ء میں ایمی لیس ولسو پر معترض ہوئے جو گلاتی جنگ کے متعلق جشن فتح منانا چاہتا تھا کیونکہ یہ جنگ محض جبر و ستم پر مبنی تھی۔ ایمی اولوالعزمی تھی مگر اپنے ملک کے فائدے کا اُسے زیادہ خیال تھا۔ یہ خوبی اس زمانے میں شاذونادر تھی کیونکہ لوگوں کو مفاد قومی کے بجائے اپنے ذاتی فائدے کا زیادہ خیال تھا۔ گو اُس زمانے کے معیار کے لحاظ سے وہ ایک قابل مقرر تھا مگر نہ تو مجلس قومی نہ عدالتوں میں مقدمات کے ضمن میں وہ طولانی تقریریں کرتا تھا۔ ۱۸۲ء میں وہ کانسل ہوا، مگر اُسے دوبارہ منتخب ہونے کی آرزو نہ تھی۔ ایک دفعہ تو کسی نے اس کا لحاظ نہ کیا اور ایک دفعہ اُسے انتخاب میں شکست ہوئی جس کی وجہ سے وہ خدمت آگری کے فرائض میں منہمک ہو گیا اور اُسے اپنے بیٹوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی۔ ان خوش قسمت نوجوانوں کے لئے اُس نے منتخب یونانی اساتذہ رکھے تھے جو انھیں سواری اور کھیل کود کے علاوہ بلاغت اور فنون لطیفہ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ قدیم رومی طریقے پر بھی اُن کی تربیت ہوئی تھی۔ پالس خود بھی تعلیم یافتہ آدمی تھا مگر اپنے بیٹوں کو اُس نے اپنے سے بہتر تعلیم دلائی۔ خود بھی یونانیوں سے اُن کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا گو حکام روما اسے کسر شان خیال کرتے تھے اور یونان کے گزشتہ شاندار

---

[1] دیکھو کتبہ جو فقرہ ۶۸۸ (ب) میں مذکور ہے۔

کارناموں کی طرف بھی اس کی توجہ تھی۔ اس فرض شناس باپ اور ایماندار شہری کی باخبر اشخاص خاص وقعت کرتے تھے اور مختلف طبقوں سے سربرآوردہ اشخاص سے اُس کے خاص تعلقات تھے۔ اس کی پہلی بیوی پاپی ریا سے چار اولادیں ہوئیں۔ بڑے لڑکے کو اُس نے بغرض تبنیت خاندان فےبیس کے ایک رکن کو دے دیا جو بھتیجی پال کے پیرانہ سال مخاصم فےبیس کا بیٹا تھا، دوسرے بیٹے کو اُس نے اپنے ہونے والے افریکانس سپیو کے بیٹے کو اسی غرض سے دیدیا بڑی بیٹی کیٹو کے بیٹے سے بیاہی گئی اور چھوٹی اے لیس ٹوبیرو سے۔ یہ ایک سادگی پسند شخص تھا جس کی زندگی سبق آموز تھی۔ یہ ایک مشترک خاندان کا رکن تھا جس میں اُس کے سولہ عزیز مع اپنے کنبوں کے تھے جیساکہ قدیم روما میں رواج تھا۔ لیکن پالس نے کسی خاص وجہ سے پاپی ریا کو طلاق دے دی اور ایک دوسری عورت سے شادی کی جس سے کم از کم دو بیٹے ہوئے۔ ان لڑکوں کے پیدا ہونے کے بعد جب اُسے اپنی نسل کی بقا کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو اُس نے اپنی پہلی بیوی کے بیٹوں کو دوسرے گھرانوں میں منتقل کردیا مگر سوئے اتفاق سے اُسکے خاندان کا چراغ گل ہوگیا اور جن خاندانوں کو اس نے اپنے بیٹے دیدیے تھے باقی رہے۔

ایک سپاہی کا سپہ سالار ہونا۔

(۵۲۶) دوسروں کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لیے اس شخص نے ۶۰ سال کی عمر میں دوبارہ کانسلی قبول کی مگر بہت منت وساجت سے معمولی کانسلوں نے جنھیں قوم نے منتخب کیا تھا تین سال تک سوائے تضیع اوقات کچھ نہ کیا تھا۔ پالس کا قرعہ اندازی کے ذریعے مقدونیہ کا سپہ سالار ہونا[1] ایک اہم امر تھا نیا سپہ سالار فی الحقیقت فن سپہ گری سے آشنا تھا اور اُس کی قابلیت میں کلام نہ تھا۔ اس سے یہ امید تھی کہ اپنے ملک کے لیے جو ضروری خیال کرے گا ضرور کرے گا اور حرص یا حسد یا سہل انکاری، یا کم ہمتی سے اپنی کارکردگی میں فرق آنے نہ دیگا۔ اُس نے انتظامات فوراً اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور اُس کی ہدایت سے تین کمشنر میدان جنگ روانہ کیے گئے

[1] پلوٹارک نے معتبر ماخذ کی پیروی کی ہے اور اس کا بیان ہے کہ قرعہ اندازی نہیں ہوئی بلکہ خاص طور پر یہ کمان اُس کے سپرد ہوئی۔

تاکہ عینی مشاہدے کے بعد اصل حالات سے روما میں آکر اطلاع دیں۔ ان کے غیاب میں سکندریہ سے ایک سفارت[1] یہ شکایت کرنے کے لیے آئی کہ انٹیوکس مصر پر قبضہ کر رہا ہے اور دارالسلطنت کا اس نے محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ معاملہ نہایت اہم تھا کیونکہ اپنے مفاد اور مصالح کے لحاظ سے روما انٹیوکس کو یہ اجازت نہ دے سکتا تھا کہ مصر کے ذرائع سے متمتع ہو یا خاندان بطلیموسی کی حکومت کو تہ و بالا کر دے۔ چنانچہ گ۔ پاپی لیس لائی ناس کی سرکردگی میں ایک سفارت اس امتناعی حکم کے ساتھ بھیجی گئی کہ فریقین فوراً جنگ سے باز آئیں۔ اس سفارت کا ہم پھر ذکر کریں گے۔ جو کمشنر یونان گئے تھے وہ جلد واپس آ گئے اور جو حالات انھوں نے سنائے قابل اطمینان نہ تھے۔ اصل فوج کی معرکہ آرائیاں محض بے سود ثابت ہوئی تھیں اور میدان جنگ میں فریقین میں سے کسی کے غالب آنے کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ الیریا کی رومی فوج اس قدر نہ تھی کہ مقدونیہ پر مغرب سے حملہ کر سکے بلکہ خود تباہی کے خطرے میں تھی اور اسے یا تو واپس بلا لیا جائے یا اس کی مقررہ تعداد کی تکمیل کی جائے۔ بیڑے کی حالت افسوسناک تھی۔ ملاحوں میں سے جو باقی تھے انھیں تنخواہ اور کپڑے نہیں ملتے تھے۔ جاڑا بہت سخت تھا۔ رسد کی کمی تھی اور پرسیس اپنی پوری فوج کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹا ہوا تھا۔ پرگامم کے بیڑے کی نقل و حرکت کچھ سمجھ میں نہ آتی تھی اور گو اٹالس وفاداری پر قائم تھا مگر یومینیس اپنے عہد پر قائم نہ تھا۔

(۵۲۷) پالس سا زبردست آدمی جب سینیٹ کا مشیر کار ہو گیا تو یہ سب خرابیاں چشم زدن میں دفع ہو گئیں۔ پریٹر ل۔ انی کیس عدالتی خدمت سے ہٹا کر الیریا کی فوج کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا اور ایک زبردست فوج اس کے ساتھ کر دی گئی۔ لیجن کے ٹری بیونوں کے انتخاب میں پالس کو کامل آزادی عطا کرنے کا انتظام کیا، اس کے تمام لیجنوں میں چھ ہزار پیدل اور تین سو سوار رکھے گئے، اور تمام بیکار لوگ نکال دیئے گئے۔

جنگ کی واقعی تیاریاں

---

[1] پالی بیس ۲۹، ۲۳، ۵ سے ظاہر ہے کہ بطلیموسوں نے اکائی اتحاد سے بھی امداد کی درخواست کی تھی کیونکہ انھیں اندیشہ ہو گا کہ دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے روما فوری امداد نہ بھیج سکے گا۔

بیڑے میں بھی اضافے ہوئے۔ حلیفوں کی بھرتی میں ایک جدت کا ذکر آتا ہے[1] یعنی ۶۰۰ سوار بغرض امداد گکال این روئے آلپ میں بھرتی کیے گئے۔ پالس کا تقرر جن حالات کے تحت میں ہوا، روانگی سے قبل اُس کی تقریر، اس کی شاندار رخصتی، یہ سب امور روما کی تاریخی روایات کے جزو لاینفک ہو گئے اور ان سے نوجوانوں کی حب قوم کے ابھارنے کا کام لیا جانے لگا۔ یہ واقعات ممکن ہے کہ صحیح بھی ہوں کیونکہ اس نے سالنسل مقرر ہونے کا شکریہ نہیں ادا کیا بلکہ اس خدمت کو ایک قومی فریضہ خیال کر کے قبول کیا۔ اُس نے اپنی قوم کو متنبہ کر دیا کہ جنگ کے انتظامات کو سپہ سالار یعنی خود اُس کی صوابدید پر چھوڑ دیں اور فضول گوئی سے اُس کے کاموں[2] میں خلل نہ ڈالیں۔ اس کے بعد وہ فوراً مقدونیہ روانہ ہو گیا اور نے ایس آکٹے ویس اس کے ساتھ امیر البحر کی حیثیت سے گیا۔

(۵۲۸) روما اب سرگرمی کے ساتھ جنگ کے لیے تیار تھا مگر سنہ ۱۶۹-۱۶۸ کے موسم میں پرسیس بھی بیکار نہ تھا۔ گین ٹیس سے بالآخر اُس نے سمجھوتہ کر لیا۔ تین سو ٹیلنٹ (۷۰۵۰۰ پونڈ انگریزی) کی ادائی پر گین ٹیس راضی ہو گیا کہ پرسیس کے ساتھ شریک ہو اور روڈیوں کو روما کے خلاف اپنے اتحاد میں شریک کرنے کیلیے پرسیس جو سفیر بھیج رہا تھا ان کے ساتھ اپنے سفیر بھی بھیجے۔ ان دونوں کے درمیان تمام معاملات طے ہو چکے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو کفیل دے دیے تھے اور گین ٹیس کے کار پرداز روپیہ وصول کرنے کے لیے پیلا پہنچ چکے تھے۔ مگر پرسیس کی بخالت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اتنی بڑی رقم کے ہاتھ سے نکل جانے سے اُسے روحانی تکلیف ہوتی تھی۔ اُس نے الیریا کے افسروں کو روپے کی تھیلیوں کو مہر کرنے دیا اور دس ٹیلنٹ فوراً روانہ کرا دیے باقی رقم کو اُس نے سرحد پر روک دیا بے وقوف اور شراب خوار گین ٹیس کے پاس جب دس ٹیلنٹ پہنچے تو اُس نے حماقت سے دو رومی سفیروں کو قید کر دیا۔ اُس کا یہ فعل جنگ کے اعلان کے مساوی تھا۔ پرسیس نے

---

[1] لیوی ۴۴، ۲۱، ۷۔

[2] پالی بیس ۲۹۔ لیوی ۴۴، ۲۲۔

جب دیکھا کہ اُس کا کام نکل گیا ہے تو اس نے باقی ماندہ ۲۹۰ ٹیلینٹ پیلا میں منگا لیے لیکن یہ رقم بالآخر رومیوں کے قبضے میں آ گئی۔ اسی قسم کا نامۂ و پیام وہ وحشیوں کے ایک جتھے کے ساتھ کر رہا تھا جو حال ہی میں ڈینیوب کو طے کر کے شمال میں وارد ہوا تھا۔ ان لوگوں کو مشغول رکھنا ضروری تھا اور سب سے بڑا کام اس وقت رومیوں کی پیشقدمی کو روکنا تھا۔ انھوں نے اپنے حق المحنت سے اُسے آگاہ کر دیا اور اپنے مطالبے پر اڑے رہے مگر پرسیس کے بخل نے اُسے اس موقع پر بھی نقصان پہنچایا۔ اُس نے کوشش کی کہ وحشیوں کے سرداروں کو تحائف دے کر انھیں اپنے مطالبے سے باز آنے پر آمادہ کرے مگر اس لیت و لعل سے وحشی گھبرا کر چلے گئے اور اس طمع زر میں وہ بیس ہزار جری سپاہیوں کی خدمات سے محروم ہو گیا۔

پرسیس اور یومی نیس

(۵۲۹) پرسیس کی حماقت اور کورانہ نا عاقبت اندیشی کا اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا تھا۔ مگر یومی نیس شاہ پرگامم سے جو نامہ و پیام ہوئے اُس سے اُس کی حماقت کا اور بھی زیادہ ثبوت ہوتا ہے اور ان سے یومی نیس کی بھی مٹی پلید ہوئی۔ پالی بیس کا بیان حسب ذیل ہے[1] اور اس کی صحت میں شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ یومی نیس پرسیس پر اعتماد نہ کر سکتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ پرسیس غلبہ پا کر اُس کے لیے خطرناک ہو جائے گو اس کا زیادہ اندیشہ نہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی رومیوں کی فتح کے بھی آثار نہ تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں اُن کے عقب میں اے ٹولی بغاوت نہ کر دیں۔ اس لیے اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ دونوں مخاصمین جنگ کے طول کھینچنے سے خستہ حال ہو گئے ہیں، اس لیے اُس کے لیے اب موقع ہے کہ دونوں میں صلح کرا دے اور اس دلالی میں کچھ مالی نفع حاصل کرے۔ اس لیے اُس نے در پردہ پرسیس سے نامہ و پیام کیا اور پرسیس نے بھی یہ سمجھ کر کہ اُسے دھوکا دینے کا ایک موقع مل گیا ہے بطیب خاطر شرائط کے طے کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ یومی نیس نے دو تجویزیں پیش کیں جن میں پہلی یہ تھی کہ وہ خود رومیوں کی معاونت سے باز آئے اور دوسری یہ تھی کہ صلح کرانے کی کوشش کرے۔

---

[1] پالی بیس ۲۹، ۷، ۹۔

پہلی تجویز کو عمل میں لانے کے لیئے یومی نیس نے ۵۰۰ ٹیلینٹ مانگے اور دوسری کے لیے جس میں رومیوں سے جنگ کا امکان تھا اس نے ۱۵۰۰ ٹیلینٹ طلب کیئے۔ پہلی تجویز رد کردی گئی کیونکہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی تھی اور دوسری منظور کرلی گئی۔ مگر اس نوبت پر پہنچ کر دونوں شاہی دلالوں میں ان بن ہوگئی۔ پرسیس نے کہا کہ میں ۱۵۰۰ ٹیلینٹ کی رقم ساموتھراکی کے مندر میں جمع کردوں گا اور صلح ہوجانے کے بعد خدمات محصلہ کے صلے میں یہ رقم ادا کردونگا مگر ساموتھراکی پرسیس کے مقبوضات میں تھا اور یومی نیس چونکہ پرسیس سے خوب واقف تھا اس لیئے اُدھار کا سودا نہ کرنا چاہتا تھا۔ بالآخر یہ نامہ وپیام یونہیں رہ گئے اور بقول پالی بیس یہ کشتی ادھوری رہ گئی۔ یہ گفت وشنید درپردہ ہوئی تھی مگر سفیروں کی آمدورفت کا حال چھپ نہ سکتا تھا۔ شبہہ کے لیئے کافی موقع تھا خصوصاً اسلیئے کہ شاہ شام کے بادشاہ انٹیوکس سے بھی سلسلہ جنبانی ہوتی تھی اس لیئے رومیوں کو یومی نیس کی طرف سے شک ہوگیا اور اُنھوں نے اٹالس کو مورد عنایات بنایا۔ یہ پرسیس کی عیاری کا عملی نتیجہ تھا۔

رودز کی خاطر غلطی

(۵۳۰) سنہ ۱۶۸ کے موسم بہار کے مہینوں میں قبل اس کے کہ رومی کانسل اور پریٹر عرصۂ کارزار میں پہنچیں، مقدونی بیڑہ بحری کارروائیوں میں مصروف تھا۔ اُس کے ہلکے ہلکے تیزرو جہاز بحیرۂ یونان کا چکر لگا رہے تھے، اپنے غلے کے جہازوں کو بندرگاہوں میں پہنچاتے تھے اور دشمن کے جہازوں کو گرفتار کرلیتے تھے۔ یومی نیس نے اٹالس کی مدد کے لیئے ایک ہزار گلاتی سوار مع گھوڑوں کے سمندر سے بھیجے تھے مگر ان سب کو اس بیڑے نے یا تو گرفتار کرلیا یا قتل کردیا۔ اس بیڑے کی کارروائیوں کے ضمن میں ڈیلوس سے بطور بحری مرکز کے کام لیا گیا۔ روما اور پرگامم کے بعض جہاز بھی اس جزیرے میں تھے مگر ان سے مزاحمت نہ کی گئی کیونکہ یہ جزیرہ مقدس خیال کیا جاتا تھا اور یہ جہاز وہاں کے دیوتا کے زیر حمایت تھے۔ لیکن یہ جہاز بیکار تھے اور فی الوقت پرسیس کا بیڑا گویا سمندر پر قابض تھا اور صرف روڈز کی تجارت سے مزاحم نہ ہوتا تھا۔ ان کارروائیوں سے روڈز کی رائے عامہ متاثر ہو رہی تھی کہ اتنے میں پرسیس اور گینٹیس کی سفارت وہاں پہنچی۔ روما کے طرفدار

عوام کے جوش کو فرو نہ کرسکتے تھے۔ دونوں بادشاہوں کو اُن کے حسب مرضی جواب دیا گیا اور یہ طے ہوا کہ سینیٹ اور کانسل کے پاس سفارتیں بھیجی جائیں کہ جنگ ختم کردیجائے کیونکہ روڈز کی جمہوریہ کی یہی مرضی ہے۔ کریٹ سے بھی نامہ وپیام شروع کیے گئے جو اجیر سپاہیوں کا معدن تھا اور کچھ روز تک روڈز کے جمہور کو یہ زعم باطل ہوگیا کہ بین الاقوامی سیاسیات میں وہ بہت کچھ دخل دے سکتے ہیں۔

جنگ کا آغاز

(۵۳۱) مگر اب صورت حال سرعت کے ساتھ متغیر ہورہی تھی۔ جو عمارت سفارتی کارروائیوں سے سخت محنت کے بعد بنی تھی تلوار کے ایک وار سے گرگئی اور اُس کے بنانے والے اور اُن کے ساتھ دوسرے اشخاص بھی اُس کے نیچے دب گئے۔ گین ٹیس پر پہلا وار ہوا۔ پریٹر نے صرف تیس روز کی معرکہ آرائی میں اُس کی فوج کو شکست دے کر اُس کے مستقر پر قبضہ کرلیا۔ مقید سفیروں کو آزاد کرادیا اور بادشاہ اور اس کے خاندان کے اکثر ارکان کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اس پریٹر کی باموقع لینت اور انصاف پسندی سے گین ٹیس کی رعایا رام ہوگئی اور امن قائم ہوگیا ممتاز قیدی روما بھیج دیے گئے تاکہ اُن سے جشن فتح کی زینت ہو اور الیریا کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ اب پرسیس کی باری آئی۔ اُس کی فوج ایک پہاڑی ندی کے شمالی کنارے پر مورچہ بند تھی اور اس ندی کے گہرے پاٹ کو پورے طور سے مستحکم کردیا گیا تھا تاکہ سامنے کی طرف سے حملہ نہ ہوسکے۔ فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے مقدونیہ کے ساحل کی حفاظت کے لیے اُس سے علٰحدہ کردیے گئے تھے کیونکہ رومی بیڑا ساحل کے قریب تھا تاکہ کانسل کی معاونت کرسکے۔ کوہ اولمپس کے شمال ومغرب میں ایک دشوار گزار درہ تھا جس سے پرسیس کی فوج پر عقب سے حملہ ہوسکتا تھا مگر اس پر اوائل میں قبضہ نہیں کیا گیا تھا۔ پالس کا خیمہ گاہ اس ندی کے جنوب میں ایک ایسے مقام پر تھا جہاں بظاہر پانی نہ تھا۔ پرسیس کو امید تھی کہ اس مقام پر پانی کے نہ ملنے سے رومی گھبر اُٹھیں گے مگر پالس نے اپنی آنکھوں سے کام لیا اور اُس نے دیکھا کہ پہاڑوں پر سبزی ہے جس سے اُسے خیال ہوا کہ ان میں پانی ضرور ہوگا۔ اُس نے ریتلی زمین میں جو پتھروں کے چور چور ہونے سے پیدا ہوئی تھی کنوئیں کُھدوائے جس سے اُسے پانی کا کافی ذخیرہ مل گیا۔ اس کی اس فراست کا سپاہیوں پر بہت اثر ہوا جن کی کارکردگی کی اہلیت اُس کے ضبط فوجی سے

بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ احکام کے پہنچانے کے طریقوں میں اور فوجی ناکوں میں سپاہیوں کے باری باری بدلنے اور دوسرے امور میں اُس نے اصلاحیں کیں جو رومی فوج کی بہترین روایات کو یاد دلاتی تھیں ؛

پرسیس اور پالس

(۴۳۲) دونوں فوجیں آمنے سامنے خاموشی کے ساتھ جمی ہوئی تھیں کہ اتنے میں رو ڈز کے سفیر رومی لشکر میں پہنچے، الیریا کی فتح کی خبر بھی اسکے کچھ ہی قبل پہنچی تھی۔ ایک جنگی مجلس نے حالت غیظ میں ان کا پیام سنا اور کانسل نے پندرہ روز کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اُسے راستہ دکھانے والے مل چکے تھے اور بہت سے امور اس نے معلوم کر لیے تھے اور عقب سے حملہ کرنے کی فکر میں تھا۔ اس مہم کو اُس نے سپی یو ناسی کا (افریکانس اعظم کا داماد) اور اپنے بیٹے ک۔ فے بیس میکسی مس کے سپرد کیا۔ پرسیس کو دھوکا دینے کے لیے وہ سامنے سے حملہ کر رہا تھا اور دوسری تدبیریں بھی کر رہا تھا۔ مگر ایک فرار شدہ کریٹی سے اُسے کانسل کی اصل تدبیر کی اطلاع ہو گئی اس لیے درے پر قبضہ کرنے کے لیے ایک دستہ بھیج دیا۔ ناسی کا اور اُس کے سپاہیوں نے اس فوج کو شکست دے کر درے پر قبضہ کر لیا جس سے پرسیس کا سلسلۂ آمد و رفت منقطع ہو گیا اور اُس نے اس مستحکم مقام کو چھوڑ دیا جو سخت محنت و مشقت سے تیار ہوا تھا۔ اُس نے پڈنا کے محاذی ایک منتخب مقام پر اپنی فوجیں جمائیں اور اپنے فوجی اسٹاف کے مشورے پر جنگ کے لیے آمادہ ہو گیا۔ پالس بھی اُسکے پیچھے پیچھے وہاں پہنچا اور اثنائے راہ میں ناسی کا کی فوج اپنے ساتھ لے لی۔ فوج جب دشمن کے مقابل پہنچی تو افسروں اور سپاہیوں نے فوراً جنگ کی ٹھان لی۔ مگر کانسل جسے اپنی ذات پر اعتماد تھا ان معاملات کو خوب سمجھتا تھا اور اُس نے اپنی تدبیریں کسی پر ظاہر نہ کیں۔ اُس نے اپنے سپاہیوں کو سمجھا بجھا کر روک لیا، لشکرگاہ بنایا اور ایک دن گھوڑوں کے لیے چارہ جمع کرنے اور سپاہیوں کو آرام دینے میں صرف کیا جو اُس نواح کی گرمی کی دھوپ میں دن بھر کوچ کرنے سے تھک گئے تھے۔ اسی شب کو چاند گہن تھا جو کسی نہ کسی کے لیے نحس خیال کیا جاتا تھا خصوصاً ایسے لوگوں کے لیے جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیہ کی فوج میں اس کی وجہ سے کہرام مچ گیا اور سپاہیوں کے دل میں یہ بات جم گئی کہ سلطنت کا زوال اب قریب ہے مگر یونانی

ہیئت دانوں نے اس گہن کی پہلے ہی سے پیشین گوئی کر دی تھی اور بعض قابل رومی یونانی علوم سے خوب واقف تھے اس لیے ایک فوجی ٹری بیون سپ سلپیی گالس نے کانسل کی اجازت سے جیسے ان معاملات سے خود بھی لگاؤ تھا، سپاہیوں کو متوجہ کرکے گہن کی پیشین گوئی کر دی جس سے انھیں گھبراہٹ نہیں ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ حسب دستور نقارے بجائے گئے اور مشعل جلائے گئے اور خود پالس نے قربانیاں کیں۔ دوسرے روز اُس نے پھر قربانیاں کیں اور پرانے طریقے کے مطابق ذبیحہ کو بغور دیکھا یہاں تک کہ نیک شگون نظر آئے۔ اس نے منت مانی کہ بصورت فتح اور قربانیاں کی جائیں گی اور کھیل دکھائے جائیں گے۔ خیال کیا گیا ہے کہ ان رسوم کو اُس نے قصداً طول دیا بلکہ اُن کے ختم ہونے پر بھی اپنے خیمے میں بیٹھا رہا۔ فی الحقیقت وہ صبح کو لڑنا نہ چاہتا تھا مگر جنگ کو سہ پہر تک ملتوی کرنا چاہتا تھا تاکہ آفتاب دشمن کے مقابل ہو۔

پڈنا کی جنگ

(۳۲۳ھ) جنگ دونوں فوجوں کے آگے بڑھی ہوئی جماعتوں کی مڈبھیڑ سے شروع ہو گئی۔ تدابیر حربی واضح نہیں ہیں نہ ان سے ہمیں سروکار ہے **فیلینکس** کی فوج دو یا اس سے زیادہ چوڑی قطاروں میں آئی جس کے آگے نیزوں کی ایک سد سکندری تھی۔ یہ فوج نہایت شاندار تھی اور سامنے کی طرف سے اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا چنانچہ بہادر اطالوی حلیفوں نے اس کی کوشش کی اور منہ کی کھائی لیکن حرکت کی وجہ سے اس کی صفیں بگڑ گئیں اور اُس کی صفوں کے درمیان جو خالی مقام تھے ان میں جب رومی شمشیر بردار گھس گئے تو اس کا نتیجہ حسب معمول ہوا اور دونوں فوجوں کے مقابلے کے شروع ہونے کے آدھے گھنٹے میں رومیوں کو فتح ہو گئی۔ پرسیس کو خیال آیا کہ اُس نے پیلا کے ہراکلیس دیوتا کی قربانی نہیں کی تھی اور رسم کو ادا کرنے کے لیے بہ عجلت روانہ ہوا۔ شاہی سوار اور دوسرے سوار بھی اُس کے ساتھ ہو لیے اور تمام پیدل فوج شام تک کٹتی رہی۔ **مقدونی** مقتولین کی تعداد بیس ہزار سے پچیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ رومیوں کے صرف ایک سو آدمی کام آئے۔ اس شکست سے مقدونیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ رومیوں کو فتح غیر معمولی فوجی مہارت یا خوش قسمتی سے حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ رومی افسروں اور سپاہیوں کی کارکردگی اور روما کے طریقہ حرب کی تغیر پذیری سے۔ اس کے قبل کے تین کانسلوں کو ناکامی کم ہمتی، سہل انکاری اور

نا اہلیت سے ہوتی تھی۔ مگر روما کی قوت وسیع تھی اور اُس کے لیے یہ کام مشکل نہ تھا۔ ایک قابل اور مستعد آدمی کے مقرر ہوتے ہی جس کے اسٹاف کے لوگ اس کے مشیر نہ تھے بلکہ ماتحت تھے، فوج کا رنگ بدل گیا اور دشمن کو قطعی شکست ہوئی۔

پرسیس کا اطاعت قبول کرنا۔

(۵۳۴) پرسیس اپنا لباس شاہی اُتار کر فرار ہو گیا اور اپنی خطا کا الزام دوسروں پر رکھنے لگا، اس کے دوست بھی مختلف بہانے کر کے اُس سے الگ ہو گئے۔ مگر ہم ان واقعات کا بیان کرنا ضروری نہیں خیال کرتے۔ بیان کیا گیا ہے کہ پیلا میں اُس نے اپنے خزانچیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ اُس کے سپاہی منتشر ہو گئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے۔ البتہ کریٹیوں کی ایک جماعت ایم فی پولس تک اُس کے ساتھ گئی مگر یہ لوگ اُس کے خزانے کی تاک میں تھے۔ اُس نے ۵۰ ٹیلینٹ (۱۱۷۵۰ پونڈ) کی قیمت کے برتن اُن کے لیے چھوڑ دیئے۔ اس کے بعد جب اُس کی سراسیمگی کچھ کم ہوئی تو اُس نے بعض پیالے اُن سے پھر خرید نے چاہے جو سکندر اعظم کے بیان کیے جاتے تھے۔ جو لوگ اُس کی طینت سے واقف تھے انھوں نے تو پروا نہ کی مگر جن لوگوں نے کمزوری سے اپنا مال غنیمت کا حصہ اُسے دے دیا وہ داموں سے محروم رہے۔ مگر یہ غالباً یونانیوں کی من گھڑت ہے۔ پرسیس بالآخر ساموتھراکے کے جزیرے میں پہنچا اور اپنے خاندان کے ساتھ ڈسکورئی کے مندر میں پناہ لی۔ اب بھی اس کے پاس دو ہزار ٹیلینٹ (۴۷۰۰۰۰ پونڈ) کی رقم تھی۔ آکٹیویس نے جزیرے کی ناکہ بندی کر دی اور مندر چونکہ مقدس تھا اُس پر حملہ نہ کیا۔ پرسیس نے اپنا کچھ روپیہ لے کر کریٹ کے ایک جہاز میں بھاگنا چاہا مگر جب سب مال و اسباب لد گیا تو جہاز کا کپتان لنگر اُٹھا کر پرسیس کو وہیں چھوڑ کر چل دیا۔ جو لوگ اس کے ساتھ رہ گئے تھے اُن کے ساتھ بھی اُس نے بد عہدی اور کمینہ پن کا برتاؤ کیا۔ بالآخر ان میں سے ایک نے پرسیس کے بچوں کو دھوکے سے رومیوں کے سپرد کر دیا جس کی وجہ سے اُسے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ اب وہ اپنی تمام امیدوں سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ پالس نے بحیثیت بادشاہ اس سے گفت و شنید کرنے سے انکار کر دیا اور اب اُسے بالآخر ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے حاضر ہونا پڑا جو ترحم کا خواہاں تھا۔ پالس نے اُس کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا مگر اُسے اپنے جلوس فتح کی زینت کے لیے محفوظ رکھا۔ اُس نے خود اپنے پاؤں پر کلھاڑی ماری تھی

اس لیے زمانۂ مابعد کے معلمان اخلاق اسکو اکثر بطور مثال پیش کرتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ پالس نے بھی اُسے دیکھ کر زمانے کی بے ثباتی کے متعلق چند موثر الفاظ کہے تھے؛

(۵۳۵) زمانۂ قبل تاریخ سے مقدونیہ بادشاہوں کے زیر حکومت تھا اور عظمت و وحدت قومی کی تمام روایات حکومت شاہی کی سرگرمی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اس لیے پرسیس کے فرار ہوتے ہی قومی مقاومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ دو ہی روز میں تمام مقدونیہ یعنی اُس کے بڑے بڑے مقامات نے پالس کی اطاعت قبول کرلی۔ ایم فی پولس کے واقعات سے صورت حال واضح ہوجاتی ہے۔ یہ مستحکم شہر ایک یونانی حاکم کے تحت میں تھا اور فوج تھریسیوں کی تھی۔ پرسیس کے مغلوب ہوجانے سے جو اُن کا آقا تھا یہ وحشی بے سرے ہوگئے اور قریب تھا کہ وہ لوٹ مار کرنا شروع کریں۔ لیکن یہ لوٹ مار نہ تو بھگوڑے بادشاہ کو پسند آتی نہ رومیوں کو اور نہ شہریوں کو۔ اس لیے عیار یونانی نے ایک ساحلی شہر کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنائی جس میں رومی بیڑے کے حملے سے بچانے کی درخواست کی گئی تھی۔ تھریسیوں نے سمجھا کہ رومی جب مال غنیمت لیے ہوئے آئیں تو انھیں لوٹ لینے کا اچھا موقع ہے اور اس دھوکے میں آکر وہ مفروضہ مقام کارزار کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے جاتے ہی قلعے کے دروازے بند کردیے گئے۔ اس کے بعد پرسیس اپنے کریٹیوں کو لیے ہوئے آیا مگر جس طرح سے ہوسکا اُسے بھی مع اُس کے روپے کے وہاں سے دفع کردیا گیا اور شہر والوں نے رومیوں کی اطاعت قبول کرلی۔ کانسل نے اپنی ظفریاب فوج کے ساتھ صرف یہ رعایت دی کہ سواروں کو پڈنا کے نواح میں لوٹ مار کرنے کی اجازت دی گئی اور پیدل فوج نے دشمن کے لشکرگاہ میں جس قدر مال و متاع تھا آپس میں تقسیم کرلیا۔ مگر فوج کو اُس نے پورے طور سے اپنے قابو میں رکھا اور فتح کو قطعی بنانے کے لیے اہل ملک کی حفاظت کی۔ ڈائوڈورس کا بیان ہے کہ پرسیس کے ساتھ اُس نے جو شریفانہ برتاؤ کیا اُسکا اثر بہت اچھا ہوا۔ افسروں پر اُس کا اثر تھا اور اُنھوں نے بھی انصاف اور رحم سے کام لیا جس کی وجہ سے اس نواح کے لوگ روما کی سیادت کو پسند کرنے لگے۔ افسروں پر اس کا جو اثر تھا اُس کے متعلق یہ بھی واضح رہے کہ پالس سے خاندانوں کے

اکثر افراد فوج میں اُس کے ساتھ تھے۔ سی پیو ناسی کا (اُس کے بہنوئی افریکانس کا داماد) کے علاوہ اس کے دو بیٹے اُس کے ساتھ تھے یعنی فے بیس ایمی لیانس اور سی پیو ایمی لیانس جس نے دور مابعد میں شہرت حاصل کی۔ اس کے دو داماد بھی ساتھ میں تھے یعنی کیمیٹو جس نے پڈنا میں شہرت حاصل کی اور راسپتیاز ٹو بیرو رومی حاکم جو فوج کا سپہ سالار ہوتا اس خدمت کے علاوہ صوبہ داری کے اختیارات بھی اس ملک میں عمل میں لاتا اس لیے تعجب نہیں کہ پالس نے اپنے متعدد عزیزوں کو اپنے اسٹاف میں رکھا تاکہ یہ لوگ جن کی خصائل سے وہ خوب واقف تھا اور جنگی تربیت اُس نے خود کی تھی، دوسروں پر اپنا اثر ڈال سکیں اور سب ایک ہی سانچے میں ڈھل جائیں۔ ان میں سی پیو کم عمر تھا۔ اُس نے اپنی سپہ گری کا جوش پڈنا کی جنگ میں دکھلایا اور ہزیمت خوردہ فوج کے تعاقب میں ایسی پیشقدمی کی کہ لوگ سمجھے کہ مرگیا۔[لہ]

فتح کی خبر

(۵۳۶) مقدونیہ کے سقوط کے قصے میں متعدد حیرتناک امور ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ جس کی متعدد راویوں نے تصدیق کی ہے۔ فتح کی خبر کا بغیر انسانی توسط کے روما پہنچنا ہے۔ مگر ان روایتوں میں اسقدر اختلاف ہے کہ یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ ان کی تہ میں حقیقت کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر میں عظیم الشان فتح حاصل ہونے کی ایک موہوم خبر مشہور ہوگئی ہوگی اور کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ افواہ کیسے مشہور ہوئی۔ اس سے کم از کم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روما کے لوگ سخت انتشار کی حالت میں تھے۔ اس خبر کی تصدیق کئی روز کے بعد ہوئی اور مسرت اور شکرانوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سینیٹ نے مذہبی رسوم کے ختم ہونے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ مستحفظ فوجیں برخاست کردی گئیں۔ یہ فوجیں تعداد میں زیادہ تھیں اور بالکل تیار تھیں، گو الیریا کی فتح کے بعد انتشار میں کچھ کمی ضرور ہوئی ہوگی۔ دوسرا حیرتناک واقعہ روڈز کے سفیروں کا ورود تھا جو جنگ کے ختم کرنے کے لیے آئے تھے اُن کے آنے یا کم از کم اپنا پیام پہنچانے سے قبل پڈنا کی فتح کی

لہ سسرو De deroum natura ۲،۶ لیوی ۴۵،۱،۲۔ والیریس میکسی مس ۱،۸،۱۔ پلینی تاریخ ۷، ۸۶۔ پلوٹارک ایمی لیس ۲۴،۵ فلورس یکم ۲۸،۱۵۔

خبر آگئی تھی جس کی وجہ سے ان کا احمقانہ پیغام نہ صرف بعد از وقت بلکہ بے موقع ہو گیا۔ انھیں تسلیم کرنا پڑا کہ وہ در اصل مصالحت کرانے کے لیے آئے تھے مگر انھوں نے بطور خود مبارکباد کا پیام سنایا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ تمھاری جمہوریہ نے اسوقت صلح کیوں نہ کرائی جبکہ پرسیس تھسلی میں فتح کے شادیانے بجا رہا تھا اور جب رومیوں کے قدم مقدونیہ میں جم گئے تو جنگ کے ختم کرانے کی کیوں فکر ہوئی؟ اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا جو روما کے رفیق ہونے کی حیثیت سے اُن کے شایان ہوتا۔ سینیٹ کی یہ رائے ہوئی کہ روڈز کی مداخلت کا منشا یہ تھا کہ پرسیس کو ایک سخت مخمصے سے نجات دلائی جائے اور پالی بیس کا یہ خیال ہے کہ اُن کی یہ رائے بالکل صحیح تھی۔ سفیروں کو کوئی جواب نہ دیا گیا اور وہ واپس کر دیے گئے کیونکہ تمام معاملات کا تصفیہ ہونے والا تھا اور بد عہد دوستوں کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہو جاتا۔ فی الحال کوئی عجلت نہ تھی۔[1]

روڈز کا خوف رومیوں سے دب گیا۔

(۷۵۳) روڈز میں اب جو کارروائیاں ہو رہی تھیں اُن سے ظاہر تھا کہ روما کا خوف اُن کے دلوں میں کس قدر تھا۔ مقدونیہ کی سلطنت کے سقوط سے بحیرۂ یونان میں پرسیس کے بیڑے کا دور دورہ نہ رہا اور پاپی لیس اور اسکے شرکا ڈیلوس سے سفارت پر مصر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں سر برآوردہ روڈیوں کا ایک وفد اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے منت سماجت کی کہ روڈز چل کر اُس کی گزشتہ اور موجودہ روش کو ملاحظہ کریں کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ سنی سنائی باتوں سے اہل روما روڈز سے بدظن ہو جائیں۔ رومی سفیروں نے پہلے تو تامل کیا مگر پھر جانے پر آمادہ ہو گئے۔ سخت دل اور بے مروت پاپی لیس نے ناشاد روڈیوں کو بہت دھمکایا اور برا بھلا کہا اور جمہوریہ اور اُس کے مدبروں پر اثنائے جنگ میں غداری کرنے کا الزام رکھا۔ مجلس جمہوریہ نے مرعوب ہو کر ان لوگوں کو قابل قتل قرار دیا جنھوں نے پرسیس کی طرفداری کی تھی۔ ان میں سے اکثر فرار ہو گئے یا خود کشی کر لی۔ سفیر سکندریہ چلے گئے مگر روڈیوں نے جن کے دل میں ہراس بیٹھ گیا تھا بہت سے

---

[1] لیوی ۴۵، ۱۰۔ دی سین یورل۔

لوگوں کو مصلحت سے قتل کر دیا۔ پڈنا کی جنگ کا مصر پر خاص اثر ہوا۔ انٹیوکس نے اس ملک کا تخلیہ کر دیا تھا مگر پیلوسیم کے قلعے کو اپنے قبضے میں رکھا تھا جس کے علاوہ مشرق سے مصر میں آنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ اس کی نیت یہ تھی کہ مصر کو اپنے قابو میں رکھے۔ اس لیے لاگڈ خاندان کے ارکان نے باہم صلح کر لی۔ انٹیوکس کو یہ سخت ناگوار ہوا اور وہ مصر میں پھر داخل ہوا۔ وہ اڑا ہوا تھا کہ بعض اضلاع اس کے سپرد کر دیے جائیں جس پر وہ راضی نہ تھے۔ اس وقت وہ سکندریہ کے قریب تھا اور خاندان بطلیموسی بالکل بے بس کر اتنے میں روما کے سفیر پہنچ گئے۔ انٹیوکس نے پاپلی سے ہاتھ ملانا چاہا مگر اُس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور سینیٹ کا حکم اُسے دے کر کہا کہ پہلے اسے پڑھ لیجیے اس حکم نامے میں لکھا ہوا تھا کہ وہ جنگ سے دست کش ہو اور مصر کا تخلیہ کر دے۔ انٹیوکس نے کہا کہ میں اس تجویز کو اپنے مشیروں کے سامنے پیش کر دوں گا۔ پاپلی لیس نے اپنی چھڑی سے زمین پر انٹیوکس کے گرد ایک دائرہ کھینچ دیا اور کہا کہ حضور اس دائرے سے قدم نکالنے کے قبل جواب دیں۔ انٹیوکس نے کچھ تامل کیا کیونکہ وہ پاپلی لیس کی گستاخی سے سخت متحیر ہو گیا تھا اور ذرا سا سوچنے کے بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ مقابلہ کرنا عبث ہے اس لیے اُس نے سر تسلیم خم کیا اسکے بعد رومی نے اُس سے دوستانہ طور پر مصافحہ کیا۔ اس کے بعد رومی سفیر سمندر کی راہ سے قبرس روانہ ہوئے جہاں فتحمند شامی فوج موجود تھی۔ اس فوج کو انھوں نے حکم دیا کہ جزیرے سے چلی جائے اور اپنی موجودگی میں تخلیہ کرا دیا۔ قبرس مصر کے تحت میں رہا اور روما نے جہاں تک ہو سکا بطلیموسیوں کو مصر کے تخت پر بحال کر دیا۔ لیکن پاپلی لیس کی بدتمیزی عالم یونانی کو نہایت شاق گذری کیونکہ یہ لوگ شاہی درباروں کے آداب و طریق کے خوگر تھے۔ روما کی سیادت کا اظہار جس بھونڈے طریقے پر کیا گیا تھا وہ صرف چند کم درجہ قوموں کو پسند آیا ہوگا جو غیر ہمدرد شاہی حکومتوں کی ماتحتی سے آزاد ہونا چاہتی ہوں گی۔ مصر کی فتح سے مایوس ہو کر

سنہ دیکھو فقرہ ۵۸۷ مابعد۔

انٹیوکس جب واپس ہوا تو اُس نے اپنے دل کا بخار یہودیوں پر نکالا اور اُن کے معابد کی بے حرمتی کی جس کی وجہ سے مقابیوں[1] نے ۱۶۷ء میں بغاوت کردی۔ چند سال کے بعد یہودی روما کے حلیف ہو گئے اور گو آزادی کی جدوجہد میں روما نے انکی امداد کے لیے کوئی فوج نہ بھیجی مگر اس عظیم الشان جمہوریہ کی زبانی تائید بھی ایک کافی امداد تھی۔

ممالک مفتوحہ کی قسمت کا فیصلہ

(۵۳۸) اب ممالک شرقی کے ہر گوشے سے سفارتیں[2] روما میں آنے لگیں۔ کوئی شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی، کوئی عجز والحاح کے لیے، کوئی عفو خواہی کیلیے اور اکثر مبارکباد پیش کرنے کے لیے۔ انٹیوکس کی سفارت قیام امن کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی یعنی مصر سے بیک بینی و دو گوش خارج کردیے جانے کے لیے۔ بطلیموسیوں کی سفارت شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی کہ انھیں روما نے انٹیوکس کے پنجے سے بچالیا۔ ان کے بعد ماسی نیسا کا ایک بیٹا فتح کی مبارکباد دینے اور اپنے باپ کے حسن وفاداری کے اظہار کے لیے آیا۔ ماسی نیسا کا دوسرا بیٹا جو نیومیڈیا کی امدادی فوج کے ساتھ واپس آرہا تھا برنڈوسیم میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ ان سب کی خاطر مدارات ہوئی اور بیمار شہزادے کی تیمار داری کی گئی۔ ماسی نیسا نے بھی روما آنے کا خیال ظاہر کیا تھا مگر اُسے روک دیا گیا کیونکہ افریقہ میں اس کی موجودگی کی ضرورت تھی اور سینیٹ نے اُس کا یہ فریضہ قرار دیا تھا کہ قرطاجنہ کی نگرانی کرے۔ ۱۶۷ء کے انتظامات میں جدید کانسلوں کے سپرد اطالیہ کے شمالی صوبے ہوئے کیونکہ لیگیوریوں اور گالیوں کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھنا ضروری تھا۔ پالس اور اینی کس اپنے صوبوں میں بحیثیت پروکانسل و پروپریٹر اپنی خدمات پر فائز رہے اور ممالک مفتوحہ کے انتظامات کے تفصیلی تصفیے میں ان کی امداد کے لیے متعدد کمشنروں کا تقرر ہوا۔ ان انتظامات کے متعلق اصولی امور کا تصفیہ خود سینیٹ نے کردیا تھا اور ان اصول کے تعین میں اس جماعت کو بہت کچھ دخل تھا جس کا سربرآوردہ رکن

---

[1] دیکھو مقابی یکم باب ۱ و ۸۔

[2] لیوی ۴۵، ۱۳، ۱۴۔

کیلیڈو تھا۔ اس جماعت کے مدنظر یہ امر تھا کہ روما کے مفاد کی ترقی کے ساتھ ساتھ روما کے قدیم محاسن باقی رہیں اور الالیہ کے مشرق کے ممالک ماوراء البحر کا پورے طور پر سلطنت روما میں الحاق نہ کیا جائے۔ اولاً یہ طے ہوا کہ مفتوحہ قومیں آزاد کردی جائیں یعنی بالفاظ دیگر بادشاہوں کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے تاکہ کوئی ایسی مرکزی قوت باقی نہ رہے جس کی وجہ سے وہ سنبھل سکیں اور روما کو شاید پھر پریشان کر سکیں۔ ثانیاً روما کو ان کے اتحاد کی پریشانیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ ممالک اضلاع میں تقسیم کردیے گئے اور ہر ایک ضلع کو مقامی حکومت خود اختیاری عطا کی گئی۔ ثالثاً ہر ضلع کا خراج معین کر دیا گیا جو اس رقم کا نصف تھا جو ہر ضلع سے شاہان سابق کو دی جاتی تھی۔ مقدونیہ کی معادن کے متعلق بھی ایک خاص دفینہ تھا جس سے وہاں کے بادشاہوں کو وافر آمدنی تھی۔ یہ طے پایا کہ اگر یہ معادن مقدونیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دی جائیں تو بد دیانتی شروع ہو جائے گی اور بالآخر نزاعوں اور خانہ جنگی تک نوبت آجائیگی برخلاف اس کے اگر سلطنت روما ان معادن کو اپنی ملک بنا لے تو اس صورت میں بھی ناقابل برداشت خرابیوں کے پیدا ہونے کا احتمال تھا کیونکہ سلطنت اس کام کو اگر کر سکتی تھی تو ٹھیکہ[1] داروں کی وساطت تھی جن کو وہ کبھی قابو میں رکھ نہ سکتی تھی۔ ٹھیکہ داروں سے اندیشہ تھا کہ یا تو سلطنت کی بدخواہی کرتے یا دیسی باشندوں پر ظلم کرتے جو روما کے حلیف تھے۔ وجوہ مذکورۂ بالا پر بخوبی غور کرنے کے بعد قرار پایا کہ معادن کا بند کر دینا ہی مناسب ہوگا۔ سرکاری اراضیات کے متعلق بھی اسی قسم کا

---

[1] میں اس کی تشریح کر سکتا ہوں کہ دو قسم کے ٹھیکوں سے مراد ہے پہلی صورت یہ تھی کہ سلطنت ٹھیکہ داروں کو ان کے کام کی اجرت دے اور نفع یا نقصان اس کا ہو۔ اس ٹھیکے کو Ultro tributum کہتے تھے اور اسمیں ٹھیکہ داروں کی سہل انکاری سے سلطنت کو نقصان کا اندیشہ تھا۔ دوسری صورت اجارے کی تھی جس میں اجارہ دار ایک مقررہ لگان ادا کرتے اور نفع یا نقصان انھیں کا ہوتا۔ اس ٹھیکے کو Vectigal کہتے تھے اور اسکے معنی میں اجارہ داروں کو دیہیوں سے جبراً کام لینے کا اختیار رہتا تھا۔ یہی قسم کا ٹھیکہ اس طریقے کے قریب قریب تھا جو عہد شاہی میں جاری تھا کیونکہ بادشاہ اجارہ داروں سے کام لینا پسند نہ کرتے ہوں گے۔ لیوی ۴۵، ۱۸۔ ڈاؤڈورس ۳۱، ۱۳۔

فیصلہ ہوا سینیٹ کی خواہش فی الحقیقت یہ معلوم ہوتی تھی کہ مفتوحہ قومیں جدید حکومت کے تحت میں امن و امان کے ساتھ بسر کریں اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ روما سے فاصلے پر اپنے ہمقوموں کے مظالم اور حریصانہ افعال کو روکنا ناممکن ہے ؛

(۵۳۹) ممالک مذکور کا نہ تو الحاق ہوا اور نہ وہ روما کے صوبے بنائے گئے نگران کی قسمت کے فیصلے میں جو اصول مضمر تھے وہی تھے جن پر نظام صوبجاتی کی بنا تھی۔ اس کے قبل سسلی میں روما قرطاجنہ اور ہیرو کا جانشین ہوا تھا۔ مقامی حکومت میں وہ بہت کم دخل دیتا تھا کچھ تو مفتوحوں کی تالیف قلوب کے لیے اور ایک حد تک زحمتوں سے بچنے کے لیے۔ مقدونیہ بلکہ الیریا میں بھی وسیع متحد اضلاع تھے۔ ان متحد علاقوں کو توڑ کر مصنوعی مقامی حکومتوں کو وجود میں لانے کا منشا صرف یہی ہو سکتا کہ روما کی سیادت قائم رہے کیونکہ ان تمام انتظامات کا دارومدار اُس کے اقتدار پر تھا اور ان انتظامات کے ضمن میں جو امور تصفیہ طلب ہوتے سب سلطنت مقتدر کے حضور پیش ہوتے کیونکہ کوئی دوسرا فیصلہ کرنے والا نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حالت موجودہ کا ایک باضابطہ صوبے کی حکومت میں متبدل ہو جانا بالکل آسان تھا بلکہ صرف صوبہ دار کے تقرر کی ضرورت تھی۔ اس کا خیال سینیٹ کے اکثر ارکان کے دلوں میں ہوگا گو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خیال ان کے دلوں میں ضرور تھا۔ انتظامات کا نتیجہ متعاقب معلوم ہوگا؛

یومی نیس کی شکلیں

(۵۴۰) روما اور جمہوریۂ روڈز کے باہمی تعلقات اب زیر بحث تھے۔ روما کا یہ قصد نہیں تھا کہ ان کے افعال کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے دول مذکور کا وجود مٹا دیا جائے مگر اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ انٹیوکس سوم کی شکست کے بعد جو وسیع علاقے ان دونوں سلطنتوں کو دیے گئے تھے ان سے روما کی اغراض پوری نہیں ہوئی تھیں سینیٹ کا مزاج بھی اس وقت گرم اور وہ بدعہدی سے چشم پوشی نہ کر سکتی تھی۔ یومی نیس کی طرف سے اٹالس روما پہنچا اور مبارکباد پیش کرنے کے بعد شکایت کی کہ گلاتیوں نے اُس کے ملک پر یورش کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ یورش بعض ذی اقتدار رومیوں کے علم اور ایما سے ہوئی ہو تاکہ یومی نیس کو معلوم ہو جائے کہ وہ روما کا دست نگر ہے۔ بہرکیف بعض سربرآوردہ رومیوں نے اٹالس کو اغوا کرنا شروع کیا اور اُسے آمادہ کرنا چاہا کہ اپنے لیے ایک سلطنت کے دیے جانے کی درخواست کرے

یعنی اس کے بھائی کی سلطنت کے بعض علاقے اس کے سپرد کر دیے جائیں۔ اٹالس میں بھی اولوالعزمی کا مادہ تھا اور قریب تھا کہ وہ اس عیارانہ منصوبے پر عمل کرے مگر یومی نیس بھی کسی نہ کسی طرح اس خطرے سے آگاہ ہو گیا تھا اور اس نے ایک معتمد علیہ شخص کو اپنے بھائی کے پاس بھیجا کہ اس کو اس قصد سے باز آنے پر آمادہ کرے کیونکہ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ خاندان اٹالی کی حکومت برباد ہو جاتی جس کا اٹالس بحالت موجودہ وارث تھا۔ اٹالس اس نکتے کو سمجھ گیا اور اصل پیغام کے پہنچا دینے پر اکتفا کیا۔ البتہ اپنے لیے وہ اے نس اور مارونیا کے ساحلی شہروں کی سیادت کا طالب ہوا سینیٹ نے اُس کی یہ درخواست منظور کر لی اور گلاتیوں کو واپس ہو جانے کا حکم دینے کا وعدہ کیا۔ پالی بیس[1] نے صحیح یا غلط یہ بیان کیا ہے کہ سینیٹ نے اٹالس کی اعتدال پسندی کو اس امر پر محمول کیا کہ وہ اپنی دلی خواہش کو علانیہ بیان کرنا نہیں چاہتا اور اُنھیں یہ امید تھی کہ اُس کے لیے وہ اندرونی سازشوں سے کام لیگا۔ مگر اٹالس وہاں سے چپکے سے چلا گیا جو سینیٹ کو ناگوار ہوا اور اپنا غصہ نکالنے کیلیے اُس نے اے نس اور مارونیا کو آزاد قرار دیا اور واقعات مابعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سفیر گلاتیا جا رہے تھے اُنھیں یہ ہدایت کر دی گئی کہ گلاتیوں کو مطلع کر دیں کہ اگر وہ پرگامم کو دق کریں تو اُس سے روما مطلق ناراض نہ ہوگا[2]۔

روڈز کی تذلیل

(۱۶۵) یہ سفارتیں جو عجز والحاح کے ساتھ عرض معروض کرنے کی غرض سے آتی تھیں، اُس کا سلسلہ جاری تھا اور اُن کی ذلیل حرکات سے سینیٹ کو روز بروز معلوم ہوتا جاتا تھا کہ مشرقی دنیا کی حالت کس قدر پست ہے۔ مشرقی حکومتوں کے اس ذلیل طرز عمل سے سینیٹ کا مزاج اور بھی تیز ہو گیا اور اُنھوں نے بدنصیب روڈیوں کی سفارت کو باریاب کرنے سے اولاً انکار کر دیا۔ سفیروں کے تخوف کو بڑھانے کے لیے روڈز سے جنگ کا اعلان کرنے سے متعلق ایک مسودہ پیش کرنے کی اطلاع دی اور مجمع عام میں اس کی تائید میں تقریر کی۔ دو بڑی بیونوں نے اس تجویز کو روک دیا مگر رومی اس وقت فتح کے نشے سے مخمور تھے اور دونوں فریقوں نے عملدرآمد کو

[1] پالی بیس ۳۰، ۱، ۳۔

[2] لیوی ۴۵، ۲۱۔

بالائے طاق رکھ دیا۔ بالآخر سینیٹ نے طوعاً وکرہاً سفیروں کو شرف باریابی بخشا۔ اُنکی استدعا صرف یہ تھی کہ رومی ان کی جمہوریہ کی بقا کے درپے نہ ہوں اور اپنی بے بسی اور عجز کے اظہار کے لیے سربسجود ہو گئے۔ ان کی درخواست پر جو مباحثہ ہوا قابل یادگار ہے۔ بعض نیک دل اور دوراندیش ارکان نے موجودہ ظالمانہ طرزِ عمل کی مخالفت کی۔ بالخصوص کیٹو کی تقریر قابل لحاظ ہے جو اُس نے روڈیوں کی طرف سے کی۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ جب کوئی مخالفانہ کارروائی ہو تو صرف مخالفت کے ارادے کی پاداش میں سزا دینا رومیوں کے سزاوار نہیں۔ اُس نے سینیٹ کو متنبہ کیا کہ ایسی جنونانہ حرکتوں سے باز آئے اور انصاف کا خون نہ کرے۔ اُس نے غالباً سینیٹ کو روما کے حقیقی مفاد بھی یاد دلائے ہوں گے۔ اس تقریر کے بعد سینیٹ نے سخت تنبیہ پر اکتفا کیا مگر سفیروں کو کوئی قطعی جواب نہ ملا۔ البتہ انھیں یقین ہو گیا کہ جنگ نہ ہوگی جس کا انھیں خوف تھا۔ بعض سفیر اس پیام کو لے کر روڈز واپس گئے۔ مگر یہ کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ مشرقی معاملات کا جو تصفیہ ہونے والا تھا اس میں ان کا کیا حشر ہوگا۔ گو انتہائی خطروں سے وہ اس وقت محفوظ معلوم ہوتے تھے البتہ لی سیا اور کیریا سے انھیں اپنے صوبہ داروں کو واپس بلا لینا پڑا۔ یہ صوبے حال ہی میں انھیں روما نے اُن کی خدمات کے صلے میں دیے تھے۔ انھوں نے اب ایک دوسری سفارت قیمتی تحفوں کے ساتھ اس غرض سے بھیجی کہ روما کے حلیفوں میں شریک کر لیے جائیں۔ اس وقت تک انھوں نے حلیف بننے میں تامّل کیا تھا مگر اب انھیں یہ فکر لگ گئی تھی کہ روما سے انکے تعلقات کا تعین ہو جائے۔ مگر ان کی پریشانیاں ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھیں۔ سرزمین ایشیا میں اُن کے قدیم مقبوضات کی رعایا نے بغاوت کر دی۔ یہ معاملہ اُن کے لیے موت وزیست کا تھا کیونکہ اُن کے جزیرے کے ذرائع اس قدر نہ تھے کہ اُن کی تمام قوم کی قوت بسری ہو سکتی۔ اس لیے انھوں نے فوراً ایک فوج بھیجی جس نے بغاوت کو فرو کر دیا۔

۱؎ اس تقریر کے بعض ٹکڑے گیلیس (۶-۳) میں محفوظ ہیں اور جارڈن (صفحات ۲۵، ۲) میں نقل کیے گئے ہیں اور دیباچے کے صفحات ۶۴، ۷۴ میں اس پر بحث کی گئی ہے۔ گیلیس کا مضمون بھی قابل دید ہے۔
۲؎ پالی بیس ۳۰۔۵، لیوی ۴۴، ۲۵

الیریا ایپائرس

(۲۴۵) الیریا میں پرویر‌یٹر ایمی کس کو زیادہ زحمت نہ ہوئی اور اسکے بعد وہ ایپائرس کے ان علاقوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا جو پرسیس کے شریک ہوئے تھے۔ یہ کام بھی دشوار نہ تھا۔ وہاں کے لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب مقاومت کا موقع باقی نہیں اور رومیوں کے مخالفوں کے سرغنوں نے مردانہ وار جان دیدی اسکوڈرا کو واپس ہو کر وہ پانچ کمشنروں سے ملا اور ان کی شرکت میں الیریا کے معاملات کا تصفیہ کر دیا۔ بعض بستیوں کے ساتھ روما کے قدیم دستور کے مطابق خاص مراعات ملحوظ رکھی گئیں تاکہ مفتوحہ قومیں مفاد کی یکسانی کی وجہ سے باہم متحد نہ ہونے پائیں۔ جملہ امور میں سینیٹ[۱] کے نصب العین کا لحاظ رکھا گیا۔ واضح رہے کہ ایپائرس میں اس قسم کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ بعض باغی شہریوں کو سزا دینے کے بعد پالس یونان کا دورہ کرنے چلا گیا تاکہ مندروں میں فنون لطیفہ اور قدیم چیزوں کا ملاحظہ کرے اور اس میں یا جائداد غیر منقولہ اپنے قبضے[۲] میں رکھ سکتا تھا۔ اس کا عملی نتیجہ یہ تھا کہ ایک فرضی سرحد کے باہر اُس کے خاندانی تعلقات اور حقوق جائداد ختم ہو جاتے تھے۔ چاندی اور سونے کی کانیں[۳] بند کر دی گئیں تانبے اور لوہے کی کانوں سے کام لینے کی اجازت دی گئی اور اس کی لگان[۴] بمقابلہ سابق کے نصف مقرر کی گئی۔ نمک[۵] کی درآمد کی ممانعت کر دی گئی مگر اس کے وجوہ کے متعلق ہم کوئی قیاس نہیں کر سکتے۔ جہاز سازی کے لیے شہتیر کے درختوں کے کاٹنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اس کی غایت یا تو یہ ہوگی کہ اس ملک میں جہاز سازی کا سلسلہ ختم ہو جائے یا یہ کہ دوسری[۶] بحری قوموں کو جہاز بنانے کیلئے

---

[۱] لیوی ۴۵، ۲۶۔

[۲] اگر لیوی ۴۵، ۲۹، ۱۰ کے الفاظ صحیح ہیں تو جائداد غیر منقولہ اس میں شامل نہ تھی۔

[۳] معلوم ہوتا ہے کہ ۵۸ء میں یہ معادن رومی سرمایہ داروں کو خوش کرنے کے لیے پھر کھول دی گئیں۔

[۴] معلوم نہیں کہ یہ لگان تھی یا شاہی حق مالکانہ۔

[۵] مام سین کا خیال ہے کہ اس سے روڈیوں کو نقصان پہنچانا مقصود تھا۔ ممکن ہے کہ اس سے روما کے سرمایہ داروں کو کچھ نفع ہو۔

[۶] مثلاً روڈز جس کو پرسیس نے شہتیریں بطور تحفہ دی تھیں۔

لکڑی نہ ملے۔ روما سمندروں میں تجارت کی حفاظت کے لیے مستقل بیڑہ نہ رکھتا تھا۔ اس لیے وہ دوسروں کی بحری سرگرمی کو شبہہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ جن ضلعوں کی سرحدوں پر وحشی آباد تھے انھیں مسلح نوجوان کے رکھنے کی اجازت دی گئی گویا روما کے عام اصول کے خلاف تھا کیونکہ وہ اپنے مفاد کے خیال سے ہمیشہ ہتھیار رکھوا لیا کرتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیوں کو اس تصفیے سے پورے طور سے اطمینان نہ ہوا۔ محاصل کے کم کردیے جانے سے تو انھیں خوشی ہوئی مگر اپنے ملک کے تقسیم کردیے جانے کا انھیں سخت رنج ہوا۔ فی الحقیقت روما کی یہ کارروائی ایسی تھی جس کا اس سے قبل کبھی اُسے تجربہ نہ ہوا تھا۔ سلطنت کی قطع وبرید میں اُس نے قوم کی بھی قطع وبرید کردی۔ یہ کارروائی نہایت افسوسناک تھی اور اس کے نتائج ان ہیبتناک ہوئے جن کا متعاقب ذکر آئیگا۔ اس آزادی سے مقدونیوں کا خوش ہونا رومیوں کی محض بناوٹ تھی کیونکہ مقدونیہ کا قومی اتحاد دو سو سال سے قائم تھا۔ مقامی اور قبیلوں کے اختلافات کے مٹ جانے سے پختہ ہوچکا تھا۔ ممکن ہے کہ رومیوں کو غلط فہمی ہوئی یا اُن کی بے اعتنائی کا نتیجہ ہو کیونکہ وہ اپنے آپ کو تمام عالم کا محسن خیال کرتے تھے گو اُن کی تمام کارروائیاں خودغرضی پر مبنی ہوتی تھیں۔ ایمیلیس نے کورنتھ، اسپارٹا اور اولمپیا کی سیر کی۔ اولمپیا کے زیوس دیوتا کے مجسمے کو اُس نے بہت پسند کیا اور ایک قیمتی نذر چڑھا کر تسلیم کیا کہ فیڈیس کا بنایا ہوا یہ مجسمہ روما کے جوپٹر دیوتا کی ہوبہو تصویر ہے۔ اس کے ساتھ بہت کم لوگ تھے اور اُس کے حسن اخلاق نے یونانیوں کو رام کرلیا۔ خصوصاً اس وجہ کہ یونانیوں کے ساتھ انھوں نے جو ہمدردی ظاہر کی تھی اُس کا اُس نے مطلق ذکر نہ کیا کیونکہ اس کا عمل "مضی مامضی" پر تھا۔ مقدونیہ میں بھی جہاں وہ تصفیے کی کمیشن کی صدارت کی غرض سے گیا تھا اُس نے شاہی خزانوں کو ہاتھ نہ لگایا۔ البتہ اُس نے شاہی کتب خانہ اپنے تعلیم یافتہ بیٹوں کے لیے لے لیا۔ خزانہ سلطنت کی ملک خیال کیا گیا اُس کی غلبت میں ضبط فوجی باقی نہ رہا تھا مگر اب پھر بحال ہوگیا۔

(۵ ۴ ۳) مقدونیہ کی تمام بستیوں کے وفد وقت مقررہ پر ایمفی پولس میں جمع ہوئے۔ دور افتادہ مقامات سے بھی سرکاری کاغذات منگائے گئے اور جو رقوم خزانۂ شاہی میں واجب الادا تھیں طلب کی گئیں غرض ہر طرح یہ کوشش کی گئی کہ کثیر التعداد حاضرین کے

دلوں پر نقش ہو جائے ایک عظیم الشان انقلاب ہوا ہے اور حالت سابقہ کے عود کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں۔ پالس اپنی نشست سے اٹھا جو دس کمشنروں کے بیچ میں تھی اور سینیٹ اور کمیشن کے قطعی تصفیوں کا اعلان کیا۔ اس کی تقریر لاطینی میں تھی جو روما کی سرکاری زبان تھی اور ایک ترجمان نے اسکی تقریروں کا یونانی میں ترجمہ کیا۔ یہ تصفیہ بھی انہیں اصول پر تھا جو سینیٹ نے طے کئے تھے۔ مقدونیہ چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ایک کی مقامی حکومت کے لیے ایک شہر مخصوص کر دیا گیا اور ان چاروں جمہوری حکومتوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ رکھا گیا۔ ان کو ایک دوسرے سے قطعاً علیحدہ رکھنے کے لیے ایک جمہوریہ کے شہریوں کو دوسری جمہوریہ میں کسی قسم کے حقوق رکھنے کی ممانعت کر دی گئی یعنی ایک جمہوریہ کا شہری اپنی جمہوریہ سے باہر دوسری جمہوریہ میں نہ تو نکاح کر سکتا تھا جو قانوناً جائز ہو اور نہ اس کے بعد چاروں ضلعوں کی رعایا کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ضلعوں کے لیے انتظامی مجلسوں کا انتخاب کریں۔ مگر یہ سخت ستم ظریفی تھی کیونکہ اُس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا کہ جن لوگوں کے نام ایک "سیاہ فہرست" میں درج تھے فوراً اپنے ملک کو چھوڑ دیں اور اطالیہ میں حاضر ہوں ورنہ قتل کر دیے جائیں گے۔ اس تدبیر سے چشم زدن میں تمام ایسے اشخاص جلاوطن کر دیے گئے جو امور مملکت سے واقف تھے اور مقدونی قوم اپنے حقیقی سرغنوں کی خدمت سے محروم ہو گئی۔ جمہوری دستور جو اس بدنصیب قوم کو عطا ہوئے اس نظام حکومت کی تباہی کے نعم البدل نہ ہو سکتے تھے جس کی وہ عادی تھی۔ اس کارروائی کے بعد رومیوں نے ایک ایسا نظارہ دکھایا جو قدیم فاتحوں کی افراط و تفریط سے بھی بڑھ گیا یعنی امفی پولس میں ایک شاندار تماشا کرایا گیا جس میں تماشاگروں اور پہلوانوں کے کرتب دکھائے گئے۔ گھوڑ دوڑیں، قربانیاں، دعوتیں ہوئیں اور مال غنیمت کی آتش بازی ہوئی۔ فنون لطیفہ کے نمونے اور دوسری قیمتی اشیا جو مقدونیہ کے شہروں میں لوٹ مار میں ملی تھیں ان کی ایک شاندار نمائش بھی ہوئی۔ مقدونیوں کو خوب معلوم تھا کہ ان کی ترقی تمدن کی یہ مایۂ ناز چیزیں کہاں جائیں گی کیونکہ اُن کو روما لیجانے کے لیے اسٹرائی من میں جہاز تیار تھے۔

لہ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ یونانی بول نہ سکتا تھا۔

یونان

(۵۴۴) اس کے بعد کمیشن کا پنجۂ ستم یونان پر پڑا۔ روما کے طرفدار جو بیشتر ظالم اور دنی الطبع تھے ہر جگہ برسر اقتدار تھے۔ اسے ٹولیا میں سرسٹھ آوردہ افراد کا قتل عام ہوا اور ایک رومی افسر نے اس خوں ریزی کے لیے اپنے سپاہی دے دیئے تھے۔ یہ شخص قابل سزا قرار دیا گیا مگر معلوم نہیں کہ فی الحقیقت اُس کا کیا حشر ہوا متعدد اشخاص جلاوطن ہو گئے اور اُن کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ کمشنروں نے ان جملہ امور سے چشم پوشی کی کیونکہ وہ ایماندار اشخاص پر سختی نہ کرنا چاہتے تھے جنھوں نے جوش میں آکر کچھ زیادتی کی تھی۔ روما کے اس انصاف و ترحم سے اُن کے طرفداروں کو بدترین مظالم کے عمل میں لانے کا موقع ملا۔ کمیشن اُن کی ہر بات کو سنتا تھا اور اسے ٹولیا، اکارنیا، ایپائرس اور بوائے شیا کے تمام ذی حیثیت لوگوں کے نام ایک "سیاہ فہرست" میں درج کر دیے گئے اور اُنھیں حکم دیا گیا کہ روما میں حاضر ہوں جہاں اُن پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ کمیشن کی دوسری کارروائیوں کا بھی ذکر ہے جن سے مقصود صرف یہ تھا کہ کمزوری اور نفاق بڑھے۔ آکائی جن کی قوت خاصی تھی، اُن کے معاملات کے تصفیے کے لیے دو کمشنر بذات خود آئے۔ پرسیس کے جو کاغذات رومیوں کے قبضے میں آگئے تھے ان میں کوئی کاغذ ایسا نہ ملا تھا جس سے کسی آکائی پر حرف گیری ہو سکتی اور اثنائے جنگ میں اتحاد آکائی کا طرزِ عمل بالکل درست تھا۔ مگر بدقماش کالی کراٹیس[1] نے کمشنروں کو باور کرایا ہوگا کہ آکائیوں میں بغاوت کا مادہ بہت ہے اس لیے ایک ہزار جو زمانۂ مابعد میں یونان کے بہترین افراد تھے جلاوطن کر کے اطالیہ بھیج دیے گئے۔ اس بہانے سے کہ اُن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ ان میں مورخ پالی بیس بھی تھا۔ افسوس ہے کہ پُرعظمت یونان کے ایسے برے دن آگئے تھے کہ سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے ہر شخص پر ضروری تھا کہ غداری سے اپنے ہمقوموں کا خون کرائے[2]۔

ایپائرس

(۵۴۵) انصاف پسند اور رحم دل پالس کو یہ ظالمانہ افعال ضرور ناگوار گزرتے ہوں گے مگر اطالیہ واپس ہوتے ہوئے اُسے ایک ایسی کارروائی میں شریک ہونا پڑا

---

[1] لیوی ۵،۴۵، ۳۱، وی سین بورن۔
[2] پالی بیس ۳۰، ۱۳۔

جو ان سے بھی بدتر تھی۔ الیریا کے جن اضلاع نے پرسیس کی تائید کی تھی ان پر یورش کرنا اور ان میں قتل و غارت گری کرنا ناراضی کے اظہار کی ایک صورت تھی مگر ایپائرس کے اندرونی اضلاع کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ ایسا وحشیانہ تھا کہ اس پاس کے ممالک کے لوگ ششدر رہ گئے حالانکہ وہ غداری اور مظالم کے خوگر تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ سینیٹ نے ایک قطعی حکم دے دیا کہ واپس ہونے والی فوج کو اجازت دے دی جائے کہ ایپائرس کو اس کی بغاوت کی پاداش میں لوٹ لے۔ پالس کے لیے کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ اس حکم کی فوری اور پوری تعمیل کرائے اور رومیوں کی جانیں تلف نہ ہونے دے۔ ستر شہروں کو وقت واحد میں یہ حکم دیا گیا کہ اپنا اپنا زر و سیم[1] اندوختہ ایک خاص دن تیار رکھیں اور سپاہیوں کا ایک ایک دستہ ہر شہر میں اس کے وصول کرنے کے لیے پہنچا۔ مگر ان غریب بستیوں میں زر و سیم کی بہتات نہ تھی۔[2] اہل ایپائرس فروخت کئے جاسکتے تھے اور ان لوگوں کو غلام بنا کر سپاہیوں نے اپنا موعودہ انعام پالیا۔ ایک مقررہ وقت پر سپاہیوں نے اپنا کام شروع کر دیا، مکانوں کو لوٹ لیا اور ایک ہی دن میں ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کو غلام بنالیا۔ اس لوٹ مار میں کس قدر روپیہ ملا اس کی صحیح تعداد معلوم نہیں مگر یہ بیان[3] کیا گیا ہے کہ سپاہی مال غنیمت کی مقدار سے خوش نہیں ہوئے جو ان کے حصے میں آئی۔

عظیم الشان جلوس فتح

(۵۴۶) سپاہیوں کی اس ناراضی سے ایک افسر نے کام نکالنا چاہا جسے پالس سے عناد تھا۔ فتحمند سپہ سالاروں کو جب جشن فتح منانے کی اجازت دینے کا وقت آیا تو اینی کس اور آکٹیویس رامیر البحر کے متعلق کوئی اعتراض نہ ہوا مگر پالس کے دعوے پر اعتراض ہوا۔ لیکن سربرآوردہ اشخاص کی کوششوں سے یہ لغو کارروائی چلنے نہ پائی اور پالس کو جشن فتح منانے کا موقع دیا گیا گو اس نے ضبط فوجی سختی کے ساتھ قائم رکھا تھا اور جتنی رقوم خزانۂ سلطنت میں داخل ہونی چاہیئے تھیں سب کو داخل کر دیا تھا اس سے قبل

[1] پالی بیس ۳۰، ۱۶۔ لیوی ۴۵، ۳۴۔
[2] پلوٹارک ایمی لیس۔ مقابلہ کرو لیوی ۴۵، ۳۴، ۷۔
[3] لیوی ۴۵، ۳۵۔۳۹۔ وی سین بورن۔

روما میں اس سے زیادہ شاندار کوئی فتح کا جلوس نہ ہوا تھا۔ تین روز تک اس جلوس کا سلسلہ سڑکوں پر رہا اور اس میں حسب ذیل اشیا اور اشخاص شامل تھے۔ یونان کے فنون لطیفہ کے نمونے جو روما کی زیبائش کے لیے لائے گئے تھے، کئی گاڑیاں شاندار زرہوں سے بھری ہوئیں جن میں تلواروں کی نوکیں چبھی ہوئی تھیں اور مقدونیہ کے نیزے لگے ہوئے تھے، چاندی کے برتن اور سکّے سونے کے برتن اور سکّے۔ فلپ کا رتھ اور اُس کا تاج و تخت، فلپ بذات خود اور اُس کے مصاحب اور کمسن بچے جنھیں اپنی شومیٔ قسمت کا احساس نہ تھا، کئی گاڑیاں جو اُن طلائی تاجوں سے لدی ہوئی تھیں جو مختلف شہروں نے بطور پیشکش دیئے تھے، ان سب کے بعد فاتح جلوس کے لباس میں مع اپنے اسٹاف کے موقر عہدہ داروں کے جن میں اُس کے دونوں بیٹے فبیس اور سپیو بھی تھے۔ سب کے آخر میں فوج ظفر موج کے سپاہی تھے جو گاتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ مگر یہ خوشیاں اور جشن، شکرانے اور قربانیاں سب بے سود تھیں۔ جمہوریہ کے مستقبل کے آثار اچھے نہ تھے۔ انعام کی رقم جو سپاہیوں کو تقسیم ہوئی چار پونڈ انگریزی سے زیادہ نہ تھا اور اُسے سپاہیوں نے خوشی سے نہ لیا۔ کین لقیس کی گلاتی معرکہ آرائی کے زمانے سے روما کے سپاہیوں میں اجیر سپاہیوں کی خوبو آنے لگی تھی۔ پالس نے شہریوں کی قدیم فوج کی بعض روایات کو قائم رکھا مگر اُس کی حالت مستثنیات میں سے تھی اور رومیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگا تھا کہ زراعت میں اس قدر نفع نہیں جتنا کہ سپہگری میں ہے، جس کے نتائج اندوہناک ہونے والے تھے۔

(۷ ہ ۵) مگر اس وقت تو روما کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا اور آس پاس کے تمام ملک اُس کا لوہا مانتے تھے۔ گزشتہ جنگوں میں اُسے جو تفوق حاصل ہوا تھا اُس پر اعتراض ہوا تھا اور اس کا خمیازہ معترض کو بھگتنا پڑا۔ یورپ اور ایشیا کے تمام ممالک متمدنہ میں جہاں جہاں باقاعدہ نظام حکومت تھا، روما کا اثر موجود تھا۔ چند سال قبل ہنیبال کو وہ گرفتار نہ کرسکا تھا مگر اب اس کا کوئی کم درجہ مخالف بھی اس کی زد سے بچ نہ سکتا تھا۔

پالی بیس[۱] نے پرسیس کے ایک روڈی طرفدار کے فرار ہونے کا قصہ بیان کیا ہے۔ اُس کی گرفتاری کا جب ارادہ کیا گیا تو یکے بعد دیگرے اس نے متعدد مقامات میں پناہ لینے کی کوشش کی پناہ گیر کو کوئی روما کے حوالے نہ کرنا چاہتا تھا مگر اُسے پناہ دینے کی بھی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ چار مرتبہ وہ حوالے کردیا گیا اور بالآخر ایک روڈی جہاز میں روما بھیج دیا گیا۔ مالی مشکلوں سے بھی روما اب بچ گیا۔ روما میں یہ دستور تھا کہ جنگ کی ضروریات کے لیے شہریوں سے جبراً قرضے لیے جاتے تھے اس وقت بھی ایسے لوگ زندہ ہوں گے جنھیں یاد ہوگا کہ ہینی بال کی جنگ میں سلطنت روما کس قدر خستہ حال ہوگئی تھی اور روپیہ حاصل کرنے کے لیے اُسے کیا کیا تدبیریں کرنی پڑی تھیں۔ پالس نے ایک رقم خطیر خزانے میں داخل کی جس کے متعلق اندازہ ہے کہ بارہ لاکھ سے تیس لاکھ پونڈ تک تھی تاوان جنگ کی رقوم اور صوبجات کے محاصل سے شہریان روما کا مالی بار کم ہوگیا تھا جو اُنھیں جنگ کے زمانے میں برداشت کرنا پڑتا تھا۔ اُس وقت سے محصول شہریان روما،[۲] موقوف کردیا گیا اور فتوحات کے مالی منافع سے سلطنت کا کام چلنے لگا۔ واضح رہے کہ پالس کو اس فتح سے خود کوئی مالی نفع نہیں ہوا مگر اس سے اس کا کوئی حرج نہیں ہوا۔ اس کے باقی ماندہ بیٹوں میں سے ایک جشن فتح سے قبل اور ایک اُس کے کچھ بعد مرگیا جس سے اُس کے خاندان کا چراغ گل ہوگیا۔ ۱۶۴ ق م میں وہ سنسر ہوا اور چار سال بعد اُس نے خود بھی انتقال کیا۔

روما کا سلوک قیدیوں کے ساتھ

(۵۴۸) پرسیس اور گین ٹیس اطالیہ کے قصبوں کی حراست میں کردیے گئے۔ پرسیس کی سخت جانی اور کم ہمتی نے اُسے بہت بدنام کیا اور بے عزتی کیساتھ مرنے سے قبل اُس کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہوگئے تھے۔ فوکی نس جھیل کے قریب البا کی لاطینی نوآبادی میں وہ قید تھا اور وہیں اُس کا خاتمہ ہوا۔ اُسکا ایک بیٹا

---

[۱] پالی بیس ۴/۸-

[۲] دیکھو مارکوارٹ Staatsverwaltung جلد دوم Tributum کے تحت میں۔

جو اس کے بعد زندہ رہا وہاں کے مقامی حکام کا محرر تھا۔ ان سے زیادہ قابل رحم حالت کثیر التعداد یونانیوں کی تھی جن کا اسیران جنگ میں شمار نہ تھا اگرچہ جو مشتبہ خیال کر کے اطالیہ بھیج دیے گئے تھے۔ روما کی حکومت یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے گھروں کو واپس ہوں۔ یہ منتخب لوگ تھے اور ان کے اطالیہ میں قید ہونے سے روما انکی اخلاقی، سیاسی اور دماغی قوت سے مستفید ہونے سے محروم ہوگیا تھا۔ انکے الزامات کی تحقیق نہ ہوئی بلکہ اطالیہ کے شہروں کی حراست میں چھوڑ دیے گئے۔ غریب الوطنی میں وطن کی یاد انھیں ستاتی تھی اور جیسے جیسے اُن کی امیدوں کا خاتمہ ہوتا گیا وہ خود بھی ختم ہوتے گئے۔ چند افراد جو بچ گئے اُن کی یونان کی واپسی کا قصہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ ان میں سے بعض خوش قسمت ایسے تھے جنھیں روشن خیال رومی مربی مل گئے کیونکہ سلطنت کی وسعت سے رومیوں کے عام مشاغل بھی بڑھ گئے تھے۔ ان خوش قسمت لوگوں میں سب سے زیادہ ممتاز پالی بیس تھا جو ایک سنجیدہ اور عالم آدمی تھا اور وسیع سیاسی تجربہ رکھتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اُسکی قدر کرنے لگے اور سپی یو ایمی لیا س اُس کا مربی ہوگیا۔ اس معزز شخص کے احباب کے دائرے میں پالی بیس کی خاص عزت تھی اور انھیں صحبتوں میں اُس نے روما کی تاریخ اور سیاسیات کے متعلق مفید معلومات بہم پہنچائیں جو دوسرے یونانیوں کو حاصل نہ ہو سکتی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ خاندان سپی یو کی تاریخ میں وہ بہت کچھ مبالغہ کرتا ہے اور روما اور رومیوں کا بہت مداح ہوگیا تھا مگر نہ تو کبھی وہ اپنی قوم کو بھولا اور نہ اُس نے کبھی یہ فراموش کیا کہ اتحاد آکائی کے ایک مدبر ہونے کے اُس کے فرائض کیا ہیں۔

روما کی خارجی حکمت عملی

(۵۴۹) میں نے اس باب میں اُن واقعات کو بیان کیا ہے کہ جو تیسری مقدونی جنگ کے باعث ہوئے، پھر اس جنگ اور اُس کے فوری نتائج کو بیان کیا ہے اور اس اہم سلسلۂ واقعات کی اصلیت کی توضیح کی ہے۔ اب مجھے صرف چند الفاظ دوسری جنگ فنیقی کے بعد سے روما کی خارجی حکمت عملی کے رخ کے متعلق کہنے ہیں کیونکہ ہم ایک ایسی نوبت پر پہنچ گئے ہیں جبکہ اس پر بحث کرنا مفید ہوگا خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ جلیل القدر مورخوں میں جو ہمارے ماخذ ہیں

اس کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ آیا جیسا کہ مام سین کا خیال ہے یونان کے آزاد کرانے میں روما کی نیت سچی تھی؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا اس عہد میں روما کی سفارتی کارروائیوں میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور وہ فریب اور غداری پر مبنی ہو جاتی ہیں یا بقول کارل پیٹر[1] میکیاویلی کے طرز کی ہو جاتی ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ آیا یومی نیس کے متزلزل ہونے اور مداخلت کا قصد کرنے کا قصہ صحیح ہے یا جیسا کہ مام سین کا خیال ہے محض بناوٹ ہے۔ ان سوالات کا جو ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ہم نے اثنائے تذکرہ میں ایک حد تک بحث کی ہے مگر ان کا صحیح جواب دینا ضروری ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ دوسرے سوال پر روما کی سینیٹ کی تشکیل اور اس کے اقتدارات کے لحاظ سے بحث کرنی چاہیئے۔ اس مجلس میں بہت سے بوڑھے تھے اور بعض نوجوان مگر زیادہ تر ۴۰ سے ۶۰ سال کے درمیان کے لوگ ہوں گے۔ ان میں سے بعض تو قدیم طرز کے رومی ہوں گے یعنی درشت مزاج اور تنگ خیال جن کی تعداد گھٹتی جاتی تھی، ان کے علاوہ کیٹو اور اس کے ہم خیال اصلاح پسند تھے، ان کی تعداد کبھی زیادہ نہ تھی مگر یہ لوگ بہت سرگرم تھے، ایک اور طبقہ تھا جو یونانیوں کو دوست رکھتا تھا جس کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ کارنی لی ای اور امرا کے دوسرے خاندانوں کے افراد تھے جو اپنے خاندانی اثر سے نہ کہ عامۂ قوم کی پسندیدگی سے سلطنت کے عہدوں پر فائز تھے۔ ان سے تعداد میں کم امرا کے چھوٹے درجے کے خاندانوں کے افراد ہوں گے اور سب سے کم وہ لوگ جنھوں نے خود عہدوں پر فائز ہو کر اپنے خاندانوں کا وقر بڑھا کر انھیں امرا میں شمار کرایا تھا۔ ان میں سے سب یا اکثر ایسے تھے جو فوجی ملازمت کا تجربہ رکھتے تھے اور سب کے سب صاحب جائداد ہوں گے، بعض دولتمند بھی ہوں گے۔ دولت کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور پرسیس کے ساتھ جنگ کے شروع ہونے کے زمانے تک سینیٹ میں بہت سے ایسے حریص ارکان

[1] C. Peter, Studien Zur Romischen Geschichte
Halle, 1863

ہوں کے جو تجارت کے علاوہ جس کے دروازے اُن کے لیے بند تھے حصول زر کے دوسرے ذرائع تلاش کرتے ہوں گے۔ روما کی سلطنت کی وسعت اور سرکاری کاروبار میں پیچیدگیوں کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے سینیٹ رفتہ رفتہ ایک حکمراں جماعت ہو گئی اور حکام کو مشورہ دینے کے بجائے جو اس کا اصل فریضہ تھا ان پر حکومت کرنے لگی۔ تمام تقررات اُس کے ہاتھوں میں تھے اور سلطنت کی عنان بھی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ مجلس عامہ صرف ایک امر یعنی جنگ کے اعلان میں اپنے دستوری حقوق سے کام لیتی تھی سنہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ فلپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرانے میں کس قدر دقت ہوئی تھی اور لیجیوں کا بھرتی کرنا اور اُن کو کارکردگی کی حالت میں رکھنا روز بروز دشوار ہو رہا تھا۔

(۵۵۰) سینیٹ اس وقت سخت مخمصے میں تھی۔ ہر شخص اتفاق کرے گا کہ اطالیہ اور بحیرۂ روم کے ممالک پر روما کو اپنی سیادت کا قائم رکھنا کسی نہ کسی طرح سے ضروری تھا اور اس کی مصلحت کے خلاف تھا کہ اس نواح میں اس کا کوئی رقیب ایسا رہ جائے جو اس سے برابر کی لڑائی لڑ سکے۔ یہ صحیح ہے کہ ہینی بال کی ناکامی کے بعد کوئی سلطنت روما کی ٹکر کی نہ رہ گئی تھی مگر اس تفوق کا عملی ثبوت ضروری تھا اور اس زمانے میں جیسا کہ روما کے احکام کی دور و دراز ممالک میں تعمیل کرانے کی ضرورت تھی۔ یہ معلوم ہوا کہ زمانۂ سابق کی طرح اُس کی قوت سے فوری کام لینا دشوار ہو گیا تھا۔ اس صورت حال کی ضروریات سے دو اہم نتائج برآمد ہوئے یعنی جنگوں سے سپاہیوں کے اخلاق خراب ہو گئے اور ثانیاً سینیٹ نے سفارتی کارروائیوں سے پورے طور سے کام لیا تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے۔ متعدد سلطنتوں اور جمہوریوں کو قابو میں رکھنا ایک عظیم الشان کام تھا اور بعض اوقات جنگ کے بغیر چارہ نہ تھا۔ مگر رومی جنگ کے لیے بطیب خاطر تیار نہ ہوتے اور ایک قابل سپہ سالار اور قابل کار فوج کا مہیا کرنا آسان نہ ہوتا پھر جنگ کے بعد روما یہ نہ چاہتا تھا کہ مفتوحہ ممالک کا الحاق کرلے اور بطور صوبوں کے ان پر حکومت کرے کیونکہ اس عملی اور فہمیدہ کارروائی کے لیے وہ تیار نہ تھا۔ مغرب کے صوبجات سے جو تجربہ حاصل ہوا تھا اطمینان بخش نہ تھا مگر ان سے روما دست کش

سینیٹ کا سفارتی کارروائیوں کو جنگ پر ترجیح دینا

نہ ہوسکتا تھا۔کچھ تو اس تجربے سے اور کچھ اپنی بساط سے زیادہ کوشش کرنے کے خوف سے اور سینیٹ کے ارکان کے باہمی حسد سے صوبجات کو وسعت دینے کی حکمت عملی کو فروغ نہ ہوا۔فتوحات سے جو مسائل زیر بحث ہو گئے تھے، ان کے حل کی ایک یہ صورت بھی تھی کہ مفتوحہ اضلاع حلیفوں کے سپرد کر دیے جائیں یا انھیں خود فتوحات کرنے کی اجازت دی جائے۔پرگامم اور روڈز پہلی صورت کی مثالیں ہیں اور فلپ اور اتحاد اکائی دوسری صورت کی۔یونان کی شہری مملکتیں بالعموم آزاد قرار دی گئیں۔مگر روما جب کبھی اپنے کسی دوست کو اس قدر طاقت ور بنا دیتا کہ کسی دشمن کو روکے رہے تو اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتا کہ کہیں یہ دوست اس قدر طاقت ور نہ ہو جائے کہ اپنی قوت سے روما کے مفاد کو ضرر پہنچائے۔سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں اعلےٰ خیالی کو دخل نہ تھا اور یہ روما دوسروں سے زیادہ بدکردار نہ تھا۔اس کا مقصد یہ تھا کہ مشرق اور یونان میں توازن قوت پیدا ہو جائے تاکہ کم سے کم کوشش کے ساتھ اس کا تفوق اعلےٰ سے اعلےٰ پیمانے پر قائم رہے۔اس توازن کو اگر کسی طرف سے خطرہ ہوتا تو اس کے کان کھڑے ہو جاتے۔ ممکن ہے کہ اوائل میں روما صدق دل سے یونانیوں کی آزادی کا خواہاں ہو مگر یہ صرف اس حد تک تھا کہ یونانی اسے پریشان نہ کریں۔یونانیوں کے دوستوں کی جماعت سینیٹ میں موجود تھی اور جب ان کی رائے کو سینیٹ میں غلبہ حاصل ہو تو کوئی دوسری کاروائی نہ ہوسکتی تھی۔مگر جب یہ معلوم ہوگیا اور اس میں زیادہ دلی نہیں لگے کہ کمبخت یونانی امن و امان یا آزادی کے اہل نہیں ہیں اور اپنے ہمسایوں کو سازشوں اور بغاوتوں میں پھنسانا چاہتے ہیں تو رومیوں کی وہ عنایات ان پر نہ رہی اور وہ یونان کی ریاستوں میں اپنے طرفداروں کی تائید کرنے لگے۔ ابتدا میں انھوں نے جو سلوک یونانیوں کے ساتھ کیا وہ خواہ کتنی ہی عالی خیالی پر مبنی کیوں نہ ہو مگر اب وہ یونان کے ساتھ بے رحمی اور بے ایمانی کا برتاؤ کرنے لگے۔ شمالی یونان میں اے ٹولیا اور بواے شیا میں ناگفتہ بہ مظالم ہوئے، پیلوپونی سس میں اتحاد کی استواری اور قوت کے حسد سے روما نے اسپارٹا کو نقض امن پر آمادہ کیا اور نابس کی بداعمالیوں سے چشم پوشی کی۔سینیٹ کی

ریشہ دوانیوں اور مبہم فیصلوں سے یونان میں اگر یونانی چاہتے بھی تو کبھی سکون پیدا نہ ہو سکتا تھا۔"

(۵۵۱) بادشاہوں کے ساتھ بھی روما اپنی پرانی چال چلتا رہا یعنی اپنے دشمنوں میں پھوٹ ڈال کر اُن کا یکے بعد دیگرے خاتمہ کر دیا۔ یہ فن جہانبانی کے معمولی کرتب ہیں مگر کسی دشمن کو دھوکا دینا اور اُس کو اپنے خطرے سے بے خبر کر دینا بظاہر اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ فلپ اور پرسیس دونوں کو رومیوں کی عیاری سے زک ہوئی۔ ڈی میٹ ریس کو اپنے باپ اور اٹالس کو اپنے بھائی کی مخالفت پر آمادہ کرنا ایسے افعال ہیں جن سے روما کے اراکین سینیٹ کی عزت پر حرف آتا ہے۔ پھر اس کی عیارانہ سفارتی کارروائیوں کے متعلق کیا کہا جائے مثلاً گلاتیوں کو پرگامم کو دق کرنے پر آمادہ کرنا اور ماسی نسا کو قرطاجنہ کے پیچھے لگا دینا۔ اس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ بادشاہ بھی روما کے ساتھ یا ایک دوسرے کے ساتھ ایمانداری کا برتاؤ نہ کرتے تھے۔ اب ہم یومی نیس کی سازش پر بحث کریں گے۔ پالی بیس[1] کو یہ قصہ سماعی طریقے پر معلوم ہوا۔ اس زمانے میں تو یہ قصہ افواہاً مشہور تھا مگر اس کا بیان ہے کہ دوسرے تفصیلی امور کا پرسیس کے خاص دوستوں کو بھی علم ہو گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جن واقعات سے اس قصے کی تصدیق ہوتی ہے وہ اُسے اُس وقت معلوم ہوئے ہوں گے جب کہ وہ اور پرسیس کے دوست اطالیہ میں زیر حراست تھے۔ اب ہم کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ اُن واقعات کی صحت کو جو اُسے معلوم ہوئے کس حد تک جانچ سکتا تھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اُس سے غلطی ہونے کا امکان ضرور ہے، مگر سارے قصے کو محض افسانہ خیال کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ محض احمق تھا جس کے لیے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں۔ اس قصے میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ دونوں بادشاہوں کے خصائل سے مطابق ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ اٹالی خاندان کے بادشاہوں کو روپے کی بہت حرص تھی۔ اسلیے

---

[1] پالی بیس ۲۹، ۴-۹ لیوی ۴۴، ۲۴-۲۵۔ لیوی نے پالی بیس کا خلاصہ کر لیا ہے۔

اس قصے کے اہم واقعات کو تسلیم کر لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے

(۵۵۲) اب ہم مباحث بالا کو بالاختصار بیان کریں گے۔ روما کی سفارتی کارروائیاں ہمیشہ عیاری پر مبنی تھیں۔ یہ ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے اور اس امر سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان میں غداری اور صریحی بے ایمانی کا عنصر بڑھتا جاتا تھا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ک۔ مارکیس سا آدمی کس فریب دہی کا مرتکب ہوا تو ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ روما کے حکام کو واپسی کے بعد سینیٹ کے اعتراضات کا جواب دینا پڑتا تھا۔ یہ حکام خودسر نہ تھے بلکہ ماتحت تھے اور ان کا فرض اولیں یہ تھا کہ اپنی مفروضہ مہم میں کامیاب ہوں۔ ناکامی کو صرف چند منتخب اشخاص معاف کر سکتے تھے۔ اس بنا پر کہ یونانیوں کی عیاری رومی کی راستی پر غالب آگئی۔ مگر جب رائے دینے کا وقت آتا تو فریب دہی سے چشم پوشی جلد تر ہوتی۔ اُس عہد کی سفارتی کارروائیوں میں اصل امر قابل لحاظ یہ ہے کہ باوجود ان کارروائیوں کی کثرت کے اُن عظیم الشان نتائج کے مقابلے میں جو مترتب ہوئے، تلوار سے بہت کم کام لیا گیا یعنی بجائے خوں ریزی کرنے کے روما کو یہ نمایاں کامیابی انھیں سفارتی کارروائیوں سے حاصل ہوئی ؛

(نوٹ) یہ کتاب جب زیر طبع تھی تو مسٹر ای سی سینڈس کی کتاب "عہد جمہوری میں شہنشاہیت روما کے متوسل رؤسا" (کیمبرج کے تاریخی مضامین نمبر ۱۶) شائع ہوئی۔ اس کتاب کے ضمیمہ الف میں جو مواد جمع کیا گیا ہے نہایت مفید ہے اور ان رئیسوں کے وتسلیم کرنے کے طریقوں اور اثر دل پر پورے طور سے بحث کی گئی ہے۔ ایک اہم امر کی خاص توضیح کی گئی ہے یعنی جس رئیس کو سینیٹ سرکاری طور پر rex کے خطاب سے مخاطب کرتی ان کی حیثیت روما کے چھوٹے باجگذار رئیسوں سے بالکل مختلف ہوتی جنھیں ادبی زبان میں reges کہا جاتا ہے ؛

باب سی و دوم

مغرب میں روما کی جنگیں اور حکمت عملی

۱۹۳ تا ۱۶۷ ق م

سنہ ۲۰۱ سے ۱۳۳ تک کے عہد میں ممالک مغرب میں روما کی حکمت عملی اور جنگوں کو کئی مختصر بابوں میں بیان کرنا بظاہر خوش اسلوبی اور وضاحت پر مبنی نہیں معلوم ہوتا۔ اس طویل عہد کے واقعات میں اس قدر یکسانی ہے کہ ان کا بیان اکثر ایک ساتھ ہوتا ہے اور مقامات کے لحاظ سے تذکرے کی تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آسٹریا اور پونڈی کی وادی کی لڑائیوں کو ہسپانیہ کی لڑائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُن کا تعلق لیگیوریا کے اندرون ملک کی لڑائیوں سے البتہ ہے اور ہسپانیہ سے آمدورفت کے ذرائع کا محفوظ رکھنا بھی ضروری تھا۔ ان لڑائیوں میں یہ امر مشترک ہے کہ ان کی ابتدا ہمیشہ روما کی طرف سے ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ اہل لیگیوریا کی بحری قزاقی کا سدباب بھی ضروری تھا اور سارڈینیا اور کرسیکا کی تسخیر ابھی تک پورے طور سے نہ ہوئی تھی۔ انھیں وجوہ سے جب روما کو دوسرے امور سے مہلت ملتی تو ان ممالک میں وہ جنگ کا سلسلہ چھیڑ دیتا اور جب وہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوتا تو جنگ کا سلسلہ منقطع ہو جاتا۔ ان قوموں میں کسی قسم کی تنظیم نہ تھی اس لیے روما جنگ کے لیے اپنے حسب مرضی وقت معین کر لیتا اور اُس کے لیے کسی قسم کی مجبوری نہ تھی جیسا کہ مشرق میں انٹیوکس اور پرسیس کی جنگوں میں ہوئی تھی۔ ہسپانیہ میں بغاوتیں بالعموم رومی حکام کی بداعمالیوں سے ہوتی تھیں۔ گراکس کا طرز عمل جو انصاف اور فراست پر مبنی تھا اس قدر کارگر ثابت ہوا کہ قریب ۲۵ سال تک اس ملک میں سکون تھا۔ لیگیوریا میں جنگ ۲۰ سال

(۱۹۳ تا ۱۷۳ ق م) تک برابر جاری رہی اور اس مدت کے پہلے دس سالوں میں دونوں کانسلوں کا تقرر برابر اُسی صوبے میں ہوتا اور وہ بغیر کسی کامیابی کے پہاڑوں سے ٹکراتے رہے۔ ہزیمتوں اور فتوحات کا اکثر ذکر آیا ہے اور ہزیمتوں کا ہمیں یقین بھی ہو سکتا ہے۔ ۱۷۲ ق م سے ۱۶۸ ق م تک روما پرسیس سے برسرپیکار تھا اسلیے لیگیوریا میں اُس زمانے میں بالعموم سکون تھا۔ پِڈنا کی جنگ کے بعد تسخیر کی کارروائی پھر شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ جاری رہی یہاں تک کہ لیگیوریا کے لوگ مقابلے سے باز آئے اور روما کا اثر بالآخر قائم ہو گیا۔ مغرب کی جنگیں روما کی سہولت اور عام مفاد کے لحاظ سے ہوتی تھیں، ان کے متعلق ہماری معلومات بالواسطہ روما کے مورخوں اور وقائع نگاروں سے حاصل ہوتی ہیں جن کی صحت بیان پر ہمیں اعتماد نہیں اس لیئے اگر ان جنگوں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنا خوش اسلوبی اور وضاحت پر مبنی نہ معلوم ہو تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے بلکہ یہ واقعات کی نوعیت اور شہادت کے ناکافی ہونے کی وجہ سے ہے فی الوقت ہم ۱۶۷ ق م یا اُس کے قریب تک کے واقعات کو سلسلہ وار بیان کریں گے جن کا اختتام مقدونیہ میں روما کی سیادت کے قیام پر ہوتا ہے؎

(۴ ۵ ۵) ۱۹۳ ق م سے ۱۶۷ ق م تک لیوی کی تاریخ میں ہسپانیہ کا ذکر ہر سال کے واقعات کے ضمن میں آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومیوں کو کبھی فتوحات حاصل ہوتیں مگر اُن سے کوئی نتیجہ نہ ہوتا۔ ہزیمتیں ہوتیں اور پھر ان کے بعد فتوحات کا سلسلہ ہوتا، قبیلے اطاعت قبول کرتے اور پھر بگڑ بیٹھتے، صوبہ دار واپسی پر جشن فتح مناتا۔ اہم تر امور کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔ ۱۹۰ ق م میں ایمی لیس پالس کو ہسپانیۂ بعیدہ میں شکست ہوئی اور لوسی ٹانیوں نے اس کی فوج کو سخت نقصان پہنچایا مگر اُس نے فوج کو کسی طرح سنبھال لیا اور سال مابعد میں ایک عظیم الشان فتح[1] حاصل کر کے جنوب کے دسیوں کو مغلوب کر دیا۔ ۱۸۴ ق م کے ضمن میں مذکور ہے کہ فوج میں سخت بےچینی پھیل گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سپاہی اپنے وطن سے دور عرصۂ دراز تک رکھے گئے تھے اور اُن سے

ہسپانیہ اور کراسس

[1] یہ بیان لیوی (۳۷، ۴۶، ۵۷) کا ہے۔ پلوٹارک (ایمی لیس ۴) نے شکست کا ذکر نہیں کیا ہے فقرۂ ۶۸۸ (ب) مابعد میں کتبہ دیکھو۔

محنت شاقہ لی جاتی تھی۔ قریب تھا کہ فوج بغاوت کر دے مگر یہ معاملہ کسی صورت سے رفع دفع ہوگیا۔ ہسپانیہ کی فوجی ملازمت روما کے نظام فوج کے بالکل خلاف تھی لیکن تجربہ آزما سپاہیوں کو واپس بلا کر ان کی جگہ نئے رنگروٹوں کو بھیجنا خلاف مصلحت تھا۔ سینیٹ نے زبردست کمک بھیجی اور صرف اُن سپاہیوں کو واپس بلایا جنکی مدت ملازمت ختم ہوگئی تھی یا جن کی خاص خدمات تھیں۔ ۱۸۱ ق م میں قبیلۂ کیلٹ ابری نے بغاوت کردی۔ یہ ایک مخلوط النسل قبیلہ تھا جس میں گالی کیلٹیوں کی جوانمردی اور ہسپانیوں کا استقلال اور تمرد کے عناصر موجود تھے۔ اسی قبیلے نے ہسپانیہ میں رومیوں کا زیادہ تر مقابلہ کیا۔ مگر پریٹر فلاکس کو ایک زبردست فتح ہوئی جسکی وجہ سے وسطی ہسپانیہ میں سکون ہوگیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس قبیلے کے بیشتر افراد نے اطاعت قبول کرلی۔ اس معرکہ آرائی میں مقامی سپاہیوں[۵۱] سے بھی کام لیا گیا تھا۔ ۱۸۰ ق م میں پھر طویل ملازمت والے سپاہیوں کو شکایت کا موقع ملا اور اُن کی شکایتوں کا تصفیہ حسب سابق ہوا۔ ہسپانیۂ قریبہ کا نیا پریٹر دو مشہور اصلاح پسندوں کا باپ ٹائی بے ریس سیم پرونیس گراکس تھا جو خود روما کے عہدہ داروں میں بہترین تھا۔ ۱۷۹ ق م تک یہ شخص پروپریٹر کی حیثیت سے موجود تھا اور اُس کی مساعی سے ایک جدید طرز عمل[۵۲] اختیار کیا گیا جو روما اور ہسپانیہ دونوں کے لیے مفید تھا۔ اُس نے معقول شرطوں پر دیسی قبیلوں سے معاہدے کیے اور شہری زندگی کو ترقی دے کر اُن کو پرامن زندگی بسر کرنے پر مائل کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۱۸۰ ق م کے اوائل میں جب فلاکس اندرون ملک سے اپنی فوج کے ساتھ واپس ہو رہا تھا تو کیلٹ ابری نے اُس پر حملہ کر دیا تو مقامی سپاہ نے سہل انگاری سے کام لیا مگر باوجود اسکے گراکس نے دیسی سپاہیوں کی بھرتی جاری رکھی اور دیسی سرداروں[۵۳] کو رومی فوج میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ اگر یہ لوگ وفاداری پر قائم رہتے تو باکار افسر ثابت ہوتے،

---

۵۱ لیوی ۴۰، ۳۰-۳۲۔
۵۲ اے پین ہسپانیہ ۴۳، ۴۴۔ پلوٹارک ٹائی بے ریس گراکس ۵/۲۔
۵۳ لیوی ۴/۴۹، ۴-۷۔

کیونکہ یہ اپنے ہمقوموں کی طبائع سے واقف تھے۔ اس تدبیر سے امدادی فوجوں کی حالت کی اصلاح ہوگئی ہوگی۔ گراکس کی حکومت سے روما اور ہسپانیہ کے تعلقات میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ روما واپس ہونے کے بعد بھی وہ اپنے صوبے کی رعایا کو نہ بھولا اور اپنے اثر سے کام لے کر معاہدوں کی خلاف ورزی نہ ہونے دی تاکہ اہل ہسپانیہ کو روما کے قول و قرار پر اعتماد رہے۔

پریٹروں کا ہسپانیہ کی خدمات سے پہلو تہی کرنا

(۵۵۵) ۱۷۶ء میں ایک عجیب[1] واقعہ مذکور ہے۔ اس سال جب صوبجات کی تقسیم عمل میں آئی تو کراسس نے جو ہسپانیۂ قریبہ کا پریٹر مقرر ہوا تھا وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ اُس کا عذر یہ تھا کہ اسے چند مقررہ رسوم بذات خود روما میں رہ کر ادا کرنی ہیں اس لیے وہ باہر نہیں جا سکتا۔ چند سال کے بعد ۱۷۱ء میں وہ کانسل مقرر ہو کر مقدونیہ کا صوبہ دار ہوا مگر اب اُس کے مذہبی موانع دفع ہوگئے اور اُس نے اس عہدے کو قبول کر کے اور نا شادیونانیوں کو تباہ کر کے خوب دولت جمع کی۔ ۱۶۷ء میں وہ اس سفارت کا صدر مقرر ہوا جو گلاتیوں کے پاس بھیجی گئی تھی۔ فی الحقیقت یہ شخص سخت بے ایمان تھا گو ذی اثر بھی تھا۔ اس موقع پر اُس نے اپنے عذرات کے متعلق مجمع عام میں قسم کھائی اور اس طور پر اپنا ناخوشگوار فریضہ ادا کرنے سے معاف کر دیا گیا۔ کراسس کے ساتھ جو رعایت کی گئی اس سے ہسپانیۂ بعیدہ کے پریٹر م۔ کارنیلیس مالوگی نین سِس کو بھی یہی خواہش پیدا ہوئی۔ معلوم نہیں کہ اُس نے مذہبی فرائض کا عذر کیا یا کچھ اور مگر اُس کا عذر بھی اسی قبیل کا ہوگا۔ اس شخص کے خصائل پسندیدہ نہ تھے۔ دو سال کے بعد ۱۷۴ء سے سنسروں نے اس کا نام دروغ حلفی یا کسی اور جرم کی پاداش میں سینیٹ کی فہرست سے خارج کر دیا۔ فی الجملہ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان دونوں بدمعاشوں نے ہسپانیہ میں خدمات انجام دینے سے پہلو تہی اس وجہ سے کی کہ وہاں لوٹ مار اور استحصال بالجبر کا زیادہ موقع نہ تھا۔ یہ مواقع گراکس کے حالیہ انتظامات کی وجہ سے اور بھی کم ہوگئے تھے۔ اب تیسری مقدونی جنگ کا زمانہ آگیا تھا جبکہ روما ہمہ تن

[1] لیوی ۴۱، ۱۰ اور وی سین بورن کا حاشیہ فقرہ ۱۰ پر۔

مشرقی معاملات میں منہمک تھا اور مغرب میں فتوحات حاصل کرنے کی طرف اُس کی توجہ مطلق نہ تھی ۱۷۲ء میں سینیٹ نے ہسپانیہ کی فوج کو کمک بھیجنے میں بہت کچھ تامل کیا اور ۱۷۱ء سے ۱۶۸ء تک ہسپانیہ کا صوبہ ایک ہی پریٹر کے تفویض تھا۔ اس کی ایک وجہ غالباً یہ ہوگی کہ باقی ماندہ پریٹر مشرق میں بڑے کی کمان کر سکے اور دوسری وجہ یہ ہوگی کہ یہ وقت مغرب میں پیش قدمی کرنے کے لیے مناسب نہ تھا۔

اہل ہسپانیہ کی شکایتیں

(۵۵۶) ۱۷۱ء میں ہسپانیہ کے دونوں صوبوں[له] سے سفارتیں روما میں آئیں اور حالیہ صوبہ داروں کے استحصال بالجبر کی شکایت کرکے تلافی کی درخواست کی۔ یہ ایک نہایت نازک موقع تھا۔ ہسپانیہ کو دلاسا دینے کے لیے کسی نہ کسی تدبیر کی ضرورت تھی۔ مگر یہ وقت ایسا نہ تھا کہ جب کسی انوکھی یا غیر معمولی تدبیر سے کام لیا جاتا جس سے سیاسی بدمزگی کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ سلطنت دوسری طرف متوجہ تھی۔ اسی لیے خاطیوں پر مجلس عامہ میں مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ روما میں ایک عدالت دیوانی ایسے لوگوں کو مقدمات کیلیے تھی جو رومی نہ ہوں۔ یہ عدالت "عدالت وصول مطالبات" کے نام سے موسوم تھی اور اسکی کارروائی نہایت سادہ اور عاجلانہ تھی طریقہ یہ تھا کہ حسب ضرورت بعض اشخاص Recupera tores (وصول کنندگان) کسی خاص مقدمے کے تصفیے کی غرض سے مقرر ہوتے اور اُنھیں کوئی با اقتدار حاکم مقرر کرتا۔ یہ عدالت نہایت قدیم تھی اسکی حیثیت بین الاقوامی تھی اور آس پاس کی ریاستوں کے شہریوں کے مقدمات کے تصفیے کے لیے وجود میں لائی گئی تھی سینیٹ نے مناسب خیال کیا کہ اس عدالت کے ذریعے سے اس معاملے کو طے کیا جائے اور جو پریٹر ہسپانیہ جارہا تھا اُسے حکم دیا کہ کارروائی شروع کردے۔ طریقۂ کار یہ تھا کہ جب دعویدار کسی صوبہ دار کے خلاف میں اپنے دعوے پیش کرتے تو پریٹر سینیٹ کے پانچ رکنوں کو نامزد کرکے اس خاص دعوے کے لیے عدالت وصول مطالبات قائم کرتا اور دعویداروں کو اختیار

[له] لیوی ۴۳/۲۔ لیوی نے اس قدر اختصار سے کام لیا ہے کہ اس باب کی توضیح نہایت دشوار ہے میں نے فان کیلر کی کتاب Civil process سے استفادہ کیا ہے۔

ہو تاکہ اپنے لیے وکیل (Patroni) منتخب کریں جو اُن کی طرف سے مقدمے کی پیروی کرتے ۔ یہ وکیل رومی ہوتے ۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہسپانیہ کے نائبوں نے جن لوگوں کو اپنا مربی منتخب کیا سب کے سب سینیٹ کی اصلاح پسند جماعت سے تعلق رکھتے تھے یعنی وہ لوگ جو اہل روما کی قدیم مجالس کے مداح تھے اور زمانۂ حال کے قبیح رجحانات کو دفع کرنا چاہتے تھے ۔ چاریں سے دو کیٹو اور پالس تھے ۔ یہاں تک تو روما کی روش بالکل ٹھیک تھی اور اصولی طور پر خاطیوں کے افعال قابل سزا قرار دیے گئے ۔ مگر جب مقدمے پیش ہوئے تو خاطیوں کو سزا دینا دشوار ثابت ہوا ۔ پہلا مقدمہ کئی مرتبہ ملتوی ہوا اور بالآخر ملزم بری ہو گیا ۔ باقی ماندہ دو مقدمات میں ملزموں کے شرمناک افعال کے ثبوت میں شہادت پیش ہوئی مگر دونوں مقدمے ملتوی ہوتے رہے اور بالآخر جب عدالت کا اجلاس ہوا تو ملزم[۵۱] غائب تھے یعنی انھوں نے جلا وطنی اختیار کی تھی اور تلافی کا اب کوئی موقع باقی نہ رہا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ کے نائبوں نے بعض اعلیٰ درجے کے لوگوں کے خلاف میں چارہ جوئی کی ہوتی مگر خود ان کے مربیوں نے انھیں اس فعل سے باز رکھا ۔ پرٹیر کا طرز عمل بھی مشتبہ تھا یعنی اس معاملے کو ترک کر کے اس نے سپاہی جمع کیے اور چپکے سے اپنے صوبے کو چلا گیا ممکن ہے کہ یہ کسی مخالف وقائع نگار کی اختراع ہو ۔ مگر وہ زمانہ اب قریب آگیا تھا جبکہ روما کے امرا ایک دوسرے کی بد اعمالیوں کی پردہ پوشی کرتے تھے ۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ کیٹو یا پالس نے اس مقدمے کی کارروائی کو کیوں روک دیا ۔ افسوس ہے کہ مواد کے نہ ہونے سے ہم کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے ۔

---

۵۱ : اصطلاحات پر یہاں بحث کرنا بے موقع ہوگا ۔ جن نتائج سے بچنے کے لیے ملزم فرار ہو گئے ان کا تعلق اس کارروائی سے ہوگا جو دیوانی مقدمے کے بعد ہوئی ہوگی ۔ یا تو یہ کارروائی ہرجے کی تشخیص کی ہوئی جسے Litis aestimatio کہتے تھے یا مجلس عامہ میں مقدمہ چلانے (Iudicium populi) کی دھمکی دی گئی ہو ۔ ملزمین کی جلا وطنی سے معنی یہ ملے ہوئے کہ انھوں نے لاطینی قصبوں میں جا کر قیام کیا ۔ ایک پری نیسٹی گیا اور دوسرا ٹائی بور چلا گیا ۔

البتہ سینیٹ نے ہسپانیہ میں آئندہ کے لیے بدانتظامی کو دور کرنے کی بہت کوشش کی اور تین اہم خرابیوں کو رفع کرنے کا قصد کیا۔ اولاً غلے کی قیمت کی کمی بیشی تھی یعنی صوبہ دار جب غلہ خریدکرتا یا مقررہ خراج کی ادائی میں غلہ لیتا تو وہ قیمت کم لگاتا اور پھر سرکاری حساب میں زیادہ قیمت لگا کر منافع خود لے لیتا۔ اس کے علاوہ اگر مقررہ خراج کے علاوہ کوئی خراج[1] عارضی طور پر عائد کیا جاتا تو اپنے نفع کے لیے غلے کی ایک خاص مقدار معین کرتا اور اس کے دام بہت زیادہ لگا دیتا اور پھر خراج کو بجائے غلے کی شکل میں لینے کے نقد لیتا مگر انہیں بڑھائے ہوئے داموں پر۔ مقررہ خراج وصول کرنے کی یہ تدبیر تھی کہ اس کام کے لیے عہدہ دار مختلف شہروں کو بھیجے جاتے مگر ہسپانی اس طریقے کو ناپسند کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ خود جمع کر کے رومی عہدہ داروں کو دے دیں۔ سینیٹ نے ان خرابیوں کو دفع کرنے کے لیے احکام نافذ کئے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان احکام کی نیک نیتی سے تعمیل ہو۔ مگر ہسپانیوں کا اپنے حقوق کا طالب ہونا بیکار نہ گیا۔ آگے چل کر ہمیں معلوم ہوگا کہ زمانہ مابعد میں بمقابلہ دوسرے صوبوں کے محاصل سہولت کے ساتھ وصول کئے جاتے تھے اور ظلم بہت کم ہوتا تھا[2]۔

ہسپانیہ کی دوغلی نسل

(۵۵۷) ہسپانیہ کا ایک دوسرا مسئلہ بھی اس وقت زیر بحث تھا اس دور و دراز ملک میں سپاہیوں کے عرصے تک رہنے کا ایک خاص نتیجہ ہوا یعنی انھوں نے اس ملک کی عورتوں سے شادیاں کرلیں اور ایک دوغلی نسل پیدا ہوگئی جسکی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ان لوگوں کے ایک وفد نے درخواست کی[3] انھیں آباد ہونے کے لیے ایک خاص شہر دیا جائے۔ ان کی موجودہ حالت حسب ذیل تھی۔ ان کے باپوں اور ماؤں کی شادیاں قانوناً جائز نہ تھیں اس لیے رومی قانون کے اصول کے لحاظ سے وہ حرامی تھے یعنی اُن کی قانونی حیثیت وہی تھی جو اُن کی ماؤں کی تھی مگر لڑکی نہ بہت

---

[1] اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلے کی قیمت کی تشخیص میں جو چال چلی جاتی تھی اس کا رواج روما کے صوبوں میں زمانہ قدیم سے تھا۔ اواخر میں اسکا رواج بہت پھیل گیا۔

[2] Vicesina (۵ فی صد) کے متعلق جو لیوی میں مذکور ہے دیکھو مارکوارٹ Staatsverwaltung کی فہرست مضامین۔

[3] لیوی ۴۳، ۳۔

رومی لشکروں میں ہوئی تھی اس لیے محکوم قوم سے تعلق رکھنا وہ عار سمجھتے تھے ممکن ہے کہ اُن کی ماؤں کے قبیلے بھی انھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں سینیٹ نے اس مسئلے کا حل نہایت ہوشیاری سے کیا۔ ان لشکرزادوں کے لیے اُس نے کارٹیا کا شہر منتخب کیا جو جنوبی ہسپانیہ کے ساحل پر ہے اور ایک زمانے میں فنیقیوں کی نوآبادی تھی جہاں پہلے ہی سے مخلوط النسل لوگ موجود تھے۔ پریٹر کو حکم دیا گیا کہ ان لشکرزادوں کو وہاں آباد کر دے اور موجودہ باشندوں میں سے بھی ان لوگوں کو وہاں رہنے دے جو اُن کے ساتھ رہنے سہنے پر آمادہ ہوں اس کی صورت ایک لاطینی نوآبادی کی رکھی گئی اور حسب معمول زمینیں دی گئیں اور اطالوی نمونے پر مقامی حکومت خود اختیاری کا بھی انتظام ہو گا مگر اس نوآبادی کے نام میں ایک خاص جدت ملحوظ رکھی گئی یعنی اُسے آزاد شدہ غلاموں کی نوآبادی قرار دیا گیا جس سے اس نوآبادی میں اور اطالیہ کی لاطینی نوآبادیوں میں امتیاز ہو گیا اور جدید مستعمروں کی خاص حیثیت بھی واضح کر دی گئی۔ ان کی ماؤں کو غلام قرار دینے کا مطلب یہ ہوتا کہ ان کے بچے بھی غلام ہوں اور اگر بچے آزاد قرار دیے جاتے تو وہ بھی آزاد شدہ غلام یا آزاد شدہ غلاموں کی اولاد سمجھے جاتے۔ اس طور پر اُن کی حیثیت بطور Libertini (آزاد شہری) قائم کی گئی مگر یہ آزادی لاطینی حلیفوں کی حیثیت رکھتی تھی نہ کہ شہریان روما کی۔ کارٹیا روما کے باہر اس کی پہلی نوآبادی تھی اور اس کے قیام سے دلیسیوں پر ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہسپانیہ میں رومیوں کی حکومت عارضی نہیں ہے۔

سارڈی نیا اور کرسیکا

(۵۵۸) سارڈی نیا اور کرسیکا کے جزیروں پر رومیوں نے پہلی فنیقی جنگ کے اختتام پر قبضہ کر لیا تھا۔ حالات وقت کے لحاظ سے ان جزیروں پر قبضہ کر لینا راستبازی پر مبنی نہیں تھا۔ مگر ان جزیروں کا جغرافیائی موقع ایسا تھا کہ اطالیہ کی حکمراں قوت کا کبھی نہ کبھی اس پر قبضہ کر لینا لابدی تھا۔ سارڈی نیا کی فتح ۲۳۵ء میں بیان کی جاتی ہے اور کرسیکا کی ۲۳۱ء میں۔ ان دونوں کا ایک صوبہ ایک صوبہ دار کے تحت میں بنا دیا گیا اور روما کے نظام حکومت میں یہ صوبہ داری ہر سال کسی نہ کسی پریٹر کے تفویض ہوتی مگر یہ فتح محض برائے نام تھی اور اس عہد میں ان جزیروں میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا ۱۸۱ء، ۱۷۸ء اور ۱۷۷ء میں

جنگ اور رومی فتوحات کا ذکر آتا ہے۔ ۱۷۷ ق م میں یہ صوبہ ایک کانسل کے تفویض ہوا اور ایک زبردست فوج اُس کے سپرد ہوئی تاکہ ان جزیروں میں بغاوت کا انسداد پورے طور پر ہو جائے۔ یہ فریضہ گراکس کے سپرد ہوا اور ہسپانیہ کی طرح یہاں بھی اُس نے اپنی کارکردگی کا ثبوت دیا۔ لیکن یہاں کام اس قدر تھا کہ ۱۷۶ ق م میں بھی بطور پرو کانسل وہ اس خدمت پر فائز تھا۔ سارڈینیا کی تسخیر اُس نے مکمل کر دی اور پھر کوئی عام بغاوت نہ ہوئی۔ ۱۷۵ ق م میں جشن فتح منانے کے لیے وہ اتنے قیدی اس جزیرے سے لے گیا کہ غلاموں کی منڈی ان سے بھر گئی کہ "اہل سارڈینیا برائے فروخت" ایک ضرب المثل ہو گئی جو اُس وقت استعمال کی جاتی جب کہ کوئی شے افراط سے بہت زیادہ ہوتی۔ کرسیکا کی تسخیر ان پریٹروں نے اپنے ہاتھوں میں لی جو اس کے بعد صوبہ داری پر فائز ہوئے اور ۱۷۳ ق م میں اُس کی تسخیر بھی مکمل ہو گئی۔ اُس وقت سے یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ جب کسی خاص عارضی کام کے لیے کسی پریٹر کی ضرورت ہوتی مثلاً کسی تحقیقات کے لیے یا کسی خاص موقع پر کسی فوج کی کمان کے لیے تو یہ کام سارڈینیا کے نئے پریٹر کے سپرد[1] ہوتا اور صوبہ اُس کے پیش رو کے تحت تیس نیابت پروپریٹر چھوڑ دیا جاتا۔ اس طرز عمل کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ یہ صوبہ روما سے قریب تھا اور اس کی نہ تو زیادہ اہمیت تھی نہ اس میں اتنا کام تھا جتنا کہ سسلی یا ہسپانیہ کے دونوں صوبوں میں۔

لیگیوریا

(۵۹) لیگیوریا ایک پہاڑی ملک جو ایپی نائن کے سلسلۂ کوہی اور جنوبی مغربی یا بحری کوہ آلپ کے ملنے سے بن گیا۔ ایپی نائن کا سلسلہ مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے۔ ان پہاڑیوں کی چوٹیاں قدرتی قلعوں کی حیثیت رکھتی تھیں اور اس ضلع میں گھرے گھرے درے تھے۔ اس ملک کا ڈھال شمال کی طرف ہے اور اس کی ندیاں پو ندی کی باج گزار ہیں۔ اس کا ساحل اب رِویرا کے نام سے موسوم ہے اور بعض مقامات پر پانی کے کنارے نشیبی زمین کا ایک تنگ ٹکڑا ہے اور بعض مقامات پر پہاڑوں کا سلسلہ بالکل سمندر تک چلا گیا ہے۔

[1] دیکھو لیوی ۴۱، ۱۶، ۴ پر وی سین بورن کا حاشیہ۔

اس ملک کے طبعی خط و خال کچھ ایسے تھے کہ رومیوں کو اس کے فتح کرنے میں دقت ہوتی تھی کیونکہ اس قسم کے ملک میں مستحکم مقامات پر قابض ہونا اور پہاڑوں کے راستوں سے واقف ہونا ہزاروں سپاہیوں کی فوج کے برابر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لیگیوری کسی قدیم قوم کی اولاد میں سے تھے جسے زمانۂ مابعد کے فاتحوں نے پہاڑوں میں بھگا دیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ کسی زمانے میں جنوبی فرانس میں آباد تھے اور ہسپانیہ کے آئی بیریوں کے ہم نسل تھے۔ پیری نیز کی باسک قوم بھی اسی سخت جان نسل میں سے خیال کی جاتی ہے۔ رومیوں کو ان سے پہلے پہل شمالی اٹروریا میں سابقہ پڑا۔ آرنو کے شمال کا پہاڑی خطہ اس وقت اُن کے قبضے میں تھا اور پہاڑیوں اور نشیبی ملک کے باشندوں میں جو رقابت ہوتی ہے اس کا سلسلہ اسی زمانے سے جاری تھا۔ مگر لیگیوریوں اور رومیوں سے جنگ درحقیقت اس وقت شروع ہوئی جب کہ رومی لوہ ندی^۱ کی وسیع وادی میں آباد ہونے لگے اور گال این روئے آلپ کی تسخیر شروع ہوئی۔ روما کے سربرآوردہ حکام کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ نشیبی ملک پر اُن کا قبضہ اُس وقت تک مستقل نہیں ہو سکتا جب تک کہ پہاڑی قبیلے لوٹ مار کرتے ہیں اور گالیوں کی مدد کے واسطے فوجیں بھیجتے ہیں فلپ شاہ مقدونیہ کی سرکوبی کے بعد سینیٹ لیگیوریا کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوئی جو شمال کی طرف روما کی پیش قدمی کا ایک جزو لاینفک تھا۔ ۴۰ سال یعنی ۱۹۴ سے ۱۵۵ تک لیگیوریا کی جنگوں کا سلسلہ جاری تھا کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی تھی اور کبھی دوسرے کو۔ رومیوں کی معمولی تدبیر یہ تھی کہ جب ان کو مشرق کے معاملات سے مہلت ملتی اور وہ شمال میں معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع کر سکتے تو اس ملک پر دونوں طرف سے حملہ کر دیا جاتا اور یہ سلسلہ کبھی نہ رکتا اور کم از کم اس کی سرحد کے ناکوں پر نگرانی کے لیے رومی فوج کے دستے رہتے شمال کی جانب سے اس ملک میں گھسنا زیادہ آسان تھا اور گالی قبیلوں کی قوت بھی ٹوٹ چکی تھی اس لیے جب اصل فوج لیگیوریا میں داخل ہوتی تو فوج کا ایک دستہ ان کی نگرانی کے لیے کافی ہوتا۔

---

۱ دیکھو فقرہ ۱۶۱۔

جنوب کی طرف سے حملہ آور ہونا زیادہ دشوار تھا۔ پیسائی کو معرکہ آرائی کا مرکز بنایا جاتا اور ساحل پر سے و ی ڈی ریس (داس پے زیا) کے بندرگاہ تک پیش قدمی کرنیوالی فوجیں اس ملک کے وسط پر حملہ آور ہو سکتیں۔ رومیوں نے اپنی پیش قدمی کے ضمن میں متعدد مقامات پر نوآبادیاں قائم کر دی تھیں جن سے جنگی مرکزوں کا کام لیا جا سکتا تھا۔ ۱۸۰ ؁ میں پیسائی کے باشندوں کی دی ہوئی زمین پر ایک لاطینی نوآبادی قائم ہوئی جو غالباً لیو کا ہے۔ ۱۷۷ ؁ میں جس بندرگاہ کا ہم ذکر کر چکے ہیں اُس کے قریب شہریوں کی ایک زبردست نوآبادی قائم ہوئی۔ ان نوآبادیوں کے قیام سے مقصود یہ تھا کہ شمال کی طرف پیش قدمی آسان ہو جائے۔ لیگیوریوں سے جو خطۂ ملک لے لیا گیا تھا اس پر لیونا کی نوآبادی قائم ہوئی اور ۱۰۹ ؁ میں جو سڑک پیسائی سے جینوا تک بنی وہ اُس کے قریب سے گزرتی تھی۔ ساحل پر انکے آگے جو مقامات تھے وہاں سے بھی اندرون ملک پر حملے ہوتے تھے۔ بحری قزاقوں کا انسداد بھی مقصود تھا مگر بہت مشکل تھا جس کا ثبوت ذیل کے واقعے سے ہوتا ہے۔ ایک پریٹر کو جو ہسپانیہ جا رہا تھا چند لیگیوریوں سے سابقہ پڑ گیا اور وہ اس قدر زخمی ہو گیا کہ چند روز کے بعد مسالیہ میں جا کر مر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ لیگیوریا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور لیگیوریوں کی ایک جماعت نے اُس پر اچانک حملہ کر دیا۔ روما اور مسالیہ کے مقبوضات کے درمیان ساحل کی حالت یہی تھی[۱]

(۵۶۰) ۱۸۰ ؁ سے ۱۷۹ ؁ تک لیگیوریا کی جنگ زوروں پر تھی۔ اُس کی تسخیر میں دو کانسلی فوجیں برابر مصروف رہتیں اور عملی جنگ سے پہاڑیوں کی جلاوطنی کی حکمت عملی زیادہ کارگر ثابت ہوتی۔ ۱۸۲ ؁ میں رومیوں کی بعض فتوحات کے بعد دو ہزار لیگیوریوں نے گال این روے آلپ میں آباد ہونے کی استدعا کی۔ معلوم نہیں کہ اس کا کیا تصفیہ ہوا۔ رومی لیگیوریوں کو نیست و نابود نہ کرنا چاہتے تھے بلکہ

---

[۱] لیوی ۳۷، ۵۷۔
[۲] لیوی ۴۰، ۱۶، ۲-۶۔

بلکہ انھیں اپنے قابو میں لا کر اُن کی فوجی قابلیت[1] سے کام لینا چاہتے تھے۔ اُنھیں روما
اور گالیوں کے درمیان ایک حد فاصل بھی بنایا جا سکتا تھا کیونکہ گالیوں کے
پرے کے پرے حسب سابق دروں کو پار کر کے چلے آرہے تھے۔ لیکن ۱۸۱ء کی
زبردست معرکہ آرائیوں کے بعد جلا وطنی کی حکمت عملی سے کام لیا گیا۔ سنہ ۱۸۰ء میں
چالیس[2] ہزار لیگیوری اپنے وطن سے علیحدہ کر کے سامنیم کی غیر آباد زمینوں پر آباد کر دیئے گئے
اور سات ہزار ان کے بعد بھیجے گئے۔ ۱۷۹ء میں ۳۲۰۰ لیگیوری پہاڑوں سے نشیبی ملک میں
بھیجدیئے گئے مگر معلوم نہیں کہ کہاں۔ خود لیگیوریا یا گال این ردئے آلپ میں ۱۸۱ء میں بھی یہی
طرز عمل اختیار کیا تھا۔ مگر مرور زمانہ کی وجہ سے دونوں فریق جنگ سے تنگ
آ گئے تھے اور جنگ وحشیانہ طریقے پر ہونے لگی۔ لیگیوریا کی فتوحات کے جشن فتح
آئے دن ہونے لگے اور لوگ اُن پر تمسخر کرتے تھے کیونکہ یہ فتوحات کمتر درجے
کی تھیں اور اُس کا کوئی نتیجہ بھی نہ تھا۔ بعض وقت جشن فتح منانے کی اجازت بے سبب
بھی دی جاتی اور بعض فتوحات فرضی بھی تھیں۔ مگر جو لوگ روما سے باہر نہ نکلے تھے
وہ اس معرکہ آرائی کی صعوبتوں کا کافی اندازہ نہ کر سکتے تھے۔ برخلاف اسکے مشرق
کی معرکہ آرائیوں کو حقیقت سے زیادہ خطرناک خیال کیا جاتا تھا۔ لیگیوریوں
کے دم خم ابھی تاب باقی تھے ۱۷۵ء میں انھوں نے نشیبی ملک پر ایک زبردست
یورش کی اور میوٹی نا کی نو آبادی پر قبضہ کر لیا مگر ۱۷۶ء میں رومیوں نے اُسے پھر
لے لیا اور لیگیوریوں کی بعض زمینیں بھی ضبط کر لیں ۱۷۳ء میں سینیٹ کو پرسیس
سے جنگ کے شروع ہونے کا احتمال ہوا جس کی وجہ سے اُس نے اپنی شمالی
حکمت عملی کو بدل دیا۔ اسی سال ایک کانسل نے لیگیوریا کے ایک بے ضرر قبیلے
پر حملہ کر دیا اور جنگ میں اُسے شکست دی۔ ان لوگوں نے اس امید میں کہ ان سے
نرمی کا برتاؤ کیا جائیگا، اطاعت قبول کر لی لیکن کانسل نے اُن کے ہتھیار چھین لینے
کے بعد اُنھیں غلام بنا کر بیچ ڈالا کانسل نے بلا کسی اشتعال کے خود حملہ کیا تھا اس لیے

---

[1] ورجل (Georg ۲، ۱۶۸) نے ان کی برداشت کی قوت کی بہت تعریف کی ہے۔
[2] لیوی ۴۰، ۳۸، ۴۱، ۳، ۵۳۔

جنگ کے سخت ترین اصول سے کام لینا اُس کے لیے نازیبا تھا کیونکہ اس نظیر کے بعد دوسرے اطاعت قبول نہ کرتے اور خوں ریزی اور بڑھتی سینیٹ نے کانسل کو فوراً حکم دیا کہ وہ خریداروں کی رقم واپس کردے، اسیران جنگ کو جو غلام بنا لیے گئے تھے رہا کر دے، اُن کے نقصانوں کی ہر طرح تلافی کرے اور جہاں تک ممکن ہو اُن کو اُن کی حالت سابقہ پر بحال کردے۔ اس حکم امتناعی سے کانسل سخت مشتعل ہوا اور روما آکر سینیٹ کو ڈرا دھمکا کر حکم واپس لینے اور اُس کی کارروائیوں پر صاد کرنے پر مجبور کرنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوا۔

خود سر یوپی لی ای

(۱۶۵) یہ شخص مارکس یوپی لیس ایک سخت دل[1] خاندان سے تھا۔ اس خاندان کا اثر اُس زمانے میں بہت تھا۔ اُس کا بھائی گائیس[2] ۱۷۲ ق م کے لیے کانسل منتخب ہوا اور اس خدمت پر فائز ہوتے ہی سینیٹ سے اس معاملے کے متعلق بحث شروع کردی۔ ایک عرصے تک انتظامی معاملات میں رکاوٹ پیدا ہو گئی کیونکہ گائیس یوپی لیس اور اُس کے شریک کار نے لیگیوریا جانے سے انکار کر دیا اور مارکس بطور پر کانسل وہاں ڈٹا رہا اور خوں ریزی اور دست درازیاں جاری رکھیں۔ مگر سینیٹ ایک بات پر اڑی رہی یعنی اُس نے قصد کر لیا کہ کوئی ایسی کارروائی نہ ہو جس سے لیگیوری عام بغاوت پر مجبور ہوں کیونکہ پرسیس سے جنگ عنقریب چھڑنے والی تھی۔ خاندان یوپی لی ای کے متمرد افراد کو مجبور کرنے کے لیے ٹری بیونوں سے کام لیا گیا۔ دو ٹری بیونوں نے کانسلوں کو دھمکی دی کہ اگر وہ اپنے صوبے کو روانہ نہ ہوئے تو اُن پر جرمانہ کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک قانون کا مسودہ پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ اگر کوئی عہدہ دار مظلوم لیگیوریوں کے نقصانات کی تلافی میں حارج ہوگا تو اس پر مقدمہ چلایا جائے گا اور بعد ثبوت سزا دی جائے گی۔ یہ مسودہ قانون کی شکل میں نافذ ہو گیا مگر مارکس یوپی لیس روما نہ آیا۔ اس کے بعد ٹری بیونوں نے ایک دوسرا مسودہ پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ اُس کے غیاب میں اس پر مقدمہ قائم کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی۔ متمرد پرو کانسل کو طوعاً و کرہاً واپس آنا پڑا۔ سینیٹ اسکے ساتھ

---

[1] لیوی ۴۲، ۷-۱۰، ۲۱، ۲۲

بہت ناراضی سے پیش آئی اور اُس نے دو پریٹروں کو حکم دیا کہ جو لیگوری گزشتہ سات سال میں غلام بنالئے گئے ہیں آزاد کردیئے جائیں اور پوندی کے اُس پار انھیں گالیوں کے اضلاع میں زمینیں دی جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیگیوریوں کا غلام بنایا جانا کوئی نئی بات نہ تھی اور سینیٹ اس سے خوب واقف تھی۔ لیگیوریوں کو پوندی کے اُس پار آباد کرانے میں ایک چال بھی تھی یعنی اُن میں اور اُس نواح کے گالیوں میں بلحاظ مفاد اختلاف پڑ جائے۔ روما کی سیاسی زندگی ریاکاری پر مبنی تھی اور اسکا ثبوت پوپی لیس کے مقدمے سے خوب ہوتا ہے۔ اس مقدمے کی سماعت دو مرتبہ ہوئی اور اُس کے بعد ملتوی کردیا گیا۔ اب اس میں لوگوں کو زیادہ دلچسپی نہ تھی اور ذی اثر پوپی لی ای پریٹر پر جو صدر عدالت تھا اپنا اثر ڈال رہے تھے۔ دوسروں کی طرح وہ بھی اس طاقتور جماعت کو ناراض کرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ اُسے خوف تھا کہ کہیں اس سے بدلا نہ نکالیں۔ اس لیے مقدمہ جب دوسری مرتبہ ملتوی ہوا تو اُسنے ایسی تاریخ ڈال دی کہ وہ خود بھی برسرعہدہ نہ ہو اور اُس کے جانشین اپنی خدمت کا جائزہ نہ لیا ہو۔ اس طور پر یہ مقدمہ ختم ہوگیا اور پھر کسی نے اُسے شروع نہ کرایا۔ روما کی سیاسی زندگی کے ان تغیرات میں طاقتور لوگوں کی بد اعمالیوں کا کوئی سدباب نہ ہوسکتا تھا۔ مظلوم لیگیوریوں کی جائداد کی واپسی کے حکم کی بھی فی الحقیقت تعمیل نہ ہوئی ہوگی۔ اس عہد میں لیگیوریوں کے ساتھ روما کا سلوک عموماً برا تھا اور روما کے طرفدار مورخوں نے اس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اصل حالت اس سے بہت بُری تھی۔ رومی پہاڑی قبیلوں کو متلون مزاج اور بدعہد خیال کرتے تھے مگر یہ شکایت ہمیشہ سننے میں آتی ہے جبکہ کسی متمدن قوت کو وحشیوں کے قبیلوں سے سابقہ پڑتا ہے وحشی متمدن اقوام کی زبردست قوت کے آگے سر تسلیم خم تو ضرور کرتا ہے مگر اپنے دل میں یہ ٹھان لیتا ہے کہ جب موقع آئے گا تو ضرور بدلا لیگا۔ مگر متمدن انسان جو قانون معاہدہ اور دوسرے قانونی تخیلات کا خوگر ہوتا ہے معاہدوں کی اس صریحی خلاف ورزی کو سخت ناپسند کرتا ہے کیونکہ وحشی کے فعل میں قانونی حیلوں کی لپیٹ نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ خیال کرنے لگتا ہے کہ ایسے لوگوں سے عہد و پیثاق کی کوئی ضرورت نہیں اور خود وحشی سے زیادہ وحشی بن جاتا ہے۔ رومیوں اور لیگوری قبیلوں کی حالت بعینہ یہی تھی۔ ۱۸۱ء سے ۱۶۸ء تک

گال این روئے آلپ سے ڈر تھی

رومیوں نے مظلوم پہاڑیوں کو پریشان نہیں کیا اور اس مدت میں وہ امن چین سے رہے ہیں
(۵۶۲) لیگیوریوں کے بعد گال این روئے آلپ کا ذکر کرنا موجب سہولت ہے کیونکہ گو گالیوں اور لیگیوریوں سے لڑائیاں ساتھ ساتھ جاری تھیں مگر رفتہ رفتہ علیحدہ ہونے لگیں اور گالیوں کی طرف سے رومیوں کو جو فکر دامنگیر تھی وہ آسٹریا کی جنگ اور کوہ آلپ کی دوسری جانب سے گالیوں کے نئے جتھوں کے آنے سے متعلق تھی۔ اس عہد میں گالیوں کی قوت مقاومت ٹوٹ گئی۔ ۱۹۲ ق م میں[1] بیان کیا گیا ہے کہ قبیلۂ بوائی پر ایک زبردست فتح ہوئی اور چند معمولی فتوحات کا بھی ذکر ہے۔ مگر اب ہم اس نوبت پر پہنچ گئے جبکہ رومیوں کی پیشقدمی اُن کی حسن تدبیر سے ہو رہی تھی نہ کہ فتوحات سے۔ ان روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے اپنا قدیم طریقہ جاری رکھا تھا یعنی جن بستیوں سے اُنکے تعلقات تھے اُن میں وہ امرا کی جماعت کا زیادہ لحاظ کرتے۔ قبیلۂ بوائی کی نصف اراضی ضبط کر لی گئی۔ یہ گالی مفلس اور قلاش وحشی نہ تھے۔ ۱۹۱ ق م میں ان پر جو فتح حاصل ہوئی اُس کے جشن فتح میں چاندی کی بہت سی اشیا کی نمائش ہوئی اور سونے کی مقدار تو اور بھی زیادہ تھی۔ ۱۹۰ ق م میں پلاکین ٹیا اور کری مونا کی لاطینی نوآبادیوں کی آبادی میں اضافہ کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ جو اراضی حال میں بوائی سے لی گئی ہے اُس پر بھی دو نوآبادیاں قائم ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خطے میں رومی تمدن کے اجرا کی کارروائی سرگرمی سے شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت شمال کی سڑک پر آخری مستقل ناکہ آری می نم تھا۔ پو ندی پر جو نوآبادیاں تھیں اُن کا تعلق کسی فوجی سڑک سے نہ تھا۔ جنگ کے زمانے میں آمد و رفت ندی کے ذریعے سے ہوتی تھی اس لیے ممکن ہے کہ امن کے زمانے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہو۔ ۱۸۹ ق م میں بونونیا کی لاطینی نوآبادی[2] قائم ہوئی۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اس مقام اور آری می نم کے درمیان کوئی راستہ بنایا گیا ہو۔ ۱۸۷ ق م میں اس سال کے کانسلوں نے دو ضروری سڑکیں بنائیں[3]۔ ان میں سے

[1] لیوی ۳۵، ۴۰۔
[2] لیوی ۲۹، ۳۰۔
[3] لیوی ۳۷، ۵۷۔

ایک جو **فلامی نیا** کے نام سے موسوم تھی اریمینیم واقع اڈرویا سے
کو ہ **ایپی نائن** پر سے ہوتی ہوئی **بولونیا** گئی تھی۔ اس سڑک سے رومیوں
کے لیے **گال** این روئے **آلپ** تک ایک نیا راستہ ہوگیا کیونکہ شمال کی طرف
آریمی نم سے ہوکر ایک پرانی سڑک بھی گئی تھی۔ اس سڑک کا نام بھی **فلامی نیا**
تھا اور اُسے موجودہ کانسل کے باپ نے جو رومیوں کا ایک مشہور سرغنہ تھا
سنہ ۲۲۰ ق م میں بنایا تھا۔ اُس کے شریک عہدہ نے ایک سڑک موسومہ بہ **ایمی لیا**
کوہ **ایپی نائن** کے متوازی بنائی جو **آریمی نم** سے **بولونیا** اور وہاں سے
پلاکیین ٹیا گئی تھی۔ **پلاکیین ٹیا** ایک مستحکم نوآبادی تھی جس سے ندی کی راہ کی حفاظت
ہوتی تھی۔ اب روما پورے طور سے **پو** ندی کی نوآبادیوں کی حفاظت کرسکتا تھا اور
اُن کی فلاح و بہبود میں کوئی شک نہ تھا۔ نشیب اور پہاڑ کے دامن کے **لیگیوری**
اُس کے قابو میں آگئے تھے اور ایں سوپری **گال** بھی مرعوب ہوگئے تھے[۵۱]۔

گالی تارکان وطن۔

(۵۶۳) لیکن رومی حکومت صرف مادّی ذرائع سے کام نہ لیتی تھی بلکہ اخلاقی
اثرات سے بھی وقتاً فوقتاً کام لیتی تھی اور **گالیوں** سے اُس کا سلوک اس زمانے میں
قابل تحسین تھا۔ سنہ ۱۸۰ء میں ایک پرجوش پریٹر نے جو نام و نمود کا خواہاں تھا **گالی**
قبیلہ **کینیومانی** کے ہتھیار چھین لینے سے جو وسطی **آلپ** کے دامن میں آباد تھا روما
اور اس قبیلے کے تعلقات دوستانہ تھے اور اُن کے ساتھ بدسلوکی کرکے انھیں اپنا
دشمن بنالینا سخت حماقت تھی۔ ان لوگوں نے سینیٹ میں فریاد کی جس نے کانسل
ایمی لیس کو حکم دیا[۵۲] کہ تحقیقات کے بعد مناسب فیصلہ کردے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
پریٹر کو حکم دیا گیا کہ **کینومانی** کے ہتھیار واپس کردے اور خود اس صوبے سے چلا جائے۔
ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ اُس پر جرمانہ کیا گیا۔ بہرصورت اُن کے نقصان
کی واقعی تلافی ہوگئی۔ سنہ ۱۸۶ء میں **آلپ** کے پار کے **گالی** شمالی شرقی سرحد سے **اطالیہ**
میں داخل ہونے لگے جس سے روما کو چند سال تک پریشانی[۵۳] رہی۔ ان کی ایک جماعت

---

۵۱ دیکھو کتبہ فقرہ (۱۶۸۸) میں۔

۵۲ **لیوی** ۳۹، ۳۔ **ڈاؤڈورس** ۲۹، ۱۴۔

۵۳ **لیوی** ۳۹، ۲۲، ۶۔ ۷، ۵، ۴۔ ۶ ـــــ ۷، ۴، ۵۔ ۱۔ ۵۵۔ ۴۔

مشرقی آلپ کو طے کرکے وی نی ٹی کی سرزمین میں داخل ہوئی جسے رومی اپنے زیر اثر خیال کرتے تھے۔ یہ لوگ لڑنے کے قصد سے نہیں آئے تھے مگر ایڈریاٹک کے سرے پر انھوں نے ایک شہر کی بناڈالنی چاہی۔ مگر روما کی اجازت کے بغیر آلپ کے جنوب میں کوئی قوم آباد نہ ہوسکتی تھی سینیٹ نے اس مداخلت بے جا کی شکایت کرنے کے لیے اصلی قبیلہ یا قبیلوں کے پاس ایک سفارت بھیجی مگر قبیلوں کے اکابر نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ یہ غالباً اُن کا معمولی طرز عمل تھا یعنی ممالک غیر میں آباد ہونے کے لئے نیا ایک جتھا بھیج تو دیتے مگر اُن کے افعال کی ذمہ داری اپنے سر نہ لیتے۔ ۱۸۴ء میں یہ نو وارد تعمیر میں مصروف تھے اور ان کا ارادہ مستقل قیام کا معلوم ہوتا تھا ۱۸۳ء میں گال کے پریٹر کو حکم دیا گیا کہ ان لوگوں کو خاموشی کے ساتھ واپس جانے پر آمادہ کرے اور اگر جبر سے کام لینے کی ضرورت ہو تو ایک کانسل لیکیوریا سے اپنی فوج کے ساتھ جائے اور اس کام کو پورا کرے۔ فوج کے آنے پر انھوں نے اطاعت پر آمادگی ظاہر کی اور اپنے آپ کو بے ضرر تارکان وطن ظاہر کرکے بدسلوکی کی شکایت کی۔ مگر سینیٹ اس مداخلت بیجا سے چشم پوشی کرکے ایک نظیر قائم نہ کرنا چاہتی تھی اس لیے سہولت کے ساتھ انھیں اطالیہ سے باہر کردیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دوسری سفارت آلپ کے پار بھیجی گئی جس کا خیر مقدم ہوا اور گالیوں کے اکابر نے اعتدال پسندی پر تعجب ظاہر کیا۔ مگر شمال میں روما کے طرز عمل سے جو استقلال اور یکسانی پر مبنی تھا، ظاہر تھا کہ اس کی رعایت پسندی کمزوری کی وجہ سے نہ تھی[1]

شمال کی بستی ہوتا یا

(۵۶۴) اسی سال (۱۸۳ء) میں میوٹنا اور پارما کی نو آبادیاں قائم ہوئیں اور اسٹریا کی تسخیر کی کارروائی شروع ہوئی۔ یہ دونوں نو آبادیاں ایمی لی سڑک پر بونونیا اور پلاکین ٹیا کے درمیان مناسب فاصلوں پر اس اراضی پر جو بوائی سے لی گئی تھیں قائم کی گئیں اور اس طرح سے اس نواح پر روما کا قبضہ مستقل ہوگیا۔ یہ شہریوں کی نو آبادیاں تھیں مگر ان کے قیام کی غایت بھی وہی تھی جو لاطینی نو آبادیوں

[1] لیوی ۲۹، ۵۵۔

کی تھی یعنی اندرونی راستوں کا محفوظ رکھنا شہریوں کی پرانی نوآبادیوں کے برخلاف یہ شہر شہر بھی تھے اور قلعے بھی تھے اس لیے ان میں سے ہر ایک کو دو دو ہزار مستعمر بھیجے گئے۔ ایڈریاٹک کے سرے پر بھی ایک نوآبادی (ایکویلیا) قائم کرنے کی بھی تجویز تھی۔ آسٹریا کی طرف پیش قدمی کرنے کے ضمن میں ہوئی مگر یہ تجویز ۱۸۱ق م تک عمل میں نہیں آئی۔ یہ پرانے طرز کی ایک لاطینی نوآبادی تھی اور اس میں ۳۰۰۰ مستعمر تھے۔ یہ تعداد زیادہ نہ تھی کیونکہ ان کا کام تھا کہ شمال مشرق کی طرف سے اطالیہ میں کسی کو گھسنے نہ دیں۔ مختلف قسم کی نوآبادیوں کے قیام کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ لاطینی نوآبادیوں کے قیام کی یہ غایت معلوم ہوتی ہے کہ اطالیہ پر روما کے تسلط میں آسانی ہو۔ آری می نم ۲۶۸ق م میں آباد ہوا تھا اور اب تک شمال میں روما کا سرحدی ناکہ تھا۔ بونونیا کے قیام سے خشکی کی طرف پیش قدمی کرنے کا پھر سلسلہ شروع ہوا۔ پلاکین ٹیا اور کریمونا (۲۱۸ق م) دو ناکے تھے جن کا راستہ تری کا تھا اور ایکویلیا کی نوآبادی بھی اسی قسم کی تھی۔ لیکن ایمی لی سڑک کے بن جانے سے پوندی کی دونوں نوآبادیوں کا تعلق خشکی کے راستوں سے بھی ہوگیا اور بونونیا اور پلاکین ٹیا کے درمیان کی طویل سڑک کی حفاظت کرنا ضروری تھا۔ اگر ان دونوں کے درمیان میں دو لاطینی نوآبادیاں قائم کردی جاتیں تو آری می نم اور پوندی کے درمیان چھ زبردست لاطینی بستیاں ہوجاتیں اس لیے قرین قیاس یہ ہے کہ میوٹی نا اور پارما میں دو رومی نوآبادیاں اس غرض سے قائم کی گئیں کہ لاطینی بستیوں میں فصل ہوجائے۔ ہمارے اس قیاس کی کہ روما کی حکمت عملی کے عام رجحان سے بھی تائید ہوتی ہے جس کا اصل اصول یہ تھا کہ جن لوگوں کو وہ اپنے قابو میں رکھنا چاہتے اور جن سے وہ بہت کچھ کام لینا چاہتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے لوگ کم ملتے ہوں جو روما کی شہریت کے حقوق کے ملنے کے بغیر نوآبادیوں میں آباد ہونے پر رضامند نہ ہوں۔ لیکن اگر خاص رعایتیں کی جاتیں تو اس قسم کے لوگ مل جاتے جیسا کہ ایکویلیا میں ہوا تھا جہاں اراضی کے بڑے بڑے قطعات دیئے گئے تھے۔ اس نوآبادی کا قیام عین وقت پر ہوا تھا۔ ۱۸۲ق م ہی سے یہ افواہ مشہور تھی کہ کوہ آلپ

سلہ لیوی ۴۰، ۳۴، ۲۔ دیکھو کتبہ فقرہ ۶۸۸ میں۔

کے پار کے گالیوں کا ایک جمِ غفیر آنے والا ہے اور اس خبر کی تصدیق[1] ۱۷۹ء میں ہوئی جبکہ ان کی جماعت امن و امان کے ساتھ آئی اور آباد ہونے کی اجازت کی درخواست کی۔ ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ فوراً اطالیہ سے چلے جائیں ۱۸۶ء میں گالیوں کی ایک امدادی فوج کا ذکر آیا[2] ہے جو اسٹریا کی معرکہ آرائی میں رومیوں کی شریک تھی۔ یہ فوج اپنے سردار کے نامزد کئے ہوئے ایک افسر کے تحت میں تھی۔ اس کے بعد جب رومیوں کو آسٹریا میں ہزیمت ہوئی اور وہ گھبرا اُٹھے تو انھوں نے گالیوں کی ایک اور فوج تیار کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوہ آلپ تک روما[3] کا تسلط ہو چکا تھا اور جد و جہد کا طویل اور پریشان کن سلسلہ ختم ہو چکا تھا؛

آسٹریا اور الیریا

(۵۶۵) روما اور وی نی ٹی کے ساتھ اگر حلیفوں کا اتفاق نہ تھا تو دوستانہ ضروری تھا جیسا کہ کینو مانی کے ساتھ مینی بالی جنگ سے قبل تھا۔ یہ بھی روما کی شمالی پیش قدمی کا ایک جزو تھا جس میں جنگ مذکورہ سے حرج واقع ہوا تھا۔ ان قبیلوں سے دوستانہ تعلق بھی روما کی قدیم روایات کا ایک جزو تھا یعنی دشمن کے عقب کی قوتوں کو اپنا حلیف بنا لینا۔ مگر فی الوقت وی نی ٹیا یہ تشیبی ملک میں ایک استوار سرحد کا قائم کرنا ضروری خیال کیا گیا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ خبر بھی مشہور ہو رہی تھی کہ فلپ شاہ مقدونیہ وحشیوں کے ایک جتھے کو شمال مشرق کی طرف سے اطالیہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کر رہا ہے۔ اُس کی اس تدبیر کو کالعدم کرنے کے لیے صرف یہی پیش بندی ہو سکتی تھی کہ حملے کو دفع کرنے کے لیے ایک بہتر چارہ کی جائے اور اس لیے اسٹریا کے جزیرہ نما پر قبضہ کرنا ضروری خیال کیا گیا اس پر قبضہ کر لینے سے ان بحری کارروائیوں میں بھی مدد ملتی جو حال ہی میں الیریا کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کے لیے شروع ہوئی تھیں۔ اسٹریوی بھی غالباً اہل الیریا میں سے تھے۔ بالکم از

---

[1] لیوی ۔ ۳۹، ۵۴، ۵، ۶۔

[2] لیوی ۴۱، ۱ وی سین بورن۔

[3] فقرہ ۵۹، میں گال این ریٹے آلپ کا نقشہ موجود ہے۔

[4] اسٹریا کی فتح کے بارے میں لیوی کی فہرست مضامین میں "اسٹری" اور "اسٹریا" دیکھو۔

بحری قزاق اُن کی بندرگاہوں سے لوٹ مار کے لیے نکلتے تھے۔ جنگ عرصے تک قائم نہ رہی۔ گو رومی سپہ سالاروں سے حسب عادت غلطیاں ہوئیں مگر سینیٹ کو اطمینان ہوگیا کہ اس ضلع میں رومی سیادت قائم ہوگئی ہے۔ ایک نئے صوبے کی اسے ضرورت نہ تھی مگر اُس کی بندرگاہوں پر قابض ہوجانے میں یہ فائدہ تھا کہ الیریا کے بحری قزاقوں کے مقابلے کے لیے ان سے بحری مرکزوں کا کام لیا جاسکتا تھا۔ ۱۵۵؁ کے اواخر تک روما کی یہ اغراض حاصل ہوچکی تھیں۔ ۱۷۱؁ میں اس نواح میں ایک واقعہ ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد میں رومی سپہ سالار کس طرح اپنے بے ضرر ہمسایوں کو لڑنے پر مجبور کرتے تھے۔ کانسل گ کیسیس کو پرسیس کی جنگ میں سپہ سالار نہ ہونا نہایت شاق گزرا تھا، اس لیے وہ شہرت حاصل کرنے کے کسی موقع کی تلاش میں تھا۔ گالیوں کے خلاف میں کوئی جنگ نہ تھی اور لیگیوریا میں بھی تالیف قلوب سے کام لیا جارہا تھا۔ اس لیے اُس نے مشرق کا رخ کیا اور شمالی الیریا میں ایک مہم اس غرض سے لے جانی چاہی کہ مقدونیہ میں شمال مغرب کی طرف سے داخل ہوجائے اور مشرقی جنگ میں بھی نام و نمود حاصل کرے۔ مگر اُس کے اس قصد کی اطلاع سینیٹ کو ہوگئی جس نے تین سفیر اُس کے تعاقب میں بھیجے تاکہ اس مہم پر روانہ ہونے سے اُسے باز رکھیں۔ جب ادھر سے بھی اُسے ناامیدی ہوئی تو اُس نے اپنا غصہ کوہ آلپ کے چند قبیلوں پر نکالا جن کی زمینوں کو اُس نے تاخت و تاراج کردیا۔ اس کی اس جبر و تعدی کے خلاف میں سال مابعد میں سینیٹ میں فریاد ہوئی۔ کیسیس کا جرم صریحی تھا مگر چونکہ اس وقت یونان میں وہاں کے کانسل کے تحت میں تھا اس لیے بچ گیا۔ سینیٹ نے سفیروں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا اور انھیں تحفے تحائف دے کر رام کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کیسیس کے بعد پھر انصاف طلبی کے لیے نہ آسکتے تھے اس لیے حسب سابق ان کے نقصانات کی بھی تلافی نہیں ہوئی۔[1]

اطالیہ کے وسط کو مستحکم کرنے کی تدبیریں۔

(۵۶۶) اطالیہ کا ذکر بحیثیت سلطنت روما کے ایک جزو کے ہم متعاقب کریں گے اس موقع پر ہم اختصار کے ساتھ بتائیں گے کہ دوسری فنیقی جنگ کے تحت

---

[1] لیوی ۴۳، ۱، ۵۔

صدمے کے بعد رومیوں نے کس طرح اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے تسلط کو کس طور پر مستقل کرلیا۔ فلپ شاہ مقدونیہ سے جو جنگ ہوئی اس کی وجہ سے کچھ تعویق ہوگئی مگر ۱۹۴ق م سے نوآبادیوں کا قیام از سر نو سرگرمی سے شروع ہوگیا۔ ۱۹۴ق م سے ۱۹۲ق م تک دس نوآبادیاں جنوبی اطالیہ میں کیمپے نیا، لوکانیا، بروٹیم اور اے پولیا کے سواحل پر قائم ہوئیں۔ ان میں سے آٹھ نوآبادیاں شہریوں کی تھیں۔ سابق کی اور ان نوآبادیوں اور یونانی شہروں (مثلاً نیاپولیس ورے جیم) کے وجود سے جنوبی ساحل کی بخوبی نگرانی ہوسکتی تھی۔ اس نواح میں بے چینی ابھی کچھ باقی تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مشرقی جنگوں کے دوران میں بحری حملوں کو دفع کرنے کے لیے خاص تدبیریں[۱] کی گئی تھیں ہینی بال نے ثابت کردیا تھا کہ ایک مختصر سی حملہ آور فوج بھی خطرناک ہوسکتی تھی اگر اس کی مدد کے لیے رومی رعایا بھی بغاوت کردے یا کم از کم اس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ انٹیوکس کی جنگ کے بعد شمال کی طرف توجہ ہوئی۔ ۱۸۹ق م سے ۱۸۱ق م تک نو نوآبادیاں اٹرو ریا، پیکے نم، امبریا، گال زیر آلپ میں اور اسٹریا اور وی نی ٹی کی سرحد پر قائم ہوئیں۔ نو میں سے سات شہریوں کی نوآبادیاں تھیں۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں کہ ان نوآبادیوں کا قیام ایک ایسے طرز عمل کا نتیجہ تھا جو بہت غور و فکر کے بعد اختیار کیا گیا تھا۔ مگر قدیم راویوں نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ سینیٹ کے ان قابل یادگار کارناموں میں سے ہے جن کا صفحات تاریخ میں ذکر نہیں ہے۔

---

[۱] دیکھو فقرات ۴۶۱، ۴۶۶، ۴۷۳، ۵۰۸۔

عہد ۳۰۰ تا ۱۶۷ ق م تک کی نوآبادیاں

شہریوں کی نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	جائے وقوع	کیفیت
(۱۹۱ سے قبل) پرگی	....	ساحل اٹروریا	دیکھو فقرات ۲۵۶، ۲۶۹۔
۱۹۴ پیٹولی	....	ساحل کیم پے نیا	ان کا قیام جنوبی اطالیہ پر تسلط کو
" وُوَلٹرنم	....	"	مستحکم کرنے کے سلسلے میں ہوا تھا۔
" لٹرنم	....	"	پیٹولی کے لیے دیکھو فقرہ ۶۸۸۔
" سیلرنم	....	"	
" بکسن ٹم	....	ساحل لوکانیا	
" سی پون ٹم	....	" اپولیا	
" ٹیمپ سا	....	" برو ٹیم	
" کروٹن	....	" "	
	۱۹۳ کوپیا (۱)	" لوکانیا	(۱) سابق تھوری ای۔
	۱۹۲ والین ٹیا (۲)	" برو ٹیم	(۲) سابق وی بو (ہپونیم)۔
	۱۸۹ بونونیا	گال زیر آلپ	سڑک ایمی لیا سے ملاتھا۔
۱۸۴ پوٹین ٹیا	. . .	ساحل پکے نم	
" پیسارم	....	" امبریا	
۱۸۳ پارما	....	گال زیر آلپ	سڑک ایمی لیا پر
" میوٹی نا	....	"	
" ساٹرنیا	....	اٹروریا	
۱۸۰ گراوس کی	....	ساحل اٹروریا	
	۱۸۱ اکیولیا	دی نی ٹیا	شمالی مشرقی سرحد کا ایک ناکہ
	۱۸۰ لیوکا	شمالی اٹروریا کی سرحد	
لونا	....	ساحل اٹروریا شمالی سرحد	
	۱۷۱ کارٹیا	ہسپانیہ کا جنوبی ساحل	اس کی صورت غیر معمولی تھی اور دیگر لاطینی نوآبادیوں سے مختلف تھی۔

اسکے بعد لاطینی نوآبادیاں قائم نہ ہوئیں گوڈری ٹونا کے متعلق ہمیں صحیح معلومات نہیں ہیں۔
جمہوریہ کے آخری زمانے کی نوآبادیاں حسب ذیل تھیں۔

شہریوں کی نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	جائے موقع	کیفیت
۱۵۷ء آکسی مم	....	پکے مم	
۱۲۴ء فابری ٹے ریا	....	لاطیم (دود لسکی ضلع)	بجائے فری گے لی جو تباہ کردیا گیا۔
۱۲۲ء منرویا	....	ساحل بروٹیم	
۱۲۲ء نیپ چونیا	...	ٹارینٹم	
(؟) ماڈرٹونا	....	لیگیوریا	گال این روئے آلپ سے جو سڑکیں لیگیوریا گئی تھیں اُن کی حفاظت کے لیے۔
۱۲۲ء جیوتونیا	....	قرطاجنہ	گائیس گراکس کی جو بینہ جسمیں کامیاب ہوئی
۱۱۸ء ناربو مارٹیس	....	جنوبی گال آن رے آلپ	
۱۰۰ء اے پورے ڈیا	....	گال ریر آلپ	آلپ کے ایک اہم درے کی حفاظت کے لیئے۔

زمانۂ مابعد کی نوآبادیاں درحقیقت فوجی آبادیاں تھیں جن میں سپاہی فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد آباد کردیئے جاتے تھے اور وظیفے کے بجائے اراضیات اُنھیں دی جاتی تھیں۔

قرطاجنہ کے مصائب

(۵۶۷) یہاں ہم مختصراً قرطاجنہ کے کچھ مزید حالات بیان کریں گے۔ اس ملک کے حالات دوسرے واقعات کے ذکر میں ہر جگہ آجاتے ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ سینیٹ روما کے اس قدیم دشمن سے کبھی غافل نہ تھی مگر دوسرے حالات میں مصروف ہونے کی وجہ سے افریقہ میں بہت کم مداخلت کرسکتی تھی۔ ۱۸۸ء میں دو رومیوں نے چند فینیقی سفیروں پر حملہ کیا۔ یہ ظلم ناروا روما میں ہوا گو یہ نہیں معلوم نہیں کہ سفیر کیوں آئے تھے۔ سفیروں پر حملہ کرنا بین الاقوامی قانون کے مسلمہ اصول کے خلاف تھا۔ اس لیے خاطی سفیروں کے حوالے کردیے گئے جو ان کے جرم کی پاداش لیں

انھیں قرطاجنہ لے گئے گو رومیوں کو یہ معلوم تھا کہ قرطاجنہ کی حکومت اُن کے ساتھ سختی کا سلوک کرنے کی جرأت نہ کرسکیگی ۔ لیوی نے تو کچھ ذکر نہیں کیا ہے مگر ڈائون کیسیس[1] کے ایک باقی ماندہ ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھوڑ دیئے گئے ۔ ۱۸۲ق م میں قرطاجنہ ماسی نسا کی نزاعات کا ذکر پھر آتا ہے ۔ زیادتی ماسی نسا کی تھی مگر روما سے جو ثالث بھیجے گئے تھے انھوں نے غالباً در پردہ ہدایات کی بنا پر ماسی نسا کا قبضہ برقرار رہنے دیا اور حقیت کے مسئلے کو سینیٹ کے فیصلے پر چھوڑ دیا ۔ اس کا جو نتیجہ ہوا اس کے متعلق ہم قیاس کرسکتے ہیں یعنی جبکہ اصل موقع پر تحقیقات ہو رہی تھی تو قرطاجنوں کو کامیابی کی کچھ امید ہوسکتی تھی مگر جب مقدمہ روما میں منتقل ہوگیا اور صرف حلف اُٹھانے پر فیصلے کا دارو مدار رہ گیا تو یہ رہی سہی امید بھی جاتی رہی ۔ ۱۸۱ق م میں قرطاجنوں سے جو کفیل[2] لیے گئے تھے واپس کردیے گئے مگر یہ روایت غالباً غلط ہے ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے گو وجہ نہیں ظاہر کی گئی ہے کہ روما قرطاجنہ سے جنگ کرنے سے باز رہا ۔ مگر ماسی نسا کو ساکت رکھا ۔ مگر ضلع متنازعہ فیہ پر اُس کا قبضہ تھا اور نزاع جاری رہی ۱۷۴ق م میں قرطاجنوں پر شبہہ تھا کہ وہ پرسیس سے سازش کر رہے تھے جس کا میں ذکر کرچکا ہوں ۔ ۱۷۲ق م میں فنیقی سفیر پھر وہی پرانا دکھڑا رونے کے لیے روما آئے اور ماسی نسا کا ایک بیٹا بھی اس کی طرف جواب دہی کرنے کے لیے پہنچا ۔ عہدناموں کی رو سے قرطاجنہ کا فرض تھا کہ روما کے کسی حلیف سے جنگ نہ کرے ۔ اسلیئے مقابلہ کرنیسے وہ مجبور تھے ۔ روما سے انھوں نے درخواست[3] کی کہ یا تو سرحد کا قطعی تصفیہ کردے اور اس کا ضامن ہو یا انھیں لڑنے کی اجازت دے ۔ سینیٹ کے پیش نظر اُس وقت پرسیس کی جنگ تھی اس لیے اُس نے اس جنگ کے اختتام تک لطائف الحیل سے کام لینا چاہا ۔ دونوں فریقوں کو حکم دیا گیا کہ مباحثے کے لیے اپنے اپنے نائب روما کو بھیجیں اور یہ اقرار کیا گیا کہ دونوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا جائے گا

---

[1] ڈائون کیسیس قطعہ ۶۱ ۔ لیوی ۳۸ ، ۴۲ ، ۷۷ ۔

[2] لیوی ۴۰ ، ۴۴ ، ۳۴ ، ۱۴ اور وی سین لورن کا نوٹ ۔

[3] لیوی ۴۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ۔

اور رعایت کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ دونوں فریقوں کے سفیروں کو جو روما میں آئے تھے تحفے دیئے گئے اور اُن کی خاطر و مدارات کی گئی اور فی الوقت انصاف کے لفظی وعدوں کے ساتھ جن میں صدق کی ذرا سی بھی بو نہ تھی اس معاملے کا تصفیہ ملتوی کردیا گیا اور رومیوں نے اپنی ریاکاری اور مکاری کا پورا ثبوت دیا۔ سال مابعد میں بیان کیا ہے کہ دو قرطاجنی جنگی جہاز بحیرۂ یونان میں رومی بیڑے کے ساتھ تھے۔ مگر ۱۹۱ سنہ میں اُن کے پانچ امدادی جہاز آئے تھے اور اس کمی کی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی ہے۔ اس سال کے آخر میں ۱۷۰ سنہ کی معرکہ آرائی کے لیے ایک فنیقی سفارت غلہ لے کر آئی تو اُس نے افسوس کے ساتھ بیان کیا کہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے وہ اس سے زیادہ پیش نہیں کرسکتے۔ اسکے متعلق[1] خیال ہے کہ یہ ماسی نسا پر حملہ تھا جس کی دست درازیوں کے سبب سے اُن کے ذرائع آمدنی کم ہوگئے تھے۔ مگر روما میں ایک ایسے بادشاہ کی شکایت کرنا بے سود تھا جو نہ صرف غلہ بلکہ رومی فوج کے لیے کمک بھی بھیج رہا تھا۔ قرطاجنہ کے آخری زمانے کے حالات متعاقب بیان کئے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ پرسیس کے زوال کے بعد قرطاجنہ کا بقا اُس کے کسی فعل کے کرنے یا اُس سے محترز رہنے پر نہ تھا بلکہ محض روما کی مرضی پر تھا۔

[1] لیوی ۴۳، ۶-۱۱-۱۴-

باب سی و سوم

خارجی معاملات

۱۶۶؁ تا ۱۳۳؁ ق م

(۵۶۸) پڈنا کی جنگ کے بعد سے جب کہ مشرق کے معاملات کا تصفیہ ہوا ۱۳۳؁ ق م تک روما کی حکومت اور اثر کی وسعت اور ممالک غیر سے اُس کے تعلقات کو یک جا بیان کرنا موجب سہولت ہے۔ عہد زیر تذکرہ میں اس نئی حکمران قوم کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا مگر اُن کے زوال کے اسباب بھی ہویدا ہو چکے تھے گو فی الوقت فتوحات کی چکا چوند نے ان پر پردہ ڈال دیا تھا۔ روما اور اطالیہ میں جو قبیح رجحانات پیدا ہو رہے تھے اُن کی خفیف سی جھلک ہم بھی دیکھ چکے ہیں۔ ۱۶۶؁ تا ۱۳۳؁ کے عہد کی اہمیت یہ ہے کہ روما کا اب کوئی حریف نہ تھا اور اُس کی مطلق العنان حکمرانی میں جو امور مزاحم تھے انھیں اُس نے یکے بعد دیگرے رفع کر دیا مگر اُسکے بعد حالت انقلابی پیدا ہو گئی جو ایک سو سال تک باقی رہی۔ یہ عہد انقلاب اس رجعت سے شروع ہوتا ہے جس کے بانی خاندان گراکی کے افراد تھے، مگر اس اندرونی جد و جہد کے ختم ہوتے ہوتے جمہوریہ کی قسمت کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے یعنی اہل روما جن کے نام سے حکمرانی کی جاتی ہے خود اُن کی سیاسی ہستی ختم ہو جاتی ہے۔ مگر فی الوقت ہم صرف یہ بیان کریں گے کہ روما کی حکمران جماعت نے رفتہ رفتہ ان قوتوں کو کس طرح معدوم کر دیا جن سے اُسے شبہہ یا حسد تھا۔ یہ کارروائی اس مکمل طریقے پر عمل میں لائی گئی کہ وہ ایک عظیم الشان خانہ جنگی کا باعث ہوئی جس میں کوئی غیر ملکی قوت دخل نہ دے سکی۔ اس عہد کو ۱۴۶؁ پر یعنی قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ مگر ۱۳۳؁ تک کی اہم ہسپانی جنگوں کو بھی اس میں شریک کر لینا مناسب ہے کیونکہ انھیں عہد مابعد میں

شریک کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اور شانیاً ٹائی بے ریس گراکس کی کارروائیوں سے روما کی تاریخ میں واقعات کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

ماخذ

(۵۶۹) اس عہد پر پہنچ کر مورخ لیوی ہمارا ساتھ چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اسکی کتاب کا موجودہ حصہ ۱۶۷ء پر ختم ہو جاتا ہے۔ اُس کی تاریخ کے آخری حصص کے خلاصے جو غالباً چوتھی صدی عیسوی کے ہیں موجود ہیں مگر غالباً یہ خلاصوں کے خلاصے ہیں اسلیے اصل تاریخ کے نعم البدل نہیں ہوسکتے۔ لیوی میں اسقام ہیں مگر باوجود اس کے اُس کی مدد سے محروم ہونا گراں گزرتا ہے کیونکہ کسی رومی مصنف کے مسلسل تذکرے سے کم از کم ہمیں رومیوں کا رجحان معلوم ہوتا ہے۔ لیوی کی خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے بہت سے تفصیلی امور کو بیان کیا ہے جو ہمارے دوسرے ماخذ میں مذکور نہیں ہیں۔ ان بیانات کا قابل وثوق ہونا قرین قیاس ہے اور معنی خیز بھی ہوتے ہیں اس لیے مجبوراً ہمیں یونانی مصنفوں سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ پالی بیس کی تاریخ کے باقی ماندہ حصے ہمیں ۱۴۶ء ق م تک مدد دیتے ہیں اور اس مواد کی عمدگی میں کوئی شبہہ نہیں۔ ڈائوڈورس کی تاریخ آگسٹس کے زمانے کی لکھی ہوئی ہے اس کے بھی کئی حصے باقی ہیں اور بمقابلہ عہد ہائے سابق اس عہد کے متعلق اس کی معلومات زیادہ معتبر ہیں[1]۔ اس میں وسعت نظر ہے جو یونانی مورخوں کا خاصہ ہے اور جس کی بنا پالی بیس نے ڈالی تھی اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ پالی بیس کی طرح اُس نے اپنی تاریخ نسی پوائمی لیائنس اور اُس کے احباب کے زیر اثر نہیں لکھی تھی۔ اے پین جو دوسری صدی عیسوی میں گزرا ہے بذات خود ایمان دار ہے مگر اس کا طریقہ پُر از اسقام ہے اور اُس کے بیانات اکثر نا قابل وثوق ہیں یا دقت سے سمجھ میں آتے ہیں۔ عہد آگسٹس کے جغرافیہ نویس اسٹرابو سے بھی بعض مقامات پر مدد ملتی ہے۔ ڈائون کیسیس (تیسری صدی عیسوی) کی ضخیم تاریخ کے

---

[1] پالی بیس ۳۱، ۳۹۔ ڈائوڈورس ۳۱، ۳۳-۱۔ اے پین ہسپانیہ ۴۴-۹۸۔ فنیقیہ ۶۷-۱۳۵۔ الیریا ۱۰، ۱۱۔ اشام ۶۷، ۶۸۔ مِتھرڈائیس ۳-۷۔ پازانیس ۷، ۷-۱۲۔

[2] دونوں کے باقی ماندہ حصوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کے متعلق واقعات کی حد تک ڈائوڈورس نے پالی بیس سے استفادہ کیا ہے۔

باقی ماندہ اوراق کا اس عہد سے بہت کم تعلق ہے۔ دوسرے یونانی اور رومی مصنفوں کی تحریروں میں بھی بعض منتشر حوالے ہیں خصوصاً سسرو اور پلوٹارک میں۔ سسرو مقرر اور معلم اخلاق تھا مگر جب کسی تاریخی واقعے سے عارضی طور پر کوئی غیر تاریخی کام لیا جائے تو واقعہ رنگ آمیزی کے ساتھ اور توڑ مروڑ کر بیان کیا جاتا ہے اور اپنی دلیلوں کو زبردست بنانے میں سسرو تاریخی واقعات سے ایمانداری سے کام نہیں لیا کرتا تھا۔ پاسانیس کا سفرنامۂ یونان دوسری صدی عیسوی کا ہے اُس نے یونان کی آزادی کے سلب ہو جانے کو جس طریقے سے بیان کیا ہے وہ بلحاظ تفصیلی حالات دوسرے مورخوں سے مختلف نہیں ہے۔ یہ عہد دو صدیوں کے بیچ میں ہے، ایک میں روما کو ممالک بحیرۂ روم میں تفوق حاصل ہوا اور دوسری میں جمہوریہ کا اندرونی استقام کی وجہ سے خاتمہ ہو گیا۔ اس لحاظ سے یہ عہد سبق آموز ہے مگر اُس کے واقعات کی اہمیت زیادہ نہیں ہے۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی اور بربادی کے واقعات تعجب خیز ہیں مگر افریقہ اور یونان کے ساتھ جو تعلقات روما کے سابق میں تھے اُن کا اُنھیں ضمیمہ کہنا چاہیئے۔ نومن ٹیا کے شرمناک واقعے سے ہمیں رومیوں کی خصائل اور ان کے ادارات کے قبیح پہلو کا اندازہ ہوتا ہے اور انقلابی تغیرات کے آئندہ عہد کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس عہد میں روما کی کارروائیوں کا ذکر مقامات کے لحاظ سے کرنا زیادہ مناسب ہوگا اور حسب سابق ہم یونان اور مقدونیہ سے اس کا آغاز کریں گے؛

(۵۷۰) ہم نے جب یونان اور مقدونیہ کا ذکر چھوڑا تو اُس وقت پڈنا کی جنگ کے بعد یونان کی مملکتیں روما کے آگے سرنگوں تھیں اور روما جو ان کے جھگڑوں اور مقدونیہ کی جنگ سے تنگ آگیا تھا۔ یونان اور مقدونیہ کو اُن کے حقیقی سرغنوں کی خدمات سے محروم کر کے ان دونوں ملکوں میں امن قائم کرنے کی فکر میں تھا۔ آکائی اتحاد کو اس طرز عمل سے سخت نقصان پہنچا کیونکہ اُس کے اعتدال پسند جماعت اپنے بہترین افراد کے جلاوطن کر دیئے جانے سے بالکل معطل ہو گئی اور روما کے طرفدار جو بالکل خودغرض تھے برسر اقتدار ہو گئے اور اپنے ہم وطن شہریوں پر ظلم کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اُن کی بے جا حرکتوں سے ایک

اتحاد آکائی

سخت رجعت پیدا ہوئی یعنی لوگوں کو روما اور اُس کے تمام کاموں سے نفرت ہو گئی۔ لیکن اتحاد کالعدم نہ ہوا اور عامۂ قوم کی رائے صائب تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ جلاوطن سرغنوں کی واپسی کے لیے پیہم کوششیں ہوتی رہیں متعدد آکائی سفارتیں وقتاً فوقتاً روما آتی رہیں اور ان لوگوں کی رہائی یا کم ازکم اُن کے مقدمات کے عاجلانہ تصفیے کے لیے التجا کرتی رہیں۔ واضح رہے کہ یہ لوگ ایک حلیف مملکت کے منتخب افراد تھے جس نے جنگ میں روما کا ساتھ دیا تھا اور جن کے جرم کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ ان لوگوں کو سال ہا سال تک بغیر کسی تحقیقات کے قید میں رکھنا محض دھاندلی تھی اور اس سے بڑا کوئی ظلم نہ ہو سکتا تھا۔ مگر روما نے آکائیوں کی درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا کہ اُن کی رہائی نہ تو روما کے حق میں مفید ہوگی اور نہ اتحاد آکائی کے حق میں سینیٹ نے جب اپنی عیارانہ بے ایمانی سے کام لے کر جواب ایسا دیا جس سے اتحاد کے ارکان میں نفاق پڑ جائے یعنی جواب کا مسودہ مختلف شہروں کے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا اور اتحاد کو نظر انداز کر دیا گیا جو روما کا حلیف تھا شہروں سے براہ راست روما کو کوئی تعلق نہ تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ طاقتور حلیفوں سے روما کو ہمیشہ حسد رہا کرتا تھا۔ روما کے اِرد گرد میں قوت کے لحاظ سے روما کے بعد بہ لحاظ قوت اتحاد آکائی کا درجہ تھا۔ یہ اس کی تباہی کے لیے کافی وجہ تھی۔ قانون بین الاقوامی کے اصول اور وفادارانہ خدمات کا مطلق لحاظ نہ کیا گیا۔ اُس پر طرہ یہ تھا کہ روما کو یونانیوں کے محافظ ہونے کا دعویٰ تھا۔[1]

جلاوطنوں کی واپسی

(۵۷۱) اسپارٹا اور میگالوپولس میں نزاع ہو گئی جس سے رومیوں کو ثالثی کے بہانے سے پیلوپونیسس میں دخل در معقولات کا موقع مل گیا۔ لیکن اتحاد اب تک مضبوطی سے قائم تھا اور اُس کے ناراض افراد کو بھی معلوم تھا کہ اتحاد سے علیحدگی میں کیا خطرات ہیں اس لیے وہ رومیوں کے اغوا میں نہ آئے ۵۷۳ء میں روڈیوں اور کریٹیوں میں جنگ چھڑ گئی اور

---

[1] پالی بیئس ۳۱۔ فری مین حکومت اتحادی باب ۹، ۴۔

دونوں فریقوں نے اکائیوں سے امداد کی خواہش کی۔ اتحاد نے روڈز کا ساتھ دیا ہوتا مگر رومیوں کے طرفداروں کے سرغنہ کالی کراٹیس نے مجلس اتحاد کو متنبہ کر دیا کہ روما کی اجازت کے بغیر جنگ میں شرکت نہ کرنی چاہیئے جس کی وجہ سے کوئی آزادانہ کارروائی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ایک واقعہ ہوا جس کی وجہ سے اتحاد کے طرز عمل میں تغیر ہو گیا یعنی جلا وطن اکائیوں کو جو زندہ تھے ۱۵۰ء میں بالآخر واپس آنے کی اجازت دی گئی[1]۔ ایک ہزار میں سے صرف ۳۰۰ رہ گئے تھے اور بہترین افراد موت کی نذر ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے ۱۶ سال تک اٹروریا کے شہروں میں قید کی صعوبتوں کو برداشت کیا تھا، اس لیئے تعجب نہیں ہے کہ اس طولانی قید کے بعد جب وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں میں پھر آ گئے تو ان کی قوت فیصلہ ایک حد تک سلب ہو گئی ہو۔ عوام کے خیالات پر ان کا اثر ان کی تعداد سے کہیں زیادہ ہو گا کیونکہ مضطرب الحال اکائیوں کو ابھی یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ اٹروریا کے روبہ تنزل شہریوں کی طرح وہ بھی روما کے پنجۂ ستم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ پالی بیس پھر روما واپس چلا گیا کیونکہ وہ روما کے طبقۂ اعلےٰ سے پورے طور پر روشناس ہو گیا تھا اور یونان کے سیاسیات میں دخل دینے کا اسے موقع بھی نہ تھا۔ اسے بھی یقین تھا کہ روما کے آگے سر تسلیم خم کرنا ناگزیر ہے مگر کالی کراٹیس اور اس کے جتھے کے طرز عمل کو وہ ناپسند کرتا تھا جو روما کی بے جا خوشامد کرتے تھے اور اپنے ہمقوم یونانیوں پر ظلم کر کے انہیں غلام بنا رہے تھے۔ اس لیئے وہ سلطنت کے مرکز یعنی روما کو واپس ہوا جہاں وہ ہمقوموں کی زیادہ خدمت کر سکتا تھا اور اہم معاملات سلطنت سے واقف رہ سکتا تھا جن سے اسے خاص لگاؤ تھا۔

اسپارٹا (۵۔۲) ہم واقعات کے اس پیچیدہ سلسلے پر بحث نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے ایتھنز اور اُورُوپیس کے جھگڑے سے سربرآوردہ اکائیوں میں ایک نزاع پیدا ہو گئی اور بالآخر اتحاد اور اسپارٹا کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ صرف یہ کہدینا کافی ہو گا کہ رومی مداخلت کی اصل غایت یہ تھی کہ جہاں تک ہو سکے یونانیوں میں

[1] پالی بیس ۱۲/۱۰۷۷۔

باہم اتفاق بڑھ جائے۔ ۱۵۶ء سے ۱۵۰ء تک مختلف طریقوں سے نقض امن کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۴۹ ق م میں اسپارٹا کے معاملے نے زور پکڑا۔ دونوں فریقوں کے نائبوں نے روما کی سینیٹ کے فیصلے کو مختلف طریقوں پر بیان کیا۔ ممکن ہے کہ اس کے الفاظ ایسے ہوں جن سے خواہ مخواہ غلط فہمی ہو۔ اسپارٹا کو اب اتحاد کے غیظ و غضب کو تن تنہا برداشت کرنا پڑا کیونکہ اتحاد کے دوسرے ارکان میں سے کوئی علیحدگی پر آمادہ نہ ہوا۔ اتحاد کے موجودہ سرغنے روما کے سخت مخالف تھے۔ ان کو کوئی چیز سوائے اس خوف کے کہ روما سے لڑائی نہ ہو جائے اپنی ہٹ سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ موقع ایسا تھا کہ ان شوریدہ سر افراد کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ وہ بغیر سزا کے خوف کے آزادانہ کارروائی کر سکتے تھے۔ روما کی حالت اس وقت ایسی نہ تھی کہ غیر مبہم احکام دیتا اور ان کی تعمیل فوراً کرا سکتا۔ ہسپانیہ میں جنگ کا پریشان کن سلسلہ جاری تھا اور قرطاجنہ کی تیسری جنگ شروع ہو رہی تھی۔ مقدونیہ میں بھی بغاوت ہو گئی تھی اس لیے اس نے مجبوراً درگزر کیا جسے آکائی سرغنوں نے کمزوری پر محمول کیا۔[1]

مقدونیہ

(۵۰۳) اب ہم اہل مقدونیہ کی بغاوت کا ذکر کریں گے۔ ان لوگوں نے جدید انتظامات کو پسند نہ کیا تھا جس کی رو سے ان کا ملک چار جمہوریوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان جمہوریوں کے عہدہ دار اور مجالس اور حکومت عمومی کا ایک خاص نظام تھا۔ یہ لوگ قریوں کے بسنے والے تھے، فوجی ملازمت میں تو احکام کی تعمیل کے عادی تھے۔ مگر اپنی دیہاتی زندگی میں پوری آزادی چاہتے تھے۔ ان پر "قوم" کی تعریف صادق آتی تھی مگر تمدن کے صرف اس زینے پر پہنچے تھے جبکہ آزادی اور امن و امان کا دار و مدار وحدت قومی کی بقا پر ہوتا ہے۔ حکومت شاہی اس وحدت قومی کا نشان تھی اور اس قوم کے دل میں خاص عزت تھی۔ ۱۶۷ء میں رومیوں نے محاصل کم کر دیے تھے مگر تجربے سے یہ رعایت محض نام کی ثابت ہوئی کیونکہ ملک کا چار حصوں میں تقسیم کر دیا جانا اور اس طرح پر وحدت قومی کا ختم ہو جانا بمقابلہ کمی محاصل کے سخت نقصان دہ تھا۔ ۱۶۴ء میں انکی بے چینی اور ناراضی کا حال روما کو معلوم ہو گیا تھا اور تین آدمیوں کا ایک کمیشن جو شام

---

[1] پالی بیس ۳۸، ۱، ۲، ۹ ڈاؤ کرس ۳۱، ۴۰ الف - ۴۲، ۱۵ - لیوی، خلاصہ ۴۹، ۵۰۔

جارہا تھا اُسے سینیٹ نے حکم دیا کہ اثنائے راہ میں مقدونیہ ہوتا جائے اور وہاں کے
حالات معلوم کرے۔ اس کمیشن کی تحقیقات کا نتیجہ ہمیں معلوم نہیں مگر اس میں کوئی
شک نہیں کہ مقدونی اپنی موجودہ حالت پر مطمئن نہ تھے۔ ۱۴۹ ق م میں مقدونیہ
کے تخت کا ایک جھوٹا دعویدار پیدا ہوا جس کی وجہ سے عام بغاوت ہو گئی۔ ایک
ایشیائی یونانی مسمی اندرِس کس موقع کا منتظر تھا۔ اُس نے فلپ کا نام اختیار کر کے
مشہور کر دیا کہ میں ایک داشتہ کے بطن سے پرسیس کا بیٹا ہوں اور ڈی میٹ ریس اول
شاہ شام نے مجھے رومیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ روما سے بھاگ کر اس نے مقدونیہ
میں ایک جتھا بنالیا اور مقدونی بھی اسکے جوش کو دیکھکر اسکے ساتھ ہو گئے رفتہ رفتہ اسکے ساتھ
ایک خاصی فوج ہو گئی اور اُس نے تھسلی میں بھی داخل ہونے کی کوشش کی مگر اکائیوں
کی ایک فوج نے جس سے رومی کمشنروں نے کام لیا تھا اُسے پسپا کر دیا۔ ۱۴۹ ق م میں ایک
رومی پریٹر ایک فوج کے ساتھ بغاوت کو فرو کرنے کے لیئے روانہ کیا گیا مگر اُسے شکست
ہوئی اور قتل کر دیا گیا۔ اُس کا جانشین کائی کی لیس میٹی لس تجربہ کار سپاہی تھا اور
اُس کے زیر کمان ایک پوری کانسلی فوج تھی۔ جھوٹے "فلپ" نے فتح حاصل کرنیکے بعد
جور و ظلم شروع کر دیئے تھے اور ۱۴۸ ق م میں میٹی لس نے اُسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔
مقدونیہ میں فی الوقت تو سکون ہو گیا مگر موجودہ انتظامات قابل اطمینان نہ ثابت ہوئے
تھے اس لیئے ۱۴۶ ق م میں مقدونیہ سلطنت روما کا ایک صوبہ قرار دیا گیا اور ایک
مستقل رومی حاکم کے تحت میں کر دیا گیا۔ اس تغیر سے غالباً چار علیحدہ ضلعوں کا خاتمہ ہو گیا
اور ایک صوبہ ہو جانے سے ملک کی وحدت بھی ایک حد تک بحال ہو گئی ہو گی اور مقامی قیود
رفع ہو گئی ہوں گی۔ لیکن اس صوبے کے منشور کی ترتیب میں پالس اور ۱۶۷ ق م کے کمیشن
کے وضع کیئے ہوئے قواعد کی اکثر امور میں پیروی کی گئی۔ چند سال کے بعد پھر ایک چھوٹی سی
بغاوت ہوئی مگر اُس وقت سے مقدونیہ روما کے صوبہ جات میں شامل ہو گیا۔

اتحاد آکائی کا زوال

(۴ ۷ ۵) ۱۴۸ ق م میں میٹی لس نے مقدونیہ جاتے ہوئے پیلو پونی سس
کی جنگ کا حال سنا اور آکائی سرغنوں کو مطلع کر دیا کہ اسپارٹا پر جنگ نہ کریں بلکہ روما
کے کمشنروں کے آنے کا انتظار کریں۔ مگر اب آکائیوں کو اُن کی حماقت کے نتائج سے
بچانا دشوار تھا۔ اسپارٹا پر فتح حاصل کر کے وہ آپس میں لڑنے لگے۔ ڈی موکریٹس پہ

جو اتحاد کا صدر تھا غداری کا الزام لگایا گیا اور وہ جلاوطن کر دیا گیا۔ ڈائی ایس اسکا جانشین ہوا جو بقول پالی بیس اتحاد کی تخریب کا باعث ہوا۔ اُسے بھی میٹی لس نے متنبہ کیا اور اُس نے بظاہر اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ سنہ ۱۴۷ میں رومی کمیشن آیا جس کا صدر ل۔ آریلییس اورسیں ٹیس تھا۔ جھوٹے فلپ سے جنگ ختم ہو چکی تھی اور روما کے زیر حکم کافی فوجیں تھیں جن سے وہ اپنی خواہشوں کی تعمیل کرا سکتا تھا۔ کمشنروں نے اتحاد کے باضابطہ طریقۂ کارروائی کی مطلق پروا نہ کی اور سینیٹ کا حکم سنا دیا کہ بعض شہر اتحاد کی رکنیت سے خارج کر دیے جائیں۔ ان میں سے ایک کورنتھ بھی تھا جہاں اتحاد کا جلسہ ہوا تھا۔ رومیوں کی خلاف جماعت نے بلوہ کرا دیا اور کمشنروں کی ہتک کی گئی یا کم از کم وہ ڈر گئے۔ انھوں نے جب روما پہنچکر حالات بیان کئے تو سیکس ٹیس جولیس قیصر کے ماتحت میں ایک دوسرا کمیشن بھیجا گیا جس نے انھیں پھر متنبہ کیا مگر نرم الفاظ میں ممکن ہے کہ قرطاجنہ کے محاصرے کے طول کھینچنے سے روما پھر لطائف الحیل سے کام نکالنا چاہتا ہو کمیشن کی اس نرمی سے اکثر لوگوں نے یہی نتیجہ نکالا اور پالی بیس[1] کا اعتراض صحیح نہیں ہے جو اس رائے کو غلط خیال کرتا ہے۔ اس سربرآوردہ مورخ میں بھی یونانیوں کی خلقی خود پسندی موجود تھی اور روما کے امرا اس کا اعزاز کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ واقعات کو رومی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔ ڈائی ایس کے بعد کری ٹولاس (سنہ ۱۴۷-۱۴۶) صدر ہوا۔ یہ بھی رومیوں کا سخت مخالف تھا اور اسی کے عہد میں اس بدنصیب اتحاد کا خاتمہ ہوا۔

(۵۷۵) واقعات مابعد نہ تو واضح ہیں نہ تو ان سے ہمیں زیادہ سروکار ہے۔ یونانیوں کے چھوٹے بہانوں کی وجہ سے کمیشن کوئی کام نہ کر سکا۔ خود آکائی صدر اتحاد نے شہروں میں عوام کی حکومت کی بنا ڈالی، قرضداروں کو قرضوں سے سبکدوش کر دیا اور توازن سیاسی کو متزلزل کر دیا۔ میٹی لس نے پھر جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی مگر کورنتھ میں اُس کے سفیروں کے ساتھ بدسلوکی ہوئی اور کری ٹولاس نے عوام کو آمادہ کیا کہ اُسے شاہی اقتدارات دے دیں حالانکہ یہ صرف شاذ موقعوں پر ہوتا ہے۔ جنگ کا اعلان کیا گیا

میس کورنتھ میں۔

[1] ۳۸، ۷، جس کی تنقید فری مین نے کی ہے۔

جو بظاہر اسپارٹا کے خلاف میں تھی مگر درحقیقت روما سے تھی۔ میٹلی لس کی کوششوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا جو اب اپنی خدمت سے ہٹ رہا تھا اور جنگ اب ناگزیر تھی۔ روما کی سینیٹ نے قصد کرلیا تھا کہ یونان کی مخالفت کا خاتمہ کردے اور ل۔ ممیس پرانے خیالات کا ایک سپاہی سپہ سالار مقرر ہوا جس نے ہسپانیہ کی جنگوں میں نام آوری اور شہرت حاصل کی تھی۔ کری ٹولاس اتحاد کی فوج اور تھیبس اور کالکس کی امدادی فوجوں کو اپنے ساتھ لے کر ہیراکلیا کو مرعوب کرنے کے لیئے گیا جو اتحاد کا ایک دوسا فسادہ رکن تھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اس شہر کا محاصرہ کرلیا گیا مگر ممیس نے اس محاصرے کو اٹھا دیا۔ آکائی تھرموپائی کی طرف لوٹے مگر رومیوں نے انھیں اسکارفیا واقع لوکرس میں گھیر کر شکست دی۔ کری ٹولاس غائب ہو گیا اور ڈائی ایس بجائے اس کے سپہ سالار ہوا غلاموں کو آزاد کرکے اور اس کے دوسرے نامناسب طریقوں سے اس نے کچھ اور فوج جمع کی مگر اتحاد اب حالت نزع میں تھا۔ بالآخر ممیس پہنچا اور بجائے میٹلی لس کی نرمی کے سخت تر تدابیر سے کام لیا گیا۔ لیوکوپٹرا پر جو خاکنائے کورنتھ پر واقع ہے اتحاد کی فوج کو شکست ہوئی اور ڈائی ایس نے فرار ہو کر زہر کھالیا۔ ممیس کورنتھ پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو یا تو قتل کردیا یا غلام بنالیا۔ یہ شہر ایک زمانے سے تجارت اور جہازرانی کا مرکز تھا اور اس کے باشندے اپنی عیش پسندی کے لیئے مشہور تھے۔ شہر میں جو کچھ زر و مال اور فنون لطیفہ کے نمونے تھے سب لوٹ لیئے گئے اور اس کے بعد جلادیا گیا۔

(۶۔ ۵) سرغنوں کی بدعنوانیوں اور غیظ و غضب نے رہی سہی یونانی آزادی کا بھی خاتمہ کردیا۔ ممکن ہے کہ پالی بیس نے ان کے متعلق محاکمہ کرنے میں سختی سے کام لیا ہو۔ کورنتھ کی لوٹ کا مقابلہ سیراکیوز کی لوٹ (۲۱۲ء) سے ہو سکتا ہے مگر کورنتھ میں غیر ملکی اجیر سپاہیوں کی حکومت نہ تھی۔ اس شہر کی تباہی قدیم طریقۂ جنگ کا لازمی نتیجہ تھی اور خود یونانی اس کے ذمہ دار تھے۔ کورنتھ کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کی وجہ سے پھر کسی کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ ممیس کی ناگفتہ بہ خوں ریزی میں ترحم کا بھی شائبہ تھا کیونکہ اسکی اصل غایت کو ہر شخص سمجھ گیا۔ ممیس خود ایماندار تھا اور

لینت سے بھی کام لیتا تھا بشرطیکہ اس کے اصل فریضے یعنی یونان کی تسخیر میں کوئی امر خارج نہ ہو۔ پالی بیس کو اب موقع ملا کہ اپنے ذاتی اثر سے اپنے ملک کی خدمت کرے۔ اُس نے فخر سے بیان کیا ہے کہ فاتح نے اُس کے معروضوں کو سنا اور حکم دے دیا کہ فیلو پومین کے مجسمات اور دوسری یادگاریں تباہ نہ کی جائیں۔ ڈائی اییس اور دوسرے ناسمجھ لوگوں کی ضبط شدہ جائدادوں میں سے اُسے حصہ دیا گیا مگر اُس نے لینے سے انکار کر دیا۔[۱] ممیس[۲] اس وقت اُن شہروں کے ہتھیار لینے اور فصیلوں کے توڑنے میں مصروف تھا جنھوں نے جنگ میں شرکت کی تھی۔ تھیبیس اور کالکس بالکل تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اُس نے اس طور پر تصفیے کے کمیشن کے لیے راستہ صاف کر دیا جو وہاں اُس کے بعد ہی پہنچ گیا۔

یونان کے معاملات کا تصفیہ

(۶۷۵) اس تصفیے میں بھی روما نے اپنے اُن پرانے اصول کو مدنظر رکھا جس پر وہ اپنے عہد شہنشاہی کے آغاز سے کاربند تھا۔ اس کی غایت ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ کم سے کم جانفشانی سے مفتوحوں کو اپنے قبضے میں رکھے اور اس کا ذریعہ یہ تھا کہ زبردست سیاسی اتحاد ان میں قائم نہ ہونے دے اس لیئے اُس نے باقی ماندہ اتحادوں کو توڑ دیا اور ہیلاس (یونان) چھوٹی چھوٹی بستیوں کا مجموعہ ہو گیا لیکن وہ ایک دوسرے سے اس قدر آزاد تھیں کہ جس کا زمانہ سابق میں وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ان میں تجارتی تعلقات پیدا نہ ہو سکتے تھے کیونکہ اگر ایک بستی کا کوئی شخص دوسری بستی میں جائداد پیدا کر سکتا تو اس سے مشترک مفاد پیدا ہوتے۔ یونانی شہر ایک دوسرے سے بالکل آزاد تھے جس کی ہمیشہ سے انھیں آرزو تھی مگر روما کے سب بندۂ حکم تھے۔ دوسری پرانی تدبیر جس سے روما نے یہاں بھی کام لیا یہ تھی کہ تمام بستیوں کے حقوق مساوی نہ تھے۔ سسلی کی طرح یونان میں بھی مختلف بستیوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ ہوا۔ جو شہر کہ ویران کر دیئے گئے اُن میں کورنتھ کے شہر کی زمین پر لعنت کی گئی اور بے چراغ رہنے دی گئی مگر اس کی دوسری اراضیات اور یوبے آیا اور بوائے شیا کی زمین سلطنت روما

---

[۱] پالی بیس ۳۹، ۱۴-۱۶۔
[۲] دیکھو فقرہ ۶۸۸۔

کی اراضیات میں شامل کر لی گئیں۔ چند شہروں مثلاً ایتھنز، اسپارٹا وغیرہ کو آزاد سلطنتوں میں شمار کیا گیا۔ اس کے چند مقبوضات بھی تھے یعنی ہیم نوس، امبروس، اسکائروس کے علاوہ ڈیلوس کا جزیرہ بھی اُس کے سپرد کیا گیا جس کی اہمیت کا متعاقب ذکر آئیگا۔ یونان کے دوسرے شہروں کی حالت ان کے بین بین تھی۔ حدود کے تعین اور اس امر کے تصفیے میں کہ کن مقامات کا شمار بطور علیحدہ بستیوں کے ہو اور کون بڑے شہروں کے قریے قرار دئیے جائیں، بہت کچھ وقت صرف ہوا ہوگا۔ سابقہ تعلقات کا ضروری لحاظ ہوا ہوگا اگر اسپارٹا کے بیرونی قریے جو اس سے علیحدہ ہو چکے تھے، علیحدہ ہی رہے۔ لیکن جن شہروں کے مربی تھے یا جنھوں نے روما کی زیادہ مخالفت نہیں کی تھی ان کے ساتھ رعایت ہوئی، مثلاً کورنتھ کی ضبط شدہ اراضی کا ایک حصہ سی کیُون کو ملا۔ ممکن ہے کہ رشوت کو بھی اس میں اثر ہو گو پالی بیس کا بیان اسکے خلاف ہے ؎

نظام حکومت

(۵، ۸) یہ بھی ضروری تھا کہ مختلف مملکتوں کے دستوروں کی اس طرح پر ترمیم ہو کہ وہ روما کے پسندیدہ نمونے پر آ جائیں۔ عمومیت کا بالکلیہ انسداد کیا گیا اور حق شہریت کے لیئے جائداد کی ایک شرح معین کر دی گئی۔ حکام اور عدالتیں باقی رہیں مگر ان کا دار و مدار اب مفلس لوگوں کی تائید پر نہ تھا۔ اس تدبیر کا یونان میں جو اثر ہوا اُسے کم نہ خیال کرنا چاہیئے۔ یونان کی دولت و ثروت میں عرصے سے کمی ہو رہی تھی اور غلاموں کی تعداد بھی کم ہو رہی تھی اور غریب احرار کی تعداد بمقابلہ سابق بہت تھی۔ رومیوں کی فتح سے یہ کمی اور زیادہ ہو گئی۔ کری ٹولاس نے جن غلاموں کو مسلح کر دیا تھا اُن سے سخت بدعنوانیاں ہوئیں اور اتحاد آکائی کے آخری ایام میں عوام کو بھی بد اطواری کا خوب موقع ملا تھا۔ پاسائیس[1] کا بیان ہے کہ یونان کے لیے خراج بھی مقرر ہوا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ مشرق کے تجربے سے رومی مفتوح اقوام سے خراج لینے کے عادی ہو گئے تھے اور مقدونیہ میں ۱۶۸ء سے ۱۴۶ء تک خراج وصول ہوتا تھا یعنی رومی صوبہ ہو جانے کے ایک سال قبل سے۔ اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

[1] پاسائیس، ۷، ۱۶، ۹۔ ہولم کا خیال ہے کہ اس کا اطلاق صرف ان یونانیوں پر ہو سکتا ہے جو روما سے برسر جنگ تھے مگر مجھے اتفاق نہیں۔

یونان سنہ ۱۴۶ء میں ایک رومی صوبہ ہوا یا نہیں۔ اس کے متعلق کوئی صاف اور صریحی بیان نہیں اور قیاس کرنے میں غلطی کا اندیشہ ہے۔ غالباً سب سے صحیح ہل مولم[1] کی رائے ہے جس کی رائے ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے شہادت ناکافی ہے۔ حقیقت غالباً یہ تھی کہ **یونان** کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کی برائے نام آزادی تو باقی تھی مگر ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے یہ آزادی بیکار تھی[2] اور مقدونیہ کے صوبہ دار کا یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ وہ ان بستیوں پر نگرانی رکھے۔ **یونان** اب روما کا محکوم تھا، اس میں اب کسی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں اور بے ایمان رومی حکام کو یہ موقع تھا کہ یونانیوں پر ظلم وستم کریں اور ان سے جبراً روپیہ وصول کریں۔ صوبۂ آکائیا کا باضابطہ قیام آگسٹس کے زمانے میں ہوا۔ فی الوقت صرف سیاسی اتحادوں کو توڑ دینے پر اکتفا کیا گیا۔ مذہبی اتحاد جو پرستش اور تہواروں کے لیے تھے غالباً باقی رہنے دیئے گئے۔

(۵۷۹) کمشنروں نے مختلف شہروں کے جزوی معاملات کے متعلق مختلف قواعد بنائے ہوں گے۔ ان قواعد کو سمجھانا اور جدید نظام حکومت کو سہولت سے عمل میں لانے کے لیے **پالی بیس** سے کام لیا گیا۔ سنہ ۱۴۵ء میں **ممیس** اور اس کے شرکاء کے روما چلے جانے کے بعد یہ نیک نہاد شخص **یونان** میں رہ گیا اور نئے نظام حکومت کے اجرا کے لیے قرار واقعی کوشش کی۔ اس سچے محب وطن کے اس کارنامے سے اس کی وقعت ہمارے دل میں بڑھتی ہے۔ **پاسانیس**[3] کا بیان ہے کہ سنہ ۱۴۶ء کے تصفیے کے کئی سال کے بعد رومیوں کے حال زار پر رحم آیا اور اتحادوں کا احیا عمل میں آیا اور حقوق تجارت بحال کیے گئے۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اتحادوں کے درمیان یا اتحاد کے ارکان کے درمیان۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما نے **یونان** کے ساتھ جو سلوک کیا وہ

پالی بیس۔ یونان کی مستبا ہی۔

---

[1] تاریخ یونان جلد چہارم باب ۹ وحواشی۔ ہم زیر حمایت کہہ سکتے ہیں۔

[2] اس رائے کی تائید سسرو (De domo ۲۳، ۶۰) کی عبارت سے ہوتی ہے **مقدونیہ** کے صوبہ دار کا حیطۂ اقتدار اس کے باہر بھی نہایت وسیع تھا۔ زمانۂ مابعد میں **الیریا** اور **کریٹ** بھی اس کے تحت میں کر دیئے گئے۔

[3] **پاسانیس** ۷۷، ۱۶، ۱۰۔

ناروا یا سخت تھا۔ مگر روما نے جو امن قائم کیا اس سے نہ تو یونانیوں کو فلاح وبہبود حاصل ہو سکتا تھا نہ اطمینان خاطر۔ آبادی پہلے ہی سے کم ہو رہی تھی اور اب اور کم ہونے لگی۔ یونانی قوم کے لیئے زمانۂ عروج میں حقیقی سیاسی مشاغل ضروری تھے جن میں اس کی معاشی بہتری بھی ملحوظ تھی۔ زمانہ ہائے مابعد کی عظیم الشان سیاسی تحریکوں میں قدیم ہیلاس (یونان) کے یونانیوں کو کوئی دخل نہیں۔ دماغی اور علمی کارناموں میں جو فوقیت دوسرے ممالک کے یونانیوں یا نیم یونانیوں کو حاصل تھی۔ یونان کی سرزمین میں جنگیں ہوئیں مگر وہ روما کی جنگیں تھیں۔ ایتھنز کے مدارس فلسفہ قائم تھے مگر یونانی تخیل کی شگفتگی اور اصلیت جاتی رہی۔ ایتھنز کے شہریوں کا کام صرف بکواس تھا اور اُن کا فرض صرف یہ رہ گیا تھا کہ ذی اثر رومیوں کی جو وہاں آئیں خوشامد کریں اور مسافروں اور طلبا کی ضروریات پوری کریں۔ فی الجملہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مقامی سیاسیات کی بے لطفی نے اس ذہین قوم کی ہمتوں کو پست کر دیا۔ دیہاتی جن کی تعداد پہاڑی ملکوں میں زیادہ نہیں ہوتی جانوروں کی طرح قوت بسری میں مصروف ہو گئے اور شہری مادیت اور بد اعمالی کی وجہ سے روز بروز روبہ انحطاط ہوتے گئے۔ افسوس ہے کہ جس قوم نے اپنے کمالات عقلی سے تمام عالم کو منور کر دیا تھا، اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی اور ہمیشہ کے لیئے بے حس و حرکت ہو گئی۔¹

ڈیلوس۔ پرگامم

(۵۸۰) جزیروں میں اور بحیرۂ یونان کے مشرقی سواحل پر روما کی حکومت پر کوئی معترض نہ تھا اور تجارت کا بازار حسب سابق گرم تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ حکومت مقدونیہ کے زوال کے بعد روڈز اور پرگامم کو کیا سزا دی گئی۔ یہ دونوں سلطنتیں اب تک باقی تھیں مگر ضعف کے آثار ہویدا تھے۔ روڈز کی آزادیٔ عمل اب بھی باقی تھی کیونکہ ۵۳ھ میں اُس نے کریٹیول سے جنگ کی تھی۔ لیکن ایشیائے کوچک کے ساحل پر اُس کے جو مقبوضات تھے اُن سے محروم کر دیئے جانے کی وجہ سے اُسکے محاصل بہت گھٹ گئے تھے اور ڈیلوس کی ترقی نے اس کی فلاح وبہبود کو اور نقصان پہنچایا تھا۔ ڈیلوس بظاہر ایتھنز کا متوسل تھا مگر درحقیقت

¹ مہافی کی عالم یونانی کا عہد سیمس میں اسکا تفصیل کیساتھ ذکر ہے اور اُسے فرانسیسی مصنوں سے بعض تفصیلی امور کے متعلق استفادہ کیا ہے۔

روما کا اثر غالب تھا۔ ایک بحری جائے پناہ ہونے کی وجہ سے لوگ اکثر وہاں آیا جایا کرتے تھے اور "اتحاد جنائری" کا مرکز بھی تھا بحری تجارت کی حفاظت کے لیئے قائم تھی لیکن بحری قزاقی کا کام زیادہ تر رو ڈز کا تھا۔ اولوالعزم اطالوی تاجر جو سلطنت روما کی وسعت کے ساتھ ساتھ ہر جگہ پہنچ جاتے تھے یا پہلے ہی سے موجود رہتے تھے، سیاسی تغیرات سے نفع اٹھانے کے عادی تھے۔ یہ لوگ ڈیلوس سے بھی خوب واقف ہوں گے۔ یہ لوگ روما کی حکمت عملی پر بھی وقتاً فوقتاً اثر ڈال سکتے تھے کیونکہ ان کا تعلق بحیثیت کارپردازوں یا شریکوں کے روما کے سرمایہ داروں کی جماعت سے تھا جس کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا تھا سینیٹ نے ڈیلوس کو اپنے کسی صوبے میں شامل نہیں کیا بلکہ ایتھنز کے تحت کر دیا جو اس کا دست نگر تھا اور اُس کو اس بندرگاہ کی تجارت پر محاصل عائد کرنے کی ممانعت کر دی۔ یہ ممانعت غالباً رومی ساہوکاروں کے دباؤ سے ہوئی ہوگی۔ جزیرہ بحیرۂ یونان کے وسط میں تھا اپنے جغرافیائی موقع کی وجہ سے تجارتی مرکز بن سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا شمار دنیا کی بڑی تجارتی منڈیوں میں ہونے لگا مشرق اور مغرب کے تاجر بتعداد کثیر اس کے ساہوکارے میں کاروبار کرتے تھے اور کتبات سے جو حال میں وہاں نکلے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان تاجروں نے اپنے مشترک اغراض کو حاصل کرنے کے لیئے اتحاد یا مشارکتیں بنائی تھیں بحیرۂ اسود کی تجارت سے اس بندرگاہ کو بہت کچھ تعلق تھا اور تجارت زیادہ تر غلاموں کی تھی۔ ڈیلوس کی وجہ صرف یہی نہ تھی کہ رو ڈز روبہ انحطاط تھا۔ کورنتھ کی تباہی سے بھی اُس کی تجارت کو فروغ ہوا ہو اور ممکن ہے کہ کورنتھ کو رومی حکومت نے سرمایہ داروں کے اغوا سے تباہ کیا ہو۔ لیکن اس نئے بندرگاہ کو فی الحقیقت فروغ اُس وقت ہوا جبکہ پرگامم کی سلطنت صوبۂ ایشیا ہو گئی اور بے ایمان حکام، سودخوار ساہوکاروں اور حریص تاجروں کے جھنڈ کے جھنڈ اس تباہ حال ملک کو لوٹنے کے لیئے آنے لگے۔ اس زمانے میں اس درمیانی مقام کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ زمانۂ مابعد میں اس پر جو مصائب نازل ہوئیں اُن کا ذکر آگے آئیگا۔

پرگامم

(۱۸۵) پرگامم میں یومینیس دوم اپنے انتقال ۱۵۹ ق م تک

برسر حکومت رہنے دیا گیا۔ ۱۶۷ء میں وہ اس امید میں اطالیہ گیا کہ بذات خود سینیٹ میں اپنی صفائی پیش کرے اور الزامات سے براءت یا معافی حاصل کرے مگر سینیٹ نے اس کی ایک نہ سنی اور اُسے برنڈویسیم ہی سے واپس کر دیا۔ اس کا بیٹا تھا مگر اُس کا جانشین اُس کا بھائی اٹالس دوم ہوا جس نے ۱۳۸ء تک اطمینان کے ساتھ حکومت کی کیونکہ رومی اس سے خوش تھے اور اُس نے اپنی ماتحت حیثیت کو خوب سمجھ لیا تھا اور اسے بہت فراست سے نباہا۔ اس کی ایک امدادی فوج اکائی جنگ میں شریک تھی اور جب کورنتھ کا مال غنیمت روما روانہ ہو رہا تھا تو کم قیمت چیزیں ممیس نے اٹالس کے سپہ سالار کو دے دیں۔ پاسانیس کا بیان ہے کہ اس کے زمانے میں بھی کورنتھ کی یہ چیزیں پرگامم میں نظر آتی تھیں۔ اس کے انتقال کے بعد اُسکا بھتیجا اٹالس سوم تخت نشین ہوا اور ۱۳۳ء تک حکومت کرتا رہا جبکہ اُس نے انتقال کیا۔ انتقال سے قبل اس نے بذریعۂ وصیت نامہ اپنی سلطنت اہل روما کو ایک "آزاد زیر حمایت مملکت" کی حیثیت سے ہبہ کر دیا۔ مگر ہمیں شبہہ ہوتا ہے کہ یہ وصیت رومی سفیروں یا ساہوکاروں کے اثر سے عمل میں آئی ہو گی جو ڈیلوس میں کاروبار کرتے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ رومی اس سلطنت کا کسی ایسے بادشاہ کے تحت میں ہونا پسند نہ کرتے ہوں گے جس پر انھیں اعتماد نہ ہو کہ وہ اُن کے مفاد کا لحاظ رکھیگا۔ اٹالس دوم بالخصوص اُن کی اغراض کے لیے نہایت مفید تھا۔ کیا پاڈوشیا کے بادشاہ کی جسے رومیوں نے نامزد کیا تھا اُس نے تائید کی، بھتی نیا میں ایسی تحریکوں کو روکا جن سے آئندہ چل کر دقت ہوتی۔ اور اسی کی مدد سے نیکومیڈیس دوم (۱۴۹ء تا ۹۵ء) نے اپنے باپ پروسیاس دوم (۱۸۰ء تا ۱۴۹ء) کو تخت سے اُتار کر قتل کر دیا۔ روما کی خواہش کے مطابق اُس نے شام کی جانشینی کے معاملات میں دخل دیا۔ مگر اٹالس سوم بالکل پست ہمت تھا، اس لیئے رومیوں نے یہی مناسب خیال کیا ہو گا کہ پرگامم کے دولتمند ملک کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنالیں بجائے اس کے کہ اس ملک کو کسی ایسے دعویدار کے سپرد کریں جس کے حقوق مشتبہ تھے اور جس کے تخت نشین ہونے سے جانشینی کی جنگ شروع ہو جاتی۔

بھتی نیا پونٹس

(۵۸۲) اب ہم ایشیا کی کم درجے کی سلطنتوں پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔

روما بیتھی نیا کی طرف سے غافل نہ ہو سکتا تھا۔ اس ملک کے لوگ یا کم از کم اس کی حکمراں جماعت تھریسی نسل کی تھی۔ یہ ایک زبردست قوم تھی گو زیادہ متمدن نہ تھی اور اس کی دولت یونانی اور نیم یونانی شہروں کی ترقی سے بڑھتی جاتی تھی جن کی اس ملک کے ہوشیار اور اولوالعزم بادشاہ سرپرستی کرتے تھے۔ ملک مذکور بحیرۂ اسود کی تجارت کی راہوں پر تھا اور اس کے باشندے خود بھی سمندر سے ناآشنا نہ تھے۔ لیکن بیتھی نیا کے بادشاہوں اور ان کے ہمسایوں کے درمیان اکثر نزاعوں کا سلسلہ جاری رہتا اس لیے اس سلطنت کا شمار اعلیٰ درجے کی سلطنتوں میں کبھی نہ ہوا۔ پونٹس کی سلطنت متھراڈاٹیس سوم (۱۶۹ تا ۱۲۱ق م) کے تحت میں برابر ترقی کر رہی تھی جو روما سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ یہ بھی روما کی ایک پرانی چال تھی کہ جن حلیفوں یا دشمنوں کی تاک میں ہوتا تو ان کے عقب میں جو سلطنتیں تھیں ان سے اتحاد پیدا کر لیتا۔ اس عہد میں کپاڈوشیا کا بادشاہ آریارتھیس چہارم (۱۶۳ تا ۱۳۰ق م) تھا۔ یہ بھی روما کا دوست تھا اور روما کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک جنگ میں کام آیا۔ اس ملک کی مشکلات کی یہ وجہ تھی کہ وہ شام کی جنگ جانشینی میں پھنس گیا تھا اور کچھ روز تک آریارتھیس اپنی سلطنت کا ایک نصف کھو بیٹھا۔ ان چاروں سلطنتوں میں یونانی تمدن پھیلتا جاتا تھا۔ پرگامم یونانی تمدن کے زبردست مرکزوں میں سے تھا خاندان اٹالی کی سرپرستی میں وہاں فنون لطیفہ اور خصوصاً بت تراشی اور ایک حد تک ادبیات کو فروغ ہوا اور اندرون ملک کے دولتمند شہروں میں بھی یونانی تمدن کا اتنا ہی زور تھا جتنا کہ ساحل کے قدیم یونانی شہروں میں۔ بیتھی نیا میں ساحلی شہروں کے علاوہ اندرون ملک میں نیکا آیا اور نیکومیڈیا کے شاہی شہر تھے جسکو زمانہ مابعد میں شہرت حاصل ہوئی مگر اس ملک میں یونانی تمدن کو فروغ ذرا دیر میں ہوا۔ پونٹس کے بادشاہوں نے ساحل کے یونانی شہروں کو فتح کر لیا مگر یہ خود یونانیت کے دلدادہ تھے۔ ان کی بحری اور بری فوج ہوشیار یونانیوں کی نگرانی میں تھی اور مغرب کی طرف بڑھنے کے بعد سی نوپی ان کا دارالسلطنت ہو گیا۔ کپاڈوشیا میں بھی آریارتھیس کو یونانیت کی ترویج میں کامیابی ہوئی۔ گلاتی بھی اپنے ارد گرد کی تحریکوں سے متاثر ہوئے۔ لیکن ان کی قوت روبہ انحطاط تھی کیونکہ اولاً ان کا نظام قبائلی اب بھی باقی تھا جو

سیاسی کمزوری کا باعث تھا اور ثانیاً روما کے روز افزوں اثر سے لڑائیاں کم ہوتی جاتی تھیں اور اجیر سپاہیوں کی مانگ کم ہوتی جاتی تھی اس لیئے یہ سپاہی منش قوم زراعت کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ لڑائیاں اس نواح میں ہوئی تھیں مگر روما کو ان سے سروکار نہ تھا اس لیئے ان کو بیان کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

شام (۵۸۳) روما اور شام کے تعلقات خاص قسم کے تھے اور ان کی بنا اس معاہدے پر تھی جو ۱۸۹ء میں انٹیوکس سوم سے ہوا تھا جس نے روما کو حسب ضرورت سفارتی کارروائیوں کے عمل میں لانے کا موقع ملتا لیکن معاہدے کی شرطوں کے علاوہ سلوقی بادشاہوں کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لیئے احتیاطاً ایک اور کارروائی بھی کی۔ یعنی اس خاندان کے ایک شاہزادے کو ہمیشہ روما میں رہنے پر مجبور کیا۔ انٹیوکس (۱۷۵ء تا ۱۶۵ء) اپنے زمانے میں بطور کفیل روما میں موجود تھا۔ اُس کے باپ کے انتقال (۱۸۱ء) کے بعد اسکا چھوٹا بھائی سلوقس چہارم بادشاہ ہوا اور ۱۷۵ء تک حکومت کرتا رہا۔ اپنے انتقال سے کچھ قبل اُس نے اپنے بیٹے ڈمیٹریس کو روما بھیج دیا اور انٹیوکس کو شام جانے کی اجازت دی گئی۔ انٹیوکس نے دس سال تک حکومت کی اس کی عجیب وغریب حرکتوں کا ہم ذکر کر چکے ہیں اُس کے انتقال کی خبر جب روما پہنچی تو ڈمیٹریس نے جانے کی اجازت چاہی تاکہ اپنے باپ اور چچا کے تخت کا دعوے کر سکے۔ مگر سینیٹ نے انٹیوکس چہارم کے خردسال بچے کو انٹیوکس پنجم کے نام سے بادشاہ تسلیم کر لیا جس نے ۱۶۴ء سے ۱۶۲ء تک برائے نام حکومت کی مگر اس چال سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت اس ملک کا اصلی حاکم وزیر لی سیاس تھا۔ اُس نے فوج کی تعداد بڑھانی شروع کر دی یہاں تک کہ وہ اس تعداد سے بڑھ گئی جو ۱۸۹ء کے معاہدے سے مقرر ہوئی تھی۔ سینیٹ نے فوراً اپنے کمشنر روانہ کر دیئے کہ جہاز اور ہاتھی تلف کر دیئے جائیں اور روما کی سیادت کے قائم رہنے کے لئے مناسب انتظام کیئے جائیں۔ کپاڈوشیا کے وفادار بادشاہ نے صورت حال سے ان کمشنروں کو آگاہ کر دیا اور سپاہیوں کا ایک بدرقہ اُن کے ساتھ کرنا چاہا مگر ان مغرور رومیوں نے اُس کی ایک نہ سنی اور اپنی قوت کے زعم میں شام چلے گئے مگر شام میں

ابتری پھیلی ہوئی اور لی سیاس اور اُس کے رفقا اُسے اقتدار سے دست کش ہونے پر رضامند نہ تھے۔ کمشنروں نے جب اپنا کام شروع کیا تو بلوہ ہو گیا اور ان میں سے ایک مارا گیا۔ خردسال بادشاہ اور اُس کے دوستوں کی طرف سے ایک سفارت روما گئی تاکہ اس جرم کے متعلق ان کی طرف سے صفائی پیش کرے۔ مگر سینیٹ نے مطلق شنوائی نہ کی۔ عین اس موقع پر (سنہ ۱۶۲) روما میں جو شامی شاہزادہ بطور کفیل تھا پالی بیس[1] اور چند اور دوستوں کی مدد سے بھاگ گیا اور شام پہنچا جہاں اسکا خیر مقدم ہوا۔ اس نے خردسال بادشاہ کو قتل کر کے سنہ ۱۵۰ تک ڈی میٹ رئیس سوٹر کے نام سے حکومت کی۔ تخت نشین ہونے کے بعد اُس نے ایک قیمتی تحفہ روما بھیجا اور اُن کے سفیر کے قاتل کو بھی بھیج دیا۔ سینیٹ نے تحفہ تو قبول کر لیا مگر مجرم کو واپس کر دیا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ یہ معاملہ رفع دفع نہ ہو بلکہ کسی مناسب موقع پر پھر مداخلت کر سکیں۔ ڈی میٹ رئیس نے بے سوچے سمجھے کپاڈوشیا کے معاملات میں دست اندازی شروع کر دی۔ روما کو یہ ناگوار ہوا اور اُس نے کئی دشمن اس کے مقابلے پر کھڑے کر دیے۔ ایک شخص مسمی بالاس نے خروج کیا اور سکندر کا نام اختیار کر کے انٹیوکس چہارم کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا۔ پرگامم، مصر اور کپاڈوشیا کے بادشاہوں کی مدد سے اُس نے ڈی میٹ رئیس کو ہزیمت دیکر اُسے تخت سے اُتار دیا اور خود سنہ ۱۵۰ سے سنہ ۱۴۵ تک حکومت کی۔ مگر اس شخص میں مادۂ حکمرانی نہ تھا اور اُسے ڈی میٹ رئیس اول کے بیٹے ڈی میٹ رئیس نے نکال دیا جس پر اب شاہ مصر کی نظر عنایت تھی۔ ڈی میٹ رئیس دوم کی زندگی میں عجیب نشیب و فراز تھے۔ سنہ ۱۴۵ سے سنہ ۱۳۹ تک وہ برائے نام بادشاہ تھا۔ سنہ ۱۴۵ یا سنہ ۱۴۴ میں ایک قسمت آزما شخص مسمی ڈاوڈوٹس نے بالاس کے ایک بیٹے کو تخت نشین کرا دیا مگر سنہ ۱۴۲ میں شاہ ٹری نون کے نام سے خود بادشاہ بن بیٹھا اور سنہ ۱۳۷ تک حکومت کی جبکہ ڈی میٹ رئیس اول کے بیٹے انٹیوکس نے اُسے تخت سے اُتار دیا اور خود سنہ ۱۳۷ سے سنہ ۱۲۹ تک انٹیوکس ہفتم سائی ڈی ٹیس کے لقب سے حکومت

---

[1] پالی بیس ۳۱، ۱۹-۲۳-

کرتا رہا۔ اُسے پارتھیا کی جنگ میں ہزیمت ہوئی جس کی وجہ سے اُس نے خودکشی کرلی۔ ڈی میٹ ریس دوم جو دس سال تک پارتھیا میں قید تھا واپس آیا اور ۱۲۶ تک حکومت کرتا رہا۔

پارتھیا

(۵۸۴) شام کے واقعات کی تاریخیں ہم نے مختصر طور سے بتا دی ہیں گو ان کے متعلق ہمارے ماخذ میں اختلاف ہے مگر سال دو سال کے اختلاف سے کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ اصل امر قابل لحاظ یہ ہے کہ شام جس کا ذکر اب کر رہے ہیں شاہان سلوقی کی عظیم الشان سلطنت کا محض باقی ماندہ جزو تھا۔ انٹیوکس سوم کو جب سپاک سے شلیا میں شکست ہوئی تو آرمینیا اس کے قبضے سے نکل گیا۔ انٹیوکس چہارم نے پھر اس ملک پر قبضہ کرلیا تھا مگر یہ قبضہ محض برائے نام تھا۔ کوہ ٹارس سے مغرب کے علاقے روما نے چھین لیے تھے مشرق میں بڑے بڑے علاقے نکل چکے تھے۔ سکندر کا صوبۂ پنجاب ایک ہندوستانی سلطنت میں شامل ہو چکا تھا۔ باختر ایک سو سال تک آزاد رئیسوں کے تحت میں ۲۵۵ سے ۱۵۰ تک تھا جن کے نام کم از کم یونانی تھے اور اس کے بعد پارتھیا کے قبضے میں آگیا۔ پارتھیوں کی حکومت جسے آرساکیس نے ۲۵۰ میں قائم کی تھی سلوقیوں کے پہلو میں ایک خار کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس عہد میں خاندان آرساکی کا بادشاہ متھر اڈائیس اول تھا جس نے نہ صرف باختر بلکہ میدیہ، پرسس، سوسیانا اور بابل کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اس نے ۱۷۴ سے ۱۳۶ تک حکومت کی اور اُس کے بیٹے فراٹیس نے ۱۳۶ سے ۱۲۷ تک پارتھیا کی قوت مشرق کے سیاسی تعلقات کو ڈانواڈول کر رہی تھی۔ سلوقی سلطنت کی حالت پہلے ہی سے ایسی تھی کہ اُسے استقلال نصیب نہ ہو سکتا تھا اور زمانہ بھی اُس کے خلاف تھا گو اُس کے بادشاہ شام اور اضلاع ملحقہ پر حکومت کرتے تھے اور اس کے بعد بھی عرصے تک حقیقی بادشاہ خیال کئے جاتے تھے۔ ان کی قوت کی بنیاد ان نیم یونانی شہروں پر تھی جو انھوں نے قائم کئے تھے یا جن کے وہ مربی تھے۔ ان شہروں کے ساتھ خاص مراعات تھیں اور ان کی وجہ سے یونانیت کی ترویج میں بہت کچھ مدد ملی۔ اس خاندان کے بادشاہوں نے یونانیت کی ترویج کو اپنا فرض قرار دے لیا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے

تمدن میں یکسانی پیدا ہوئی تھی اور اُن کی سلطنت کی اقوام کے باہمی اختلافات مٹتے جاتے تھے۔ اس طرز عمل کے ضمن میں نیشیبی شام، فنیقیا اور فلسطین کا ذکر بھی آگیا ہے۔

یہودیہ

(۵۸۵) ان اضلاع کے متعلق شام اور مصر کے درمیان عرصے سے نزاع چلی آتی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انٹیوکس چہارم نے ان پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر رومیوں نے مصر سے اُسے خارج کر دیا۔ مقابئیوں کی بغاوت کا بھی ہم ذکر کر چکے ہیں جو اس بادشاہ کی مجنونانہ حرکت اور یہودیوں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی۔ سلوقی سلطنت کی مالی حالت ابتر ہوتی جاتی تھی جس کی وجہ سے محاصل بڑھتے گئے۔ یہودیوں کو اُس کی بھی شکایت تھی اور اُن کی بغاوت رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی۔ اس عہد کے نشیب و فراز سے ہمیں صرف اسقدر سروکار ہے کہ شاہان شام کے مصائب سے یہودیوں نے نفع اٹھایا۔ اور شام کی تخت نشینی کے جھگڑوں سے یروشلم کے مذہبی پیشوا کو تقویت ہوتی گئی۔ اس طرز عمل کا ثبوت بالاس کے واقعے سے ہوتا ہے۔ جب اُس نے ۵۲ء میں سلطنت کا دعوےٰ کیا تو یہودیوں نے اُس کا ساتھ دیا یعنی بطلیموس فیلومیٹر کی معاونت کی اور اس کو شاہ شام سے لڑا دیا۔ بالاس اور ڈی میٹ ریس دوم کے درمیان جب جنگ ہوئی تو یہودیوں نے پھر بالاس کا ساتھ دیا مگر بطلیموس نے رخ بدل دیا اور ڈی میٹ ریس کو کامیابی ہوئی۔ قریب تھا کہ یہودیوں کو سخت سزا ملے مگر اُنکے مذہبی پیشوا نے اس چالاکی سے نامہ و پیام کئے اور نئے بادشاہ کی مالی مشکلات سے نفع اُٹھایا یعنی یکمشت رقم کے ادا کرنے سے یہودیوں کا خراج ہمیشہ کے لیے معاف ہو گیا۔ یہ معاملہ نہایت مفید تھا کیونکہ خراج سے جو ماتحتی کی علامت ہے یہودی ہمیشہ کے لیے بچ گئے۔ یہودیوں کی آزادی میں اب کوئی کلام نہ تھا اور ۱۴۱ء میں جب قلعۂ شہر کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے تو یروشلم بالکل آزاد ہو گیا۔ انٹیوکس ہفتم نے اُسے پھر فتح کر لیا مگر یہ فتح محض عارضی اور ۱۲۹ء میں اُس کے انتقال کے بعد سے یہودیوں کی آزادی رومیوں کے ورود اور پامپی کے تصفیۂ معاملات شرقی تک قائم رہی۔

یونانیت مشرق میں

(۵۸۶) یہودیہ میں ایک چھوٹی سی گرضدی قوم میں جبراً یونانیت کی ترویج کی کوشش کی گئی تھی اور اسمیں ناکامی ہوئی کیونکہ مذہب مقابلے پر آ گیا مگر یونانی اثرات اس

ملک میں بھی پھیلتے جاتے تھے۔ قدیم فنیقی شہر بھی اس اثر سے بچ نہ سکے۔ ان کی سابقہ شان و شوکت تو باقی نہ تھی مگر اپنے تنگ ساحل پر اُن کی تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔ یونانی اب بحیرۂ یونان کے مشرقی ممالک کی تجارتی زبان ہو گئی تھی اور فنیقیوں کو اُن کے اُن ہمسایوں نے دبا لیا تھا جنھوں نے یونانی تمدن اختیار کر لیا تھا۔ ان کے عقب میں شام کے شہر تھے اور شمال میں سلی سیا کے میدان کے شہر تھے جو یونانیت کے مرکز تھے اور جن پر شاہان انطاکیہ کی نظر عنایت تھی۔ اس نواح میں یونانیت کا اثر برابر پھیلتا جاتا تھا یعنی نہ صرف یونانی زبان کا رواج بڑھتا جاتا تھا بلکہ دماغی اور تمدنی اثرات بھی پھیل رہے تھے اور اس دوغلی یونانیت کا اصول یہ تھا کہ "یونانی وہ ہے جس کا تمدن یونانی ہو"۔ مگر برخلاف اس کے مصر میں یونانیت رو بہ زوال تھی[1]۔ اس ملک کے دیسی باشندے کبھی اس سے متاثر نہیں ہوئے اور اس کا واحد مرکز شہر سکندریہ تھا۔ اس شہر میں ہر قوم کے لوگ آباد تھے جن میں بہت سے دیسی مصری تھے اور یہودیوں کی بھی ایک تعداد کثیر تھی۔ اجیر سپاہی بھی سب یونانی نہ تھے۔ ان کی موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بطلیموسیوں کی یونانی اور مقدونی حکومت محض مصنوعی تھی۔ یونانی اثرات مشہور (مدرسہ) کی حد تک محدود تھے اور سکندریہ کے اندرون ملک پر اُن کا کوئی اثر نہ تھا جہاں اثر غالب پجاریوں کا تھا جو باوجود ایرانی اور مقدونی فتوحات کے اہل مصر کو اپنے قابو میں رکھے ہوئے تھے۔ بطلیموسی اس راز کو پہچان گئے تھے اس لیے انھوں نے اس طاقتور جماعت کو رام کرنے کی کوشش کی۔ فی الجملہ اس عہد میں سکندریہ میں بھی مصری اثر زور پکڑتا جاتا تھا۔

مصر اور خاندان لاگد۔

(۷ ۸ ۵) اس عہد میں مصر کے معاملات کو ذہن نشین کرنا ذرا دشوار ہے لاگد خاندان کے اقبال کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور پولی بیس اور انٹیوکس چہارم کے معاملے سے ظاہر ہے کہ اس حکومت کا بقا رومیوں کی مرضی پر تھا۔ روما کی یہ خواہش تھی کہ ایران میں پھر کوئی زبردست قوت قائم نہ ہو۔ ایک حلیف سلطنت کو اس کے دشمنوں سے بچانا اور پھر اُس کی ترقی کو روکنا دراصل ایک ہی طرز عمل کے

---

[1] یعنی بطلیموسیوں کی سلطنت۔

دو واحد ہیں۔ اس خاندان سے دو بھائیوں کی باہمی نزاعوں کو طے کرنے میں رومیوں کو
موقع ملا کہ اپنے مفاد کے لحاظ سے اپنی سیادت کا اقرار کرائیں۔ سنہ ۱۸۱ء میں بطلیموس پنجم
(ایپی فانیس) نے انتقال کیا اور اس کا بڑا بیٹا بطلیموس ششم بھی چند روز کے بعد
مرگیا۔ دو بیٹے اور تھے جن میں سے بڑا ۱۸۱ یا ۱۸۰ء میں خردسالی میں بطلیموس ہفتم
فیلومیٹر کے لقب سے بادشاہ ہوا اور ولی اس کی ماں کلیوپیٹرا اول تھی۔
۱۴ سال کی عمر میں سن بلوغ کو پہنچ کر وہ ۱۷۴ء میں فی الحقیقت بادشاہ ہوا۔ مگر
۱۷۳ء میں اس کی ماں نے انتقال کیا اور اس کے مصائب شروع ہوئے۔
سیلیسی شام کے قبضے کے متعلق انٹیوکس سے جنگ ہوئی جس میں شکست
کھانے کی وجہ سے مصر میں کمزور پڑ گیا۔ اس کے چھوٹے بھائی نے شامی
حملے کو دفع کرنے میں نام حاصل کیا اور ۱۷۰ء سے ۱۶۴ء تک بطلیموس نہم
یا ہشتم کے لقب سے حکومت میں اس کا شریک تھا۔ یہ شخص فک سن کے
نام سے مشہور رہا۔[له] ۱۶۳ء میں دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہوا اور فک سن نے
اپنے نرم مزاج بھائی کو ملک سے نکال دیا۔ فیلومیٹر روما گیا اور سینیٹ کو اپنی
بحالی کا حکم صادر کرنے پر آمادہ کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے سیرین کا
دور افتادہ صوبہ فک سن کو بطور ایک علیحدہ سلطنت کے دے دیا۔ اس کے بعد
فک سن نے جزیرہ قبرس کا بھی مطالبہ کیا۔ فیلومیٹر اس پر معترض ہوا اور ایک
رومی کمیشن نے اسی کے حق میں فیصلہ کیا۔ لیکن روما کا نفع اس میں تھا کہ یہ جزیرہ
فک سن کو دیا جائے اس لیے کمشنر بھیجے گئے کہ یہ جزیرہ فک سن کو دلائیں۔
مگر یہ سلطنت اس نے اپنی وحشیانہ حرکتوں سے کھو دی مگر روما نے اسے پھر دخل دے کر
بحال کرا دیا۔ ایک مرتبہ وہ فیلومیٹر کے قبضے میں آگیا تھا مگر اس نے فک سن کی
جاں بخشی کی۔ ۱۴۵ء میں فیلومیٹر شام کی جنگ میں کام آیا اور فک سن خاندان کا گدی

له یہ وہ نام مبتذل ہے جسے اہل اسکندریہ نے اس کے اصلی لقب (محسن)
کو بگاڑ کر (بدکردار) کا لقب دیا تھا۔ وسط عمر میں وہ حد سے زیادہ موٹا ہو گیا اور اب فک سن
(توند والا) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے عجیب و غریب حالات کے متعلق دیکھو مونوگرافی سلطنت بطلیموسی۔

پوری سلطنت کا سنہ ۱۱۶ تک مالک بنا رہا۔ اس کے ناگفتہ بہ مظالم اور قتل عام کا زیادہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جس کے ذریعے سے وہ امن و امان قائم رکھتا تھا۔ صرف دو امور قابل لحاظ ہیں۔ اولاً اس نے اسکندریہ کی آبادی کے یونانی عنصر کو بہت کم کر دیا اور ثانیاً باوجود ان بے عنوانیوں کے روما کی نظر عنایت اس پر آخر وقت تک رہی۔ اس بدکردار شخص کے ساتھ روما نے جو سلوک کیا اس کے مقابلے میں روما کی تاریخ کا کوئی دوسرا واقعہ ایسا نہیں کہ جس سے سینیٹ کے طرز عمل کے اصول پر زیادہ روشنی پڑ سکے۔ روما نے مشرق اور یونان میں جو طرز عمل اختیار کیا تھا، اس کے اصول ایسے نہ تھے جو ایک عظیم الشان قوم کے لیئے مایۂ ناز ہو سکتے جو عالم تمدن کے مسلم پیشوا بلکہ اگر وہ چاہتے حاکم تھے۔ اقوام کے باہمی تعلقات میں جبر سے کام لینا افسوسناک ہے مگر اس سے بدتر یہ طرز عمل ہے کہ ماتحت اقوام کو ان میں نفاق پیدا کر کے اپنے قابو میں رکھا جائے۔ فتح سے احتراز کرنا صرف اس صورت میں قابل تحسین ہو سکتا ہے جبکہ وجہ احتراز فی نفسہٖ اچھی ہو اور زبردست سلطنت کمزور سلطنت کے مفاد کا خیال اسی قدر رکھے جتنا کہ اپنے مفاد کا۔ مگر جب عارضی مشکلوں سے بچنے کے لیئے عیارانہ سفارتی کارروائیاں کی جائیں اور ذمہ داری سے پہلو تہی کی جائے تو اس کے نتائج ہر فریق کے لیئے اندوہناک ہوں گے۔

ماسی نسا اور قرطاجنہ

(۵۸۸) اب ہم افریقیہ کے واقعات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ افریقہ کا اطلاق زمانۂ قدیم میں موجودہ براعظم کے شمالی ساحلی اضلاع کے وسطی حصے پر علیحدہ ہوتا تھا جو قرطاجنہ کے عروج کے زمانے میں اس کے زیر اثر یا زیر حکومت تھا۔ اس کا اصلی ملک سسلی کے جنوب و مغرب میں ایک خطہ تھا جس کا رقبہ مشرق سے مغرب تک دو سو میل تھا اور شمال سے جنوب تک تین سو میل تھا۔ اس کے علاوہ مشرق کے ساحل کا وہ ٹکڑا بھی اس کے قبضے میں تھا جو سرٹس کبیر اور سرٹس خورد نامی کھاڑیوں کے درمیان ہے۔ مگر اب اس کی بحری فوج باقی نہ تھی اور ساحل پر اسکا اثر زائل ہوتا جاتا تھا۔ نیومیڈیا کا بادشاہ ماسی نسا بھی اس کی مشکلوں سے نفع اٹھا رہا تھا۔ دوسری فنیقی جنگ میں اپنی خدمات کے صلے میں اسے مشرقی ماریٹانیا ملا تھا اور قرطاجنہ کو نقصان پہنچا کر وہ اپنی سلطنت کی توسیع کی کوشش میں تھا۔

اس کے زیر حکم جری سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر تھی اس لیئے وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ **قرطاجنہ** کے مشرقی صوبے کے عقب میں پہنچ گیا۔ ان شہروں میں سے بعض پر اُس نے قبضہ کرلیا اور بعض اُس کے زیر اثر ہوگئے کیونکہ اندرون ملک کی طرف جو راستے گئے تھے سب اُس کے دست رس میں تھے۔ اس کا اثر قرطاجنہ کے محاصل پر پڑا مگر **قرطاجنہ** نہ تو خود اپنی حفاظت کرسکتا تھا اور نہ روما کو اپنے نقصان کی تلافی پر آمادہ کرسکتا تھا۔ **روما** کے ریاکار کمشنر آئے اور گئے مگر اس دکھاوے کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ مگر باوجود ان دقتوں کے **قرطاجنہ** کے سوداگر خوب نفع کمار ہے تھے اور اصل ملک کی زراعت بھی فروغ پر تھی اس لیئے جب ۵۸۱ھ میں **قرطاجنہ** اور **ماسی نسا** کی نزاعوں کے تصفیہ کے لیئے پھر کمیشن آیا تو دولت کی ان نشانیوں کو دیکھ کر رومی سفیروں کو تعجب بلکہ ہراس ہوا اور اُن کے دل میں یہ سوال پیدا ہونے لگے کہ[1] روما کی تکلیفوں اور ایثار کا یہی نتیجہ ہے؟ کیا ان کا رقیب کو دو مرتبہ ذلیل وخوار کرنے کے بعد اُس کی حالت اس قدر قابل رشک ہے؟ گودام میں ہتھیار کے ذخیرے کیوں جمع ہیں؟ کیا سمندروں پر تفوق حاصل کرنے کے لیئے روما کو پھر بڑی بڑی فوجیں اور بیڑے جمع کرنے ہوں گے۔ جو فوج بظاہر ماسی نسا کے مقابلے کے لیئے تیار کی گئی ہے کیا اس سے روما کے خلاف کام نہیں لیا جا سکتا؟

(۵۸۹) اس کمیشن کے ارکان اگر معمولی قسم کے آدمی ہوتے تو نتیجہ کچھ اور ہوتا مگر ان میں سے ایک پیرانہ سال **کیٹو** تھا جس کی موجودگی **قرطاجنہ** کیلیئے شگون بد تھی۔ جب وہ روما سے گیا تو اُس کے خیالات قرطاجنہ کی طرف سے اچھے نہ تھے اور جب واپس آیا تو اُس کی قطعی رائے تھی کہ یہ سلطنت تباہ کردی جائے۔ کمیشن نے جب اپنی کیفیت سینیٹ میں پیش کی تو **کیٹو** نے جنگ کا فوراً اعلان کرنے کی تحریک کی۔ **پب کارنی لیس سی پیو ناسی کا** نے اس تحریک کی مخالفت کی[2]۔ یہ شخص روما کے سربرآوردہ افراد میں سے تھا اور باوجود پرانے خیال کا آدمی ہونے کے اس

---

[1] لیوی خلاصہ ۴۷۔

[2] لیوی خلاصہ ۴۸، ۴۹

معاملے میں اُس نے وسعت نظر سے کام لیا۔ ناسی کا کی کوششوں سے ایک دوسرا کمیشن حالات معلوم کرنے کے لیئے روانہ کیا گیا۔ اس کمیشن نے فنیقی حکومت کی کارروائیوں پر اعتراض کیا اور بظاہر ماسی نسا اور قرطاجنہ کے درمیان مصالحت کرادی۔ ممکن ہے کہ جن شرائط پر اراضی مابہ النزاع کے تخلیے کا تصفیہ ہوا ہو وہ قرطاجنہ کے موافق نہ ہوں۔ بہرکیف ایک عمومیت پسند حاکم نے عوام کے جذبات کو برانگیختہ کرا کے انھیں جنگ پر آمادہ کرنا چاہا اور رومی سفیر جنھیں اپنی جان کا خطرہ تھا، وہاں سے بھاگ گئے۔ سینیٹ کو یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی۔ کیٹو نے جس وقت سے اس معاملے میں دخل دینا شروع کیا تھا، قرطاجنہ کی تباہی پر روما میں نہایت سرگرمی سے بحث ہو رہی تھی۔ ماسی نسا کی دست درازیوں کی وجہ سے قرطاجنوں کا پیمانہ صبر بالآخر لبریز ہو گیا۔ ۱۵۲ء میں اُنھوں نے مقابلے کی تیاری شروع کردی۔ روما اس وقت یونان اور ممالک مشرقی میں جنگ سے کام لینے میں تامل کر رہا تھا اور ہسپانیہ میں بغاوت کے آثار تھے اس کی وجہ سے فنیقی حکومت کو یہ کارروائی کرنے کی جرأت ہوئی ہو لیکن یہ اُن کی غلطی تھی۔ دوسرے مقامات کے متعلق روما سہل انگاری کر سکتا تھا اور اُس کے طرز عمل میں تسلسل نہ تھا مگر افریقہ کی حرکات و سکنات کو وہ بغور دیکھتا تھا۔ ماسی نسا کے بیٹے گالوسا نے قرطاجنہ کی کارروائیوں کی اطلاع سینیٹ کو کی اور بڈھے کیٹو نے پھر جنگ کے لیئے شور مچایا۔ بڑھاپے کی وجہ سے یہ ایک مستقل خیال بن کر اُس کے دماغ میں جم گیا تھا اور اس سے رومی ساہوکاروں کی تجارت نے جواب طاقتور ہو رہی تھی نفع اُٹھایا۔ تاجروں کو یقیناً خوشی ہوگی کہ قرطاجنی جو تجارت میں اُن کے حریف تھے تباہ ہو جائیں ساہوکاروں اور روپے کا کاروبار کرنے والوں کو یہ امید ہوگی کہ اس دولتمند ملک کے فتح ہو جانے سے نفع پر روپیہ لگانے اور دولت پیدا کرنے کا ایک اچھا موقع مل جائیگا۔ سسلی میں یہ لوگ دولت پیدا کر رہے تھے اس لیئے اُن کی آنکھیں افریقہ پر بھی لگی ہوئی تھیں۔ اس لیئے کیٹو کی تائید اکثر ایسے لوگوں نے کی جنھیں پیرانہ سال اصلاح پسند کے دوسرے سیاسی مقاصد سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ یہ بھی واضح رہے کہ سرمایہ دار جو اثر ڈالتے ہیں وہ اُن کے ظاہری دعووں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ناسی کا نے پھر ایک

دوسرا کمیشن روانہ کرایا۔ اس کمیشن نے واپس آکر بیان کیا کہ قرطاجنہ کی فوجیں جمع ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے سینیٹ میں پھر بحث شروع ہو گئی۔ ناسی کا کے اثر سے بالآخر یہ طے ہوا کہ فینقی حکومت کو ایک آخری حکم بھیجا گیا کہ اپنے جہازوں کو جلا دے اور فوج کو منتشر کر دے۔ انکار کی صورت میں جنگ کا اعلان ناگزیر تھا مگر فی الحال اُس سے گریز کیا گیا۔

قرطاجنہ کا مقابلے پر مجبور ہونا

(۵۹۰) معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کی تعمیل کرنے میں اہل قرطاجنہ نے کسی نہ کسی طرح سے پہلوتہی کی اور ۱۵۱ء میں بغیر روما کی اجازت کے ماسی نسا سے جنگ شروع کی۔ اس وقت بھی ممکن ہے کہ انھیں خیال ہو کہ سینیٹ سختی نہیں کرنا چاہتی اور شام میں جس لیت و لعل سے اُس نے کام کیا تھا، اسے افریقہ میں بھی روا رکھیگی لیکن قرطاجنوں کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ وہ دھوکے میں تھے۔ روما کا لیت و لعل کرنا یا اپنے عزم بالجزم سے کام لینا، یہ اُس کے مزاج کی صرف دو مختلف کیفیتیں تھیں۔ اسکے قبل اُس نے پرسیس، ہنیبال، فلپ اور انٹیوکس سے نبٹنے میں عزم سے کام لیا تھا۔ سالہائے مابعد میں اُس کا لیت و لعل جیگرتھا اور متھراڈائیس سے حق میں کاری ثابت ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۰ء میں قرطاجنہ کے خلاف جنگ کا اعلان ہوا اور ایک فوج اور بیڑے کی تیاری شروع ہوئی۔ جب یہ فوج روانہ ہونے کو تھی تو یوٹیکا[1] سے ایک اہم سفارت روما میں آئی۔ یہ شہر ایک زمانے میں افریقہ کی فینقی نو آبادیوں کا صدر مقام تھا اور باوجود عرصے سے قرطاجنہ کے تحت میں ہونے کے اپنی قدامت کے حقوق کو نہ بھولا تھا۔ ان لوگوں نے قرطاجنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو بالکلیہ روما کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ معلوم نہیں اُن کے اس فعل کے کیا اسباب تھے مگر اس کی وجہ سے رومیوں کو پہلے ہی سے معرکہ آرائیوں کا ایک مرکز اور بندرگاہ مل گیا۔ قرطاجنہ کو یوٹیکا کی علیحدگی سے ایک اور صدمہ پہنچا کیونکہ ماسی نسا نے اُن کی فوج کو سخت نقصان کے ساتھ شکست دی تھی۔ روما اور ماسی نسا کا بوقت واحد مقابلہ کرنا اور بھی مشکل تھا اس لیئے انھوں نے سفیر بھیجے اور بجز خطرۂ

[1] پالی بیس ۳۶/۳/۲۔ ایپین جنگ فینقی ۷۵، لیوی خلاصہ ۴۹۔

روما پیش کرے اُس پر اطاعت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی سینیٹ نے حکم دیا کہ اپنے اعلےٰ درجے کے خاندانوں کے ۳۰۰ بچے بطور کفیل بھیجیں اور نئے کانسلوں (۱۴۹ق م) کے احکام کے منتظر رہیں جو روانہ ہو رہے تھے ۔ قرطاجنہ کا ایک وفد کانسلوں کی خدمت میں یوٹی کا میں حاضر ہوا اور اُسے حکم ملا کہ تمام آلات حرب حوالے کر دیئے جائیں ۔ اس کی تعمیل کی گئی ۔ بیان کیا گیا ہے کہ آلات حرب کی مقدار بہت زیادہ تھی ۔ جنگی جہاز اس کے قبل ہی حوالے کر دیئے گئے تھے یا تباہ کر دیئے گئے تھے ۔ وہ اجیر سپاہیوں سے بھی کام نہ لے سکتے تھے کیونکہ بحری راستوں پر اور گال اور ہسپانیہ کے سواحل پر رومیوں کا قبضہ تھا ۔ کانسلوں نے اب آخری حکم صادر کیا یعنی موجودہ شہر مسمار کر دیا جائے اور قرطاجنی ساحل سے دس میل پر آباد ہوں ۔ اس شہر کی آبادی سات لاکھ اور اس انبوہ کثیر کی بسر اوقات تجارت سے ہوتی تھی جس کو زیادہ تر فروغ شہر کے عمدہ جغرافیائی موقع سے تھا ۔ رومی خود جانتے تھے کہ اس حکم کی تعمیل نہ ہو گی اور اس کی غایت صرف یہی تھی کہ بصورت انکار جو لازمی تھا کانسلوں کو ان مخفی ہدایتوں کو عمل میں لانے کا بہانہ ملے جو روما میں اُنھیں دی گئی تھیں ۔ قرطاجنوں نے جب دیکھا کہ اُن کی منت و سماجت کا کوئی اثر نہیں تو رنج و یاس کے اظہار کے بعد مقابلے کی ٹھان لی اور رومیوں پر ثابت کر دیا کہ ایک مظلوم سامی قوم حالت نزع میں بھی ادمردانگی دے سکتی ہے ۔

قرطاجنہ کا محاصرہ

(۱۹۵) محاصرے کا ذکر ایپین نے نہایت تفصیل سے کیا ہے ۔ اُس نے اور لیوی نے بھی پالی بیس سے استفادہ کیا ہے ۔ سپی یو کا مداح ہونے کی وجہ سے پالی بیس نے اُس کے کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہو گا مگر اس تھکا دینے والے محاصرے میں سپی یو نے جو کچھ کیا اس سے اُس کی کارروائی کا ثبوت ہوتا تھا ، اُس کے تسلیم کرنے میں ہمیں مطلق تامل نہیں ۔ وہ حال ہی میں ہسپانیہ سے واپس آیا تھا جہاں اُس نے ایک بے ایمان اور نااہل سپہ سالار کے تحت میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں ۔ قرطاجنہ کی محاصرہ کن فوج میں وہ فوجی ٹربیون تھا اور اپنے افسران اعلیٰ کی غلطیوں کی تلافی کرنے کا فرض اُس پر عائد ہوا ۔ دونوں کانسل وہاں تھے مگر دونوں نااہل تھے ۔ وہ اس امید موہوم میں تھے کہ اُن کے پہنچتے ہی

قرطاجنی ہتھیار ڈال دیں گے اس لیئے انھوں نے محاصرہ کرنے میں عجلت نہ کی اور
قرطاجنیوں کو موقع مل گیا کہ رسد کے ذخیرے جمع کرلیں اور اسلحہ اور حفاظت کے
آلات بنالیں ۔ میدان جنگ کے لیئے انھوں نے ۰۰۰۰ ۲ سپاہیوں کی فوج تیار کرلی
اور تیز رو سواروں کا ایک دستہ بھی تیار کرلیا جو آس پاس کے علاقوں کا چکر لگاتا تھا
اس لیے رومی جب قرطاجنہ پہنچے تو اُس کے دروازے بند تھے اور فصیلوں کی
حفاظت کا انتظام تھا ۔ انھوں نے کوشش کی کہ دھاوا کرکے فتح کرلیں مگر پسپا کردیئے گئے
اس کے بعد ایک جماعت نے ایک ایسے مقام سے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی
جس کی حفاظت کا کافی انتظام نہ تھا مگر سخت نقصان کے ساتھ پسپا کردی گئی ۔
قرطاجینوں نے رومیوں کے کئی جہاز بھی جلادیئے ۔ اس اثنا میں رومیوں کی رسد
جمع کرنے والی جماعتوں کو فنیقی سوار قتل کردیتے ، اکثر یہ خطرہ رہتا کہ شہر والے رومیوں
کے لشکرگاہ پر شبخون نہ ماریں ، قرطاجینوں کی جنگی فوج کی سرگرمی سے بھی پریشانی ہوتی
تھی اور اس پر طرّہ یہ ہوا کہ کانسلوں کے کبر و نخوت سے ماسی نسا نے رومیوں کی پوری
تائید نہیں کی ۔ مگر ان تمام پریشانیوں سے روما کی فوج کو سی پیو نے اپنی فراست اور
بہادری سے بچالیا ۔ دشمن کو اسی کے چھکے چھوٹنے اور فن سپہ گری کے کمال کا خوف تھا اور
اسی کے قول پر انھیں اعتماد بھی تھا فنیقی فوج کو تباہ کرنے کے لیے ایک فوج اندرون ملک
میں سی پیو کے منشا کے خلاف بھیجی گئی اور وہاں سخت خطرے میں پھنس گئی مگر سی پیو
نے اُسے اس خطرے سے بچالیا ۔ اس کی ان نادر خدمات کی شہرت روما تک پہنچی اور
بیان کیا گیا ہے کہ بوڑھے کیٹو نے یہ حالات سن کر ہومر کا ایک مصرع پڑھا جس کے معنی
یہ ہیں کہ " صرف وہی عقل رکھتا ہے ، دوسرے تو مثل سایے کے ذرا سی دیر کے لیئے
ہیں اور پھر غائب "۔

سلطنت نیومیڈیا کی تقسیم

(۹۲) سنہ ۱۴۹ کے ختم کے قبل کیٹو اور ماسی نسا دونوں مرگئے ۔ یہ بوڑھا
بادشاہ ۹۰ سال تک صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہا اور حکمرانی ، سپہ گری اور زراعت
کو فروغ دینے میں اس نے شہرت حاصل کی تھی اس کے تین بیٹے منکوحہ بیویوں سے تھے

۱؎ اوڈی سی دہم ۴۹۵ ۔

اس کی خواہش یہ تھی کہ اُس کی سلطنت ان تینوں میں تقسیم کر دی جائے۔ سی پیو کو اُس نے
حکم مقرر کیا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ اُس کے مشورے سے تقسیم عمل میں لائیں۔ سی پیو
نے سلطنت کو تقسیم نہیں کیا بلکہ شراکت[1] کے اصول کو مدنظر رکھ کر ہر ایک کے سپرد ایک
خاص سررشتہ کیا۔ مسیپسا کو اس نے حکومت کا صدر بنایا اور سرٹا اُس کا
دارالسلطنت مقرر کیا گیا، گولوسا فوج کا سپہ سالار ہوا اور سررشتۂ عدالت مستانابال
کے سپرد ہوا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب فیصلہ رومی مقاصد کو ملحوظ رکھ کر
ہوا تھا۔ گولوسا سے تنازع پیدا کرنا آسان نہ تھا اس لیئے فوج اس کے سپرد کر دی گئی
تاکہ وہ قانع رہے۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ فوج تقسیم نہ ہونے پائی اس لیئے روما
کے لیئے یہ موقع باقی رہا کہ ایسے حلیف کی پوری فوج اپنی مدد کے لیئے بلائے۔ تینوں
بھائیوں میں دلی اتفاق نہ ہو سکتا تھا کیونکہ گولوسا سرگرمی سے رومیوں کی معاونت
کر رہا تھا اور دوسرے دونوں بھائیوں نے فوج اور روپیہ بھیجنے کا وعدہ[2] کیا مگر اس
وعدے کو ایفا کرنے میں عجلت نہ کی۔ سی پیو نے نیومیڈیا کے مسئلہ جانشینی کو
طے کرنے کے علاوہ فینیقی سواروں کے سردار فامیاس کو قرطاجنہ کا ساتھ
چھوڑ دینے پر آمادہ کیا۔ سنہ ۱۴۸ ق م شروع ہو گیا تھا اور ایک نیا کانسل آ رہا تھا۔ سی پیو
کو اجازت دی گئی کہ وہ روما آ کر فامیاس کا سینیٹ سے تعارف کرائے۔ روما نے
اس غدار سپاہی کو انعام و اکرام سے مالا مال کر کے موقع جنگ کو واپس کر دیا تاکہ
وہاں مفید خدمات انجام دے سکے۔ نیا کانسل بھی اپنے پیش روؤں سے کچھ بہتر
نہ تھا۔ بجائے ساحلی شہروں پر قبضہ کرنے کے اُس نے ان کے محاصرے میں اپنا وقت
ضائع کیا۔ اس اثنا میں نیومیڈیا کا ایک سردار گولوسا کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر
۸۰۰ سواروں کے ساتھ قرطاجنہ کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ رومیوں کی
جنگی کارروائیوں کے بے اثر ہونے سے قرطاجنوں کی کچھ ہمتیں بڑھیں اور انھوں
نے نہ صرف یہ کوشش کی کہ مسیپسا اور مستانابال کو تائید پر آمادہ کریں اور

---

[1] لیوی خلاصہ ۵۰۔ اے پین جنگ فینیقی ۱۰۶، ۱۰۷۔
[2] اے پین جنگ فینیقی ۱۱۱۔

ریگستان کے قبیلوں کو مسلح کردیں بلکہ مقدونیہ کے تخت کے جھوٹے دعویدار کی بھی ہمت افزائی کریں جو اس وقت رومیوں سے لڑ رہا تھا۔ انھوں نے ایک خاص بیڑا بھی تیار کرلیا تھا جس سے بشرط موقع کام لیا جا سکتا تھا۔ انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ روما مقدونیہ اور یونان میں سابق سے مشغول ہونے کے علاوہ اسوقت وری یاتھس کی بغاوت سے پریشان تھا جو ہسپانیہ میں ہوئی تھی۔ جنگ کی اس نوبت پر یہ امید ہوتی تھی کہ قرطاجنہ اس تصادم سے بھی بچ جائے گا۔ رومی ناکامی سے ناراضامند ہوتے جاتے تھے اور ان کی آس اب بھی سی پیو سے لگی ہوئی تھی لیکن موجودہ قانون دستوری کے لحاظ سے وہ کانسل نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی عمر صرف ۳۷ سال تھی۔ اس کے علاوہ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ کانسلی فوج کی کمان صرف کانسل کرسکتا تھا مگر رومیوں کا قاعدہ یہ نہ تھا کہ کسی اصول پر نہایت سختی سے زور دیں اور وہ ٹوٹ جائے۔ اس لیئے سی پیو قواعد اور اصول کے خلاف کرنا نہ چاہتا تھا خدمت ایڈیل کا امیدوار ہوا اور کسی نہ کسی ذریعے سے غالباً مجلس عامہ کی خاص رائے سے وہ کانسل منتخب ہوا اور صوبۂ افریقیہ خود اس کے سپرد ہوا یعنی وہ فینیقی جنگ کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ کمک اور حلیف سلطنتوں کے رضاکار لے کر جب وہ میدان جنگ میں پہنچا تو قرطاجنہ کا محاصرہ سرگرمی سے شروع ہوا۔[1]

حقیقی محاصرہ

(۱۴۹ ق م) جو رومی امیرالبحر اپنی خدمت سے سبکدوش ہو رہا تھا اس نے جاتے جاتے قرطاجنہ پر سمندر کی طرف سے اچانک حملہ کرنے کی کوشش کی جس میں ناکامی ہوئی اور رومی فوج معرض خطر میں پڑ گئی جس سے سی پیو نے اسے نہایت چالاکی سے نکالا۔ اس نے سب سے پہلے تاجروں اور دوسرے غیر فوجی اشخاص کو فوج سے نکال دیا تھا جن کی موجودگی سے وہ اپنا کام واقعی طور پر نہ کرسکتی تھی۔ اس تدبیر سے عیش پرستی کی جگہ ضبط فوجی اور سادگی نے لی اور فوج کا مقولہ یہ ہوگیا کہ پہلے کام اور پھر آرام۔ پہلا حملہ میگالیا یا میگارا پر ہوا جو قرطاجنہ کے

[1] لیوی خلاصہ ۴۹ سسرو فلپ ۱۱، ۱۷۔

مضافات میں سے تھا۔ اُس کی آبادی گھنی نہ تھی اور اس میں زیادہ تر باغات تھے۔ شہر کے پرانے محلوں میں یہ سب سے بڑا تھا۔ ان امور میں اور مستحکم ہونے میں سیراکیوز کے ایپی پولے کے مشابہ تھا۔ اتنی لمبی فصیلوں کی حفاظت کرنے کا انتظام آسان نہ تھا اور میگارا پر بالآخر فصیلوں پر چڑھ کر قبضہ کر لیا گیا۔ اس سے محصورین کو کچھ زحمت ضرور ہوئی مگر رومیوں کو قرطاجنہ کے فتح کرنے میں کوئی مدد نہ ملی مگر شہر کے اندر جو واقعات ہو رہے تھے اُن سے رومیوں کو البتہ نفع تھا۔ فنیقی سپہ سالار اس ڈرو بال نے اپنے رومی قیدیوں کو فصیلوں کے اوپر سخت تکلیفوں کے بعد قتل کر دیا۔ اس قتل سے اُس کی قوم پر رحم کے دروازے بند ہو گئے اور انھیں معلوم ہو گیا کہ اُن کا سرگروہ (سپہ سالار) خود مایوس ہو گیا ہے رفتہ رفتہ اُس نے ظلم و ستم شروع کر دیئے اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر حکومت کرنے لگا۔ سپی یو نے اب محاصرے کے طویل خطوط بنائے جن کے بن جانے سے شہر اور اندرون ملک کے درمیان آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ اس وقت تک محصورین کو رسد خشکی کی راہ سے برابر آتی جاتی تھی گو سمندر کی تجارت کو رومیوں نے روک دیا تھا۔ جہازوں کی ناکہ بندی کی وجہ سے اُن کے حلقے میں سے نکلنے کی کوشش نہایت خطرناک تھی اور اسکا انحصار ہوا کے رخ اور موسم پر تھا۔ مگر اسی ذریعے سے لڑنے والے سپاہیوں کے لیئے رسد آتی تھی۔ عورتوں اور کمزور اشخاص کے لیئے تو ایک وقت کے کھانے کا بھی ٹھکانا نہ تھا۔

محاصرے کا اختتام (۴۵۹) کانسل اصول کا پابند اور قوت مشاہدہ سے کام لیتا تھا اسکے بعد اُس کی اہم کارروائی یہ تھی کہ بندرگاہ کے دہانے پر قبضہ کر لے اس لیئے اُس نے نہایت محنت سے پہلے ایک بند چھچھلے پانی میں سے دہانے کی طرف بنایا تاکہ اسے بند کر دے۔ جب یہ کام شروع ہو گیا اور کانسل کا مقصد قریب تھا کہ پورا ہو قرطاجنہ والوں نے اپنی تدبیریں بدل دیں اور چپکے چپکے سمندر کی طرف ایک نیا راستہ کاٹ کر بنایا مگر یہ راستہ بیرونی یا تجارتی بندرگاہ سے نہیں بنا تھا بلکہ اندرونی یعنی بحری فوج کے بندرگاہ سے جو ایک گول تالاب تھا جس کے ارد گرد فوجی گودی کے چھپر تھے۔ اسی راستے سے انکا بیڑا نکلا اور اسے دیکھ کر رومی حیران رہ گئے۔ مگر فنیقی امیر البحر اس وقت وار کرنے سے چوک گیا اور تین روز کے بعد جب جنگ ہوئی تو رومیوں کو قطعی فتح ہوئی کیونکہ اُنکے

جہاز اور جہازی دونوں بہتر تھے ۔ بیان کیا گیا ہے کہ رومی بیڑے میں پانچ جہاز پامفیلیا کے شہر سائی ڈی[۱۵] کے تھے جن سے جنگ میں بہت خوبی سے کام لیا گیا۔ اس کامیابی کے بعد اُس نے جہازوں کے لنگر انداز ہونے کے مقام پر حملہ کر دیا جو بندرگاہ کے اوپر تھا اور سخت لڑائی کے بعد اس مقام پر سپی یو کے قدم جم گئے ۔ پھر اس فوج کو نیست و نابود کرنا ضروری تھا جس کے ذریعے سے قرطاجنوں نے اندرونی ملک پر اپنا قبضہ برقرار رکھا تھا۔ گولوسا کی مدد سے ۱۴۷-۱۴۶ ق م کے موسم سرما میں اس میں بھی کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد بالعموم اطاعت قبول کر لی گئی اور فنیقیوں کی عظیم الشان سلطنت میں سے چند ہزار افراد رہ گئے جو حالت گرسنگی میں شہر کی فصیلوں کے درمیان محروس تھے ۔

(۵۹۵) رومی حکومت نے عقلمندی سے سپی یو کو اس کام کے ختم کرنے کے لیے بحیثیت پرو کانسل میدان جنگ میں رہنے دیا۔ پہلے اُس نے بندرگاہ اور بازار یعنی شہر کے تجارتی محلوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک نہایت ہی سخت جنگ ہوئی جس میں قلعۂ شہر تک پہنچنے کے لیے ایک ایک مکان پر فرداً فرداً لڑنے بھڑنے اور نا گفتہ بہ خوں ریزیوں کے بعد قبضہ حاصل ہوتا۔ جب چند مکانوں پر قبضہ ہو جاتا تو لوٹنے کے بعد جلا دیئے جاتے ۔ لاشیں اور جو چیزیں لوٹ سے بچ جاتیں آگ میں جلا دی جاتیں بیرسا یا قلعۂ شہر پر حملہ ہونے کو تھا کہ وہاں کے لوگ امان طلبی کے لیے آئے ۔ پرو کانسل نے ان کی درخواست قبول کر لی اور اُن میں سے پچاس ہزار غلام بنا لیے گئے بیرسا پر قبضہ کر لیا گیا مگر ایک جائے پناہ ابھی باقی تھی ۔ یہ ایسکولاپیس (اَشمون) یعنی شفا کے دیوتا کا مندر تھا جو پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر تھا۔ اس مندر کے احاطے میں ۹۰۰ فرار شدہ رومی سپاہی جمع تھے ۔ یہ لوگ شہریان روما نہ ہوں گے بلکہ اطالوی اور غیر ملکی امدادی فوجوں کے سپاہی ہوں گے جن کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ ہوتا تھا کمینہ اور ظالم ہاس ڈروبال نے اس آخری موقع پر انکا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر سپی یو کے پاس پہنچا اور جاں بخشی کا

۱۵؎ اے ہین۔ جنگ فنیقی ۱۲۳۔

خواہاں ہوا۔ ان لوگوں نے خود اس مندر میں آگ لگا دی اور شعلوں میں یا ایک دوسرے کی تلواروں سے جان دے دی فینیقی قرطاجنہ کا یوں خاتمہ ہوا۔

(۵۹۶) اس ہیبت ناک جنگ کے آخری واقعات کو سنکر ممالک بحیرۂ روما کے باشندے دنگ رہ گئے ہوں گے کیونکہ اولاً نہ تو یہ واقعہ کسی دور افتادہ مقام کا تھا کہ دوسروں کو خبر نہ تھی اور نہ اس کے حالات سماعی طور پر مشہور ہوئے بلکہ قابل مشاہدوں نے ان کو قلمبند کیا ہے اور صدیوں تک کوئی واقعہ ایسا نہ تھا جس کے مفصل واقعات صحت کے ساتھ لوگوں کو معلوم ہوں۔ پالی بیس محاصرے کے بیشتر حصے میں موجود تھا اور ایک رومی مورخ ک۔ فیلیئیس جس کی قابلیت اور ایمانداری میں کوئی شبہہ نہیں سپی یو کے افسروں میں تھا۔ اسی نے اپنے تذکرے میں نوجوان ٹالی بیریس گراکس کی بہادری کی تصدیق کی ہے جس نے فصیل پر چڑھنے میں پیش قدمی کی تھی۔ کانسل کے اسٹاف میں ایک اور اچھا آدمی اس کا دوست ک۔ لائی لیس تھا جو اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ رومی فوج میں خود سپہ سالار سے زیادہ شاندار کوئی شخص نہ تھا۔ نرم خو، مستقل مزاج اور شفیق ہونے کی وجہ سے اس وحشیانہ کام میں اسے کوئی لطف نہ آتا ہوگا مگر اس نے اپنی قوم کے احکام کو پورے طور سے انجام دیا اور اس فرض کو عمل میں لانے میں اس نے صرف اس حد تک رحم دلی سے کام لیا ہوگا جس کی اس زمانے کے سخت دل اور خود غرض افراد سے امید ہو سکتی تھی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور قرطاجنہ کا شہر راکھوں کا ایک ڈھیر ہو چکا تو اس پر بھی رقت طاری ہوئی۔ پالی بیس[1] کا بیان ہے کہ اس کی زبان پر ایلیڈ کے وہ اشعار تھے جن میں ہیکٹر نے ٹرائے کی بربادی کی پیشین گوئی کی تھی اور زمانے کی بے ثباتی پر غور کرکے اس کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔ یونانی مورخ نے فاتح کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ فتح کی گھڑی میں بھی اس نے اپنی طبیعت پر قابو رکھا مگر سپی یو کی رقت کی وجہ یہ نہ تھی کہ اسے قرطاجنہ کی بربادی کا افسوس تھا بلکہ خود روما کے مستقبل کی طرف سے اس کے دل میں شبہہ پیدا ہو رہا تھا۔

---

[1] ایلیڈ ۶، ۴۴۸۔ ۹ پالی بیس ۲۹، ۵۔

سوا ہیو اور مجسمات

(۱۹۷) فتح کی خبر جب روما پہنچی تو خوب خوشیاں منائی گئیں جب رومانہ روما سے دس کمشنر سی پیو کے ساتھ جملہ معاملات کے تصفیے کے لیئے آئے۔ اس اثنا میں پروکانسل خود بھی اپنے کام میں مصروف تھا۔ بہادروں کو اُس نے مالامال کر دیا۔ قیدیوں کو فروخت کیا اور جو رقوم کہ سلطنت کے خزانے میں جمع ہونی چاہیئے تھیں انھیں وصول کر کے جمع کر دیا۔ کمشنروں کے آنے سے قبل اُس نے چند مجسمات کے متعلق ایک قابل یادگار فیصلہ کیا۔ قرطاجنہ میں بہت سے مجسمات موجود تھے جنھیں فینقی فوجیں زمانۂ قدیم کی لڑائیوں میں سسلی کے یونانی شہروں سے لوٹ لائی تھیں۔ کانسے کے پتلے تو بلحاظ ضرورت گلادیئے گئے تھے مگر سنگ مرمر کے بعض مجسمات اب بھی باقی تھے۔ سی پیو نے سسلی کے تمام شہروں میں اطلاع کرادی کہ اپنے نائب بھیج کر اپنے اپنے مجسمات منگالیں۔ اے پین[1] جس نے غالباً پالی بیس سے نقل کیا ہے، بیان کرتا ہے کہ اس شریفانہ فعل سے وہ بہت ہر دل عزیز ہو گیا۔ ہمارے لیئے بھی اُس کا یہ فعل دلچسپ ہے کیونکہ یونانیوں کو فنون لطیفہ سے شغف تھا اور اس شوق سے واقفیت رکھنے کی تائید کر کے اُس نے ثابت کر دیا تھا کہ یونانیت سے اُسے حقیقی لگاؤ ہے۔ افریقہ کے معاملات کا تصفیہ حسب دستور ہوا۔ جن شہروں سے دوستانہ تعلقات تھے اور بالخصوص یوٹیکا کے ساتھ خاص مراعات ہوئیں اور انھیں اراضی عطا ہوئیں جو شہر قرطاجنہ کے ساتھ تھے، مسمار کر دیئے گئے یا اُن کی زمینیں چھین لی گئیں۔ قرطاجنہ اور خصوصاً قلعۂ شہر کی زمین جس سے اُس کی تاریخی روایات کا تعلق تھا صاف کر دیئے جانے کے بعد اُس پر لعنت کر دی گئی کہ اُس پر انسان کا قدم پڑے مگر اس پر کوئی آباد نہ ہو۔ جنگ کے آغاز کے وقت جو علاقہ قرطاجنہ کے قبضے میں تھا رومی صوبۂ افریقہ ہو گیا۔ اس صوبے کا خراج معین کر دیا گیا اور حسب دستور صوبہ داروں کا تقرر ہوا۔ رومیوں کی حکومت میں بھی اس صوبے کی دولت و ثروت میں

---

[a] مامسین Staatsrecht دوم ۶۲۴۔

[1] اے پین ۱۳۳

کوئی کمی نہیں ہوئی۔ تجارت کا رخ اب یوٹی کا کے آزاد شہر کی طرف ہو گیا، جس پر روما کی نظر عنایت تھی اور جو قرطاجنہ کے دوبارہ آباد ہونے تک اس صوبے کا سب سے بڑا مقام تھا۔ روما کے بہت سے کاروباری لوگ یہاں آباد ہو گئے کیونکہ ملک کی دولتمندی کی وجہ سے روپیہ پیدا کرنے کے بہت سے موقعے تھے۔ قبضۂ اراضی کے متعلق جو قیود عرصے سے اطالیہ میں نافذ تھیں اور پھر سسلی میں عائد ہوئیں اس صوبے میں بھی عائد کر دی گئیں۔ شہریان روما کو ہر جگہ اراضیات کو اپنے قبضے میں رکھنے کا اختیار تھا مگر اہل صوبجات اپنی بستی میں اراضیات رکھ سکتے تھے سوا اس کے کہ حق مندرجۂ بالا انھیں خاص طور سے دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق مقابضت ہر جگہ رومیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو رہا تھا۔ اس لئے صوبجات اور خصوصاً افریقہ اور سسلی میں بڑے بڑے زرعی علاقے وجود میں آ گئے۔ قرطاجنیوں کا طریقۂ زراعت باقی رہا البتہ غلاموں کی جماعتیں اب بجائے قرطاجنوں کے رومیوں کے لئے محنت کرتی تھیں۔ شمالی افریقہ میں قرطاجنوں کی حکومت کی ایک نشانی یہی رہ گئی کہ فنیقی زبان لاطینی کے مروج ہو جانے کے بعد بھی شمالی افریقہ میں بولی جاتی تھی اور شہنشاہ سیوروس (۱۹۳ء تا ۲۱۱ء) جو افریقی النسل تھا یہ زبان خوب بولتا تھا۔

(۵۹۸) یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ قرطاجنہ کے تباہ و برباد ہو جانے سے دنیا کو کوئی اخلاقی، مذہبی یا روحانی نقصان پہنچا یا نہیں۔ فنیقی اثر سے ادبیات یا فنون لطیفہ کو کوئی نفع نہیں پہنچا ہے۔ ان کے سیاسیات کے بارے میں جو معلومات ہیں ان کی بنا پر کوئی ایسی رائے نہیں قائم کی جا سکتی جو ان کے سوافق ہو۔ یونانیوں سے تو ان کا بالکل مقابلہ نہیں ہو سکتا جو تلاش حقیقت میں مصروف تھے اور جنھوں نے دوسری قوموں کے دماغوں کی اصلاح کی ہے۔ تاریخ میں ان کی حیثیت عجیب و غریب ہے۔ یہ لوگ مشرقی تھے مگر ان کی حکومت زمانۂ تاریخی میں شاہی نہ تھی بلکہ جمہوری تھی۔ یونانیوں کی وسعت میں یہ حارج ہوئے اور انھیں پھیلنے نہ دیا۔ اس کے بعد روما ان کے مقابلے پر آیا اور قرطاجنہ نے خاندان بارکا کے تحت میں ایک حد تک روما کی ترقی کو روکا مگر اب یہ روک ہمیشہ کے لئے اٹھ گئی۔

نیومیڈیا کا ماسی نسا کے بیٹوں کے تحت میں ایک مشترک سلطنت کی

حیثیت سے رہا۔ معلوم نہیں کہ سسی میو کے تصفیے پر عمل کس حد تک ہوا۔ اغلب ہے کہ سسی میو کی طرف سے اس معاملے کا تصفیہ ہونے کے سینیٹ نے یہ معنے لیے ہوں کہ حسب ضرورت اُسے اس ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا حق حاصل ہے۔ نیومیڈیا کے معاملات کا ذکر اب چند سال کے بعد جب آئے گا تو معلوم ہوگا کہ ایک متوسل سلطنت سے کس قدر پریشانی ہو سکتی ہے ؟

(۵۹۹) سنہ ۱۶۷ق م تا سنہ ۱۳۳ق م کے واقعات سلطنت روما کے مختلف حصوں میں

مقدونیہ و یونان	افریقہ	ہسپانیہ	شمالی اطالیہ، لیگیوریا، ڈال ماشیا
سنہ ۱۶۴ق م کمیشن تحقیقات مقدونیہ میں سنہ ۱۶۴ق م تا سنہ ۱۵۱ق م یونان کی افسوسناک حالت۔ جلاوطن آکائیوں کی واپسی کی درخواستیں۔	سنہ ۱۵۷ق م کمیشن (دیتمول کیٹو) قرطاجنہ جاتا ہے۔		سنہ ۱۶۲ق م تا ۱۵۵ق م لیگیوریا اور کرسیکا کی بغاوتیں فرو کردی گئیں۔
سنہ ۱۵۶ق م تا ۱۵۵ق م ایتھنز اور اوروپس کا جھگڑا سنہ ۱۵۴ق م۔ وڈیوں اور کریٹیوں کی جنگ سنہ ۱۵۱ق م تا ۱۵۰ق م آکائی جلاوطنوں کی واپسی	سنہ ۱۵۲ق م قرطاجنہ ماسی نسا کے مقابلے کی تیاری کرتا ہے سنہ ۱۵۱ق م تا ۱۵۰ق م قرطاجنہ اور ماسی نسا کی جنگ سنہ ۱۵۰ق م روما میں جنگ کی تیاریاں یوٹیکا روما کا شریک ہوتا ہے	سنہ ۱۵۴ق م تا سنہ ۱۵۰ق م مقامی بغاوتوں سے جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ لیکلس اور گالبا دھوکا دے کر قتل عام کرا رہے ہیں۔	سنہ ۱۵۶ق م تا ۱۵۵ق م ڈال ماشیا کی جنگ سنہ ۱۵۵ق م تا ۱۵۴ق م لیگیوری قبائل مسالیہ پر حملہ کرتے ہیں مگر ان کے پسپا ہو جانے پر سکون ہو جاتا ہے۔
سنہ ۱۴۹ق م آکائیوں اور اسپارٹا کی جنگ سنہ ۱۴۹ق م تا سنہ ۱۴۸ق م جھوٹا طالب مقدونیہ میں اور اس کی سرکوبی۔ سنہ ۱۴۸ق م تا سنہ ۱۴۷ق م یونان میں [illegible]۔ دوسری کمیشن۔ سنہ ۱۴۶ق م مقدونیہ کا ایک رومی صوبہ ہو جانا۔ آکائی جنگ۔ کورنتھ کی تباہی سنہ ۱۴۲ق م مقدونیہ میں ایک دوسرا دعویدار سلطنت۔ سنہ ۱۳۵ق م سورڈسکی کو تھریس میں مقدونیہ کے پریٹر نے شکست دی۔	سنہ ۱۴۹ق م کیٹو اور ماسی نسا کا انتقال سنہ ۱۴۹ق م تا سنہ ۱۴۶ق م تیسری پیونک جنگ قرطاجنہ کی تباہی اور رومی صوبہ افریقہ کا قیام	سنہ ۱۴۹ق م تا سنہ ۱۴۰ق م ویریاتھس سے جنگ جس پر غلبہ اسے قتل کرا دینے کے بعد ہوتا ہے۔ سنہ ۱۴۳ق م تا ۱۳۳ق م۔ نومنشیائی جنگ اور [illegible] کی تباہی	سنہ ۱۴۸ق م سڑک پوسٹومیا کی تعمیر جینوا سے گال این رد سے آلپ کی طرف۔ سنہ ۱۴۳ق م سالاسی پر کلاڈیس بیوجہ حملہ کرتا ہے۔ سنہ ۱۳۵ق م اردیائی کا مغلوب ہونا۔

ہسپانیہ کی تکلیف دہ جنگیں۔

(۶۰۰) اگر ہم مغرب کی طرف متوجہ ہوں تو سابقہ دور کی طرح اس دور میں بھی ہمیں معلوم ہوگا کہ یہاں کے حالات اور واقعات مختلف ہیں۔ ہسپانیہ کو روما اپنا ایک صوبہ بنانا چاہتا تھا اس لیئے اُس نے جبر و اکراہ سے کام لیا کیونکہ سفارتی کارروائیوں سے یہاں کوئی نفع نہ تھا۔ مگر اس کا طرزِ عمل متزلزل اور غیر متیقن تھا اور اس میں وہی اصولی کمزوریاں تھیں جو اُس نے مشرق میں ظاہر کی تھیں۔ اُس کا قصد تھا کہ حکومت کرے مگر حکومت کرنے کے لیئے فوری تھا کہ فتح کو مکمل کرے اور اس کی طرف اُس کی کافی توجہ نہ تھی۔ صوبجات میں دقتیں باہمی غلط فہمیوں اور بد انتظامی سے پیدا ہوتی تھیں اور جو قبیلے ابتک آزاد تھے وہ اُس کی پیش قدمی کو روکتے تھے۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے سخت نالاں تھے اور جیساکہ لیگیوریا میں بھی ہوا غدارانہ اور وحشیانہ کارروائیاں ہونے لگیں جس میں متمدن قوم کے عہدہ داروں نے وحشیوں کو مات کردیا۔ ہماری رائے خود رومیوں کی شہادت پر مبنی ہے کیونکہ ہسپانیوں کی لکھی ہوئی کوئی تاریخ نہیں۔ فتح کے لیے کافی ذرائع نہ تھے اس لیئے اُس میں جان و مال کا بہت کچھ نقصان ہوا اور اس کا ذکر ہم مختصر طور سے کریں گے۔ ۱۷۹ء میں گراکس کے طرزِ عمل سے جو تالیف قلوب اور فراست پر مبنی تھا امن قائم ہوا اور عرصے تک قائم رہا۔ مگر رفتہ رفتہ اُس کے حسنِ انتظام کا اثر زائل ہوگیا۔ ۱۵۶ء یا ۱۵۵ء میں لوسی ٹانیوں نے پھر حملے شروع کردیئے اور رومیوں کو ہسپانیہ بعیدہ میں شکست ہوئی۔ ۱۵۳ء میں کیلٹ آئبیرین جنگ شروع ہوئی اور روما کی نااہلی سے ۲۰ سال تک جاری تھی۔ اس جنگ کی وجہ سے جس کا زیادہ تر تعلق ہسپانیہ قریبہ سے تھا وسطی ہسپانیہ میں عرصے تک جوش پھیلا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ لوسی ٹانیا کی جنگ بھی ہسپانیہ بعیدہ میں چلی جاتی تھی۔ ویریاتھس (۱۴۹ء تا ۱۴۰ء) کی قیادت میں ہسپانی قبیلوں میں ایک حد تک اتحادِ عمل پیدا ہوگیا تھا اور رومیوں کی سیادت متزلزل ہوگئی تھی لوسی ٹانیا کے اس سورما کے انتقال کے بعد رومیوں کی ہزیمتیں اُن کی انتہائی بدانتظامی کی وجہ سے تھیں۔ ہسپانی جنگوں کے چند اہم واقعات کو بیان کرنے سے قبل ماخذ کا سرسری طریقے پر بحث کرنا ضروری ہے۔

لیوی کے خلاصوں سے بہت کم معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ بھی واضح نہیں ہیں۔ ڈاوڈورس کے چند اوراق باقی ہیں سیسرو اور ڈلیس کی تحریرات میں اشارے ہیں مگر ان سے مدد نہیں ملتی۔ ہمارا دارومدار زمانۂ مابعد کے حسب ذیل مصنفین پر ہے۔ اسے ہپن، ڈاؤن کیسیس (اوراق) اور وسیس وغیرہ ان لوگوں نے معاصروں سے نقل کیا ہے مثلاً سیمپرونیس اسے سی لیو یا کلاڈلیس کواڈری گیریس سے جو پہلی صدی ق م کے اوائل میں تھا۔ بعض واقعات گیلیس کے صفحات میں بھی محفوظ ہیں۔ بہت سے واقعات راست لیوی سے نقل کئے گئے ہوں گے۔ بحیثیت مجموعی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعدادیں جو انھوں نے بیان کی ہیں قابل اعتبار نہیں اور یہ واضح رہے کہ ممکن ہے کہ شروع کے سپہ سالاروں کی ناکامیوں اور بداعمالیوں کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ اس عہد کے سورماسی پیوایمی لیالس کی فتوحات کے کارنامے اور بھی چمک جائیں۔[1]

(۱۰۶) پہلے چار سالوں (۱۵۳ء تا ۱۵۰ء) کو تو اس جنگ کا پیش خیمہ کہہ سکتے ہیں۔ ہسپانیۂ بعیدہ میں پریٹر ل ممیس نے رومی فوج کی عزت کچھ رکھ لی اس کے جانشین اسے لی لیس (۱۵۲ء) کی حالت ابتداءً اچھی تھی مگر موسم سرما میں مغربی وسطی ہسپانیہ میں ایک بلوا ہوا جس کی وجہ سے اس کی ساری محنت رائگاں گئی اس کے بعد سرونیس سپلی کیس گالیا ۱۵۱ء میں آیا۔ اسے ہزیمت ہوئی مگر سال مابعد میں بھی بحیثیت پروپریٹر موجود تھا۔ اس اثنا میں ہسپانیۂ بعیدہ میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ روما نے یہ اصول قائم کرلیا تھا کہ کسی مقام کے اردگرد استحکام کے لیے فصیلیں نہ بنائی جائیں کیونکہ بلوے انھیں مقامات سے شروع ہوتے تھے۔ کیلٹ آئبیریا کے ملک میں ۱۵۴ء میں اس قسم کی ایک نزاع ہوئی۔ رومیوں اور دسیبیوں نے ان حقوق کی تعبیر مختلف طریقوں سے کی جو گراکس نے محفوظ کر لیئے تھے جس کی وجہ سے بالآخر لڑائی شروع ہوگئی۔ اس جنگ کی اہمیت کا

[1] اسے ہپن ہسپانیہ ۴۴۔

بخوبی اندازہ کر لیا گیا تھا یعنی یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ ہسپانیہ میں اُن کی حکومت معرض خطر میں ہے اس لیئے بیان[1] کیا گیا ہے کہ ۱۵۳ق م کے کانسلوں نے سرکاری سال کا آغاز بجائے مارچ کے جنوری سے کیا لیکن کانسل ک۔ فل ویس نوبی لیور کو مطلق کامیابی نہ ہوئی بلکہ سخت ہزیمت ہوئی اور اس کے نیومن ٹیا میں بغاوت ہو گئی۔ جاڑے کی سختی سے بھی اُس کی فوج کو نقصان پہنچا جو غلہ اور ایندھن کی کمی کو برداشت کر رہی تھی اور وسط ہسپانیہ کے ایک لشکرگاہ میں بند تھی۔ اسکے بعد م۔ کلاڈیس مار کے لس ۱۵۲ق م میں کانسل ہوا جس کی پر احتیاط حربی چالوں اسے ہسپانی صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر سینیٹ نے انکار کر دیا اور کانسل نگی نیس لیوکلس کو کمک کے ساتھ بھیجا مگر اس فوج کے بھرتی کرنے میں بیان کیا گیا ہے[2] کہ سخت دقت ہوئی تھی۔ یہ طے کرنے کے لیئے کہ ہسپانیہ کی فوجوں میں کون لوگ شریک ہوں گے قرعہ ڈالنے کی نوبت آگئی تھی نہ صرف سپاہی اس ملک کی ملازمت سے متنفر تھے بلکہ افسروں کا ملنا بھی دشوار تھا ہر شخص پیچھے ہٹتا تھا کیونکہ ہسپانیہ کی جنگ کی دشواریاں اور صعوبتوں سے لوگ خوب واقف تھے۔ کانسلوں نے جبری بھرتی سے کام لینا چاہا۔ مگر ناراض رنگروٹوں نے ٹریبیونوں سے فریاد کی جنھوں نے اپنے دوستوں کو جبری بھرتی سے بچا لیا۔ کانسلوں نے ان کی مداخلت کی پروا نہ کی جس کے جواب میں ٹریبیونوں نے اپنے قدیم اختیارات سے کام لے کر کانسلوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اس نوبت پر پہنچکر یہ نزاع طے ہو گئی۔ پ۔ کارنیلیس سی پیو امی لیانس نے اپنی خدمات پیش کیں کہ خواہ مجھسے کانسل کے اسٹاف میں بطور نائب (Legatus) کام لیا جائے یا بحیثیت فوجی ٹریبیون کے۔ یا کانسل کے جس طرح چاہے مجھ سے کام لے سکتا ہے اُس کے حب[3] وطن کی تقلید میں دوسرے بھی رضاکار بننے پر آمادہ ہو گئے اور یہ

---

[1] لیوی خلاصہ ۴۷۔

[2] لیوی خلاصہ ۴۸۔

[3] معلوم نہیں کہ کہاں تک یہ روایت قابل وثوق ہے کیونکہ اغلب تو یہ ہے کہ حسب سابق اس دفعہ جو فوجیں ہسپانیہ بھیجی گئیں وہ اطالوی حلیفوں کی تھیں گو اسکے متعلق کوئی قرار واقعی شہادت نہیں۔

یہ دقت رفع ہو گئی جب لیوکلس ہسپانیہ پہنچا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور مارکیلس نے اہل نیومنٹیا کو تاوان جنگ دینے اور اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر لیا ہے لیکن نئے کانسل کو دولت اور شہرت کی حرص تھی اس لیئے اُس نے قبیلۂ واکے ای پر حملہ کر دیا جو مغرب میں تھا۔ ایک شہر کے باشندوں کو اُس نے اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا مگر دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیئے اُس نے بدعہدی کی اور اس شہر کے تمام باشندوں کو تہ تیغ کر دیا۔ رومیوں کے ترحم کی اس نظیر سے دیسی باشندے مقابلہ کرنے پر اور بھی آمادہ ہو گئے۔ انٹرکاٹیا نے خوب مقابلہ کیا اور رومیوں کو رسد کی کمی سے بہت تکلیف ہوئی۔ سی پیو نے ایک ہسپانی سورما کو قتل کر دیا اور شہر پر دھاوا کیا مگر حملہ کن جماعت پسپا کر دی گئی اور فصیل درست کر لی گئی۔ دونوں فریقوں کو رسد کی کمی تھی اسلیئے سی پیو کے توسط سے صلح کی شرائط طے ہوئیں۔ اُس نے حلف اُٹھایا کہ بدعہدی نہ ہو گی اور بالآخر صلح ہو گئی۔ کانسل پلانٹیا کی طرف گیا جہاں اس سے کچھ نہ ہو سکا بلکہ اس کی شرمناک معرکہ آرائی کا اختتام یوں ہوا کہ اُسے سخت تکلیف کے ساتھ سرمائی قیامگاہ کی طرف لوٹنا پڑا جو جنوب کی طرف تھی۔ ان واقعات کی جغرافیائی تفصیلیں بہت اُلجھی ہوئی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ لیوکلس اور گالیا نے ۱۵۱-۱۵۰ء کا موسم سرما جنوبی ہسپانیہ میں بسر کیا۔ یہ دونوں اس فکر میں تھے کہ اپنی ہزیمتوں کی تلافی کریں اور دونوں نے بے ٹیین اور سی ٹانیوں کی طرف رخ کیا۔ پروکانسل نے بہت لوگوں کو قید کر لیا اور انھیں فروخت کر کے روپیہ جمع کیا۔ گالیا نے ملک کو تاخت و تاراج کر دیا اور وحشیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کیونکہ اپنے مصائب کی وجہ سے وہ عاجز ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اراضیات دینے کے بہانے[ا۵] سے اُن کے تین ٹکڑے کر دیئے اور ہر ایک کو دوسرے سے علیٰحدہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج کو ہر ایک کے پاس لے گیا اور اُن کے ہتھیار چھین کر انھیں یکے بعد دیگرے قتل کر دیا۔ مقتولین کی تعداد تیس ہزار بیان کیجاتی ہے۔

ا۵ اے پین ہسپانیولا ۵۹، ۶۰ لیوی خلاصہ ۴۹۔

گو یہ تعداد مبالغہ آمیز ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ہسپانیہ کی تسخیر کی خونی داستان میں اس سے زیادہ شرمناک کوئی واقعہ نہیں۔ گالبا اور لیوکلس نے ثابت کردیا تھا کہ روما کا ترحم اور انصاف کس قسم کا ہے۔ ان دونوں نے روپیہ جمع کرلیا تھا اور جنگ بھی اپنے ذاتی نفع کی غرض سے کی تھی۔ جب یہ لوگ ہسپانیہ سے دفع ہوئے تو روما کی قوت کو انھوں نے بمقابلہ سابق کے ضعیف چھوڑا حالانکہ ان کی وجہ سے جان ومال کا بہت کچھ نقصان ہوا تھا۔ لیوکلس پر مقدمہ چلتا مگر اسکے ذی اثر دوستوں نے اُسے بچالیا۔ گالبا پر مقدمہ چلایا گیا اور کیٹو[1] نے بھی باوجود پیرانہ سالی اثبات جرم کی تائید کی۔ مگر اپنی دولت سے کام لے کر اور اپنے ننھے ننھے بچوں کی آہ وزاری سے لوسی ٹانیوں کا یہ قاتل بچ گیا اور پانچ سال کے بعد کانسل ہوا۔

ویریاتھس

(۲۰۲) گالبا کے قتل سے چند لوگ جو بچے اُن میں مغربی پہاڑوں کا ایک چرواہا ویریاتھس بھی تھا۔ اپنی جسمانی، اخلاقی اور دماغی خوبیوں کی وجہ سے اُس میں جوش پھیلانے اور قیادت کا مادہ موجود تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے گرد وپیش ایسے محب وطن اشخاص کو جمع کرلیا جو جان پر کھیل گئے تھے اور جو بزور شمشیر آزادی حاصل کرنے کے لئے تیار تھے۔ چار سال تک اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا متعدد پریٹروں کو اس نے شکست دی یا قتل کردیا۔ ویریاتھس اور اس کے آدمیوں کو رومیوں پر یہ فوقیت بھی کہ ان میں جوش زیادہ تھا، نقل وحرکت وہ جلد کرتے تھے اور ملک اور اس کی آب وہوا سے خوب واقف تھے۔ اس فوقیت سے اس نے خوب کام لیا اور اُسکو باقاعدہ لڑائیوں اور محاصروں میں ضائع نہیں کیا کہ اس میں وہ رومیوں کا ہمسر نہ تھا۔ اسکی تدبیریں یہ تھیں کہ وہ رومی فوج کے دستوں کو تہ تیغ کردیتا، کبھی انھیں کمیں گاہ میں پھانس لیتا، رات کو رومی لشکروں پر شبخون مارتا، ذرائع آمد ورفت منقطع کردیتا، رسد چھین لیتا اور اس طرح سے رومی سپہ سالاروں کو پریشان کرتا اور رومی سپاہیوں

[1] کیٹو نے اس واقعہ کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے۔ لیوی ۳۹، ۴۰، ۱۲۔

کو پریشان اور سراسیمہ کر دیتا۔ رومی صوبے کی حدود میں بھی وہ پہنچ گیا تھا۔ اگر تمام رومی قبیلے بوقت واحد بغاوت کر دیتے تو ہسپانیہ کی تاریخ غالباً کچھ اور ہوتی مگر اس قسم کا تعاون ان سے ناممکن تھا، برخلاف اس کے آخری لڑائیوں میں ہسپانی سپاہی رومی فوجوں میں شریک تھے۔ ۱۵۴ء کے اختتام تک سینیٹ کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کوئی معمولی جھڑپ نہیں ہے بلکہ ایک اہم اور طویل جنگ ہے۔ مقدونیہ، یونان اور قرطاجنہ کے معاملات سے فراغت ہو چکی تھی اور اب موقع تھا کہ ہسپانیہ کے معاملات کا بھی مستقل تصفیہ ہو جائے۔ اس لیے حسب سابق انھوں نے اس ملک کو کانسل پھر بھیجنے شروع کیے جن کے ہمرکاب پوری کانسلی فوجیں ہوتی تھیں آئندہ تیرہ سالوں کے سپہ سالار زیادہ تر روما کے بڑے بڑے خاندانوں کے افراد تھے جنھوں نے بطور کانسل یا پروکانسل اس خدمت کو انجام دیا۔ نیومیڈیا کی امدادی فوجوں سے اس سے قبل دوسرے مقامات میں اور ہسپانیہ میں (۱۵۳ء) کام لیا گیا تھا اور اب ۱۴۲ء اور ۱۴۳ء میں پھر کام کیا گیا لیکن واقعات کی رفتار ایسی نہ تھی جو روما کے لیے موجب فخر ہوتی البتہ استقلال کی وجہ سے اُسے بالآخر فتح ہوئی۔

(۶۰۳) ۱۴۵ء میں ک۔ فے بیس میکسی مس ایمی لیانس ہسپانیہ بعیدہ کا صوبہ دار ہوا۔ اُس نے اپنے باپ ایمی لیس پالس کی نگرانی میں فن جنگ میں مہارت حاصل کی تھی اور احتیاط سے کام لے کر اپنے نوآموز سپاہیوں کو ضبط فوجی سے پہلے آشنا کیا۔ جب اُس کی فوج ہر طرح سے قابل کار ہو گئی تو وہ آگے بڑھا اور چند شہروں پر قبضہ کر کے ویریاتھس کو فرار ہونے پر مجبور کیا جو اپنے اصول کے لحاظ سے لڑنا نہ چاہتا تھا۔ اُس نے موسم سرما جنوب میں بسر کیا۔ ویریاتھس اس اثنا میں شمال میں مصروف تھا اور اُس نے کیلٹ آئبیریوں کے چند قبیلوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہ اس پریشان کن دہ سالہ جنگ (۱۴۳ء تا ۱۳۳ء) کا پیش خیمہ تھا جو نیومانٹی جنگ کے نام سے موسوم ہے۔ مگر ہم پہلے ہسپانیۂ بعیدہ کی جنگ کا حال بیان کریں گے اور نیومانٹیا کی طرف متوجہ ہوں گے۔ معلوم نہیں کہ ۱۴۳ء میں سپہ سالار کون تھا مگر اس معرکہ آرائی میں چند ابتدائی فتوحات کے بعد ناکامی ہوئی۔ ۱۴۲ء میں کانسل ک۔ فے بیس میکسی مس سروی لیانس یہاں

کائی پیو کی بدعہدی

قسمت آزمائی کے لیئے آیا جو فیبیس امبی لیانس کا تبنیت کی رو سے بھائی تھا۔ اسے بھی پہلے کامیابی ہوئی اور پھر سخت ہزیمت ہوئی۔ اس کی فوج ہمت ہار گئی اور بالآخر اُسے پسپا ہونا پڑا۔ سنہ ۱۴۰ء میں جبکہ وہ پرو کانسل تھا اُس نے ہسپانیہ کے اصلی صوبہ داروں کی روایات کے مطابق دس ہزار قیدیوں میں سے ۵۰۰ کو قتل کر دیا اور باقی کو فروخت کر دیا۔ اس کے بعد جبکہ وہ کسی مقام کے محاصرے میں مشغول تھا ویریاتھس نے اُسے شکست دی اور اُس کی شکست خوردہ فوج کو گھیر لیا۔ مگر اس فوج کو نیست و نابود کرنے کے بجائے اُس نے اُسے جانے دیا اور رومیوں نے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے لوسی ٹانیا کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔ مگر اس ذلیل کن معاہدے کی تعمیل سے اُنھوں نے گریز کیا۔ سروی لیانس کا برادر اصلی ک۔ سروِلیس کائی پیو (سنہ ۱۴۰ء تا ۱۳۲ء) اس کا جانشین ہوا۔ ویریاتھس کی فوج کسی وجہ سے کمزور پڑ گئی تھی۔ ممکن ہے کہ عہد نامۂ مذکور سے اس کے سپاہی منتشر ہو گئے ہوں جو مسلسل فوجی ملازمت کو پسند نہ کرتے ہوں گے۔ بہر حال کائی پیو نے اپنے قدم جمائے رکھے گو اپنی فوج کی ناراضی سے اُسے سخت پریشانی تھی اور ایک دفعہ تو علانیہ بغاوت ہو گئی مگر وہ اس فکر میں تھا کہ کچھ نہ کچھ کرلے، اس لیئے اُس نے ویریاتھس سے نامہ و پیام شروع کئے۔ اس کی غرض در اصل یہ تھی کہ اپنے مخالف کے معتمد علیہ کار پردازوں کو ورغلائے۔ بالآخر اس قسم کے لوگ اُسے مل گئے اور رشوت دینے کا وعدہ کر کے انھیں مدد دینے پر آمادہ کر لیا اور بالآخر ویریاتھس کو قتل کرا دیا۔ ایک روایت[۵۱] میں بیان کیا گیا ہے کہ اپنے اعلےٰ اصول کے لحاظ سے اُس نے ان غداروں کو انعام موعودہ سے محروم رکھا۔ لوسی ٹانیوں نے اپنے قائد کا بہت ماتم کیا کیونکہ اب اُن کی آزادی کی کوئی امید باقی نہ تھی۔ ایک نیا قائد منتخب ہوا مگر اُسے شکست ہوئی۔ اس کے پیرو ہمت ہار گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ کائی پیو نے اُن کے ساتھ ترحم کا برتاؤ کیا یعنی انھیں اتنی زمین دے دی کہ اُن کی قوت بسر تی کے لیئے کافی ہو۔ یہ روایت

---

۵۱ یوٹروپیس ۴ ۱۶۔ اوروسیس ۵، ۴، ۱۴۔ اپین ہسپانیہ ۷۴۔

مشکوک ہے کیونکہ اراضیات کے دینے[51] کا سلسلہ ۵۸ھ میں کائی پیو کے جانشین ڈے جونیس بروٹس نے شروع کیا۔ اُس نے وہ طرزِ عمل اختیار کیا جو لیگیوریا میں مفید ثابت ہوا تھا یعنی اُس نے ان مغربی لوگوں کو مشرقی ساحل پر آباد کرایا۔ بروٹس ہسپانیہ میں کئی سال تک مقیم تھا اور اس نے مغرب میں امن و امان قائم کیا۔ اب دسیبوں کے ساتھ شفقت اور انسانیت کے برتاؤ کے آثار نظر آتے ہیں یعنی گراکس کا طرزِ عمل پھر اختیار کیا جاتا ہے۔ پرو کانسل نے لوسی ٹانیا کے مستحکم مقامات پر قبضہ کر لیا جس سے دسیبوں میں مقاومت کی قوت باقی نہ رہی مگر اب بے ضرورت قتل سے وہ باز رہا اور دشمن کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کا پابند رہا۔ رفتہ رفتہ روما کا اثر پھر قائم ہو گیا۔ دسیبوں کو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ اطاعت قبول کر لیں تو جلادوں یا بردہ فروشوں کے سپرد نہ ہوں گے اس لیے وہ رفتہ رفتہ مخالفت سے باز آئے۔ لیکن ان فتوحات کو مستحکم کرنے کے لیے ابھی ایک معرکہ آرائی کی اور ضرورت تھی شمال مغرب کے کلاای کی یا گلاای کی نے لوسی ٹانیوں کی مدد کی تھی اور لیوی کے حوالے سے اور وسیس[52] کا بیان ہے کہ اُن کی بڑی فوج جس میں ساٹھ ہزار آدمی تھے میدان جنگ میں موجود تھی۔ بروٹس نے انھیں شکست دی جس میں اُن کے ہزارہا آدمی ضائع ہوئے۔ معلوم نہیں کہ وہ گلاکیا کے ضلع میں خود داخل ہوا یا نہیں مگر رومیوں کی سیادت کسی نہ کسی طور پر غالباً تسلیم کر لی گئی یا کم از کم اس دور افتادہ ضلع پر رومیوں کو سیادت کا دعوےٰ تھا۔

کیلٹ آئیبریوں کی جنگ

(۶۰۴) اب ہم کیلٹ آئیبریوں کی جنگ کا ذکر کریں گے جس کا مرکز نیومان ٹیا تھا اور جس کو روما کے صوبہ ہسپانیۂ بعیدہ سے تعلق تھا ۱۴۳ء سے ۱۳۳ء تک۔ کائی کے لیس میٹی لس سپہ سالار تھا جس نے ۱۴۸ء میں مقدونیہ کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بحالتِ مجموعی اُسے کامیابی ہوئی اور اُس کی

---

[51] لیوی خلاصہ ۵۵۔
[52] اور وسیس پنجم ۵، ۱۲۔ لیوی خلاصہ ۵۶۔

سپہ سالاری کی خصوصیت یہ تھی کہ دیسیوں کے ساتھ شفقت کا سلوک ہوا اور ضبط فوجی پوری طور سے قایم تھا۔ مگر ایک روایت[1] ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو بہ حیثیت سلطنت کے ایک ملازم کے اس کا طرز عمل قابل تحسین نہ تھا کیونکہ اس نے اپنے جانشین سے ناراض ہونے کی وجہ سے قصداً ضبط فوجی میں نقص ڈال دیا۔ روایت ہے کہ اس کے جانشین ک۔ پام پیس نے کانسلی[2] ایک چال سے حاصل کی۔ اس نے سی پیو کے دوست ک۔ لائی لیس کی تائید کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جب اسے موقع ملا تو خود کانسل بن بیٹھا جسکی وجہ سے سی پیو اور اسکے احباب اسکے دشمن ہو گئے اور اس دشمنی کی وجہ سے اسے آگے چلکر خسارہ اٹھانا پڑا ممکن ہے کہ اس مستقل مزاج شخص کو جس نے اپنے خاندان کا شمار روما کے اونچے گھرانوں میں کرایا روما کے بعض افترا پردازوں نے بدنام کرنے کی کوشش کی ہو مگر گیلٹ آئبیریا کی معرکہ آرائیوں میں اسے ناکامی ضرور ہوئی اس جنگ کے متعلق جو روایات ہم تک پہونچی ہیں غیر معمولی طور پر مبہم ہیں مگر اسکی بدقسمتی میں تو کوئی شبہ نہیں اس نے بہت لوگوں کو قید کرلیا مگر ان ناہنجار ہسپانیوں نے خودکشی کرلی کیونکہ وہ غلام بننا نہ چاہتے تھے اور اس نقصان سے کانسل کی پریشانیوں میں اور اضافہ ہوا اس نے بہت سے دھاوے اور محاصرے کئے مگر اس محنت سے کوئی نفع نہ ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی تمام کوششیں نیومانٹیا کے محاصرے پر صرف کیں کیونکہ اسے امید تھی کہ اگر اس شہر پر قبضہ ہو گیا تو جنگ ختم ہو جائیگی مگر اس میں بھی کامیابی کے آثار نہ تھے اور اتنے میں ایک رومی کمیشن[3] اسکے لشکر میں پہونچا جس سے معلوم ہوتا ہے سینیٹ کو اس پر اعتماد نہ تھا اسی زمانہ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے سپاہیوں میں سے اکثر ملازمت کی شش سالہ میعاد ہسپانیہ میں پوری کر چکے تھے۔ اور ان کو سبکدوش کرنے کے لئے نئے سپاہیوں کی ایک کھیپ بھیجی گئی۔ یہ کام پام پیس کے دوستوں کا نہ ہوگا۔

---

[1] والیریس میکسی مس ۹ء ۳، ۷ ۔ اے پین (ہسپانیہ ۷۶) کی روایت اسکے بالکل متضاد ہے ممکن ہے کہ ایک روایت کسی جانبدار مورخ سے ماخوذ ہو یا ممکن ہے کہ دونوں اسی قسم کی ہوں۔

[2] اقوال سی پیو خورد ۲۸ سسرو "لائی لیس"۔

[3] اے پین "ہسپانیہ ۷۹"۔

سنہ ۱۴۰۔ ۱۳۹ کے موسم سرما کو یہ نئے سپاہی برداشت نہ کرسکے اور دشمن سے خفیف سی لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سپاہی اور افسر کام آتے تھے۔ یہ نوجوان افسر طبقۂ امرا میں سے تھے جن کے انتقال سے روما میں ناراضی ضرور ہوئی ہوگی بالآخر اس نے اپنی فوج کو محاصرہ سے ہٹالیا اور کمشنروں کو اپنے ساتھ لیکر دوسرے مقام پر موسم سرما بسر کرنے چلاگیا۔ مگر اس نے نیومانٹیا والوں سے صلح کرلی اور ایسی شرائط پر جس کی توثیق کی روما میں امید نہ ہوسکتی تھی اس کے بعد جب م۔ پوپلیس لائی ناس (سنہ ۱۳۹۔۱۲۸) اس کو سبکدوش کرنے آیا تو اس نے اپنے فعل سے خود بیزاری ظاہر کی اہل نیومانٹیا معترض ہوئے کیونکہ انھوں نے معاہدہ پر پورے طور سے عمل کیا تھا اور تاوان جنگ تک ادا کردیا تھا۔ اسلئے لائی ناس نے اس معاملہ کو سینیٹ میں پیش کردیا جس کا حشر حسب معمول ہوا سینیٹ چاہتی تھی کہ نیومانٹیا کا قلع قمع کردیا جائے اس لئے اس نے معاہدہ کی پروانہ کی اور پامپیس بھی اس سے منکر ہوگیا تھا مگر پامپیس نے دروغ گوئی سے کام لیا تھا۔ اور سینیٹ اس سے واقف تھی پامپیس نے سینیٹ کی طرف سے معاہدہ کی پابندی کا حلف اٹھایا تھا۔ اس لئے اب یہ سوال درپیش تھا کہ معاہدہ کی پابندی بھی نہو اور سینیٹ سے کوئی ایسا فعل نہو جو خدا کو ناگوار ہو اس لئے سینیٹ نے مجلس عامہ میں یہ تحریک پیش کرائی کہ پامپیس دشمن کے سپرد کردیا جائے۔ مگر اس کے بھی طرفدار موجود تھے اور غالباً ٹری بیونوں کی مدد سے یہ تحریک نامنظور ہوئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سال آئندہ میں اسپر استحصال بالجبر کا مقدمہ قائم ہوا مگر اس سے بھی بچ گیا کیونکہ سربرآوردہ امرا کے حسد یا اخلاقی اصول پر اسے قربان کرنا مناسب نہ خیال کیا گیا۔

(۵۔ ۶) پاپلیس کے نامۂ اعمال میں کم از کم ایک ہزیمت درج ہے اور ممکن ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو ہسپانیہ کی ملازمت سے لوگ نالاں ہورہے تھے اس کا ثبوت سنہ ۱۳۱ کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے روما میں مخالف سیاسی

۱؎ لیوی خلاصہ ۵۴، ۵۵۔ اے پیین ہسپانیہ ۷۹۔

۲؎ لیوی خلاصہ ۵۵۔

جماعتیں پیدا ہو رہی تھیں اور اس سال کے ٹری بیون امرا کی بدانتظامی اور مغربی جنگ کی بدنامی سے بیزار ہو گئے ایک شخص ان کے سامنے پیش ہوا جو ہسپانیہ کی فوج سے بھاگ گیا تھا تذلیل کی غرض سے اس کے تازیانے لگائے گئے اور کم قیمت پر فروخت کر دیا گیا۔ اگر وہ رومی شہری تھا۔ تو اس سزا سے حق شہریت سے بھی محروم ہو گیا مگر ہم تیقن کے ساتھ نہیں کہہ سکتے اس روایت کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ٹری بیون اس سال کی جنگی بھرتی میں بھی مداخلت کر رہے تھے۔ انکا دعویٰ یہ تھا اگر وہ چاہیں ان میں سے ہر ایک دس آدمیوں کو مستثنے کرا سکتا تھا یعنی اس طور سے کل سو آدمی بچ جاتے۔ ٹری بیونوں نے فی الحقیقت دخل دیا کیونکہ وہ نہیں چاہیئے تھے کہ ان کے دوست ہسپانیہ جائیں۔ یہ حق غالباً جس سے کام لینے کا کہیں اور ذکر نہیں غالباً اس زمانہ کا باقی ماندہ ہے جب کہ خدمت ٹری بیونی اوائل میں زور پر تھی اور ہر معاملہ میں دست اندازی کرتی تھی کانسلوں نے اس حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس لئے جیسا کہ ۱۵۱ء میں ہوا تھا ٹری بیونوں نے انھیں قید کر دیا یہ روایت لیوی کے خلاصہ میں درج ہے اس لئے نہ تو تفصیلی امور معلوم ہو سکتے ہیں نہ یہ معلوم ہوتا کہ اس نزاع کا تصفیہ کس طرح ہوا مگر اس زمانہ میں کانسلوں اور ٹری بیونوں کے درمیان دوسرے معاملوں میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے تھے اور یہ اس آئندہ جدوجہد کے آثار تھے جو امرا کی حکمراں جماعت (Optimates) اور قوم کے نمائندوں (Populores) کے درمیان پیدا ہونے والے تھے عہد آیندہ کو تاریخ میں اسی نزاع کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے۔

نیومانتیا (۶۰۷) ۱۳۷ء میں رومیوں کی ناراضی کا پھر ثبوت ہوا اور ۱۳۶ء میں انکی عیاری اور ریاکاری کی ایک نادر مثال کا ذکر آتا ہے کانسل کے اس ٹی لیس مان کی نس جب ہسپانیہ روانہ ہوا تو شگون اچھے نہ تھے۔ فوج کی حالت خراب تھی سرگرم نیومانٹنیوں کو چھوٹے چھوٹے مقابلوں میں کامیابی ہو رہی تھی اور یہ بھی خبر تھی کہ ان کی مدد کے لئے ایک فوج آرہی تھی۔ رومیوں نے کوشش کی اپنی محاصرہ کن فوج کو

لہ والیرئیس میکسیمس سوم ۷/۳۔ جیسا کہ لانگ نے بتایا ہے یہ روایت بالکل مختلف ہے اس روایت سے جو اس سے قبل لیوی (خلاصہ ۵۵) کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے۔

پیچھے سے ہٹالیں مگر اس کی دشمن کو خبر ہو گئی۔ رومیوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مگر
چار ہزار ہسپانیوں نے ان کا تعاقب کر کے اثنائے کوچ میں انھیں بہت پریشان
کیا اور بالآخر انھیں گھیر لیا ایک گرسنہ اور بے بس فوج کو بچانے کے لئے مان کی لنس
نے صلح کی درخواست کی۔ نیومانٹیوں کا پلہ اس وقت بھاری تھا اور اگر وہ
چاہتے تو رومی فوج کا قلع قمع کر سکتے تھے مگر روما کے انتظام سے وہ ڈرتے تھے
کیونکہ دیریاتھس مرچکا تھا اور جنوب میں روما کا تسلط جم گیا تھا اور مغرب
میں بروٹس کو فتوحات حاصل ہو رہی تھیں مگر رومیوں کی سابقہ بدعہدی کے
لحاظ سے یہ لوگ مان کی لنس ایسے معمولی رومی صوبہ دار کے قول و فعل پر بھروسا نہ
کر سکتے تھے۔ مگر انھیں معلوم تھا کہ ٹائبیرس سیمپرونیس گراکس (گراکس کا
بیٹا جو ۲۴ سال قبل[1] صوبہ دار تھا) اس فوج میں کوئیسٹر کے عہدے پر ہے اس نوجوان افسر
کے توسط سے انھوں نے نامہ و پیام کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور بالآخر معاہدہ ہوا
جس میں رومی فوج کی جاں بخشی کے عوض میں نیومانٹیا کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔
مان کی لنس نے روما کی طرف سے حلف اٹھایا مگر نیومانٹیوں کو بھروسا
نوجوان کوئیسٹر کے قول پر تھا جس کے ساتھ وہ حد درجہ شفقت سے پیش آئے
اس اثنا میں اس کارروائی کی اطلاع روما کو کی گئی دوسرا کانسل مارکس ایمی لیس لے پی ڈس
مان کی لنس کو سبکدوش کرنے کے لئے روانہ کیا گیا مگر اس کی کارروائیوں کا ذکر
نہایت مبہم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بے صبرا تھا اور بجائے اس کے احتیاط سے
کام لیتا اس نے حصول شہرت کے لئے قبیلہ واکائی سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی
اور کافی رسد کے بغیر پالانٹیا کا محاصرہ کر لیا۔ اس کی فوج کی تعداد گرسنگی اور امراض سے
کم ہو رہی تھی اور ان کو وہاں سے ہٹانے میں اسے سخت ہزیمت ہوئی۔ اسے واپس
بلا کر سزا دی گئی۔ مان کی لنس کے معاہدہ پر بھی بحث کی گئی اور سینیٹ نے اسے
تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ سنہ ۱۳۶ق م کے کانسلوں کو ہدایت کی گئی کہ مجلس عامہ میں
اس کی تنسیخ کے لئے تحریک پیش کریں اور یہ رائے دیں کہ معاہدہ جن شخصوں نے کیا

۱؎ پلوٹارک ٹائی بے ریس۔ گراکس پر ہولڈن کا نوٹ۔

وہ دشمن کے سپرد کر دیئے جائیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس معاہدہ کی تائید کے لئے گراکس نے بھی حلف اٹھایا اس لئے وہ بھی زد میں آتا تھا۔ مگر سی پیو کی مدد سے بچ گیا۔ بہرکیف یہ طے ہوا کہ سارا الزام مان کی نس کے سر ڈالا جائے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے خود اس تحریک کی تائید کی۔ اس لئے وہ نیئے کانسل پب لیوس فلس کی نگرانی میں ہسپانیہ بھیجدیا گیا اس کا بالائی لباس نکال لیا گیا۔ اور ایک مذہبی عہدہ دار اس کے ہاتھ پاؤں باندھکر نیومانشیا کے باہر چھوڑ آیا۔ تاکہ دشمن اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ دن بھر وہ اس ہیئت کذائی کے ساتھ دونوں فوجوں کے بیچ میں بیٹھا رہا مگر بالآخر رومی اسے واپس لائے اور مذہبی موانع کے متعلق کوئی نہ کوئی حیلۂ شرعی پیدا کر لیا گیا۔ سسر و اور دوسرے مصنف مان کی نس کا اکثر ذکر کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ زمانہ مابعد کے رومی اپنے آباد اجداد کے اس فعل کو جائز خیال نہیں کرتے تھے اس کے حق شہریت کے زائل ہونے پر بھی بہت کچھ بحث ہوئی مگر بالآخر ایک خاص قانون کے ذریعہ سے یہ حق بحال کر دیا اس کا معاملہ درحقیقت ایک نظیر ہو گیا جس کا حوالہ حق شہریت (Civites) کے تحت میں اکثر آتا ہے۔

سی پیو (۶۰۷) فلس (۱۳۶ سلہ) اور اس کے جانشین ک۔ کیالیس نس لیپوکو بھی نیومانشیا کی جنگ میں کوئی کامیابی نہ ہوئی اور ان کی ناکامی یقیناً فوج کی ابتر حالت کی وجہ سے تھی۔ حالیہ صوبہ داری کے تحت میں ضبط فوجی باقی نہ رہا تھا۔ اور ان میں یہ اہلیت بھی نہ تھی کہ اسے بحال کریں۔ روما میں بھی ان شرمناک بدانتظامیوں سے سخت ناراضی پھیل گئی تھی۔ صرف ایک ہی آدمی یعنی سی پیو ایمی لیانس تھا جس پر سب کو اعتماد تھا۔ چند سال قبل جب کہ تیسری فنیقی جنگ کا رخ روما کے خلاف تھا اسی کو بھیجا گیا تھا کہ اپنے ہمت رودں کی ناکامیوں کے بجائے فتح کے آثار پیدا کرے اس وقت بھی اس کو مقرر کرنے کے لئے عمر کی شرط اڑا دی گئی تھی اور اب اسکے تقرر میں یہ امر حائل تھا۔ کہ دوبارہ انتخاب ممنوع تھا مگر کسی خاص قاعدے کے

نفاذ سے اسے مستثنے[1] کر دیا گیا اس کے بعد بغیر امیدوار ہونے کے سے کانسل مقرر کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہسپانیہ کے معاملہ کا قطعی تصفیہ کر دے سی پیو نے معمولی طریقہ سے سپاہی بھرتی نہ کئے اسکی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ سینیٹ مانع ہوتی ہو کیونکہ سسلی کے غلاموں کی جنگ کی وجہ سے وہ پریشان ہو یا سی پیو نے خود ہی محسوس کر لیا ہو کہ میدان جنگ میں اچھے سپاہیوں کی ضرورت ہے نہ کہ ایک جم غفیر کی۔ ۵۰۰ رضا کار حلیف بادشاہوں اور سلطنتوں نے بھیجے۔ یہ غالباً منتخب لوگ ہونگے اس کے علاوہ ۵۰۰ آدمیوں کا ایک چیدہ دستہ تھا جس میں اس کے دوست اور متوسل شریک تھے یہ ایک خانگی یا ذاتی فوج تھی اور ان کا تعلق سی پیو سے ذاتی تھا۔ جو فریضہ سی پیو کے سپرد ہوا تھا خوشگوار نہ تھا۔ اس لئے اس کی ذاتی حفاظت کے لئے اس دستہ کی ضرورت تھی یہ واقعہ نہایت اہم ہے کیونکہ یہی دستہ پریٹوری فوج اور شہنشاہی گارڈ کا پیش خیمہ ہوا۔ سی پیو میدان جنگ میں فوراً پہونچ گیا اور فوج کی اصلاح کی تدبیریں شروع کر دیں کاہلی کاہل انکاری، عیاشی آوارگی اور حکم عدولی سے یہ فوج محض بیکار لوگوں کا مجموعہ ہو گئی تھی غیر ضروری جانوروں کو اس نے فروخت کر دیا اور سپاہیوں کو مجبور کیا کہ اپنا سامان اپنی پیٹھ پر لادیں۔ سامان عیش کے فروخت کرنے والے نجومی اور دوسرے لوگ جو لشکر پر منڈلاتے تھے فوج سے خارج کر دیے گئے ان میں دو ہزار عورتیں بھی تھیں جو فوج سے دور کر دی گئیں۔ سابقہ عیاشی کے تمام اسباب کو دور کر کے اس نے اپنے سپاہیوں کو تکالیف کے برداشت کرنے اور فرماں برداری کی تعلیم دینی شروع کی تاکہ وہ میدان جنگ کی فوجی کارروائیوں سے پورے طور سے واقف ہو جائیں اصلی معرکہ آرائی جو واکائی کی سرزمین میں ہوئی کوئی اہمیت نہیں رکھتی مگر امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اسکے سپاہی درحقیقت سپاہی ہو گئے اور انھیں معلوم ہو گیا کہ فوجی طریقہ سے کوچ کس طرح کرنا چاہیئے احتیاط اور ضابطہ کے ساتھ جاسوسی کیسے ہوتی ہے اور رسد کس طرح جمع ہوتی ہے روما کی فوجی روایت کے متعلق خیمہ گاہوں کے تیار کرنے اور تلوار اور نیزہ کے ساتھ ساتھ کدالی اور پھاوڑے سے بھی کام لینا سیکھ گئے۔ اپنی فوج کی پوری اصلاح کر کے وہ انھیں نیومانٹیا کے محاصرے کے لیئے لے گیا اور شہر کے ارد گرد دیواریں بنانی شروع کیں تاکہ وہ ارد گرد کے ملک سے بالکل علیحدہ ہو جائے اس کا قصد تھا کہ رسد کے نہ پہونچنے سے

---

[1] سی پیو کی خلاصہ ۵۶۔

وہ فتح ہو جائے یہ شہر اپنے موقع کے لحاظ سے بہت مستحکم تھا اور یہاں کے لوگ اپنی جان پر کھیل گئے تھے سی پیو نے پہلے ہی سے لڑائیوں کو روک دیا تاکہ محصور شہر کے لوگوں کی تعداد کم کرنے میں اس کی فوج کا خون ضایع نہ ہو۔ اس نے یہ تدبیر بھی کی کہ ندی کی راہ سے بھی محصورین کو رسد نہ پہونچے اور اس غرض سے اس نے ایک باڑھ بنادی جس سے نہ تو کشتیاں نہ تو تیرنے والے گزر سکتے تھے۔ حلیف ہسپانی قبیلوں سے کمک منگائی گئی اور محاصرہ کن فوج کے درمیان مقرر کردی گئی۔ قلعے بنائے گئے جن میں اس زمانہ کے منجنیق کے آلات مہیا کئے گئے تھے اشاروں (سگنل) کے طریقہ کو مکمل کرلیا گیا تاکہ جہاں ضرورت ہو محفوظ فوج پہونچ جائے۔ سی پیو کی فوج میں ساٹھ ہزار آدمی تھے اور محصورین کی تعداد اس کی ۱/۴ تھی۔

سی پیو کے عہد کے ادوار

(۶۰۸) ۱۳۴؁ کے اختتام کے قبل محاصرہ بالکل مکمل ہو گیا اور شہر بالکل اس کی زد میں تھا ہسپانیہ کے ایک مستحکم مقام کا محاصرہ فی نفسہ اہم نہ تھا مگر حالات زمانہ کے لحاظ سے اسے اہمیت حاصل تھی کیونکہ جزیرہ نمائے ہسپانیہ کی آئندہ قسمت کا فیصلہ اس ایک شہر پر تھا جس نے روما کے مقابلہ پر کمر باندھی تھی۔ سی پیو نے اپنے باپ پالس کی طرح متعدد قابل ذکر اشخاص کو جمع کرلیا تھا۔ اس کا بھی فے بیس ایمی لیانس اس کا نائب تھا وہ جی سٹری بیونوں میں پ سیم پرونیس انے سی لیو اور پ۔ روٹی لیس ادفس تھے جنھوں نے نیو مانٹیا کی جنگ کی تاریخ لکھی ہے روفس فن سپہگری میں طاق تھا اس زمانہ میں اس کی ایمانداری قابل لحاظ ہے اور اسی کی وجہ سے اسے اپنی آخری عمر میں نقصان اٹھانا پڑا اسوار دں میں آریی نم کا ایک نوجوان گائیس میریس فن سپہگری میں طاق تھا۔ بیان[۱] کیا گیا ہے کہ سی پیو اس کی آئندہ عظمت کو تاڑ گیا تھا اور اس کی عزت افزائی کی۔ سی پیو کا بڑا برادر نسبتی نائی بریس سیم پرونیس گراکس جس نے قرطاجنہ کے محاصرہ اور حال میں ہسپانیہ میں شہرت حاصل کی تھی روما میں کسی سیاسی کام کی وجہ سے رک گیا تھا مگر اس کا چھوٹا بھائی گائیس جس کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال تھی اس فوج میں

[۱] پلوٹارک میریس ۳۔

موجودگی اور نام حاصل کیا پالی بیس نے اس جنگ کی علیحدہ تاریخ لکھی ہے اور اغلب ہے کہ اپنے مربی اور شاگرد کے ساتھ وہ بھی تھا ان لوگوں میں ایک شخص اور بھی تھا جو ان سے بالکل مختلف تھا گر اس کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے یہ ایک نیومیڈیا کا ایک نوجوان تھا جو اس ملک کے کسی شہزادے کا حرامی بیٹا تھا جس کا حال ہی میں انتقال ہوا تھا اس کا چچا اس کی سرگرمی اور اولوالعزمی سے خائف تھا۔ اس لئے اس نے اس نوجوان کو اپنی امدادی فوج کا سردار بنا کر اس امید سے بھیج دیا تھا کہ کسی مہم میں کام آئیگا اور اسے پریشان نہ کرسکیگا۔ مگر وہ تمام خطروں سے بچتا رہا اور جنگ میں تجربہ اور شہرت حاصل کی سپی پیو اس کی قابلیت کو تاڑ گیا تھا اور اس سے ایسے موقعوں پر کام لیا جہاں مردانگی اور فراست کی ضرورت تھی متواتر کامیابیوں سے اس کی اہلیت ثابت ہوگئی اور لشکر میں وہ ہر دل عزیز ہوگیا رفتہ رفتہ وہ عہدہ داروں کا ہم نوالہ وہم پیالہ ہوگیا جو روما کے اعلے خاندانوں کے چشم و چراغ تھے۔ ان کی بے تکلفی کی گفتگو سے اسے معلوم ہوگیا روما کی عظیم الشان جمہوریہ میں انحطاط کے آثار پیدا ہوگئے ہیں اس کی سیاسی حالت سقیم ہے ریاکاری بڑھتی جاتی اور اس کے معزز ترین سرغنوں میں حرص اور بے ایمانی کا مادہ موجود ہے ان سب باتوں کو وہ خوب سمجھ گیا ہوگا بلکہ ممکن ہے کہ وہ بجھا ہوگہ اس کا زوال قریب ہے ان امور کے اہم نتائج اس کی آخری عمر میں پیدا ہوئے یہ نوجوان جگر تھا تھا۔

سپی پیو اطاعت قبول کرتا ہے

(۶۰۹) روما کے سب امیر بے ایمان نہ تھے اس کا ثبوت سپہ سالار سپی پیو کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ شام کا بادشاہ انٹیوکس ہفتم نے جو روما میں رسوخ پیدا کرنا چاہتا تھا سپی پیو کو ایک نہایت قیمتی تحفہ بھیجا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ رومی بھی مشرقی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور اس کا خیال صحیح تھا کیونکہ اکثر رومی سپہ سالار اس قسم کے تحفے چپکے سے لیلیتے تھے۔ سپی پیو نے علےالاعلان اس تحفے کو قبول کرلیا اور اپنے کولیسٹر کو حکم دیا کہ اسے حساب میں لکھ لے اس کے ساتھ ہی اس نے اعلان کردیا

(۱) سلیسٹ جگر تھا ۶۔ ۹۔

(۲) لیوی خلاصہ، ۵۷۔

کہ اس رقم سے بہادروں کو انعام دئیے جائینگے نیومانٹیا کے لوگ اب بھی رومی فوج پر حملہ کردیتے تھے اور ایک دفعہ اس میں گھس کے باہر نکل گئے۔ بالآخر گرسنگی نے انہیں اطاعت پر مجبور کردیا مگر سی پیو نے نامہ و پیام سے انکار کرکے انھیں بلا شرط اطاعت قبول کرنے پر مجبور کرنا چاہا یہ سنکر انھوں نے تامل کیا اور کچھ روز تک چمڑے کے ٹکڑے کھاکر بسر کی اور بالآخر ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انھوں نے غلامی سے بچنے کے لئے ایک دوسرے کا خاتمہ کردیا یا رومیوں کی صفوں پر دیوانہ وار حملہ کرکے اپنے آپ کو بے رحم رومی بردہ فروشوں کے قابو میں کردیا شہر کا سقوط پندرہ ماہ کے بعد عمل میں آیا اور اس کو اس طرح برباد اور ویران کردیا گیا کہ یہ نہیں معلوم کہ اس کا موقع کہاں تھا۔ اس شہر کا جو حشر ہوا اس سے ہسپانوی قبیلوں نے سبق حاصل کیا یعنی روما کی سیادت تسلیم کرلیگئی اور بغاوتوں کا سلسلہ بند ہوگیا۔ چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہوتی رہیں اور شمال کا حصہ آگسٹس کے زمانہ تک فتح نہ ہوا مگر جنگ اس کے بعد صرف ایک ہوئی یعنی سرٹوریس کی مگر اسے بھی اطالیہ کی خانہ جنگی کا ایک جزو کہنا چاہئے اس ملک کے معاملات کا تصفیہ بھی حسب دستور ایک کمیشن نے کیا۔ محاصل کے وصول کرنے میں یہ اصلاح کی گئی کہ خراج کی ایک معین رقم مقرر کردی گئی اور وصول کنندگان محاصل کی بے عنوانیوں اور محاصل کے غیر معین ہونے سے جو ناراضی پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہوگئی سڑکوں کے بننے سے اندرون ملک کے اضلاع سے ذرائع آمد و رفت قائم ہوگئے اور چونکہ ہسپانیہ کا کوئی خاص تمدن نہ تھا اس لئے روما کا تمدن مروج ہوگیا اور یہ ملک رفتہ رفتہ فتح ہوگیا محافظ فوجوں کے اردگرد اطالوی مستعمر آباد ہوگئے اور رومی سرمایہ داروں نے معادن کو ترقی دی دیسی ہسپانویوں میں رومی تمدن پھیل گیا اور جو ہسپانوی سپاہی رومی فوجوں میں ملازمت کرنے کے بعد واپس ہوتے تھے ان کے ذریعہ سے رومی تمدن کے پھیلنے میں اور بھی مدد ملی۔ زمانہ مابعد میں روما کے کسی صوبہ میں رومی تمدن کو اتنا فروغ نہ ہوا جتنا کہ ہسپانیہ میں اور وہی سب سے زیادہ خوش حال بھی تھا بروٹس اور سی پیو کی مستحسن خدمات نے اس ملک کی تسخیر کو مکمل کردیا جس میں جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ اور جس میں

لے Stipendium ـــــسرو In verr سوم ۱۲ـ

شمال کے سرحدی ممالک

سرگرمی سے کام نہیں لیا گیا تھا۔

(۶۱۰) اب ہم شمالی اطالیہ (گال این روئے آلپ ولیگیوریا) اور اس پاس کے ممالک کے واقعات کو اختصار کے ساتھ بیان کرینگے ہمارے معلومات کے ذرائع نہایت محدود ہیں مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قومیں متفاوت سے باز آکر روما کی سیادت قبول کرتی جاتی تھیں بعض اوقات چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہوجایا کرتی تھیں جن سے ان ممالک میں رومی تسلط کے قائم ہونے میں کچھ رکاوٹ ہوتی تھی ۵۶۳ میں کرسیکا میں ایک بغاوت ہوئی جو فرو کردی گئی ۱۶۰ میں ایک کانسل لیگیوریوں کی نگرانی پر مقرر تھا۔ ۱۵۹ میں ایک کانسل نے ایک ہائی قبیلہ کی سرکوبی کی اور ۱۵۵ میں بھی یہی ہوا۔ اس کے بعد اطالیہ کی جغرافیائی حدود کے باہر مشرق اور مغرب میں معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کیونکہ اطالیہ کے سواحل کو محفوظ رکھنے کے لیئے روما پر لازم تھا کہ ایک طرف تو ایڈریاٹک میں امن وامان قائم رکھے اور دوسری طرف اپنے قدیم اور مفید حلیف مسالیہ کی مدد کرے پہلی ضرورت کے لحاظ سے ڈال ماشیا پر حملہ کیا اور دوسری کی وجہ سے گال آن روے آلپ میں رومی فوجیں پہونچیں ۱۵۶ میں ایک کانسل نے اہل ڈال ماشیا پر حملہ کیا ان وحشیوں نے اہل الیریا پر یورش کی تھی جو روما کے زیر حفاظت تھے اس کی سزا دینے کے لیئے کانسل نے اہل ڈال ماشیا پر حملہ کردیا پہلے تو اسے ہزیمت ہوئی مگر پھر کامیابی ہوئی ۱۵۵ میں کانسل پ۔ کارنی لیس سی پیو ناسی کا نے ان کی قوت توڑدی اور ان کے مستحکم مقام ڈیل می نیم اور غالباً دوسرے مقامات پر بھی قبضہ کرلیا۔ قیدیوں کو اس نے غلام بناکر بیچ دیا جنگ کے اس نتیجے کی وجہ سے اہل ڈال ماشیا کچھ روز کے لیئے ساکت رہے روما نے اس ملک پر قبضہ نہیں کیا مگر بحیرہ ایڈریاٹک کے سواحل پر اپنی سیادت اس نے تسلیم کرادی۔ مسالیہ کو اس وقت مدد کی ضرورت تھی اس قدیم اور دولتمند یونانی نوآبادی کے قبضہ میں ساحل کا وہ حصہ تھا جواب فرانسیسی رویئرا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک تنگ خطہ ملک ہے

لیوی خلاصہ ۴۷ سے پہلے الیریا۔

جو پہاڑوں اور سمندر کے بیچ میں ہے۔ اس زرخیز ضلع میں مسالیوں کے قصبے اور گاؤں تھے۔ اون کے عقب کے پہاڑوں کے بعض لیگیوری پہاڑیوں نے اینٹی پولس اور نکایا[1] شہروں کو لوٹ لیا یا کم از کم پریشان کیا۔ ۱۵۴ء کے کانسل ک۔ اوپی میئس نے انکی دو جماعتوں کا مقابلہ کرکے اونھیں خوب سزا دی۔ یہ سختی ناواجب نہ تھی کیونکہ انھوں نے نہ صرف رومی حلیفوں پر یورش کی تھی بلکہ رومی کمشنروں کے ساتھ بھی بدسلوکی کی تھی اس نے مجرم قبیلوں کے ہتھیار چھین لئے اور اون کا کچھ علاقہ ضبط کرکے مسالیوں کے سپرد کردیا۔ اس نے قبیلوں سے کفیل لیکر مسالیہ کے سپرد کردیے تاکہ روما کو زحمت نہ ہو یہ چھوٹی سی جنگ حسن انتظام سے خوش اسلوبی سے ختم ہوگئی اور اس پہاڑی ملک میں پھر امن ہوگیا۔ اس جنگ کے بعد ایک سڑک بنائی گئی جو اس خطے کے وسط میں سے گزرتی تھی۔ ۱۴۸ء کے کانسل اسپوریس پوسٹو میس البنی نس نے سڑک پوسٹومیا[2] بنائی جو جینوا کے ساحل سے گال این روئے آلپ کی طرف گئی ہے اور پھر وہاں سے پلاکین ٹیا اور کری موننیا ہوتی ہوئی ویرونا پہونچی ہے۔ اس مفید سڑک کے بن جانے سے رومی فوجوں کے لئے آسانی ہوگئی کہ پودی کے ضلع سے جنوب کی طرف یا دوسرے کسی جانب پیش قدمی کرے۔ ۱۴۳ء میں کانسل اے پیس کلاڈیس پلچر اس فکر میں تھا کہ شہرت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نکالے کیونکہ ہسپانیہ کی جنگ پر اسکا شریک عہدہ مقرر ہوا تھا اسکے صوبہ اطالیہ بشمول گال این روئے آلپ میں کوہ آلپ کی وادیوں کے باشندوں پر حملہ کرنے کے علاوہ کوئی اور موقع نہ تھا شمال مغرب میں ڈوریا (ڈورا بالٹیا) ندی کے کنارے سلاسی کا قبیلہ آباد تھا۔ اس سے اور ندی کے دوسرے کنارے کے لوگوں سے پانی کے متعلق نزاع تھی جسکی ضرورت[3] سونا دھونے کیلئے تھی۔ کلاڈیس کو ہدایت کی گئی تھی کہ اس نزاع کا تصفیہ کردے مگر اس نے تلوار اور آتش زنی سے کام لیا۔ پہلے تو اسے

---

[1] لیوی خلاصہ ۴۷۔ پالی بیس ۳۳، ۷-۱۱۔

[2] ٹیسی ٹس۔ تاریخ سوم ۲۱ فقرہ ۴۰۸ کتبہ۔

[3] اسٹرابو چہارم ۶، ۷ صفحہ ۵۔ ہشتم ۱، ۱۲ (صفحہ ۱۳۱) پلینی تاریخ ۳۳، ۴، ۷۸

ہزیمت ہوئی مگر پھر فتح ہوئی جس کی بنا پر اس نے جشن فتح منانا چاہا جو اسکا اصلی مدعا تھا۔ اسکی یہ درخواست رد کر دی گئی مگر خاندان کلاڈیس کے افراد بھی عجیب نامعقول واقع ہوئے تھے۔ اس نے کسی نہ کسی طرح خود اپنے خرچہ سے جشن فتح منایا ایک ٹریبیون نے جو اسکی اس حرکت سے ناراض ہو گیا تھا اسے رتھ پر سے گھسیٹنا چاہا مگر اسکی بیٹی جو ویسٹل کنواری تھی کلاڈیس اور ٹریبیون کے درمیان آگئی اور اپنے باپ کو بچا لیا۔ قصہ تو یہی ہے۔ ممکن ہے کہ بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہو مگر سراسر غلط نہ ہوگا اس قصہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ نظام درست نہ تھا جسکی وجہ سے گال این رحے الپ الطالیہ کا ایک ضمیمہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس کو باضابطہ صوبہ نہیں بنایا گیا گو اس کے باشندے درحقیقت غیر اطالوی تھے۔ مگر آلپ کے قبیلوں کی یورشوں کی وجہ سے وہاں کچھ سپاہیوں کا رہنا ضروری تھا اس لئے اگر کوئی کانسل بلا محنت شہرت حاصل کرنے کی ہوس رکھتا تو اسکے لئے کافی موقع تھا۔[ک]

(۶۱۱)۔ اس عہد کے آغاز میں روما کے صرف چار مقتدر صوبے تھے یعنی (۱) سسلی (۲) سارڈی نیا مع کرسیکا (۳) ہسپانیہ قریبہ (۴) ہسپانیہ بعیدہ یہ صوبے یا تو قرطاجنہ سے لئے گئے تھے یا اوسکی پیش قدمی روکنے کے لئے ان پر قبضہ کیا گیا تھا۔ اس باب میں ہم نے تین نئے صوبوں کے اضافہ کا ذکر کیا ہے یعنی (۵) افریقہ، قرطاجنہ کا اصل صوبہ جس کو رومیوں نے مجبوراً فتح کیا اور اپنی حکومت میں شامل کر لیا (۶) مقدونیہ۔ اس کا الحاق ضروری تھا۔ اور اس وقت عمل میں آیا جب کہ دوسری تدبیر کارگر نہ ثابت ہوئی۔ (۷) ایشیا جس کا تعلق عہد مابعد سے ہے الیریکم کی حالت مشتبہ ہے ۱۶۸ میں وہ صوبے کا درجہ حاصل کر چکا تھا مگر ٹھیک سنہ معلوم نہیں مگر ۱۱۸ کے بعد ہوگا۔ پرسیس اور گین ٹیس کی سلطنتوں کی قطع و برید ایک ہی اصول پر ہوئی تھی۔ مقدونیہ میں نیا نظام نہ چل سکا اور وہ صوبہ بنا لیا گیا۔ الیریا میں یہ نظام زیادہ کامیاب ہوا کیونکہ ان میں وحدت قومی نہ تھی۔

روما کے صوبے

ک ڈائون کیسیس ۷۴ ء۔ سسرو Pro caelio ۳۴۔ سوئی ٹونیس ٹائیبیرس ۲۔ والیریس میکسی مس پنجم ۴۔ ۶ اور روسیس پنجم ۴ (اس نے غالباً لیوی ۵۳ سے نقل کی ہے۔

اہل الیریا فی الوقت اپنا مقررہ خراج بروقت دیا کرتے تھے اس لئے روما نے ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کی سنیٹ خود صوبہ جات کے الحاق کو ناپسند کرتی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ دور دراز صوبوں کے صوبہ داروں کو قابو میں رکھنے میں سخت دقت ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ کیٹو اور قدامت پسند رومی جماعت، کا اثر بھی تھا۔ جو غیر رومی رسم اور خیالات کو ناپسند کرتی تھی۔ کسی ملک کے صوبہ بنانے میں اسکی دولت یا افلاس کا خیال زیادہ تر ہوتا تھا۔ غیر متمدن مگر جری الیری قوم کے پہاڑی ملک سے کسی نفع کی امید نہ تھی اور ہسپانیہ کی جنگ سے معلوم ہوگیا تھا کہ جنگ جو قبیلوں کو قبل از وقت سلطنت میں شامل کر لینے سے کیا دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ بر خلاف اسکے افریقہ اور ایشیا کے صوبے زرخیز تھے اور ان کے باشندے دوسروں کی حکومت کے خوگر ہو گئے تھے۔ اسکے علاوہ نہ تو یہ ممکن تھا کہ افریقہ۔ ماسی نسا کے بیٹوں کے سپرد کر دیا جاتا یا ایشیا کسی دوسرے خاندان کے تحت میں جانے دیا جاتا جو اٹالس کے خاندان سے زیادہ طاقت ور اور چھیڑ چھاڑ کرنے والا ہوتا۔ ان دلیلوں کا ضرور خیال کیا گیا ہوگا۔ اور ان کو نہایت شدّ و مد کے ساتھ ان لوگوں نے پیش کیا ہوگا جو دولت اور قوت کے طالب تھے اور جنھیں مال غنیمت کی خبر دور دور سے پہونچتی ہوگی۔ اس لئے افریقہ اور ایشیا فوراً صوبے بنا لئے گئے اور جو خدمات کہ اہل روما کے یدِ قدرت میں تھیں ان میں سے سب سے زیادہ طالب لوگ انھیں دونوں صوبے داریوں کے تھے۔

باب سی و چہارم

واقعات داخلی

سنہ ۲۰۱ تا سنہ ۱۳۳ ق م

(۶۱۲) قبل اسکے کہ ہم عہد انقلاب کا ذکر کریں جس کا آغاز گراکی کی تحریک سے ہوتا ہے مناسب ہوگا کہ دوسری فنیقی جنگ کے بعد کے عہد کے داخلی واقعات پر ایک عام تبصرہ کریں۔ بیرون ملک کے واقعات کے ساتھ ہی ساتھ جن کے ذریعہ سے عہد سنہ ۲۰۱ تا ۱۳۳ کے اختتام کے بعد روما کے زیرنگیں ایک غدار سلطنت اطالیہ کے حدود کے باہر پیدا ہوگئی، اندرون ملک میں بھی اہم تغیرات وقوع میں آرہے تھے۔ عہد ما بعد میں گراکی نے جو طرز عمل اختیار کیا اس سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ ایک صدی قبل فلامی نیس نے جن معاملات کی اصلاح کی طرف توجہ کی تھی، اُن سے وہ معاملات جو گراکی کے پیش نظر تھے بالکل مختلف تھے۔ مزید براں جن قوتوں سے اصلاح پسند کام لے سکتے تھے یا جن کو انھیں دفع کرنا تھا وہ بھی دونوں صورتوں میں مختلف تھیں۔ سیاسی، فوجی، معاشی، تمدنی، دماغی اور اخلاقی تغیرات نے سلطنت کا بالکل کایا پلٹ کر دیا تھا مگر معاصرین ان تغیرات کو محسوس نہ کرسکتے تھے۔ حکام کے قدیم عہدے اور سنیٹ اور مجالس کا وجود اب بھی باقی تھا۔ مگر واقعات زمانہ نے اُن کے باہمی تعلقات کو بالکل بدل دیا تھا۔ عالم متمدن میں روما کی سیاسی حیثیت بدل گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس قوم کے خصائل بھی بدل گئے تھے۔ دستور مملکت ضروریات زمانہ کے لئے کافی و وافی نہ تھا، مگر اس کی ترمیم عملاً ناممکن تھی اور رومیوں کو اس امر کا احساس بھی نہ تھا کہ اس میں کسی اصلاح کی ضرورت ہے۔

حکام

(۶۱۳) پہلے ہم حکام کا ذکر کریں گے۔ عرصہ سے یہ رجحان موجود تھا کہ سنیٹ

انھیں اپنے قابو میں رکھے اور اپنا دست نگر بنائے رکھے ۔ محاربۂ عظیم کی ضروریات کی وجہ سے غیر معمولی اقتدارات قابل افراد کو دیئے گئے تھے مگر قرطاجنہ کی شکست کے بعد یہ ضرورت باقی نہ رہی ۔ روما کے امیروں کو اس سے بہت اطمینان ہوا ہوگا جن کا حکومت کے بارے میں مطمح نظر یہ تھا کہ ہر سال وہ باہم ارکان کے سرآوردہ افراد و سلطنت کے موقر عہدے آپس میں تقسیم کرلیں ۔ اب یہ ممکن تھا کہ مسلسل دوبارہ انتخابات کو روکدیا جائے جن کی وجہ سے فے بیس اور مارکے لس کو اپنے ہمسروں پر ایک غیر جمہوری تفوق حاصل ہوگیا تھا ۔ چند خاص قابلیت کے افراد کے غیر معمولی اعزاز حاصل کرنیکی وجہ سے معمولی درجہ کے امراکس مپرسی میں پڑ جاتے ہوں گے ۔ ممکن ہے کہ اعلیٰ درجہ کے خاندانوں کے افراد کو اسکی پروا نہ ہو مگر افریقہ میں شاندار فتوحات حاصل کرکے جب سی پیو واپس آیا ہوگا تو اون کی آتش حسد بھی بھڑک اٹھی ہوگی ۔ سی پیو جس نے ہنی بال پر غلبہ حاصل کیا تھا بلاشک وشبہ روما کا معزز ترین شہری تھا ، اس کی عمر ابھی زیادہ نہ تھی اور اسکے حوصلے بلند تھے ۔ اسلئے اب یہ ہیجان پیدا ہوگیا تھا کہ حسب سابق کانسلوں کی سپہ سالاری ایک سالہ ہو اور وہ روما سے قریب رکھے جائیں تاکہ اُن کے جانشین بلا کسی تعویق کے اُن کی خدمتوں کا جایزہ لے سکیں اور پرو کانسلی کا طریقہ عام نہ ہو جائے جسکے ذریعہ سے فوجی اختیارات یک سالہ مدت کے بعد بھی باقی رہتے تھے ۔ اس عہد کے محاربات عظیم میں اس اصول پر ہمیشہ عمل کرنا ناممکن تھا جب کہ فلامی نیس یا پالس یا سی پیو سے ایسی خدمات لی گئیں جن میں خاص اہلیت یا تجربہ کی ضرورت تھی ۔ واقعہ یہ ہے کہ خدمت ڈکٹیٹری بھی متروک ہوگئی تھی اور کانسلوں کو اب یہ اندیشہ نہ تھا کہ کسی ڈکٹیٹر کے تقرر سے کس مپرسی میں پڑ جائے جو فی الحقیقت ایک عارضی بادشاہ ہوتا تھا ، اس لیئے یہ ایک قدرتی امر تھا کہ امرا کانسلوں کو شبہ اور حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ ان کے مفاد کے لحاظ سے کانسلوں کا سینٹ کے اقتدار و قابو میں ہونا دستورِ مملکت کا اہم ترین جزو تھا ۔ اِن کا حسد بے جا بھی نہ تھا کیونکہ اس تاریخ میں بعض ایسے کانسلوں کا ذکر آچکا ہے جو سینٹ کی ماتحتی سے بیزار آگئے تھے اور اس کی کمزوریوں سے واقف تھے حالانکہ

وہ خود اسی جماعت کے رکن تھے۔ خدمت کانسلی پر دو قسم کے لوگ تھے اولاً دوبارہ انتخاب کے متعلق قیود تھیں اور ثانیاً معمولی حالتوں میں ایسے مقامات پر جو روما سے دور ہوں مسلسل فرائض کی انجام دہی پریٹروں اور پروپریٹروں سے متعلق رہتی تھی۔ اس کی مثال اس عہد میں ہسپانی صوبوں کی تاریخ میں مل سکتی ہے۔ اور یونان اور مقدونیہ کے معاملات میں ۱۹۲ ق م تا ۱۶۸ ق م، مقدونیہ میں فاتح پریٹر میٹی لس کانسل ممیس جایزہ اسوقت تک نہ لے سکا جبتک کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ روما کے طرز عمل میں اہم تغیرات ہونیوالے ہیں: دوبارہ انتخابات کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔

(۱۶۴) ہم پہلے یہ کہدینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ اس بحث کا تعلق فی الحقیقت خدمت کانسلی سے ہے کیونکہ بہت کم لوگ یہ جانتے ہوں گے چھوٹی خدمتوں کے لئے کئی مرتبہ منتخب ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پریٹری پر بھی تقرر ایک دفعہ سے زیادہ نہ ہوتا تھا گو پریٹروں کے سپرد مختلف فرائض تھے اسلئے یہ خدمت ایسی تھی کہ اس پر ایک دفعہ سے زیادہ تقرر موزوں ہو سکتا تھا۔ اسکے علاوہ اس بحث کا تعلق سلطنت کے صرف سالانہ عہدوں سے ہے۔ خدمت ڈکٹیٹری یا سنسری ایسی غیر معمولی خدمتوں سے اسکا تعلق نہیں جس وقت (۱۹۷ ق م) سے کہ پریٹروں کی تعداد چار کردیگئی تھی، یہ رواج پڑ گیا تھا کہ لوگ پریٹر ہونے کے ایک سال کے وقفہ کے بعد کانسل ہوتے۔ مگر کوئی تحریری قاعدہ نہ تھا اور نازک موقعوں پر اس اصول پر عمل نہ ہوتا مگر سی پیو افریکانس (کانسل ۲۰۵ق م) اور فلامی نینس (کانسل ۱۹۸ق م) نے

عہدوں کا تسلسل۔

لہ مام سین نے اپنی کتاب Staatsrechl کی جلد اول میں حکام کی اہلیت کے ضمن میں اس پر بحث کی ہے۔

۲ہ جمہوریہ کے عہد اولیں میں کسی شخص کا کسی خدمت پر سال بہ سال برابر قائم رہنا جائز تھا۔ مگر ناپسند کیا جاتا تھا مام سین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلسل کانسلیاں ۳۴۲ق م یا ۳۳۰ق م میں ممنوع کردی گئیں اور دہ سالہ وقفہ لازم کردیا گیا۔ دوسری فنیقی جنگ سے قبل ہی ایک خدمت سے فوراً دوسری خدمت پر تقرر ہونا ممنوع کردیا گیا مگر کوئی وقفہ مقرر نہ ہوا بالعموم یہ وقفہ ایک سال کا ہوتا تھا۔

پریٹری کی خدمات انجام نہیں دی تھیں اور ممکن ہے کہ دوسری مثالیں بھی ہوں۔
کویسٹری ایک ماتحت عہدہ تھا جس پر مقرر ہو کر نوجوان لوگ انتظامی معاملات کا تجربہ
حاصل کرتے تھے اغلب ہے کہ سپی پیو افریکانس اس خدمت پر کبھی فائز نہ ہوا تھا
مگر اسکی زندگی کے تمام واقعات غیر معمولی ہیں اور اس کے زمانہ میں بھی ایسا ہی
تھا۔ مگر اس عمل در آمد پر قانونی سختی کے ساتھ عمل ہوتا تھا کہ عہدۂ اعلیٰ کے امیدوار
کو پہلے کویسٹری کی خدمت انجام دینی چاہیے۔ عہد زیر تذکرہ یعنی ۲۰۰ق م تا ۱۳۳ق م
میں یہ سلسلہ پڑ گیا تھا کہ پہلے کویسٹری پھر پریٹری اور اسکے بعد کانسلی اور اسکو
صرف غیر معمولی حالتوں میں نظر انداز کیا جاتا تھا۔ ایک دوسرا عہدہ یعنی ایڈیلی
کا بھی یہاں ذکر کرنا چاہیے ایڈیلوں کی تعداد صرف ۴ تھی یعنی دو کیوراول ایڈیل
اور دو پلی بین ایڈیل برخلاف اس کے ۱۹۷ق م سے پریٹروں کی تعداد چھ تھی اس
لیے پریٹری کے لیے ایڈیلی کی شرط عائد نہ کی جا سکتی تھی کیونکہ اس کے عائد
کرنے کی صورت میں اہلیت رکھنے والے امیدواروں کی تعداد کافی نہ ہوتی۔
لیکن خدمت ایڈیلی کی لوگوں کو بہت خواہش تھی ایڈیلوں کا اصل فریضہ یہ تھا کہ
تہواروں میں خوب طویل تماشے دکھائیں۔ ان تماشوں پر صرف کثیر کر کے لوگ
شہر کے عوام کو رام کر لیتے تھے کیوں کہ انھیں کے دوٹوں سے عامۂ قوم کی
رائے کا اظہار ہوتا تھا۔ بالمختصر یہ عہدہ اس عہد میں خدمات کے لیے حصول آراء
کی کارروائی کا ایک جزو خیال کیا جاتا تھا۔ اور کوئی اولوالعزم شخص اس کی طرف سے
بے پروائی نہ کر سکتا تھا۔ فلامی نیس ۱۹۸ق م میں بغیر ایڈیل یا پریٹر ہونے کے کانسل
ہو گیا تھا۔ مگر اسکا تقرر سخت ضرورت کے لحاظ سے ہوا تھا کیونکہ ایک تشویش ناک
جنگ کو ختم کرانا منظور تھا۔ اسلیے خدمات کا سلسلہ حسب ذیل تھا کویسٹر، ایڈیل، پریٹر،
کانسل اور ان سب کے درمیان ایک سال یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہوتا
مگر پلی بین ایڈیل اس سے مستثنیٰ تھے کیونکہ پلی بین عہدہ دار ہونے کی وجہ سے
ان پر وقفہ کا قاعدہ عائد نہ ہوتا اور وہ عہدہ پر فائز ہونے کے دوران میں
بھی پریٹری کے امیدوار ہو سکتے تھے جب کہ انکی ہر دل عزیزی تازہ ہوتی۔

لہ کیٹو ۱۹۹ق م میں پلی بین ایڈیل تھا اور ۱۹۸ق م میں پریٹر۔ اسکی حالت قابل لحاظ ہے۔ ایڈیلوں کے

مگر ۱۹۶ سنہ کے بعد یہ عملدرآمد ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔ مام سین کے اس خیال سے اختلاف کرنا ناممکن ہے کہ عملدرآمد مذکور کسی ایسے قانون کے ذریعہ سے ممنوع کردیا گیا جو دوسرے واقعات کی طرح تاریخوں میں درج نہیں ہے۔

قانون دو وقفہ دو سال (ویلیا)

(۱۶۱) یہ ایک مختصر خاکہ ہے روما کے عہدہ ہائے سرکاری کی حالت کا جو رفتہ رفتہ دوسری جنگ قرطاجنہ کے قریب ہوگئی تھی۔ آیندہ بیس سال کے تجربہ کے بعد ان کو معلوم ہوگیا کہ بہ حیثیت ایک جماعت کے انکی قوت کے قایم رکھنے کے لئے کوئی اور پیش بندی ضروری ہے۔ ایک طرف تو انھیں چند طاقتور خاندانوں کی طرف سے خطرہ تھا کیونکہ کمتر درجہ کے لوگوں کو حصول اعزاز کا بہت کم موقع ملتا اگر سپیو یا فلامی نینیس یا فل وییس نوبی لیور سے لوگ بالکل مالک بن بیٹھتے۔ بالفاظ دیگر امرا یہ چاہتے تھے کہ خود ان کے طبقہ میں پوری مساوات ہو۔ دوسری طرف وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ "نئے لوگ" جو انکے طبقہ کے نہ تھے ان کی اعلیٰ جماعت میں داخل نہ ہوں۔ عہدہ ہائے سلطنت پر فایز ہو کر طبقۂ امرا میں داخل ہوسکتا تھا یہ عام انتخاب پر منحصر تھا اور قدرتی طور پر موروثی ہوجاتا تھا یعنی وہ لوگ جن کے باپ کانسل اور پریٹر تھے اور جو خود عہدوں کے خواہش مند تھے یہ نہ چاہتے ہوں گے کہ امیدواروں کی تعداد کے بڑھنے سے مسابقت کا دائرہ وسیع ہوجائے۔ قدیم رومی یا قدامت پسند اصلاح جو جماعت نوجوان امیروں کی اولوالعزمی کو روکنا چاہتی تھی۔ یہ نئے خیالات کے لوگ تھے اور بلا لحاظ تجربہ اور پختہ کار لوگوں کے حقوق کے اپنے ترقی مدارج کے خواہاں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوشش کی گئی کہ ایک سال آڑ بجائے چھ پریٹر کے صرف چار منتخب ہوں[1]

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۸۱) فرائض مختلف اور وسیع تھے اور کیٹو ایسا آدمی نہ تھا کہ خاطیوں کے افعال سے چشم پوشی کرتا اسکی نڈر طرز عمل سے غریب شہری غالباً خوش ہوگئے ہوں گے۔ دوسروں کی طرح کھیل تماشے اس نے بھی دکھائے ہوں گے ؎

[1] لیوی ۴۰، ۴۴، ۳۔ افسوس ہے کہ بوجہ مبہم ہونے کے اسے وضاحت کے ساتھ نہیں بیان کیا جا سکتا قیاسات کے لئے دیکھو مام سین اسٹاٹس ریخٹ دوم ۱۹۰۔ لینگ تاریخ روما دوم ۲۲۳ ؎

تاکہ سالانہ عہدوں کی تعداد کم ہو جائے مگر اس سے کوئی نفع نہ ہوا ۱۸۰ ق م میں ٹربی بیون ل۔ وی لیس نے قانون وقفہ دو سالہ نافذ کرایا جسکی غایت یہ تھی کہ عہدہ ہائے حکومت کے درمیان قانوناً وقفے قایم کر دے جائیں۔ جمہوریہ کی تاریخ میں یہ اہم ترین قوانین میں سے ہے)

(۶۱۶) اس قانون کے اہم دفعات حسب ذیل ہیں۔ اسکا تعلق صرف سالانہ خدمات سے تھا۔ ان کے درمیان کا وقفہ دو سالہ کر دیا گیا اور ان میں تسلسل قائم کیا گیا یعنی کسی نہ کسی طرح سے یہ واضح کر دیا گیا کہ کوئی شخص فلاں خدمت پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس نے فلاں خدمت انجام نہ دی ہو۔ اس لئے اگر سب سے چھوٹی خدمت کے لئے عمر کی کوئی قید لگا دی جاتی تو وہ قید تمام عہدوں پر عائد ہوتی اور غالباً اسی بالواسطہ طریقہ سے جو رومیوں کو محبوب تھا ہر عہدہ پر فایز ہونیکے لئے عمروں[1] کی قید لگا دی گئی یہ وہ "مقررہ سلسلۂ حکام (Certus ordo magistratuum) ہے جو عہد جمہوریہ کے آخری زمانہ کے خاص اصول میں سے ہے۔ خدمات کا تسلسل جو اس قانون سے قایم ہو۔ اسکی عملی شکل حسب ذیل ہوگی :-

	عمر بوقت آغاز	عہدوں کی مقررہ یا معمولی تعداد	عمر بوقت تکمیل
فوجی ملازمت میں داخل ہونیکی عمر	۱۷		
فوجی ٹربی بیونی	۲۲	۲۴	
مدت ملازمت دہ سالہ			۲۷
کویسٹری	۲۸	۱۲ یا ۸ [2]	
وقفہ دو سالہ	۲		۳۰
ایڈیلی	۳۱	۴ (۲+۲)	
وقفہ دو سالہ	۲		۳۳
پریٹری	۳۴ (۳۱)	۶	
وقفہ دو سالہ	۲		۳۶ (۳۳)
کانسلی	۳۷ (۳۴)	۲	

[1] لیوی ۴۰، ۴۴، ۱ - وی سین بورن ۷

[2] کوبیسٹروں کی تعداد صحت کے ساتھ معلوم نہیں ہے ۲۶۷ ق م میں آٹھ تھی مگر سولا کے زمانہ سے

سلسلہ جدا ات

(۶۱۷) اِن اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پہلے فوجی بھرتی میں داخل ہوتا
اور میدان جنگ میں بشرط ضرورت خدمات انجام دیتا۔ سواروں میں جبری
ملازمت کی مدت دہ سالہ تھی اور سب یا کم از کم اکثر رومی نوجوان جو عہدہ ہائے
سلطنت کے خواہاں ہوں گے بطور ایکوائٹ خدمات انجام دیتے ہوں گے۔
قانون ویلیا میں مذکور ہو یا نہو اس عہد میں دہ سالہ ملازمت[1] مشروط تھی۔ اسکے
بعد نوجوان خدمت کوسٹری انجام دیکر فوجی اور ملکی معاملات کے متعلق وہ معلومات
اور تجربہ حاصل کرتے جس کی ایک رومی حاکم سے امید ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد
خدمت ایڈیلی تھی جو اختیاری تھی مگر اکثر لوگ اُسے کبھی نہ چھوڑتے۔ پریٹری پر فائز
ہو کر اسے خود اپنے ملک میں کوئی اہم خدمت سپرد ہوتی یا کوئی صوبہ داری ملتی
یا کسی چھوٹی جنگ میں وہ سپہ سالار ہوتا۔ پرو پریٹر مقرر ہو کر اسکے اختیارات کی
توسیع بھی ہوتی۔ اسوقت سے اس کا شمار امرا (Nobilis) میں ہوتا بلالحاظ اس کے
کہ وہ طبقہ امرا میں سے ہے یا نہیں۔ اسکے بعد وہ کانسلی حاصل کر سکتا تھا یعنی وہ عہدہ کہ جس سے کوئی اعلیٰ
عہدہ رومیوں کیلیئے نہ تھا۔ وہ اور اسکا شریک عہدہ ایک سال کے لئے دیوتاؤں اور دنیا کے سامنے
اندرون و بیرون ملک میں روما کی عظمت کے نمایندے ہوتے۔ ملکی حکومت
کے ہر ایک فعل کو عمل میں لانے کے لئے کانسل کی ضرورت ہوتی مگر اہم اور مذہبی
کارروائیوں کے لئے ہمیشہ کانسل کی موجودگی کی ضرورت ہوتی[2] ہر رشتہ فوجی میں
شمالی اطالیہ کی فوجیں اس عہد میں بالعموم کانسلوں کے تحت میں ہوتیں لیکن جب کسی
اہم جنگ کی وجہ سے ماوراء البحر کے کسی دشمن کے مقابلہ کے لئے روما کی قوت
کو مجتمع کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہمیشہ کانسل پوری کانسلی فوجوں کے ساتھ
یونان یا ایشیا کوچک یا افریقہ یا ہسپانیہ بھیجے جاتے اگر کسی دور دراز
ملک کی جنگ میں کانسل کو فتح حاصل ہوتی تو وہ بحیثیت پرو کانسل سپہ سالار رہتے

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۸۳) قبل ہی صوبجات کی ضروریات کے لحاظ سے انکی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔
دیکھو تیسی ٹس تاریخ ۱۱، ۲۲ اور مام سین Staat دوم ۵۵۶۔
[1] پالی بیس ۶، ۱۹۔

برقرار رہتا اور تصفیہ کے کمیشن کی صدارت کرتا جو ہر فتح کے بعد روما سے بھیجا جاتا۔ اسی کی صدارت میں اور اسی کے حسب ہدایت حلیفوں کو صلہ اور باغیوں کو سزا دی جاتی، سرحدیں قائم کی جاتیں جدید ادارات نافذ کئے جاتے مفتوح صوبوں کی تنظیم عمل میں آتی اور متوسل ممالک کے تخت و تاج عطا ہوتے۔ بڑے بڑے علاقوں کے باشندے اسکے نام سے کانپ اٹھتے کیونکہ وہ ہزاروں کو غلام بناکر بیچ سکتا تھا۔ اور اسکے ذرا سے اشارے پر خونریزی شروع ہو جاتی۔ اس لئے محل تعجب نہیں کہ پروکانسل اپنے حصّے کے مال غنیمت میں اضافہ کرنے کے لئے خود استحصال بالجبر کرتے یا تحفے قبول کرتے جو خوف سے یا اظہار شکر کے لئے دئے جاتے۔ اسکے بعد وہ شان و شوکت سے واپس ہوتے اور جشن مناتے۔ مشرقی جنگوں کے جشن فتح نہایت دھوم دھام سے ہوتے۔ عوام کی خوب دعوتیں ہوتیں، سپاہیوں کو انعام و اکرام دئے جاتے۔ مگر انکی حرص بڑھتی جاتی تھی اور انھیں خوش کرنا روز بروز دشوار ہو رہا تھا۔ قربانیاں ہوتیں، منتیں اتاری جاتیں اور زر و سیم کے ذخیرے جو بیرونی عمال بھیجتے آتے تھے خزانے میں داخل کئے جاتے۔ ہر جگہ خواہ سینیٹ میں ہو یا فورم میں یا گھر میں شکرانوں اور مبارکبادوں کا ذکر تھا۔ خوشیوں کی گویا کوئی انتہا نہ تھی، جس سے شہنشاہی روما کا سر پھر گیا۔

افراد کا عروج اور زوال۔

(۹۱۸)۔ مگر جس طریقہ سے جشن فتح منایا جاتا تھا اس سے ظاہر تھا کہ اب رجعت شروع ہو گئی۔ روما میں سوائے کسی کانسل یا پریٹر کے کوئی جشن فتح نہ منا سکتا تھا۔ مگر اس زمانہ کے اکثر جشن فتح پروکانسلوں یا پروپریٹروں کے تھے جو دور دراز ممالک کی لڑائیوں سے واپس آتے تھے۔ لیکن انکا اقتدار حقیقی نہ تھا بلکہ اس میں توسیع ہوئی تھی اور اس توسیع کے ذریعہ سے وہ شہر کی دیواروں کے اندر پورے فوجی اقتدار سے کام نہ لے سکتے تھے کیونکہ اس سے اس سال کے حقیقی حاکم کے حقوق میں دست اندازی ہوتی تھی۔ مگر اس دقت کو رفع کرنے کے لئے مجلس عامہ سے ایک قانون نافذ کرا دیا گیا جس کی رو سے فتح یاب

؎ ہمیں صرف باضابطہ حکام سے سروکار ہے۔ ڈکٹیٹر کی حیثیت غیر معمولی تھی۔

پرو کانسل کو صرف جشن فتح کی مدت کے لئے شہر میں پورا فوجی اقتدار عطا کیا گیا مگر جشن کے دوسرے روز اوسکی حیثیت پھر ایک معمولی شہری Privatus کی ہو جاتی۔ چند روز تک اس کا اعزاز باقی رہتا کیونکہ اس کے زائل اقتدار کا کچھ اثر رہتا۔ سینیٹ میں وہ سابق کانسلوں اور سابق پریٹروں کے زمرہ میں بیٹھتا جہاں اسکے ارد گرد ایسے لوگ ہوتے جنھوں نے وہی اعزاز اسکے قبل حاصل کیا تھا مگر جنکی شہرت اب قصہ ماضی ہو گئی تھی۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بغیر کسی کارنمایاں کے محض خدمات پر فائز ہونے کی وجہ سے سینیٹ میں داخل ہو گئے ہوں گے۔ رفتہ رفتہ اسکی حالت بھی انھیں سن رسیدہ لوگوں کی ہو جائیگی اور اسکو بھی نوجوان لوگ پس پشت ڈال دینگے جو اپنے حوصلوں کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے مایوس ہو گئے ہیں یا جن کو اپنی جدید فتوحات کا غرہ ہے۔ مگر ان کا حشر بھی بالآخر وہی ہوگا۔ شروع ہی سے وہ لوگ اوسکو حسد کی نگاہ سے دیکھینگے جنھیں اپنے سے بہتر آدمی کا وجود ناگوار ہوتا ہے یا جو کسی ہمسر کا تفوق ناپسند کرتے ہیں۔ رومی امیروں نے نظام جمہوری سے جس طور پر کام لیا تھا۔ اُسکا یہی نتیجہ تھا یعنے جو فاتح اپنے فتوحات کے نشہ کے خمار میں آتا وہ اپنے ہمسروں کے مساوی ہو جاتا جس سے اسکا نشہ اتر جاتا۔ رومیوں میں اب عہد قدیم کے مشاہیر کی سادگی باقی نہ تھی جو مساوات کے طریقہ کو پسند کرتے تھے اور جنھیں بڑی سے بڑی خدمات انجام دینے کے بعد پھر معمولی شہریوں میں مل جانے میں عار نہ ہوتا فاتح کانسلوں کے لئے ایک دوسرا خطرہ بھی تھا یعنی اگر ان سے بیرونجات میں کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی جسے انکے دشمن صحیح یا غلط طریقہ پر ایمانداری کے خلاف قرار دیتے تو انھیں نقصان کا بھی اندیشہ تھا مال غنیمت میں خورد برد کرنے استحصال بالجبر وحشیانہ حرکات اور بدعہدی کے الزامات کا اکثر ذکر آتا ہے جن سے ممالک غیر میں روما کی بدنامی ہوتی اور جن سے زمانہ آئندہ میں اسکے عہدہ داروں کا کام دشوار ہو جائیگا۔

دوبارہ انتخابات کے قواعد۔

(۶۱۹) - قانون ویلیا سے رومی امرا کی سازشوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔ روما کی شہنشاہی حیثیت جیسے جیسے بڑھتی گئی اسکے افراد کے حوصلے بڑھتے گئے اور نوجوان امرا آگے بڑھنے لگے مگر اسکا مقصد یہ نہ تھا کہ ملک کی خدمت کریں بلکہ اس کے

مقبوضات کی توسیع سے نفع اٹھائیں۔ برخلاف اسکے سن رسیدہ اشخاص جنہوں نے شہرت حاصل کی تھی سخت ناراض تھے کہ ان کی خدمات کی اب قدر نہیں ہوتی۔ لیکن یہ قانون کیٹو اور قدامت پسند رومیوں کی تائید سے نافذ ہوگیا اور امرا نے بھی بالعموم اسکی مخالفت نہیں کی۔ امرا سمجھ گئے تھے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا یعنے خدمات سلطنت میں ترقی مدارج کا ایک مستقل قاعدہ قایم ہو جائیگا جس سے کوئی مستثنیٰ نہ ہوسکیگا۔ اور اس عملدرآمد سے موجودہ حکمران جماعت ہی میں سے حکام کا انتخاب ہوگا بجائے اسکے کہ نوجوان امرا کو نقصان پہونچکر اہلیت رکھنے والے "نئے آدمیوں" کو کامیابی کا موقع ملے۔ اس قانون کے عرصہ دراز تک نافذ رہنے سے ثابت[1] ہوتا ہے کہ وہ اس عہد کے مروجہ رجحان کے بالکل مطابق تھا سوال نے خدمات کے تسلسل کے اصول کو زیادہ سخت طریقہ پر جاری کیا اور ریسر دیکہ خیالی نظام میں بھی یہ اصول موجود ہے۔ لیکن اپنے طبقہ کے اوسط درجہ کے لوگوں کے لئے زیادہ مواقع حاصل کرنیکے لئے امرا نے ایک اور کارروائی کی یعنی دوبارہ انتخابات کو انھوں نے ممنوع کرکے پرانے دہ سالہ وقفہ کے طریقہ کو منسوخ کردیا یہ قانون سنہ ۱۸۰ ق م میں نافذ ہوا ہوگا۔ اور اسکے ثبوت[2] یہ ہیں کہ (۱) ایک شخص جو سنہ ۱۶۶ ق م اور سنہ ۱۵۵ ق م میں کانسل تھا سنہ ۱۵۲ ق م میں پھر منتخب ہوا (۲) سنہ ۱۳۴ ق م میں سی پیو ایمی لیانس کو دوبارہ کانسل منتخب کرنے کے لئے اسکو ایک مقررہ قانونی قاعدے سے خاص طور پر[3] مستثنیٰ کرنا پڑا سنہ ۱۳۴ ق م کے بعد کوئی دوبارہ انتخاب میریس کے زمانہ تک نہ ہوا (۳) کیٹو جس نے سنہ ۱۴۹ ق م میں انتقال کیا اس قانون کی تائید میں تقریر کی تھی مگر میریس نے اس قانون کو پاش پاش کردیا۔ سولا نے دہ سالہ وقفہ پھر

---

[1] یہ طریقہ رائج ہوگیا کہ جب کسی شخص کو قانون کے تحت میں پہلے سے پہلا موقع ملتا یعنی جس سال میں کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے کسی عہدہ کا مستحق ہوتا اسی سال اس عہدہ کے لئے کوشش کرتا اور اس سال کو Annosuo (اپنا سال) کہتے تھے۔

[2] مامسین Staat جلد اول ۵۰۲ ۔

[3] لیوی خلاصہ ۵۶ ۔

نافذ کیا مگر عہد انقلاب میں اس کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔

ٹری بیون

(۶۲۰) میں بیان کر چکا ہوں کہ جو عہدے پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص تھے اِن پر قانون ویلیا کا اطلاق نہیں تھا۔ خدمت ٹری بیونوں کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے۔ طبقات کی مساوات اور مخلوط پیٹری شین اور پلی بین طبقہ امرا کے وجود کے آنے کے بعد سے اِس خدمت کی اہمیت گھٹتی جاتی تھی حالانکہ ایک زمانہ میں اسکی خاص عظمت تھی۔ اب یہ سینیٹ کے قابو میں آگئی تھی اور عہد محاربات میں اسکا اثر اور بھی گھٹ گیا کیونکہ کوئی فوجی خدمت اس سے متعلق نہ تھی یعنی ہانی بالی جنگ کے دوران میں یا اس سے قبل ہی یہ رواج پڑ گیا تھا کہ ایڈیلی سے قبل انجام دیجاتی اور اس رواج سے انحراف بہت کم ہوتا تھا لیکن ابتداءً ایڈیل ٹری بیونوں کے مددگار تھے۔ ٹری بیون جب تک کہ جدوجہد میں پلی بین طبقہ کے سرغنے تھے یعنی ۳۶۷ ق م تک ان کے دوبارہ انتخاب میں کوئی قید نہ تھی مگر ۳۶۷ کے بعد ایک سال کے بعد دوسرے سال پھر منتخب ہونے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ غالباً جیسا کہ مام سین کا قیاس ہے پیٹری شین طبقہ نے قوانین لیگی نی کی مخالفت سے باز آنے کے صلہ میں اِس قسم کی کوئی رعایت کرالی ہوگی۔ بہرکیف اس خدمت پر مسلسل انتخاب گراکی کے زمانہ میں خلاف قانون قرار دیا گیا تھا گو وقفہ کے بعد پھر منتخب ہونے کے بارے میں کوئی قید نہ تھی۔ عہد ۲۰۰ تا ۱۳۳ میں اس خدمت میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جو لوگوں کو دوبارہ انتخاب کی کوشش پر مائل کرتی کیونکہ اس کی غایت صرف یہ رہ گئی تھی کہ اس پر فائز ہو کر کسی دوسری خدمت پر مقرر ہوں اسکو حقوق عوام کے بقا کا آلہ کہہ سکتے ہیں مگر یہ آلہ اب بیکار ہو گیا تھا اور خود عوام کی حالت ابتر تھی۔[لہ]

پلی بین کا فضل سینیٹ سے

(۶۲۱) پیٹری شین اور پلی بین کا امتیاز بالکل مٹ گیا تھا اور بجائے اسکے امرا کی متحد جماعت پیدا ہو گئی تھی جو دونوں طبقوں کے دولت مند افراد پر مشتمل تھی۔ اِس جماعت کے مفاد مشترک تھے اور اس کی کوشش یہ تھی کہ تمام سرکاری عہدے

لہ دیکھو فقرہ ۶۹۔

اپنی جماعت کے چند بڑے بڑے خاندانوں کے لئے مخصوص کرے اسکا ثبوت بعض منتشر واقعات سے ہوتا ہے "نئے آدمیوں" کے کانسل مقرر ہونے کی مثالیں شاذ ہیں مگر کیٹو ۱۹۵ ق م میں کانسل ہوا اور م اے کی لیئس گلا بریو، سی پیو کے جتھے کے اثر سے ۱۹۱ ق م میں کانسل منتخب ہوا۔ اسکے بعد کوئی مثال نہیں ملتی سوائے ک. پام پیس کے جو ۱۴۱ ق م میں سی پیو ایمی لیانس کے دوست ک لاری لیس کے مقابلہ میں منتخب ہوا مگر بیان کیا گیا ہے کہ وہ سخت بدعہدی کر کے انتخاب میں کامیاب ہوا۔ ۱۹۰ ق م کے کانسلوں کے انتخاب سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی تعلقات کو دوستی کے حقوق پر ترجیح دیجاتی تھی اگر یہ روایت صحیح ہے کہ سی پیو افریکانس کے ایما سے سینیٹ نے انٹیوکس کی جنگ میں سپہ سالاری پر اسکے نااہل بھائی کو ک۔ لائی لیس (بزرگ) کے مقابلہ میں نامزد کیا حالانکہ وہ سی پیو کا پرانا دوست اور جنگوں میں اسکا رفیق تھا۔ اسی طرح ۱۹۲ ق م کے دونوں کانسل ۲۱۸ ق م کے دونوں کانسلوں کے بیٹے تھے اور ۱۷۹ ق م میں دو بھائی کانسل تھے۔ یہ دونوں فل ویس خاندان کے ایک شخص کے بیٹے تھے۔ اور ان میں سے ایک مین لیس خاندان میں متبنیٰ ہوا تھا۔ یہ دلچسپ واقعات ہیں اور ان سے رومیوں کے خیالات کی توضیح ہوتی ہے۔ ۱۷۲ ق م میں پہلے مرتبہ دونوں کانسل پلی بین ہوئے اور ۱۷۱، ۱۶۷، ۱۵۳، ۱۴۹، ۱۳۹ ق م اور اسکے بعد بھی اکثر یہی ہوا۔

پرانے پیٹری شین خاندانوں کے افراد کی تعداد کم ہوتی جاتی تھی۔ وہ زمانہ اب باقی نہ رہا تھا جب کہ قانون لیکی نی کے برخلاف دونوں کانسل پیٹری شین ہوتے تھے قدیم روما کے حقیقی طبقہ امرا کا انحطاط کوئی اچھا شگون نہ تھا۔ عہد جمہوری کے زمانہ مابعد کے امرا کی جماعت نااہل دولت مند لوگوں پر مشتمل تھی عہد جمہوری کے دو ممتاز افراد سولا اور قیصر پیٹری شین تھے ۱۸۰ ق م اور ۱۳۳ ق م کے مابین عہدہ ہائے سلطنت پر تقرر کے متعلق سخت قواعد نافذ تھے۔ اس عہد میں صرف ایک آدمی ان قواعد سے مستثنیٰ کیا گیا۔ ۱۴۷ ق م میں قرطاجنہ کا خاتمہ کرنے کے لئے اور ۱۳۴ ق م میں نیومانشیا کی بغاوت فرو کرنیکے لئے۔ یہ پیٹری شین (سی پیو ایمی لیانس) پالس کا بیٹا اور سی پیو افریکانس کا پوتا بذریعہ تبنیت تھا۔ یہ شخص ایک نازک وقت

پر بلالحاظ قانون مذکور طبقہ امرا کی پریشانی کو رفع کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا جنھوں نے
اپنے اس فعل سے اپنی نااہلیت کو قبول کرلیا تھا انکی غرض یہ تھی کہ موجودہ پریشانی
رفع ہوجائے اور انھیں موقع ملے کہ ممالک مفتوحہ میں لوٹ مار اور ظلم و ستم کریں
جس سے انھیں خاص رغبت تھی ؎

سینیٹ سنسر

(۶۲۲) ہم کئی مرتبہ بیان کرچکے ہیں کہ روما کی حکومت درحقیقت سینیٹ کے
ہاتھوں میں تھی جو امرا کی مجلس تھی، مگر یہ واضح رہے کہ انکی یہ قوت قانون پر
مبنی نہ تھی۔ حالات زمانہ سے انھوں نے فائدہ اٹھایا تھا، حکام پر اس جماعت
کو یہ ترجیح تھی کہ وہ ہمیشہ قایم تھی اور حکام چندروزہ ہوتے تھے مجلس عامہ پر
اسے یہ ترجیح تھی کہ اسکے اجلاس ہمیشہ ہوتے رہتے تھے اور فوری معاملات
کا وہ تصفیہ کرسکتی تھی۔ مگر یہ اختیارات جو انھیں اب حاصل تھے انھوں نے
رفتہ رفتہ غصب کرلئے تھے اور قانوناً اور قصداً انھیں نہیں دے گئے
تھے۔ ان دونوں شکلوں میں جو فرق ہے اسے وہ خوب سمجھتے تھے اس لئے
انکے لئے ضروری تھا کہ نہ صرف کانسلوں کو اپنے قبضہ میں رکھیں بلکہ مجلس عامہ کو بھی
جو دستور کے لحاظ سے منبع اقتدار اعلی تھی۔ ان دونوں کو قابو میں رکھنے کا ایک
آسان ذریعہ یہ تھا کہ وہ ٹری بیونوں سے کام لے سکتے تھے جو ان کے مطیع تھے۔
مجالس میں کوئی مسئلہ زیر بحث ہو، خواہ اس کا تعلق وضع قوانین سے ہو یا مقدمات
سے یا سیاسی معاملات سے، اگر ٹری بیونوں یا ان دس عہدہ داروں میں سے ہر
ایک کو اختیار تھا کہ جس نوبت پر چاہے، مداخلت کرے۔ اسی طرح جو عہدہ دار
دوسری کارروائیوں کو روک سکتا تھا۔ اپنی تحریک کو آسانی سے منظور کرا سکتا
تھا۔ مگر ایک دوسرا سوال بھی قابل غور ہے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ مجلس عامہ کی حالت
ہمیشہ حسب سابق رہتی اور جن تدبیروں سے اس سے کام لیا جاتا تھا ہمیشہ کارگر
ہوتیں۔ یہ سوال کوئی نیا نہیں تھا مگر بہت اہم تھا کیونکہ سنہ ۲۰۰ میں خستہ حال
قوم کو مقدونیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کرنے میں سخت دقت ہوئی تھی۔
اور یہ دقت مجلس سنتوری میں ہوئی تھی جس میں دولت مند طبقہ کو خاص دخل
تھا اور ان کا اثر اس حالت میں زیادہ ہوسکتا تھا بجائے اس موقع کے جیکے

قوم اپنی رائے قبائل کے لحاظ سے دیتی جیسا کہ اکثر ہوتا۔ شہریوں کی جماعت کی تشکیل اور اُسکی تنظیم رائے دہی کی اغراض کے لیۓ نہایت اہم ہوتی ہیں ان سلطنتوں میں جن میں معمولی شہری بھی اقتدارات میں شریک ہیں روما کے رائے دہندے متعدد جماعتوں میں منقسم تھے، جسکی وجہ سے یہ یقین نہ ہوسکتا تھا کہ کسی خاص معاملہ میں شمار آرا کا کیا نتیجہ ہوگا اسلئے بمقابلہ زمانۂ قدیم کی دوسری جمہوریوں کے روما میں شہریوں کی خاص اہمیت تھی۔ سنسروں کا یہ فرض تھا کہ وقتاً فوقتاً یہ طے کریں کہ شہریوں کے رجسٹر میں کون لوگ شامل کیے جائیں اور ۳۵ قبایل میں سے کس میں کسی خاص شخص کا نام درج کیا جاۓ۔ یہی عہدہ دار سینٹ کے ارکان کی فہرست کی بھی ترمیم کرتے تھے اور چونکہ سلطنت کے ٹھیکوں کا انتظام انھیں کے سپرد تھا اس لئے انکا دباؤ سرمایہ داروں کی جماعت پر بھی تھا جو اب پیش پیش ہو رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس عہد میں اس خدمت کی خاص اہمیت تھی۔ سنسروں کا تقرر سنہ ۱۹۹ سے سنہ ۶۷ تک پانچ پانچ سال کے بعد برابر ہوتا رہا اور اس عہد کے سیاسی واقعات کی دلچسپی زیادہ تر انکی کارروائیوں سے ہے۔ دو مسائل زیر بحث جن کو مختلف سنسروں نے مختلف طریقوں پر حل کیا حسب ذیل تھے۔ (۱) لاطینیوں کے دعوے کہ ان کے نام شہریان روما کے رجسٹر میں درج کرلیۓ جائیں۔ (۲) ان شہریوں کا پرانا جھگڑا[1]، جو غلاموں کی اولاد سے تھے۔ یعنی ان کو ۳۵ قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک کیا جاۓ یا چند خاص قبیلوں میں۔ سینٹ کا اصل مدعا یہ تھا کہ مجالس رائے دہندہ حکمران جماعت کے قابو میں رہیں اور اس لئے ان مسائل کا تصفیہ نہایت اہم تھا اور بوجہ مرور ایام بھی زیادہ ضروری ہوگیا۔

لاطینی اور آزاد شدہ غلاموں کی اولاد۔

(۶۲۳) لاطینی اور دوسرے اطالوی حلیفوں کی حیثیت کا ہم متعاقب ذکر کرینگے اس وقت ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آزاد شدہ غلاموں کے مقابلہ میں اُن کے حقوق پر کس طرح لحاظ کیا گیا۔ یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ لوگ بہ حیثیت مجموعی اپنے دولت مند مربیوں کی پیروی کرتے ہوں گے یعنی ان خاندانوں کے سرداروں کی جن کے وہ یا ان کے باپ ملازم تھے اور جنھوں نے اونھیں آزاد کرایا۔ آزاد شدہ غلام اپنے مربی کی گوت کا نام اختیار کرلیتا اور اسکا تعلق

[1] سینٹ کے حقوق کا ایک اہم جزو تھا، اور اسی کے ذریعہ سے اس کا اظہار نہایت واضح طریقہ پر ہوتا تھا۔

اپنے سابق آقا کے خاندان سے نہایت گہرا ہوتا اور جو قانون اور رواج کے لحاظ سے مسلم تھا۔ اس عہد محاربات عظیم میں جس میں امرا دولت سے مالا مال ہوگئے غلاموں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور یہ لوگ کثرت سے آزاد بھی ہونے لگے ان آزاد شدہ لوگوں کے مربی ہونے کی وجہ سے رومی امرا کو ایک قوت حاصل ہوگئی جس سے وہ سیاسیات میں بھی کام لے سکتے تھے۔ مگر جب لاطینی شہریان روما کے رجسٹر میں شریک کئے گئے تو اسکا نتیجہ کچھ اور ہی ہوا۔ لاطینی جو اس طرح آزاد ہوئے ان میں سے اکثر اپنی قوم کے اولوالعزم افراد میں سے ہوں گے اور بعض ان میں ایسے بھی ہوں گے جو لاطینی نوآبادیوں کے رومی باشندوں کی اولاد سے ہوں گے ان کی شرکت سے سلطنت روما کو نفع ہوگا کیونکہ سیاسی لحاظ سے یہ عنصر آزاد شدہ غلاموں سے بہتر تھا ان کی رائے اگر حاصل ہوسکتی تھی تو صرف دوستانہ تعلقات سے مگر یہ کون جان سکتا تھا کہ ان کے دوست کون ہوں گے۔ ان سے یہ بھی امید نہ ہوسکتی تھی کہ آزاد شدہ غلاموں کی طرح سے امرا کی چاپلوسی کرینگے۔
اس عہد میں امرا کو اپنے شہنشاہی فرائض یا کم ازکم عظمت و دولت حاصل کرنے کے مواقع کا احساس ہوگیا تھا تخیلات اور تمدن میں وہ وسیع المشرب ہورہے تھے، قدیم خیال کے تنگ نظر رومی جو روما کو محض ایک اطالوی قوت خیال کرتے تھے معدوم ہورہے تھے۔ سی پیو افریکانس نے سیاسی زندگی سے تنگ آکر گوشۂ عزلت میں زندگی بسر کردی ہو مگر نئے خیالات کے لوگوں نے جن کا وہ پیش رو تھا، روما کی ترقی کا رخ بدل دیا۔ قدامت پسند جنکا سرغنہ کیٹو تھا کوئی مستقل قوت حاصل نہ کرسکے اور ان کی غیر عملی مخالفت بے سود ثابت ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں کو شہریوں کے رجسٹر کے اندراجات سے دلچسپی تھی، جسکی ترمیم سنسر وقتاً فوقتاً کرتے تھے اور ان کے اختلافات اور اتحاد رائے سے ہم مفید نتائج نکال سکتے ہیں۔ نئے خیال کے شہنشاہیت پسند جو قبائل اور سنتوریوں کے دوٹوں کو اپنے قابو میں کرکے آزادی عمل حاصل کرنا چاہتے تھے، ان کا رجحان یہ تھا کہ آزاد شدہ غلاموں کو ۳۵ قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک کردیں۔ پرانے خیال کے رومی اسکے مخالف تھے اور چاہتے تھے

کہ اس میں شہریوں کی جماعت کی ذلت ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی یہی خیال تھا کہ ۳۱ دیہات
کے قبیلوں میں سے کسی میں غیر ملکی عنصر کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ مگر ان دونوں جماعتو
میں سے کوئی یہ نہ چاہتا تھا کہ جو لاطینی روما میں مقیم تھے کسی قبیلے میں شریک
کئے جائیں۔ سنیٹ خیال کے لوگوں کو اندیشہ تھا کہ اگر انھیں حق رائے دہی ملگیا تو
انھیں قابو میں رکھنا آسان نہوگا۔ کیٹو اور اسکے ہم خیالوں نے روما اور رائس کے
اطالوی حلیفوں کے قانونی تعلقات کو سختی سے مدنظر رکھا۔ ان کے اصول تغیر
پذیر نہ تھے اور حالاتِ زمانہ میں جو تغیرات ہو رہے تھے اسکا انھوں نے
کوئی پاس نہ کیا۔ انکی قانونی باریک بینی سے انکے موقع شناس مخالفوں نے نفع اٹھایا

حق شہریت

(۶۲۴) سنسروں کی کارروائیوں کے منتشر حالات[1] پر ۱۹۹ئہ سے ۱۳۶ئہ تک
نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف اصول پر کاربند تھے البتہ ایک
رجحان قابل لحاظ تھا۔ ۱۹۹ئہ[2] اور ۱۹۴ئہ کے سنسروں کا تعلق فلپ اور
انٹیوکس کی لڑائیوں کے زمانہ سے ہے جب کہ سی پیو کی جماعت کا زور تھا
اور چونکہ سلطنت جنگ میں مصروف تھی اسلئے معاملات داخلی کی طرف سے
تساہل ہو رہا تھا۔ یہ تساہل نہ صرف مالی معاملات کی حد تک تھا بلکہ مردم شماری میں
بھی ظاہر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض لاطینی روما میں آکر آباد ہوگئے اور رجسٹر میں
شامل کر لئے گئے۔ مگر ۱۹۴ئہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے کہ لاطینیوں کے ساتھ
رعایت منظور نہ تھی۔ شہریوں کی نوآبادیاں قایم ہو رہی تھیں اور اگر شاہی محافظ فوجوں
کے لئے شہری کافی تعداد میں نہ ملتے تو تعداد کو پورا کرنے کے لئے لاطینی بھی
شریک کر لئے جاتے فیرینٹی نام ایک ہرنیکی شہر تھا جس نے ۱۸۶ئہ ق م میں
شہریت روما سے انکار کر دیا تھا، یہاں کے بعض لوگوں نے جو کسی رومی نوآبادی
میں شریک ہونا چاہتے تھے دعویٰ کیا کہ شہریوں کی نوآبادی کا باشندہ ہونے سے

---

[1] لینگ (تاریخ ۱۰۵-۱۱۰) نے سنسروں پر بحث کی ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تعلق اپنے عہد کی تحریکوں سے پیدا کرتا ہے۔

[2] سی پیو افریکانس ۱۹۹ئہ میں سنسر تھا۔ دیکھو کتاب۔ فقرہ ۶۸۸۔

ہر شخص روما کا شہری ہو سکتا تھا۔ مگر سینٹ نے اس دعوے[۱] کو رد کر دیا اور معلوم نہیں کہ یہ لوگ نوآبادی میں آباد ہوئے یا اپنے گھروں کو واپس گئے۔ ہینی بال جنگ کے بعد روما اور اس کے اطالوی حلیفوں کے تعلقات میں جو تغیر ہو گیا اسکا ثبوت ان امور سے ہوتا ہے کہ روما کی شہریت کی قدر و قیمت بڑھ گئی تھی اور اسکی توسیع ناپسند کی جاتی تھی۔ رومیوں کے لئے ایک شگونِ بد تھا۔ اور انکی بدانتظامی کا ثبوت تھا کہ ایک لاطینی ایک خاص رومی نوآبادی میں شہری فرائض ادا کر کے شہری نہ بن سکتا تھا لیکن اگر وہ چاہتا تو چوری سے روما چلا جاتا اور چپکے سے شہریوں میں شریک ہو کر انکی مراعات سے پوری طرح سے نفع اٹھا سکتا تھا۔ سنہ ۱۸۹ کی مردم شماری کئی امور کی بنا پر قابل لحاظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمام لاطینی بستیوں کو مجبور کیا گیا کہ روما کے نمونہ پر مردم شماری کرائیں اور اپنی مردم شماری کے تختوں کی ایک باضابطہ نقل روما کے سنسروں کے پاس بھیجیں۔ اصل غایت غالباً[۲] یہ تھی کہ قابلِ جنگ لوگوں کی صحیح تعداد معلوم ہو جائے۔ یہ قاعدہ بطور سزا ان بارہ نوآبادیوں کے لئے وضع ہوا تھا جنھوں نے سنہ ۲۰۹ میں اپنے فرائض ادا نہیں کئے تھے اور اسکی پاداش میں سنہ ۲۰۴ میں سزا ملی تھی۔ اب یہ قاعدہ باقی ۱۸ پر بھی عاید کیا گیا جو ہمیشہ وفاداری پر قائم رہی تھیں۔ ممکن ہے کہ سنہ ۱۹۴ کے سنسروں نے بھی اسکے متعلق کوئی کارروائی کی ہو۔ بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۳ میں ایک کانسل نے جب حلیفوں سے امدادی فوجیں طلب کیں تو پرانی تعداد کے لحاظ سے نہیں بلایا بلکہ ہر بستی کے قابل جنگ افراد کی تعداد کے لحاظ سے۔ بہرکیف قدیم لاطینی شہر اور ۱۸ نوآبادیاں سب ۱۲ بدعہد نوآبادیوں کے مساوی کر دئے گئے[۳]۔

شہری اور حلیف۔

(۶۲۵) اس زمانہ میں جب کہ امدادی فوجوں کے مہیا کرنے کے معاہدوں کی

۱؎ لیوی ۳۴، ۴۲ء
۲؎ لیوی ۲۹، ۱۵، ۳۷ء
۳؎ لیوی ۳۴، ۵۶۔ لینگ تاریخ دوم ۲۰۶ء

تحت میں حلیفوں کی کثیر التعداد جماعتیں دور دراز ممالک کی جنگ میں شریک ہوئیں اور کام آئیں، باقی ماندہ نیم شہریوں کی سیاسی حیثیت قصداً برباد کی گئی یعنی۔ انھیں حقوق شہریت دیے گئے جس سے شہریوں Cevis اور حلیفوں Socius کا امتیاز اور بھی واضح ہوگیا۔ ہینی بالی جنگ میں جنوبی باغیوں میں سب سے زیادہ خطا کار رومیوں کی نگاہوں میں اہل کیم پے نیا تھے۔ مگر کپوا کی تباہی اور ۲۱۱ کے خونریز انتقام سے اصلی خاطیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر دیہات کے لوگ کپوا کی بدعہدی میں شریک نہ تھے۔ اسلئے سینٹ نے اب انھیں معاف کردیا اور انھیں اجازت دیگئی کہ روما کی مردم شماری میں حاضر ہوں تاکہ انکا اندراج رجسٹروں میں ہو جائے۔ ان لوگوں کے ناموں کا اندراج "محاصل اداکرنیوالوں" Aerarii میں ہوتا، جو کسی قبیلہ میں شریک نہ ہوتے اور اسلئے مجالس میں رائے نہ دیسکتے۔ مگر ایک طرح سے یہ لوگ روما کے شہری تھے اور ۱۸۸ میں انھیں روما کے پورے شہریوں میں شادی بیاہ کرنے کی اجازت دیگئی۔[۱] تجارت کے حقوق ان کے کبھی زایل نہ ہوئے تھے اسلئے انکی حیثیت حسب سابق نیم شہریوں کی تھی۔ اسی زمانہ میں نیم شہریوں کی تین بستیوں کو (فنڈی فورمی اے آرپی نم) کو شہریت روما کے پورے حقوق دیے گئے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے[۲] کہ آزاد شدہ غلاموں کی اولاد کو اسودیہاتی قبیلوں میں شامل کرنے کے متعلق بھی کوئی کارروائی کی گئی۔ اس وقت یہ رجحان غالب معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ کے شہریوں کے حقوق میں اضافہ کرکے ہر درجہ کے شہریوں کو مساوی کردیا جائے، مگر حلیفوں کے ساتھ جو سلوک تھا بالکل اس کے برعکس تھا۔ لاطینی اور دوسرے حلیفوں کو یہ بہت ناگوار ہوگا کیونکہ شہریت روما جس کی انھیں آرزو تھی اسکی امید بمقابلہ سابق اب بہت کم رہگئی تھی اور منفرد ہونے کی وجہ سے وہ مقابلہ بھی نہیں کرسکتے تھے اسلئے لاطینی ترک وطن کرکے روما پہونچنے لگے

---

[۱] لیوی ۳۸، ۲۸، ۳۶۔
[۲] پلوٹارک، فلامی نیس ۱۸، لینگ تاریخ روما دوم ۲۱۸ - ۲۱۹۔

اور وہاں چپکے سے شہریوں میں نام لکھا لیتے۔ سنسروں کی سہل انگاری سے لاطینیوں کی بہ حیثیت مجموعی تذلیل ہوئی مگر ایک دروازہ ان کے لئے رہگیا جس کے ذریعہ سے رومی شہریوں کے ساتھ وہ پوری مساوات حاصل کرسکتے تھے۔ روما کی سکونت کی قدر وقیمت بڑھ گئی اور جن لوگوں کو نقصان پہونچا وہ لاطینی تھے جو اپنے شہروں میں اب بھی آباد تھے اور ان فرایض کو ادا کرتے تھے جو مرکزی قوت نے انکے ذمہ عائد کئے تھے۔

کیٹو کی سنسری

(۶۲۶) متعدد وجوہ کی بنا پر اہل ملک حکمراں جماعت کے انتظام سے بالعموم ناراض ہو گئے تھے اور چند امرا کے بغض و حسد سے کیٹو اور اسکے رفیقوں کو تقویت ہوئی۔ اے ٹولیا میں اور ایشیا میں فل ویس نوبی لیور اور مین لیس ول سو کی کارروائیوں کے متعلق ان پر ۱۸۷ء میں سخت حملے ہوئے مگر چونکہ یہ حملے کارگر نہ ہوئے اسلئے حملہ آوروں نے اور ہمت کی اور خاندان سی پیو کے افراد پر حملہ کرنا شروع کیا۔ ل سی پیو کی سزایابی اور پبی پیو افریکانس کی گوشہ نشینی کیٹو کی جماعت کی کامیابی کے آثار تھے۔ انھوں نے اپنی قوت سے کام لیکر بارہ ہزار لاطینیوں کو روما سے خارج کردیا جنھوں نے اپنے شہروں کو چھوڑ کر خلاف قانون اپنے نام رجسٹر میں درج کرادئے تھے۔ اس سخت کارروائی سے انھیں مجبوراً اپنے مساکن کو واپس جانا پڑا، مگر اس کارروائی کے کارگر ہونے کے لئے ضروری تھا کہ اس قاعدے پر مسلسل طریقہ پر سختی سے عمل ہو لیکن عملی طریقہ پر روما میں اس قسم کا عمل ہونا دشوار تھا بحالت موجودہ اصلاح پسند جماعت کو کامیابی ہوئی بیاکانالیا کے معاملہ سے جو سراسیمگی پھیل گئی اسکی وجہ سے انھیں اور بھی تقویت ہوئی۔ اس مبینہ سازش کی تحقیقات کے لئے ۱۸۶ء میں ایک کمیشن مقرر ہوا اور اس کارروائی میں رومی حکام پانچ سال سے زیادہ مشغول رہے۔ لیکن مخرب اخلاق اثرات اصلاح پسندوں کے خلاف تھے۔ ۱۸۷ء میں نوبی لیور اور ول سو نے شاندار جشن فتح منائے اور انعام واکرام دئے ۱۸۶ء میں ل سی پیو نے دس روز تک

لہ لیوی ۳۹ ، ۳ ف

خوب تماشے دکھائے، ملک میں دولت ہر طرف سے کھنچی چلی آتی تھی۔ ان واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کانسلی کے انتخابات میں اصلاح پسندوں کو کیوں ناکامی ہوتی تھی اور ایمی لیس پالس کو ایک دفعہ سے زیادہ کیوں اس میں ناکامی ہوئی۔ مگر کیٹو جو شکست کو کبھی تسلیم نہ کرتا تھا جدوجہد سے باز نہ آیا۔ ۱۸۴ء میں ل۔سی۔ فلیکس (؟) اور ول سو کو شکست دیکر وہ اپنے پرانے رفیق ل۔ والیریس فلاکس کے ساتھ سنسر منتخب ہوا اور اس نے سنسری اقتدارات سے کام لیکر قومی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔[1]

(۶۲۷) نئے سنسروں نے بمقابلہ عہدہ داران سابق کی سہل انگاری کے سرگرمی سے اپنا کام شروع کر دیا۔ سنیٹ کے ارکان اور طبقۂ ایکوائٹ کی فہرستوں کے تیار کرنے میں سختی سے کام لینا فی الحقیقت قابل تحسین تھا اور یہ امر بھی کہ ان جماعتوں کے نااہل افراد اپنے خاندانی اثر کی وجہ سے بچ نہ سکتے تھے۔ مگر ان نئے سنسروں نے ایک اجتہادی غلطی کی جو بااصول لوگوں سے اکثر سرزد ہوتی ہے یعنی انھوں نے تمدن کی معمولی خلاف ورزیوں اور سخت جرائم یا بداعمالیوں میں کوئی امتیاز نہ کیا اور انکی اس غلو اور ناسمجھی سے انکا دلیرانہ طرز عمل بے اثر ہو گیا۔ سلطنت کی ملک میں جو خورد برد ہوتی تھی اوس کو روکنے اور مفید تعمیرات عامہ کی اجرا سے آمدنی میں توفیر۔ سرکاری ٹھیکوں میں سختی کرنے سے ٹھیکہ داروں کی کمپنیوں نے بہت واویلا مچایا اور جو سربراوردہ اشخاص سنسروں کی سخت گیری سے ناراض تھے اونھوں نے ٹھیکہ داروں کی تائید شروع کر دی۔ ٹھیکے منسوخ کر دئے گئے مگر کیٹو نے پھر ان ٹھیکوں کو دوسرے ٹھیکہ داروں کو ایسی شرطوں پر دیدیا جن سے سلطنت کو زیادہ نفع نہ تھا۔ شہریوں کی جائداد کی تشخیص کے ضمن میں عیش پرستی کے انسداد کے لئے عیش کے سامان (مثلاً منظور نظر (غلام) کی بازار کی قیمت سے دہ چند لگائی گئی اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ اگر جبری جنگی قرضہ[2] کبھی وصول کیا جائے تو ان پر محصول بہت زیادہ

---

[1] لیوی ۳۹، ۴۰ تا

[2] دوسری پیونیقی جنگ میں جو جنگی قرضہ (Tributum) وصول کیا گیا تھا اسکی آخری قسط حال ہی میں

عائد کیا جائیگا۔ کیٹو اور فلاکس کی کامیابی صرف اس حد تک تھی کہ ان دونوں اصلاح پسند سنسروں نے نہایت جرأت سے کام لیا۔ مگر سنسروں کی کارروائیوں کا اثر اُن کے جانشینوں کے لئے انتخاب یعنی پانچ سال تک تھا اور بہت سے ایسے اشخاص تھے جو اِن مصلحوں کے کام کو تہ و بالا کرنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کی گرمجوشی سے وہ برسر عہدہ ہوئے تھے ممکن تھا کہ اِن کا جوش بھی ٹھنڈا ہوجائے۔ ان سب امور سے رجعت کر رکا وقوع میں آنا یقینی تھا۔ آزاد شدہ غلاموں اور لاطینیوں کے ساتھ جو سلوک اسکے متعلق چند سال بعد کے واقعات سے ہم قیاس کرسکتے ہیں یعنی کیٹو اور فلاکس نے غلاموں کی اولاد کو صرف شہر کے چار قبیلوں میں شریک کیا اور لاطینیوں کو بالکل خارج کردیا۔ یہ انکی طرز عمل کے بالکل مطابق ہے۔

لاطینیوں کا اخراج

(۶۲۸) اب ہم سوائے ایک کے آخری زمانہ کے سنسروں کی کارروائی پر تبصرہ کرینگے جن سے اس عہد کی داخلی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ فی الوقت کیٹو کی سرگرمی میں اصلاح پسندوں نے سی پیو کی جماعت کو کمزور کردیا تھا۔ سی پیو نے گوشہ نشینی میں ۱۸۵ء یا ۱۸۳ء میں انتقال کیا مگر اس زمانہ کا رجحان اس جدید جماعت کی طرف تھا جس کا وہ رکن تھا۔ یہ جماعت جس کا سرغنہ فل ویس نوبی لیور تھا اب تک طاقت ور تھی۔ اعتدال پسند جماعت کو جسکا سرغنہ م۔ ایمی لیس لیپی ڈس تھا کچھ روز تک سینٹ میں غلبہ تھا اور ۱۸۲ء میں پالس کے کانسل ہونے سے اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اس جماعت کا رجحان اسوقت تک کیٹو اور اسکے ساتھیوں کی طرف تھا مگر ۱۷۹ء میں وہ جدید خیالات والوں کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ اسی سال لیپی ڈس اور نوبی لیور سنسر ہوئے۔ ان دونوں میں عرصہ دراز سے ناچاقی چلی آتی تھی مگر چند سر برآوردہ امراکی کوشش سے میل ہوگیا میل ہونے کے بعد جو اتحاد پیدا ہو، اس میں ظاہر ہے کہ جدید خیالات

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۹۷) ہیں لیس وُل سو کی ایشیائی مال غنیمت سے ادا ہوئی تھی۔ دیکھو لیوی ۳۹، ۷، ۲

کا زور ہوگا۔ تاریخوں سے جو نامکمل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان سنسروں نے کیٹو کے طریقہ کی پابندی نہ کی بلکہ نرمی کو ملحوظ رکھا شہریوں کی فہرست میں اونھوں نے کچھ ترمیم کی[1] جس سے غالباً آزاد شدہ غلاموں کو فایدہ ہوا ہوگا۔ ۱۷۷ سنہ کی شورش سے ظاہر ہے کہ انکی سہل انکاری سے لاطینی پھر شہریوں میں داخل ہو گئے تھے۔ ترک وطن کا ایک خاص سلسلہ جاری تھا یعنی لاطینی روما پہونچکر شہریان روما میں مل جاتے اور غیر لاطینی حلیف مثلاً سامنی وغیرہ لاطینی شہروں میں داخل ہوکر لاطینی بن جاتے۔ اس طریقہ سے حلیف بستیوں کی آبادی کم ہوتی جاتی تھی مگر امدادی افواج کے مہیا کرنے کی ذمہ داری ان پر باقی رہتی۔ اس ترک وطن کو روکنے کے لئے مجلس عامہ سے ایک قانون نافذ ہوا جس کی رو سے حالیہ لاطینی تارکان وطن کو حکم دیا کہ اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ واضح رہے کہ یہ حکم محض سنیٹ کا نہ تھا بلکہ باضابطہ قانون کی شکل میں نافذ ہوا تھا یعنی لاطینیوں کا اخراج امرا کی حکمراں جماعت کی حکمت عملی کا نتیجہ نہ تھا مگر ایک قانون کے ذریعہ سے عمل میں آیا تھا جو ردمی عوام کی آراء سے نافذ ہوا تھا اسکے ساتھ ساتھ ایسی تدبیریں اختیار کی گئیں جن سے اس قانون کی خلاف ورزی دشوار ہوگئی اور اخراج کا یہ طرز عمل سنیٹ اور عامۂ قوم دونو نے منظور کرلیا اور ۸۰ سال تک قایم رہا جب کہ اطالیہ کی جنگ عظیم کی وجہ سے ترک کر دیا گیا[2]

لاطینی نوآبادیوں کے قیام کا انسداد

(۶۲۹) حق شہریت روما کا مسئلہ اس عہد کے داخلی سیاسیات میں نہایت اہم تھا۔ ہر غیر رومی کو اسکی آرزو تھی جسکا ثبوت ان ترکیبوں سے ہوتا ہے جن کے ذریعہ سے قوانین سے گریز کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی لاطینی چاہتا کہ اسکا بیٹا روما کا شہری ہو جائے تو وہ اسے کسی رومی کے ہاتھ بیچ ڈالتا اور اس سے بیع کے طور پر یہ معاہدہ کرلیتا کہ وہ اس نوجوان کو آزاد

---

[1] لیوی ۴۰، ۵۱ - تفصیل معلوم نہیں ہے
[2] قانون کلاڈیا متعلق بہ حلفا - لیوی ۴۱، ۸، ۹

کر دے گا تا کہ وہ شہری ہو جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آزاد شدہ غلام کی حیثیت سے روما کا شہری ہو جانا بھی لاطینی شہری ہونے سے بہتر خیال کیا جاتا تھا جو شروع سے آزاد ہو مگر یہ معاملہ درحقیقت تبنیت سے اس قدر مشابہ تھا جو لوگ اس طور سے شہری بنتے ہوں گے ان پر غلامی کا داغ نہ رہتا ہوگا بہت سے غریب یا پہ اصول رومی ایسے ہوں گے جو ان معاملات میں مربی بن جاتے ہونگے اور اس تدبیر کے کارگر ہونے سے اکثر لاطینیوں کو ترغیب ہوئی ہوگی کہ ترک وطن کر کے حق شہریت کا دعویٰ کریں بجائے اسکے کہ اس طولانی طریقہ کو اختیار کریں۔ حقِ شہریت کی خواہش اس غرض سے غالباً نہ ہوگی کہ مجالس میں رائے دینے کا حق حاصل ہو کیونکہ اِن جماعتوں کی قوت زائل ہوتی جاتی تھی۔ حصول شہریت کی خواہش لوگوں کو درحقیقت اسلئے تھی کہ اس سے نفع بہت تھا۔ اور روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ زمانۂ سابق میں لاطینی نوآبادیوں میں زمینوں کے بڑے بڑے قطعات دیئے جاتے تھے اور اِن نوآبادیوں کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی جسکی وجہ سے بعض رومی بھی کسب معاش کے لئے اِن میں شریک ہو کر لاطینی بن جاتے۔ مگر اب زمانہ بدل گیا تھا۔ ۱۸۳ ق م میں اندرون ملک میں جو نوآبادیاں قایم ہوئیں سب شہریوں کی تھیں۔ صرف معدودے چند لاطینیوں کو اجازت[1] دی گئی کہ اِن نوآبادیوں میں شریک ہو کر روما کی شہریت حاصل کرلیں ۱۸۱ ق م میں ایکویلیا کے قیام کے بعد اطالیہ میں پھر کوئی لاطینی نوآبادی نہیں قایم ہوئی۔ لڑائیوں کے بعد شہریوں اور حلیفوں کو انعام بحصہ مساوی ملتا تھا۔ مگر ۱۷۷ ق م میں ایک انسل کلاڈیس پلچر کے جشن[2] فتح کے بعد برخاست شدہ حلیف سپاہیوں کو شہریوں کے

---

[1] نوآبادی قایم کرنے والے کمشنروں کو اختیار تھا کہ چند غیر رومی اشخاص کو نئی نوآبادیوں میں شہری کی حیثیت سے داخل کرلیں۔ لیکن اس قسم کے واقعے نہایت محدود تھے۔ فقرہ ۷۷م میں اِسے نِیَس کا واقعہ دیکھو۔

[2] لیوی ۴۱، ۱۳، ۸

انعام کا نصف ملا۔ یہ کلاڈیس قانون کلاڈیا کا محرک تھا جس کا ذکر آچکا ہے۔ ۱۷۳ء میں بھی اسی طرز عمل کی پیروی کی گئی کانسل
لیوسٹومیس آلبینس نے جو اس سال کے سنسروں میں سے ایک کا بھائی تھا
ایک فرمان نافذ کیا جس میں لاطینیوں کو حکم دیا گیا کہ روما سے چلے جائیں
اور اپنے اپنے شہروں میں اپنے نام لکھائیں۔ سنسروں کی عنایت حسب سابق
آزاد شدہ غلاموں پر بھی اور ان میں سے ایک نے روما کے ایک نئے
مندر کی زینت کے لئے مشہور لاکی نی مندر کی سنگ مرمر کی سلیں زبردستی
نکال کر اہل روما کے کبر و نخوت کا ثبوت دیا۔ مگر یہ سخت زیادتی تھی سینٹ
نے حکم دیا کہ یہ سلیں واپس کر دی جائیں۔ اس حکم کے مطابق سلیں واپس تو
کر دی گئیں مگر پھر اپنے مقام پر جمائی نہ گئیں اور مندر کے صحن میں عرصۂ دراز
تک پڑی رہیں جس سے ہر کس و ناکس پر ثابت ہوتا رہا کہ روما نے یونانی
روایات اور جنوبی اطالیہ کے باشندوں کے جذبات کو کس طرح پامال
کیا تھا۔ جس چیز سے پیرس اور ہینی بال نے تعارض نہ کیا تھا اطالیہ کی
مرکزی قوت (روما) کے ایک عہدہ دار (فل ویس) نے یوں بے سوچے
سمجھے تباہ کر دی۔

مالیات۔ سرکاری اراضی بدانتظامیاں

(۷۰۳) انھیں سنسروں کو یکایک خیال آیا کہ لوگ کیم پے نیا کی سرکاری
اراضی میں مداخلت کر رہے ہیں اور اجارہ دار لگان ادا نہیں کرتے۔ ممکن
ہے کہ ملک شام سے تاوانِ جنگ کی جو سالانہ قسطیں وصول ہو رہی تھیں
انکی وجہ سے خزانہ معمور ہوا اور سابق کے سنسروں نے لگان وصول کرنے
میں تساہل کیا ہو۔ لیکن اس سال جو قسط وصول ہونے والی تھی وہ آخری تھی
کیم پے نیا کی اراضی کی سرحدوں کی از سر نو تصدیق کی گئی اور ۱۷۲ء میں لگان

۱۔ ۱۷۳ء میں کانسل تھا اسلئے سنسروں کی میعاد عہدہ میں دو برس خدمت ہو گا۔ ایک
پوسٹومیس ۱۷۴ء میں بھی کانسل تھا۔ لیوی ۴۲، ۱۰، ۳۔
۲۔ لیوی ۴۲، ۳۔
۳۔ لینگ تاریخ روما ۱۰۸ (دوم ۲۶۰)۔
۴۔ لیوی ۴۲، ۱۹، ۱ تا ۲۔

کے برابر وصول کرنے کا انتظام کیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے مالیہ کی حالت قابلِ اطمینان نہ تھی اور سنیٹ کو مقدونیہ کی آیندہ جنگ کا بھی خیال ہو۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ ۱۸۴ء کے سنسروں نے سرکاری ٹھیکوں کے معاملہ[1] میں سہل انکاری سے کام لیا مگر طبقۂ ایکوائٹ کی فہرست کی ترمیم میں نہایت سختی سے کام لیا۔ ممکن ہے کہ یہ افراد یا جماعتوں کے باہمی عناد کی وجہ سے ہو۔ اسی زمانہ میں ایک واقعہ ہوا جس سے لاطینیوں اور دوسرے حلیفوں کی ناراضی بڑھ گئی۔ کانسل ل۔ پوسٹومیس کو ہدایت کی گئی تھی کہ کیم پے نیا جا کر سرکاری اور خانگی اراضی کی حدود کا تعین کردے۔ اس کے راستے میں پیری نیس ٹی[2] کا شہر پڑتا تھا یہ شہر ان چند قدیم باقی ماندہ لاطینی شہروں میں تھا جو ایک زمانہ میں لاطینیوں کے عظیم الشان اتحاد میں شامل تھے ۳۳۸ء میں اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد سے اس شہر کا شمار روما کے درجۂ اعلیٰ کے حلیفوں میں تھا۔ روما کی اس شہر نے قابلِ قدر خدمات کی تھیں اور اسے اپنی موجودہ حیثیت پر ناز تھا۔ مگر زمانہ بدل گیا تھا اور پوسٹومیس کو اس شہر کے باشندوں سے عناد تھا جسکی وجہ حسب ذیل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ یہ اپنی ذاتی ضرورت سے کوئی قربانی کرنے کے لیئے وہاں گیا تھا تو وہاں کے حکام نے سرکاری یا خانگی حیثیت سے اس کی خاطر مدارات نہ کی جس کا اسے بہت رنج ہوا۔ مگر اب وہ کانسل تھا اور اس میں اپنے طبقہ کے اشخاص کی طرح کبر و نخوت کا مادہ بہت تھا۔ اس لیئے انھیں متنبہ کرنے اور ذلیل کرنے کے لیئے پیری نیس ٹے کے صدر حاکم کو حکم دیا کہ سرکاری طور پر اسکا استقبال کیا جائے، سرکاری صرفہ سے اس کی مہمانداری کی جائے اور اگلی منزل تک سواری کا انتظام کیا جائے۔ مگر اس حکم دینے کا وہ بالکل مجاز نہ تھا۔ البتہ سنیٹ کا کوئی قانون یا حکم ایسا نہ تھا جسکی رو سے ایک لاطینی

---

[1] لیوی ۳۹، ۴۴ ۔ ۲ ۔ ۷ ۔ ۹، سیٹن بورن ۔
[2] لیوی ۴۲، ۱ ۔ ۶ ۔ ۱۲ تک

حلیف کی یہ تذلیل ممنوع ہوتی۔ سلطنت روما اپنے عہدہ داروں کے سفر کے لئے ذرایع خود بہم پہونچاتی تھی۔ زمانۂ سابق کے رومیوں کو کبھی یہ وہم وگمان بھی نہ ہوگا کہ کوئی کانسل رومی حلیفوں کو اس طرح پریشان کریگا اور اپنی ضد کو پورا کرنے کے لئے انھیں اس طریقہ پر زیر بار کریگا۔ زمانۂ سابق میں رواج کے عمدہ اصول پر عمل تھا۔ روما اور حلیف شہروں کے سربرآوردہ لوگوں میں دوستانہ تعلقات تھے جسکی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی خاطر مدارات خوشی سے اور بطریقۂ احسن کرتے تھے پوسٹومیس تو حکم دے چکا تھا اگر پری نیس ٹے کے لوگ چاہتے تو سینٹ میں مرافعہ کرسکتے تھے۔ مگر اس زمانہ کی سینٹ سے کیا یہ امید ہوسکتی تھی کہ وہ لاطینی حلیفوں کے مقابلہ میں اپنے طبقہ کے ایک فرد پر معترض ہوں یا اسکے افعال میں مزاحم ہوں۔ ان لوگوں نے اسی لئے حکم کی تعمیل کی یہ انکے اطاعت قبول کرلینے سے آیندہ کے لئے ایک بڑی نظیر قایم ہوگئی اور روما کی شہنشاہی دست اندازیوں میں ایک نئی منزل کا آغاز ہوا۔

سنیٹ اور سرمایہ دار

(۶۳۱) واضح رہے کہ اس زمانہ میں کئی شرمناک واقعات ہوئے جن سے سمجھدار لوگوں کو ضرور پریشانی ہوئی ہوگی ۱۷۱ سے ۱۶۹ تک متعدد ایسے ناگفتہ بہ واقعات ہوئے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ رومی حکومت کمزور ہو رہی ہے اور ممالک مقبوضہ میں اپنے صوبجات پر قابو نہیں رکھ سکتی۔ آسٹریا، لیگیوریا اور ہسپانیہ کے رومی افسر سخت حکم عدولیوں، ظلم اور بدانتظامی کے مرتکب ہوتے تھے مگر نہ تو خاطیوں کو سزا ہوتی اور نہ مظلوموں کے نقصان کی تلافی ہوتی یونانیوں پر جو وحشیانہ مظالم ہوئے ہیں اور مقدونیہ کی جنگ کی ناکامی سے ان خرابیوں میں اور اضافہ ہوا۔ اصلاح پسندوں کے خلاف جو رجعت ہوتی تھی یہ اسکا نتیجہ تھا مگر اصلاح پسند بالکل بے بس تھے لیکن موجودہ حالت سے سمجھدار امرا کو سخت ہراس ہوا اور ایک رجعت شروع ہوگئی جس سے اصلاح پسند پھر با اقتدار ہوگئے ۱۶۹ کے لئے دو زبردست آدمی سنسری

سلہ لیوی ۴۳، ۱۴-۱۶ تک

کی خدمت کے لئے منتخب ہوئے یعنی گ۔ کلاڈیس پلچر اور ٹائبیریس سیم پرونیس گراکس۔ یہ دونوں ۱۷۵ء میں کانسل رہ چکے تھے۔ کلاڈیس ایک سرگرم مگر شوریدہ سر شخص تھا اور اسی نے قانون کلاڈیا نافذ کرایا تھا۔ ٹائبیریس نے ۱۸۷ء میں برادران سی پیو کو بچایا تھا اور ہسپانیہ اور سارڈی نیا کی جنگوں میں نام حاصل کیا تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں[۱] کہ اُنھوں نے فوجی بھرتی کے عمل میں آنے میں اور بیرون ملک کی فوج میں ضبط فوجی کے بحال کرنے میں مدد دیکر کمزور کانسلوں کی تائید کی تھی۔ سنیٹ کی فہرست کی ترمیم میں اونھوں نے سابقہ سنسروں سے زیادہ سختی کی تھی اور ایکوائٹ طبقہ کے متعلق بھی اونھوں نے ایسی ہی سختی کی مگر قبل اسکے کہ وہ اس کام کو شروع کریں، ان میں اور سرمایہ داروں میں ایک نزاع ہو گئی جس سے وہ سخت مشکلوں میں پھنس گئے۔ ان دونوں کو خیال تھا کہ ان سے پہلے کے سنسروں نے سرکاری ٹھیکے ٹھیکہ داروں کو ایسی شرطوں پر دیدئے تھے جن میں اونھیں نفع تھا یا ان ٹھیکہ داروں نے اپنا کام ٹھیک طور پر نہیں کیا تھا۔ اسلئے اونھوں نے اعلان کر دیا کہ اب ان ٹھیکہ داروں کی درخواستوں پر کوئی لحاظ نہ ہوگا۔ اس اعلان سے سرمایہ دار جامے سے باہر ہو گئے۔ سرکاری جائداد کی تنقیح کے دوران میں گراکس نے حکم دیدیا تھا ایک دیوار گرا دی جائے جو سرکاری زمین پر آگئی تھی دیوار کا بنانے والا روٹی لیس کا متوسل تھا جو اِس سال ٹری بیون تھا اور طبقہ ایکوائٹ سے تعلق رکھتا تھا۔ روٹی لیس برافروختہ ہو گیا اور اپنے متوسل کو بچانا چاہا لیکن دوسرے ٹری بیون پیچھے ہٹ گئے اور سنسروں نے دیوار بنانے والے پر غالباً حکم عدول کی پاداش میں جرمانہ کر دیا اس مخالفت سے ٹری بیون اور ناراض ہوا۔ اس نے خارج شدہ سرمایہ داروں کی حمایت شروع کردی اور ایک قانون کے پیش کرنے کی اطلاع دی جس کا منشا یہ تھا کہ ٹھیکوں کے متعلق سنسروں کی کارروائی منسوخ کر دیجائے اور یہ حکم دیا جائے کہ تمام ٹھیکوں کے متعلق از سرنو کارروائی

---

[۱] دیکھو فقرہ ۱۷۵ء

کی جائے جس سے کوئی خارج نہ کیا جائے۔ قبل اسکے کہ اس تجویز کے متعلق رائیں لیجائیں اس پر ایک بے ضابطہ جلسہ Contio میں بحث ہوئی اور سنسروں نے اس کی مخالفت کی۔ اس جلسہ میں کلاڈیس اور ٹری بیون کے درمیان ایک جھڑپ ہوگئی کلاڈیس نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ لوگوں سے خاموش رہنے کے لئے کہے۔ مگر ٹری بیون نے اسکے یہ معنے لئے کہ وہ اسکے حقوق میں دست اندازی کر رہا ہے کیونکہ اسی ٹری بیون نے جلسہ منعقد کیا تھا۔ روٹی لیس نے اس بہانے سے اپنا کام نکالنا چاہا اور اعلان کر دیا کہ سنسر اسکے اور اسکے منعقد کئے ہوئے جلسے کے حاضرین کے درمیان مزاحم ہوا تھا اور یہ کہکر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے دونوں سنسروں پر غداری Perduellio کا الزام لگایا سنسروں پر یہ لازم نہ تھا کہ اپنے عہدہ کی میعاد میں اسکی جوابدہی کریں مگر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ طے کر لیا کہ الزام سے فوراً برأت حاصل کر لینا بہتر ہے اس لئے انھوں نے اپنے سرکاری کاغذات کو سربمہر کر دیا۔ اپنے ملازمین کو برخاست کر دیا اور سرکاری کام کو مقدمہ کے تصفیہ تک ملتوی کر دیا۔ رائے دینے کا دن جب آیا تو معلوم ہوا کہ سرمایہ داروں کا زور کس قدر بڑھ گیا ہے۔ درجۂ اول میں غلبۂ آرا کلاڈیس کے خلاف تھا جسکا مقدمہ اسکے شریک عہدہ کے مقدمہ سے قبل پیش ہوا تھا۔ کلاڈیس کو سزا ہو جاتی مگر گراکس کی تائید سے جو ہر دل عزیز تھا اور سر برآوردہ امرا کی کوششوں سے وہ سزا سے بچ گیا۔ ان امیروں نے غریب رائے دہندوں سے جنھوں نے ابتک رائے نہیں دی تھی بہت کچھ منت سماجت کی اور ان کا رخ بدل دیا۔ گراکس کو اپنے شریک عہدہ کی طرف سے سخت پریشانی تھی مگر لوگوں نے یقین دلایا تم بری ہو جاؤ گے۔ اسکے بعد اس نے قسم کھائی کہ اگر کلاڈیس کو سزا ہوی تو میں اپنے مقدمے کے فیصلے کا انتظار نہ کروں گا بلکہ اس کے ساتھ جلاوطن ہو جاؤں گا مگر باوجود اسکے کلاڈیس صرف آٹھ سنتوریوں کی رائے کے غلبہ سے بچ سکا۔

سلہ جمہوریہ کے اوائل (سلہ۴۹۲ قم) میں کسی ٹری بیون کا قطع کلام کرنا جبکہ وہ پلی بین طبقہ کو مخاطب کر رہا ہو قانون اسی کی ہی کے ذریعہ سے ممنوع کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد گراکس کے خلاف بھی مقدمہ نہ چلایا گیا۔[1]

دستور کی عملی کارروائی میں تغیر

(۲۳۲) اس قصہ میں کئی امور ہیں جن سے اس زمانہ کے رومی سیاسیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اولاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بڑی جماعتوں یعنی امرائے سینٹ اور طبقہ ایکوائٹ کے سرمایہ داروں میں سخت مخالفت تھی اور یہ کہ امرا کو غلبہ بڑی دقت سے ہوا تھا۔ فی الحقیقت سرمایہ داروں کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور چند سال کے بعد وہ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی کا باعث ہونے والے تھے۔ ثانیاً دولتمند لوگ چونکہ دو مخالف جماعتوں میں منقسم تھے اس لئے اُنکی باہمی نزاع کا فیصلہ غریب تر شہریوں کی جماعت کرتی ہے۔ ثالثاً ٹربیون کی قوت کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کیا جاتا ہے حالانکہ ایک زمانہ میں شہر کی حدود کے اندر کوئی اسکا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ بالفاظ دیگر ٹربیونوں کے وسیع اقتدارات حسب سابق تھے مگر عملاً اُن سے کام لینا ناممکن تھا۔ اور حالت یہ ہوگئی تھی کہ جب سنسر اور ٹربیون جو دونوں سینٹ کے بندۂ حکم تھے آپس میں لڑتے اور سینٹ سنسر کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتی تو ٹربیون یہ جرات نہ کرسکتا تھا کہ سنسر کو گرفتار کرکے قید کردے۔ اس کے علاوہ دوسرے ٹربیون بظاہر کسی فریق کے طرفدار نہ تھے سنسر جسکی تائید پر سینٹ تھی اس قدر نڈر ہوگیا تھا کہ سزا پاتے پاتے بچ گیا۔ رابعاً یہ معلوم ہوتا ہے عوام ابتک امرا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ اُن کی حکومت کے وہ خوگر ہوگئے تھے، مگر یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ جانبین نے رشوت وہی سے کام لیا ہو۔ بہرکیف اس واقعہ کے بعد ضروری ہے کہ مجلس عامہ کی دستوری حیثیت پر نظر رکھی جائے کیونکہ ظاہر تھا کہ عوام ہمیشہ اپنی رائیں اس طرح نہ دے سکتے تھے کہ سلطنت کے مفاد محفوظ رہیں۔

سنسر اور آزاد شدہ غلام

(۲۳۳) اسکے بعد سنسروں نے اپنا کام سختی اور سرگرمی سے شروع کیا

[1] لیوی ۴۳، ۱۶-۴۴، ۱۶-۵۴، ۱۵) تین مختلف فقروں میں اس قابل یادگار مردم شماری کا ذکر ہے۔ متن میں اسقام ہیں مگر فی الجملہ واقعات واضح ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کام میں وقت

ایکوائٹ طبقہ کی فہرست کی ترمیم میں انھوں نے متعدد اشخاص کو نااہل ہونے کی علت میں فہرست سے خارج کردیا جن میں انکا مخالف روٹی لیس بھی تھا جسے اونھوں نے Aerarii کے ذلیل طبقہ میں شریک کردیا۔ مگر انکا اہم کام یہ تھا کہ شہریوں کی فہرست تیار کریں اور وہ چاہتے تھے کہ آزاد شدہ غلاموں کو قبائل میں شریک کرنے کا مسئلہ طے ہوجائے۔ موجودہ انتظام یہ تھا کہ ان میں سے جن کے بیٹے پانچ سال کی عمر سے زیادہ ہوتے وہ ۳۱ دیہاتی قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک ہوسکتے اور باقی صرف چار شہری قبیلوں میں شریک کئے جاتے۔ جو لوگ کہ پہلے ہی سے رجسٹر میں شریک تھے انکے متعلق یہ ترتیب باقی رہی۔ لیکن غلامی کے رواج کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آزاد شدہ غلاموں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی اور یہ مقصود تھا کہ ان کا اثر بڑھنے نہ پاوے کیونکہ امرا اس کے خطرہ سے آگاہ ہوگئے تھے اور اندیشہ تھا کہ جب ان کی تعداد بہت بڑھ جائیگی تو وہ اپنے مربیوں کی پروا نہ کرینگے اور انکے قابو سے نکل جائینگے۔ ان کے متعلق یہ اصول قرار پایا کہ ان میں سے جن کی اراضی کی قیمت ۳۰۰۰۰ سسٹرس کی (۳۰۰ پونڈ انگریزی) سے زیادہ ہو یعنی جو اپنی جائداد کی قیمت کی تشخیص کی بنا پر پہلے اور دوسرے درجہ کی سنتوریوں میں شریک ہوسکیں ہر دیہاتی قبیلے میں شریک کرلئے جائیں۔ ان کے علاوہ جو آزاد شدہ غلام تھے انکے متعلق گراکس کی یہ رائے تھی کہ وہ کسی قبیلہ میں شریک نہ کئے جائیں مگر کلاڈیس کا خیال تھا کہ اگر ہم نے یہ کیا تو ہم اپنے اختیارات سے تجاوز کرجائینگے۔ مگر بالآخر یہ تصفیہ ہوا کہ غریب آزاد شدہ شہری چار شہری

بقیہ نوٹ صفحہ (۳۰۶) بہت صرف ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اختلافات بہت پیدا ہوگئے تھے۔ یہ قرین قیاس ہے کہ لیوی نے اپنے تذکرہ کے مختلف حصوں میں مختلف ماخذ سے کام لیا ہے ؎

۱؎ ان کے ان بیٹوں کے متعلق یہ گمان کیا جاتا کہ وہ آزاد پیدا ہوئے ہیں Ingemui مگر کم حیثیت خیال کئے جاتے۔ دیکھو فہرست مضامین آزاد شدہ غلام۔ اور فقرہ ۲۶۱ ؎

قبیلوں میں سے صرف ایک میں شریک کئے جائیں اور اس کے لئے قبیلہ ایسکوی لین کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں سنسروں میں پورا اتفاق تھا اور اُنکی فراست اور استقلال کا سنیٹ نے شکریہ ادا کیا مگر جب اونھوں نے درخواست کی کہ انکے عہدہ کی میعاد میں توسیع کی جائے تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ جن تعمیرات عامہ کے ٹھیکے دئے گئے ہیں انکی تعمیر ٹھیک ٹھیک طور پر ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ روٹی لیس کی مخالفت سے انکا کام رک گیا تھا، تو ایک ٹری بیون نے اس تجویز کو روک دیا[1] اور رد ہ بار آور نہ ہوئی۔ یہ ایک قسم کا انتقام تھا کیونکہ اس شخص کو سنسروں نے سینٹ کے ارکان کی فہرست میں شریک نہ کیا تھا۔

خدمت سنسری کی ناکامی۔ (۶۲۳) سنسروں کی کارروائیوں سے رجحان زمانہ کی اصلاح کی اس قابل یادگار کوشش کا یہ انجام ہوا۔ لاطینوں کی شکایتوں کو رفع کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اور قانون کلاڈیا کے بانی سے اس کی امید یہ نہ ہوسکتی تھی اسکے علاوہ سنسروں کی کارروائیوں کا اثر صرف آیندہ مردم شماری تک رہتا تھا۔ روزافزوں عیاشی اور آوارگی کو روکنے کے لئے قانون وکونیا نافذ ہوا تاکہ عورتوں کے قبضہ میں جائداد بڑھنے نہ پائے[2] ۱۶۹ء ق م میں پڈنا کی فتح کے بعد جب ہر طرح سے اطمینان ہوگیا اور فتوحات کی وجہ سے ہُن برسنے لگا تو عیاشی

[1] یہ واضح نہیں ہے کہ یہ مداخلت Inter cessio سنیٹ میں ہوئی یا مجلس عامہ میں۔ اپنے عہدہ پر فائز ہونے کی حالت میں ٹری بیون سنیٹ میں جا سکتا تھا مگر اسکے بعد نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ سنیٹ کی فہرست میں شریک ہو۔

[2] اس قانون اور قانون فیوریا کے متعلق دیکھو گایس دوم ۲۲۵، ۲۲۶، ۴، ۲۴ بر پوسٹ کا قول۔ لینگ تاریخ روما دوم ۲۳۹، ۲۸۰۔ لیوی خلاصہ او رحصہ ۴۱ کے آخر میں وی سین بورن کا نوٹ۔ اوریلی کی فہرست قانونی میں دوکونیا سسرو پروبالبو ۲۱۔ De repub سوم ۱۰۔ کیٹو نے اس قانون کی تائید کی تھی۔ دیکھو فقرات ۶۴۹ تا ۶۵۱ کتاب ہذا۔

اور بدلطواری کا پھر زور ہوگیا اور قدامت پسند مصلحوں نے اسکے سدباب کی جو کوششیں کین سب رائگاں گئیں ؎

(۶۳۵) اس عہد کے اواخر کے سنسروں کا حال بہت کم باقی ہے کیونکہ اسکے متعلق لیوی کی تاریخ کا حصہ ناپید ہوگیا ہے۔ البتہ ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ ان کا طرز عمل نہ تو زبردست تھا نہ مستقل۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد غلاموں نے جن حقوق کو کھو دیا تھا انھیں پھر حاصل کرلیا۔ انکی تعداد بھی برابر بڑھتی جاتی ہوگی کئی مرتبہ شہریوں کی تعداد کم پائی گئی مگر اس کی یہ وجہ ہوگی کہ صحیح النسب رومیوں کی تعداد گھٹتی جاتی تھی۔ مگر اس اثنار میں لاطینی حسب سابق شہریت روما سے محروم رکھے جاتے تھے۔ اور حلیفوں کے ساتھ بالعموم بدسلوکی ہوتی تھی۔ اطالیہ کی آبادی کے اچھے عناصر کو سلطنت میں شریک کرنے کی امید اور بھی موہوم ہوگئی تھی۔ سرمایہ داروں کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ رومی طبقہ ایکوائٹ کے سوا اب جنگوں میں شریک نہ ہوتے تھے صاحب جائداد اشخاص جو طبقۂ امرا میں سے نہ تھے باہم متحد تھے اور انکے اثرات کا مقابلہ کرنا بسا اوقات سخت دشوار ہوتا انکا ایک علیحدہ طبقہ ہوگیا تھا اور آئیندہ عہد میں اس طبقہ Equester ordo کا وجود علانیہ تسلیم کرلیا گیا۔ ۱۴۲ء میں پالس سنسر تھا۔ اگر اس کی صحت اچھی ہوتی تو اس حالت میں وہ کچھ کرنہ سکتا کیونکہ فلپس سادہ ننگ آدمی اسکا شریک عہدہ تھا لیکن اس کی صحت بہت خراب تھی ۱۶۰ء میں اس کے انتقال سے نیک دل امرا کی جماعت میں اسکا کوئی جانشین نہ ہوسکا۔ اس کے وجود سے نئے خیال کے امرا پر ایک قسم کا روک تھا مگر اب اس خودغرض اور حریص جماعت نے سنیٹ میں پورا رسوخ حاصل کرلیا۔ ۱۵۹ء، ۱۵۴ء، ۱۴۷ء کے سنسروں کا ذکر ہم نہ کریں گے ۱۴۲ء میں سی پیو امی لیانس اور ل۔ ممیس سنسر تھے سی پیو حقیقی محب وطن اور اس پر رومیوں کو پورا اعتماد تھا مگر دونوں میں اتفاق نہ تھا۔ اسلئے سیاسیات یا تمدن میں سی پیو اگر کوئی اصلاح کرنا چاہتا تو مجبور تھا۔ مگر ملک کی حالت غالباً اب اس قدر خراب ہوگئی تھی کہ اگر دونوں سنسروں میں

اتفاق بھی ہوتا تو وہ کچھ کر نہ سکتے تھے۔ ۱۲۹ ق م میں کیٹو مر گیا جو اصلاحی تدابیر کا دل سے مؤید تھا۔ ایمی لیانس پند و نصیحت کرتا رہا مگر اس کی یہ سعی عبث تھی۔ مردم شماری کے کام کے ختم ہونے کے بعد جب حسب دستور تطہیر Lustrum کیلئے قربانی ہوئی تو اس نے اختتام پر جو دعا ہمیشہ مانگی جاتی تھی اس کے الفاظ میں اس نے خفیف سا تغیر کر دیا یعنی دیوتاؤں سے اس نے دعا کی کہ بجائے اس کے کہ روما کو مزید عظمت بخشیں اسکو صحیح سالم رکھیں۔ وہ تاڑ گیا تھا کہ روما کا شہنشاہی کام اسکے بوتے سے باہر ہو گیا تھا اور یہ کہ بحالت موجودہ رومیوں کے خصائل اور ادارات میں وہ وسعت پیدا نہ ہو سکتی تھی جو شہنشاہیت کی روز افزوں ضروریات کے لئے درکار تھی۔ سپی پیو کا رجحان طبع زندگی کے تاریک پہلو کی طرف تھا مگر وہ خوب سمجھتا تھا کہ جمہوریہ پر جو بار پڑ رہا ہے اسکی وہ متحمل نہ ہو سکیگی۔

اصلاح کا ناممکن ہونا

(۶۳۶) روما کی حالت فی الحقیقت اس قدر ردی ہو گئی تھی کہ سچے محب وطن بھی اسکی اصلاح کی کوئی تدبیر نہ نکال سکتے تھے اس وقت ضرورت یہ تھی کہ صرف اہلیت رکھنے والے اشخاص حکام مقرر ہوتے اور وہ وفا شعاری کے ساتھ مرکزی حکومت کے احکام کی تعمیل کرتے اور اندرون و بیرون ملک میں قابلیت کے ساتھ اسکی نیابت کرتے، خود غرض امیروں کی سازشیں روک دی جاتیں اور سینیٹ کے سر غنے دور اندیش ہوتے جنھیں صرف سلطنت کے مفاد کی فکر ہوتی، روما کی دوغلی مخلوق میں جن پر مجالس مشتمل تھیں ایسے جذبات پیدا ہوتے جو شہریاں روما کے لئے موجب فخر ہوتے اور انھیں سلطنت کے حقیقی مفاد کا احساس ہوتا، ٹھیکہ داروں میں ایمانداری اور فوجوں میں ضبط فوجی ہوتا۔ محبان وطن کی بھی آرزوئیں ہونگی مگر یہ آرزوئیں اب پوری نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ پر اثر کارروائی کے شروع کرنے کی کوئی تدبیر بظاہر نظر نہ آتی تھی اور نظام سیاسی کا ہر عنصر رفتہ رفتہ دوسروں کو خراب کر رہا تھا۔ اصلاح کے عدم امکان کی اصل وجہ کا دریافت کرنا بھی دشوار نہیں۔ زمانۂ قدیم میں روما کو جو قوت

---

[۱] والیریس میکسیمس ۴، ۱، ۱۰ ئ

یا ترقی حاصل ہوئی تھی وہ کمالات عقلی یا نظام سیاسی کے مکمل ہونے کے باعث سے نہ تھی بلکہ حقیقی فرض شناسی اور انتہائی ایثار کی وجہ سے تھی اور اُس حقیقی ہم آہنگی کی وجہ سے جو باہمی نفاق پر ہمیشہ غالب آجاتی تھی۔ اسکے نظام سیاسی کی روح رواں اسکی اخلاقی قوت تھی اور یہی اخلاقی قوت اب سرعت کے ساتھ زائل ہورہی تھی۔ صفحات تاریخ میں ایسی قوموں کا حال مذکور ہے جو ہزیمتوں اور نقصانات سے تعرّ ذلت میں پہونچ گئی تھیں مگر انھیں ناکامیوں نے تازیانہ کا کام کیا اور ان کے احیاء کا باعث ہوئیں مگر روما میں یہ حالت نہ تھی کیونکہ اسے رقیبوں کی طرف سے کوئی خوف باقی نہ تھا روما کی حالت اب ایک حقیقی قوم یا عضوی سلطنت کی نہ تھی کیونکہ اس کی فتوحات نے اسکو اس درجہ پر نہ پہونچنے دیا اور اطالوی حلیفوں کے ساتھ اس کا جو سلوک تھا اسکی ایک دلیل ہے۔ زمانۂ سابق میں اسکی کامیابی کا یہ راز تھا کہ پہلے تو غیر ملکیوں کو وہ اپنے فرائض میں شریک کرلیتا اور پھر حقوق میں۔ لیکن اس عہد میں رومی فرائض کے ادا کرنے سے پہلو تہی کرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ حقوق سب انھیں کے ہوں قانون پورکی سے جو حقوق شہریوں کو ملے ان سے ان میں اور غیر شہریوں میں ایک خاص امتیاز ہوگیا ؎

قوانین پورکی

(۶۳۷) یہ تین قوانین تھے جنہیں کبھی ایک بھی بیان کیا جاتا ہے اور کسی نہ کسی شکل میں ان کا اصل اصول یہ تھا کہ بعض حالتوں میں روما کے شہری سزائے تازیانہ سے مستثنیٰ کردئے گئے۔ ان قوانین کی تاریخ کا تعین نہیں ہوسکتا مگر یہ غالباً اسی زمانہ کے ہیں اور پہلے قانون کا بانی غالباً کیٹو تھا مسٹر گرینج کا قیاس یہ ہے کہ ان قوانین میں سے کم از کم ایک کا منشا یہ تھا کہ فوجی بھرتی کے موقع پر جب حاکم اپنی جبری قوت سے کام لے تو شہری مجلس عامہ میں مرافعہ کرسکیں یہ قیاس صورت حال کے مطابق ہے کیونکہ شہریوں کو بیرون ملک کی فوجی ملازمت شاق گزرنے لگی تھی اور اسکا بار بیجا طور پر حلیفوں پر پڑرہا تھا۔ ان قوانین کے تفصیلی امور خواہ

ؔ کلاسیکل ریویو نہم ۲۴۷ ؎

کچھ ہی ہوں مگران کا عام نتیجہ یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے شہری سزائے تازیانہ سے محفوظ ہو گئے اور اس طرح ان میں اور بے یار و مددگار حلفا میں ایک تکلیف دہ امتیاز ہو گیا صرف فوجی معاملات ہی میں حلیف کمتر درجہ کے خیال نہ کئے جاتے تھے جسکا ذکر ہم کر چکے ہیں بلکہ دوسرے معاملات میں بھی مثلاً کیٹو کی ایک تقریر سے[1] معلوم ہوتا ہے کہ کسی رومی حاکم کے حکم سے کسی حلیف شہر کے سربرآوردہ لوگوں کو تازیانے لگائے گئے۔ ایک واقعہ ضمناً مذکور ہے کہ پاتاویم سے قیام امن میں مدد دینے کے لئے[2] ایک درخواست سینیٹ میں پیش ہوئی تھی لیکن وہاں کی جماعتوں میں سخت اختلافات Seditio ہو گئے تھے اور خانہ جنگی کی نوبت آگئی تھی۔ ایک کانسل کو جو گال روانہ ہو رہا تھا ہدایت کی گئی اور اس نے خوش اسلوبی کے ساتھ اس نزاع کو طے کر دیا۔ مگر اس واقع کو تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نزاع امیروں اور غریبوں کے درمیان ہو اور کانسل نے امیروں کی تائید کی ہو اس طرز عمل کو رومیوں نے ضرور قابل اطمینان خیال کیا ہوگا۔ مقامی امور میں جب رومیوں سے مداخلت کی درخواست کی جاتی تھی تو یقیناً کسی نہ کسی جماعت کی طرف سے ہوتی تھی۔

حلیف اور اہل صوبجات

(۲۳۶) لاطینی اور دوسرے حلیف اپنی موجودہ سیاسی حیثیت سے غیر مطمئن تھے مگران کے ساتھ صریحی زیادتیاں غالباً شاذ ہوتی ہونگی اور دوستانہ تعلقات اور ایک دوسرے کی خاطر مدارات کرنے سے روما سے اون کے تعلقات خوشگوار ہوں گے اسکے علاوہ اپنی حالت کی اصلاح کی طرف سے بھی انھیں مایوسی نہیں ہوئی تھی مگر روما کے صوبجات مفتوحہ کے باشندوں کی

---

[1] گیلیس دہم ۳، ۱۷ (کیٹو جارڈن) صفحہ ۱۲ یہ واقعہ شمال اطالیہ کے کسی مقام کا ہے۔

[2] دیکھو لیوی، ۴۳، ۴۶ پر دی سین بورن کا حاشیہ۔ یہ لوگ حلیف ضرور تھے کیونکہ ان کا Societas ہونا بیان کیا گیا ہے کیٹو کی حیثیت پیرو کار استغاثہ کی تھی مگر اصل واقعہ کی صحت میں شک نہیں ہو سکتا ہے

حالت قابل رحم تھی کیونکہ نہ تو انہیں کسی قسم کی امید تھی نہ انکا کوئی پرسان حال تھا۔
ہم نظام صوبجاتی کے آغاز اور اس قسم کے چھ صوبوں کے وجود میں آنے کا ذکر کر چکے ہیں یہ صوبے حسب ذیل تھے۔ (۱) سسلی (۲) سارڈینیا و کرسیکا (۳ و ۴) ہسپانیہ کے دو صوبے (۵) افریقہ (۶) مقدونیہ۔ ان میں امر مشترک یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک کا رومی صوبہ دار ایک عارضی مطلق العنان حاکم تھا جسے پورے فوجی اور ملکی اختیارات حاصل تھے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ صوبہ کے منشور Lex کے خلاف کچھ نہ کرسکتا تھا۔ مگر ممکن تھا کہ حاکم اور محکوم اس منشور کی تعبیر مختلف طریقوں پر کرتے اور حاکم کی رائے غالب ہوتی اور اکثر ملکی معاملات کو غیر معین فوجی قانون کے تحت میں لے آتا۔ اپنے عہدہ کا جائزہ لینے سے قبل روما کے عدالتی پریٹروں کی طرح وہ ایک فرمان نافذ کر کے[1] ان اصول کا اعلان کر دیتا جن پر وہ عدالتی کارروائیوں میں کاربند ہونے کا قصد رکھتا۔ مگر اپنے عہدے کی میعاد میں اسپر کسی قسم کا روک نہ تھا اور ہر چیز کا دار مدار اسکے عہد میں اپنے عہد و پیمان پر قائم رہنے پر تھا۔ ہر صوبہ میں مختلف بستیوں کے حقوق و مراعات یکساں نہ تھے جس سے ظاہر ہے کہ اسکا لحاظ رکھنا صوبہ دار کے لئے کس قدر ضروری تھا۔ جن شہروں نے رومیوں کا خیر مقدم کیا مثلاً اِسانا یا یوٹیکا ان کے ساتھ خاص رعایت کی گئی برخلاف اسکے سیراکیوز جس نے اسکا مقابلہ کیا درجۂ ادنے میں کر دیا گیا۔ اعلیٰ درجہ کی بستیوں کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی، ان کے مقبوضات اور مقامی قوانین برقرار رکھے گئے اور تمام صوبے میں انہیں[2] بقیت حقوق قانونی و تجارت حاصل تھا جس کی رو سے ان کے شہری اپنے شہر کے حدود کے باہر بھی جائداد پیدا کر سکتے تھے اور اس پر قبضہ رکھ سکتے تھے۔ خود روما کے مفاد کے لحاظ سے بھی ضروری تھا کہ ہر درجہ کی بستیوں کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا جائے کیونکہ باجگذار ممالک کے فلاح و بہبود سے اسے نفع تھا اور ان میں

---

[1] دیکھو فقرات ۱۹۱، ۲، ۱۳ – ۱۳،۷۷ اور فہرست مضامین ؛

[2] دیکھو سسرو Inverr سوم ۹۳، ۱۰۸ اور ۲۵۲ ؛

نقض امن کے ہونے سے اسے زحمت ہوتی تھی اور صرفہ بھی ہوتا تھا۔ اس لئے
مرکزی حکومت یعنی سنیٹ ظلم وستم کو روا نہ رکھ سکتی تھی۔ لیکن سنیٹ کی انتظامی
تجاویز پر مقامی حالات کا پوری طور پر لحاظ رکھکر عمل کرنے کے لئے احتیاط اور
غور وفکر کی ضرورت تھی جسکی صلاحیت صوبہ داروں میں بوجہ تجربہ نہونے کے
بہت کم تھی۔ روما کے خاص طریقہ کار آموزی کی وجہ سے روما کے اعلے
خاندانوں کے افراد کو سیاسی معاملات سے عنفوان شباب میں روشناسی ہوجاتی
تھی اور جب تک کہ روما کی قوت اطالیہ تک محدود تھی یہ طریقہ کافی تھا مگر اسکی
حیثیت اب شہنشاہی تھی اسلئے اسکی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی تھیں۔ مستقل ملکی
عہدہ داروں کی کوئی خاص جماعت نہ تھی جو اپنے تجربہ کے لحاظ سے انتظامی امور
پر نگرانی کرسکتی۔ جیساکہ میں بیان کرچکا ہوں فوجوں کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ سپہ سالاروں
میں اہلیت نہ تھی اسی طرح صوبجات کی حکومت میں نقایص اس وجہ سے
تھے کہ حکام اپنے کام سے واقف نہ تھے نیک نیت صوبہ دار بھی مجبور تھے
کیونکہ اسٹاف میں ایسے لایق لوگ موجود نہ تھے جو انتظامی معاملات کو طے کرسکتے
اور ان کے عہدوں کی میعاد اس قدر کم ہوتی تھی کہ وہ خود اپنے کام میں مہارت
پیدا نہ کرسکتے تھے۔

قانون کا الپرنیا (۶۳۹) رومی مدبر نظیروں کا بہت لحاظ کرتے تھے اس لئے نئے صوبہ دار
کا منشور اپنے پیش رو کے منشور کی نقل ہوتا، البتہ حالیہ تجربوں کے لحاظ سے
کچھ ضروری ترمیم کردی جاتی۔ لیکن اصول کے مقابلہ میں مختلف صوبہ داروں
کی عملی کارروائیوں میں فرق ہوتا۔ مفتوح قوموں کے لئے ضروری تھا کہ ان کے
حکام کے طرز عمل میں استقلال اور یکسانی ہوتا کہ وہ اسے سمجھ سکیں اور اس پر اعتماد
کرسکیں اور اسکی ضروریات پوری کرسکیں۔ عدم تیقن کی وجہ سے بے اطمینانی
پیدا ہوتی جس سے کاروبار کو فروغ نہ ہوسکتا۔ اس وقت تک سخت ظلم
یا استحصال بالجبر کی مثالیں شاذ ونادر تھیں لیکن ہسپانیہ اور سارڈینیا کے
متعلق اس قسم کے واقعات کا ہم ذکر کرآئے ہیں۔ ممکن ہے کہ اہل صوبجات
ان مظالم کو بے چون وچرا برداشت کرتے ہوں کیونکہ تلافی کا حاصل کرنا بہت دشوار

تھا روما سے وہ بہت دور تھے اور چونکہ اس قسم کی خرابیوں کے پیدا ہونے کا
احتمال نہ تھا اس لئے کوئی ایسی عدالت قائم نہ کی گئی تھی جو اس قسم کے معاملات
کو طے کر سکتی ہم بیان کر چکے ہیں کہ زبردست مربیوں کی مدد اور موجودہ نظام
عدالتی کے ذریعہ سے دادخواہی کی کوشش کی گئی تھی مگر خاطی سزا سے بچ گئے
اور دادخواہوں کو صرف بے سود اظہار معدلت پر قانع ہونا پڑا۔ رفتہ رفتہ
صوبجات کی حالت اور بھی ابتر ہوتی گئی اور اسکی اصلاح کے لئے ایک اصلاحی
قانون کے نفاذ کی کوشش ۱۴۹ سنہ میں کی گئی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت
نے ان مظالم کے وجود کو تسلیم کرلیا تھا ایک ٹربی بیون ل کیا لپیس پیسو فروگی
نے ایک قانون نافذ کرایا جسکی رو سے استحصال بالجبر کے مقدمات کے
تصفیہ کے لئے ایک خاص عدالت قایم کی گئی۔ یہ شخص نہایت راست باز
تھا اور زمانۂ مابعد میں اس نے وقائع نگار کی حیثیت سے شہرت حاصل کی
اسکے قانون انسداد استحصال بالجبر Lex Calpurnia de repetundis
کی غایت یہ تھی کہ جو روپیہ جبراً وصول کیا گیا ہو وہ واپس کرا دیا جائے طریقہ کارروائی
یہ تھا کہ غیر ملکیوں کی عدالت کا حاکم ہر سال سینٹ کے ارکان میں سے اہل جوری
کی ایک فہرست تیار کرتا اور عند المطالبہ کسی مقدمہ کے تصفیہ کے لئے
اس فہرست میں سے انتخاب کرکے کسی مقدمہ کیلئے ایک عدالت قایم کردیتا۔
طریقہ کارروائی میں قدیم عملدرامد کی پابندی کی گئی تھی۔ یعنی ایک فریق دعویٰ
کرتا اور دوسرا اس سے انکار کرتا۔ اس کے بعد دونوں فریق عدالت میں
ایک رقم جمع کرتے اور عدالت یہ تصفیہ کرتی کہ کس فریق کی جمع کی ہوئی رقم
ضبط کرلی جائے اگر ملزم مقدمہ ہار جاتا تو اسے Sacramentum
وہ رقم ادا کرنی ہوتی جس کا مدعی دعوے کرتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔
قوانین مابعد سے سزایابی کی صورت میں تذلیل یا حقوق سے محروم کردیجاتی

[1] دیکھو فقرہ (۵۵۶)
[2] سلسرو، بروٹس ۱۰۶۔ اوریلی فہرست قانونی 'کالپرنیا'

مزید سزائیں بھی ملتیں یعنی استحصال بالجبر کا جرم بجائے دیوانی ہونے کے فوجداری ہوگیا لیکن باوجود ان سب تدبیروں کے استحصال کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حصول تلافی کے پرانے طریقے یعنی کسی خاص کمیشن یا عدالت مطالبات کے ذریعہ سے اس قانون کے ذریعہ سے منسوخ کردیے گئے غالباً یہ طریقے کارگر نہ ثابت ہوئے تھے اس لئے اس جدید قانون کا اضافہ ہوا۔ مجلس عامہ میں جو مقدمات ہوتے تھے، اسکا طریقہ کارروائی اس قدر بھونڈا تھا کہ ان سے موجودہ غرض حاصل نہ ہوسکتی تھی اور یہ سب پرانے طریقے جدید قانون سے متروک ہوگئے نئی جوریوں کی کارروائی ان قانونی اختیارات کے تحت میں ہوتی تھی جو مجلس عامہ نے عطا کئے تھے ان کے فیصلے قطعی تھے کیونکہ عامۂ قوم کے حضور میں کوئی مرافعہ خود ان کے مقرر کردہ نائبوں کے فیصلہ کا نہ ہوسکتا تھا اور ان جدید عدالتوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان سے دوسرے جرایم کا انسداد بھی متعلق ہوگیا تھا، مرافعوں کا سلسلہ ختم ہوگیا حکام کو اب بھی اختیار تھا کہ سزا دیں اور اسکا مرافعہ ہوسکتا تھا مگر یہ رواج بھی مٹ گیا۔ واضح رہے کہ اس قانون کو منظور کرکے مجلس قبایل اپنے قدیم ترین فرائض میں سے ایک فریضہ سے دست کش ہوگئی تھی۔ یہ بھی واضح رہے[1] کہ چونکہ مجلس قبایل کسی شخص کو سزائے موت نہ دیسکتی تھی، اسی طرح اسکی قایم کردہ جوریاں جنکو اس نے اپنے اختیارات دیدئے تھے کسی کو سزائے موت نہ دے سکتی تھیں۔ سزائے موت دینے کا اختیار اب بھی سنتوریوں کو تھا، لیکن سزائے موت اب متروک ہوچکی تھی اور مجلس سنتوریہ کا انعقاد صرف چند خاص انتخابات، اعلان جنگ اور غداری کے مقدمات کے لئے ہوتا تھا جو شاذ و نادر ہوتے۔ اس کے علاوہ نئی جوریوں کے قیام سے عام مقدموں میں ٹری بیونوں کی مداخلت بھی نہ باقی رہی۔ دیوانی مقدموں کے اہل جوری Index کی حیثیت کبھی حکام کی نہ تھی اس لئے انکے فیصلوں میں

---

[1] مین قانون قدیم، باب ۱۰

ٹریبیون مداخلت نہ کر سکتے تھے۔ مام سینؔ کا قیاس ہے کہ یہ نئی عدالتیں قدیم عدالت وصول مطالبات سے پیدا ہوئیں تھیں۔

فوائد جماعتوں کی نزاعیں۔

(۶۴۰) ۱۴۹ میں بہت سی پریشانیاں تھیں۔ ہسپانیہ، افریقہ، مقدونیہ اور یونان کی جنگوں اور ابتر حالت سے سنیٹ اور قوم دونوں اصلاح کی طرف مائل تھیں۔ روما کے تفوق پر اب کوئی معترض نہ تھا اسلئے دو جماعتیں پیچھے پیدا ہوگئے جنکی نزاع سے عہد آئندہ میں جمہوریہ کو بہت نقصان پہونچا ان میں سے ایک اپنے آپ کو سلطنت کے بہترین عنصر کا مؤید کہتا تھا optimates اور دوسرا اپنے آپکو عوام کا حامی Populares کہتا تھا مگر سیاسی لحاظ سے دونوں نااہل تھے۔ ان دونوں کے سرغنے حکمران جماعت کے افراد تھے اور انکو صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال تھا پہلی امرا کی جماعت تھی جسکا سنیٹ میں غلبہ تھا اور دوسری برائے نام غربا کی طرفدار تھی اور عوام کے جذبات کو برانگیختہ کر کے مجلس عامہ میں اثر حاصل کرنے کی فکر میں تھی ان میں اختلاف رائے حب وطن اور راست بازی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ خود غرضی کی وجہ سے اور حصول مناصب کے لئے تھا۔ یہی روما کے سیاسیات کی روز افزوں تذلیل کا نتیجہ بھی تھا اور سبب بھی تھا۔ ان دونوں کے درمیان سرمایہ داروں کی دولت مند متحد اور خود غرض جماعت تھی جسکی تائید کی قدر کی جاتی تھی مگر اس کی تائید بغیر گراں قدر معاوضہ کے حاصل نہ ہوتی اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سیاسی حالت ایسی تھی تو قانون کالپرنیا کس طرح نافذ ہو سکا۔ اس کے متعلق ہم صرف قیاس سے کام لے سکتے ہیں۔ سنیٹ کی جماعت غالب تو اسکی محرک ہرگز نہ ہوئی ہوگی لیکن وہ اتنا ضرور سمجھ گئی ہوگی کہ عوام پسندوں کی جماعت اس تحریک کی ضرور تائید کریگی جو طبقۂ امرا کے صوبہ داروں کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے پیش کی گئی تھی۔ اگر تحریک باوجود سنیٹ کی مخالفت کے منظور ہو جاتی تو اس میں اس کی سخت سبکی ہوتی اور چونکہ عدالت مجوزہ

لہ سسرو Inverrem دوم ۳۰ و
لہ Rom.Staatsrecht یکم ۲۵۹-۲۶۰ و

سنیٹ کے ارکان پر مشتمل تھی اسلئے اس سے امرا کو کسی نقصان کے پہونچنے کا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اسلئے ان کی موقعہ شناسی کی یہ دلیل تھی کہ انھوں نے جوری کے دفعہ کو مدنظر رکھکر اس تحریک کی تائید کی اور اسی وجہ سے راست بازپیسو کی اس تحریک پر کوئی زبردست مناقشہ برپا نہیں ہوا۔ بہرکیف یہ قانون منظور ہوگیا اور ممکن ہے کہ کچھ روز تک مفید ثابت ہوا ہو۔ مگر اس قانون سے کام لینے میں شروع ہی سے وقت تھی کیونکہ استحصال بالجبر جن مقامات میں ہوتا اور جہاں سے گواہ آتے روما سے بہت دور تھے۔ مقدمات میں اکثر تعویق ہوتی، مقدمہ کو پیش کرنے کے لئے مدعیوں کو لازم آتا کہ روما میں مربی پیدا کریں اور قابل ترین وکیلوں کو سنیٹ کی جوری کو اپنے طبقہ کے کسی شخص کو سزا دینے پر آمادہ کرنے میں دقت ہوتی۔ یہ بھی واضح رہے کہ طبقہ ایکوائٹ کے سرمایہ دار جنھوں نے صوبجات سے جلب منفعت کا سلسلہ شروع کردیا تھا، اس قانون کی زد سے باہر تھے۔ اس قانون کا اثر عملاً بہت کم ہوا کیونکہ سنیٹ کے جو ارکان جوری میں شریک ہوتے ان سے کسی نہ کسی وقت خود بھی وہی افعال سرزد ہوتے تھے جن کا الزام مدعا علیہوں پر ہوتا یا خورد برد کرنے کے انھیں مواقع کے منتظر تھے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو بری کردیتے شکایتوں کے رفع کرنے کے اس طریقہ سے محض انصاف کا منہ چڑھانا تھا۔ اور ہر ایک جماعت اس فکر میں ہوگئی کہ عدالتوں پر قبضہ کرے تاکہ وہ اپنے دوستوں کو بری کرسکے اور دشمنوں کو سزا دے۔ لیکن باوجود ان سب امور کے قانون کیا لپرنیا محض بیکار نہ ثابت ہوا کیونکہ مجالس کے مقابلہ میں جوریوں سے آسانی سے کام لیا جاسکتا تھا اور غیر سیاسی جرائم میں جوری کے طریقہ سے کام لینے سے فوجداری عدالتیں وجود میں آئیں۔ اور قانون فوجداری کو ترقی ہوئی۔

صوبجات کی اصلاح میں رکاوٹیں۔

(۱۸۶) ہر صوبہ دار کے تحت میں مختلف درجوں کے حکام اور اہلکار تھے جن کی درجہ بندی فوجی نمونہ پر تھی۔ ان میں سب سے اعلیٰ کویسٹر ہوتا جس سے

ا اسلی میں دو کویسٹر تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس جزیرہ کے دونوں حصے یکے بعد دیگرے فتح

مالی معاملات متعلق ہوتے - اس خدمت پر اکثر نوجوان مقرر ہوتے جو اس طور پر انتظامی معاملات سے آگاہی حاصل کرتے - یہ افسر صوبہ دار کا نائب تھا جسکا وہ فی الوقت بیٹا خیال کیا جاتا اور اس سے امید کی جاتی کہ اپنے سردار کی ہر طرح فرمان برداری کرے گا اور وفاداری سے کام لیگا - ان کے بعد سرکاری لیگیٹ ایک یا ایک سے زیادہ ہوتے - یہ ماتحت حکام تھے جن کا تقرر سنیٹ سے ہوتا - ان کے علاوہ بہت سے اہلکار، اردلی اور خدمت گار ہوتے - صوبہ دار کو یہ بھی اجازت تھی کہ اپنے ساتھ اپنے انتخاب کئے ہوئے رفیقوں Comites کو لے جائے جس طرح کہ سپہ سالار اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ فوجی مستقر میں رکھتے تھے - جو رومی بیرون ملک جاتے ان کی غرض یہ ہوتی کہ فی الوقت یا آئندہ چلکر اپنے نفع کی کوئی صورت نکالیں - اس طور پر صوبہ داروں کے گرد و پیش ایسے لوگ ہوتے جنھیں دولت یا ترقی مدارج کی خواہش ہوتی مگر یہ سب موقع دولت مند لوگوں کے لئے تھے - روپیہ کے ملنے کی صورت صرف ایک ہی تھی یعنی اہل صوبجات پر جبر کرنے سے اور ان حریص لوگوں کا اثر روما میں بہت کچھ ہوتا جس کی وجہ سے صوبہ دار کی آئندہ امیدوں کا انحصار ان لوگوں کو خوش رکھنے پر تھا - بسا اوقات صوبہ دار اس لالچ میں آجاتے، خود زبردستی روپیہ لیتے اور دوسروں کی لوٹ مار سے بھی چشم پوشی کرتے پہلے تو چھوٹی چھوٹی رقمیں کی جاتیں جنھیں اہل صوبہ جات بخوشی منظور کر لیتے، اس کے بعد جب معلوم ہوتا کہ سزا کا اندیشہ نہیں تو استحصال بالجبر بالکل عام ہو جاتا اور اسی سے عہد ما بعد کی زبردست خرابیوں کی بنیاد پڑی - استحصال بالجبر کے طریقے مختلف تھے - عام طریقہ یہ تھا کہ جس شہر سے وصول کرنا مقصود ہوتا اسے اطلاع کردی جاتی کہ صوبہ دار کا دورہ ہونے والا ہے یا فوج وہاں جاکر مقیم ہوگی اور اس قسم کی دھمکیوں کے لئے بہانے اکثر مل جاتے، اسلئے وہاں کے لوگ خود بھینٹ چڑھانے پر آمادہ ہوتے کیونکہ حکام کی خاطر مدارات میں بہت کچھ خرچ ہوتا تھا - اور عیال دار لوگ سپاہیوں کا اپنے شہروں میں

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸ - ہوے تھے اسلئے قدیم دو عملی قائم رہی ہو

رہنا ناپسند کرتے ہونگے ۔ مگر ایک صوبہ دار کو دورہ سے اس طرح باز رکھکر، دوسرے کے لئے نظیر ہو جاتی تھی اس لئے دوروں سے استثنار حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک مقررہ رقم اہل شہر کو دینی پڑتی ۔ عدالتوں کو بھی بد دیانت صوبہ داروں نے جلب منفعت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا ۔ ہر صوبہ انتظامی اغراض کے لئے، حلقوں Conventus میں منقسم تھا اور ہر ضلع کا مرکز ایک شہر تھا جہاں صوبہ دار وقت مقررہ پر عدالت قایم کرتا ۔ دوسری عدالتوں کا کام بھی وہیں ہوتا اور شکایتوں اور درخواستوں اور مقامی معاملات کا وہیں تصفیہ ہوتا ۔ اگر اس جوری کی ضرورت ہوتی تو انکا انتخاب ان رومیوں میں سے ہوتا جو اس ضلع میں مقیم ہوں ۔ رومیوں کو تو وہ سزائے موت نہ دیسکتا تھا مگر دوسروں پر اسے ہر قسم کے اختیارات تھے ۔ مقدموں میں بد دیانتی کرنے یا محض تعویق کرنے سے وہ اہل مقدمہ کو رشوت دینے پر مجبور کر سکتا تھا، گو وہ زمانہ ابھی تک نہیں آیا کہ ویریس کی طرح سے دوسرے بھی انصاف فروشی شروع کر دیں ۔ ان معاملات پر اب ہم زیادہ بحث نہ کریں گے ۔ عہد ما بعد میں نظام صوبہ جاتی زود زیر تھا اور اس میں وہ شرمناک اسقام پیدا ہو گئے تھے جنھیں کوئی مصلح روک نہ سکتا تھا ۔ مگر ابھی ان اسقام کی ابتدا تھی کو جبراً غلہ لینے کا طریقہ پورے طور سے رائج ہو گیا ۔

صوبجات میں شہریان روما

(۱۲۲) صوبہ جات میں شہریان روما متعدد اقسام کے تھے ۔ تاجر Marcatores تو نظام صوبہ کے قایم ہونے کے قبل ہی پہونچ جاتے تھے ۔ اور بسا اوقات جنگ اور الحاق کا سلسلہ صرف اس بہانے سے شروع کر دیا جاتا کہ ان کے ساتھ بدسلوکی ہوئی ہے ۔ ان سے اہم تر کاروباری لوگ Negotiatores جو کمپنیوں میں شریک یا ان کے گماشتے تھے یا بطور خود ساہوکاری اور لین دین کرتے تھے ۔ ان کے جوق کے جوق ہر صوبے میں پہونچ جاتے اور لین دین کا تمام کاروبار اپنے قبضہ میں کر لیتے ۔ صوبہ دار بھی انکی رعایت کرتے ۔ ان لوگوں کی تعدادکی زیادتی کی وجہ یہ بھی کہ اطالیہ میں زراعت رو بزوال تھی جن لوگوں نے اپنے کھیت بیچ دئے تھے اور روما میں تضیع اوقات نہیں کرنا چاہتے تھے اُن کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنا روپیہ لیکر کسی صوبہ میں

پہونچ جائیں۔ رومیوں کو روپیہ کے کاروبار میں بہت دخل تھا صوبہ جات میں
اون کو موقع تھا کہ تھوڑے سے سرمایہ سے شروع کرکے، سودخواری اور
حق مقابضت جائداد سے کام لیکر دولت پیدا کریں۔ عدالتوں میں اُن کی
شنوائی ہوتی اور حکام ان کے ساتھ رعایت کرتے۔ جن لوگوں نے کہ
اطالیہ میں زراعت ترک کر دی تھی اور جنھوں نے بیرونی ممالک کی معرکہ آرائیو
میں خدمات انجام دی تھیں بلاشبہہ یہی روزگار اختیار کرلیا۔ جب کہ زرخیز صوبے
روما کے قبضے میں آگئے جہاں اس قسم کے کاروبار کا زیادہ موقعہ تھا تو ان
لوگوں کی تعداد اور بھی بڑھ گئی۔ کاروباری لوگوں میں بہت سے مرفہ الحال لوگ
طبقۂ ایکوائٹ وغیرہ کے تھے جو اعلیٰ پیمانہ پر یہ کام کرتے تھے۔

ساہوکاروں کی مشارکتیں

(۳۴۹) مذکورۂ بالا لوگوں کو نظام صوبجاتی سے کوئی سرکاری تعلق نہ تھا
برخلاف ان کے وصول کنندگان محاصل Publicani کو سرکاری عہدہ دار نہ
تھے مگر ان سرمایہ داروں کے نمایندے تھے جنھوں نے سرکاری ٹھیکے یا اجارے
لئے تھے۔ زمانۂ قدیم میں اکثر ممالک میں یہ دستور تھا کہ مختلف محاصل وصول کرنے
کا اجارہ دیا جاتا تھا۔ اطالیہ میں یہ طریقہ رائج تھا اور اب صوبجات میں بھی رائج
کیا گیا۔ جن محاصل کی آمدنی ہر سال مختلف ہوتی تھی، ان کے متعلق سہولت کے لحاظ
سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ سلطنت اجارہ دار سے ایک مشت رقم لے لے
اور اپنے حقوق ایک معین مدت کے لئے اجارہ دار پر منتقل کردے جو نفع یا نقصان
کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ ان محاصل میں محاصل جنگی، حقوق شاہانہ اور محاصل[۲] فی صدا اور چند اور
محاصل شامل تھے۔ خراج دو قسم[۳] کے تھے اور خراج وصول کرنے کے طریقوں سے

۱؎ غیر ممالک میں جو سپاہی تھے وہ اپنے پاس روپیہ رکھتے تھے اور جو جنگوں سے واپس آتے تھے
ان کے پاس بہت روپیہ ہوتا۔ لیوی ۴۳، ۹۲ میں مذکور ہے کہ کچھ سپاہی روپیہ لیے ہوئے
سنہ ۹۶ میں یولاسے شیا میں سے گزر رہے تھے اور وہاں کے لوگوں نے انھیں روپیہ کی لالچ میں قتل کردیا تو

۲؎ سرو Inver دوم ۱۶۹-۱۷۱ سوم ۱۶۷، ۱۶۸ تو

۳؎ سارڈی نیا میں دونوں طریقے رائج تھے جیسا کہ مارکوارٹ نے بیان کیا ہے۔ لیوی ۳۰ (۲۷)

مختلف صوبوں کی حیثیت میں امتیاز تھا۔ رعایا Stipendarius سے مقررہ خراج Stipendium لیا جاتا تھا اور اسی سے ان میں اور حلیفوں Socius میں امتیاز تھا روما قدرتی طور پر بھی خراج اپنے محکوموں پر عائد کرتا تھا کیونکہ ایک مقررہ خراج اسکے سادہ طریقۂ مالی کے حسب حال تھا۔ ہسپانیہ، افریقہ اور مقدونیہ میں یہی طریقہ رائج تھا رقم زیادہ نہیں تھی اور آسانی سے وصول ہوتی تھی۔ لیکن سسلی کے دونوں حصوں میں یعنی ہیرو کی سابقہ سلطنت میں اور فینیقی صوبہ میں یہ طریقہ رائج تھا کہ سالانہ پیداوار کا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ایک مقررہ حصہ غلہ کی شکل میں لیا جاتا تھا۔ رومیوں کو یہ معلوم تھا کہ یہ طریقہ مشرق کی سلطنتوں میں رائج تھا اور چونکہ وہ موجودہ نظام کو متغیر کرنا نہ چاہتے تھے اسلئے انھوں نے اسی کو اختیار کرلیا۔ لیکن یہ نظام جمہوری ادارات اور رومی خصائل کے حسب حال نہ تھا۔ ان محاصل عشر[1] Decumae کی وصولی اجارہ داروں کے سپرد ہوئی کیونکہ کوئی ایسے قابل اعتماد سرکاری ملازم نہ تھے جن کے سپرد یہ کام ہو سکتا۔ اسلئے ان اجاروں کا نیلام ہونے لگا اور ساہوکاروں کی جس کمپنی کی بولی سب سے اونچی ہوتی اجارہ اسی کو دیدیا جاتا یہ پہلے کافی مختلف مراعات حاصل کرتے اور قواعد سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرا لیتے اور غالباً یہ بھی سمجھتے ہوتا ہوگا کہ وصول یابی میں سلطنت مدد کریگی۔ محاصل عشر کے وصول کرنے میں سخت زحمت ہوتی ہے اس کام کے لئے بہت سے ملازموں کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں ہر جگہ فصل کے کٹنے کے

بقیہ نوٹ صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بدنصیب صوبہ میں سخت مظالم ہوئے دشت قوم اور بغاوتیں ہوئیں جو نہایت بے دردی سے فرو کی گئیں۔ اس صوبہ میں سسلی اور افریقہ کیطرح ایسے کوئی شہر نہ تھے جنکے ساتھ خاص رعایات ہوں۔

[1] سسرو Inver سوم ۱۲، ۲۰۔
[2] بیان کیا گیا ہے کہ ۱۹۱ اور ۱۹۰ میں سسلی اور سارڈینیا میں آینٹکس کی جنگ کے ضروریات کے لئے دہ چند محاصل عشر وصول کئے گئے۔ لیوی ۳۶، ۲۔ ۳۷، ۲۔
[3] سسرو Inver دوم ۵، ۲۹۔

وقت کرنا ہوتا ہوگا۔ اہل صوبجات کی سخت نگرانی کرنی پڑتی ہوگی کہ وہ دھوکہ نہ دیں۔ ملازموں کا فرض یہ تھا کہ پورا عشر وصول کریں خواہ غلہ کی شکل میں ہو یا اُسکا رقمی معاوضہ اور ان کو خوب معلوم ہوگا کہ جو انکے حسابوں کی تنقیح کرینگے ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کریں گے یعنی کمپنی کے حصہ دار ہر جرم سے چشم پوشی کر سکتے ہیں مگر اپنے منافع میں کسی کمی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

(۴۴۶) اس حالت میں تعجب نہیں ہے کہ کمپنیوں کے ملازم واجبی رقم کے کم نہ ہونے کے خیال سے یا اپنے ذاتی نفع کی غرض سے اصل سے کچھ زیادہ وصول کر لیتے ہوں۔ صوبہ دار جو کہ زیادہ تر پریٹر ہوتے اور کانسلی کی خواہش رکھتے بڑی بڑی کمپنیوں کو خوش رکھنا چاہتے تاکہ آیندہ انتخابات میں ان سے مدد ملے اور سرکاری ملازم بھی محصول وصول کرنے والوں کو مدد دیتے اور بعد آیندہ میں سپاہیوں سے بھی کام لیا جانے لگا۔ رعایا کی شکایتوں کی بسا اوقات کوئی پروا نہ کی جاتی۔ وصول کنندگان محاصل جنگی کے محصول کے وصول کرنے میں سخت بے ایمانی سے کام لیتے مگر سب سے زیادہ موقعہ خورد برد کرنے کا انھیں محصول عشر کے وصول کرنے میں تھا۔ حالت رفتہ رفتہ خراب ہوتی جاتی تھی کہ پرگامم کی سلطنت اہل روما کے قبضہ میں آگئی جس سے اس شرمناک طریقہ وصول میں اور بھی وسعت ہوئی۔ یہ خرابیاں ایسی تھیں کہ گو متعدد قوانین ان کے انسداد کے لئے تھے، مگر سب بے سود تھے۔ صوبہ داروں کو سزا دلانے کا صرف ایک عملی طریقہ تھا یعنی ذی اثر رومیوں اور قابل وکیلوں سے مدد لی جائے اور یہ مدد اغراض مذکورۂ ذیل میں ایک یا دونوں کی وجہ سے دی جاتی تھی یعنی یا مدد دینے والے کو ملزم سے کوئی خاص عناد ہوتا یا وہ قانون مہارت اور مقرری میں شہرت حاصل کرنا چاہتا۔ انھیں دونوں وجوہ سے نوخیز مقرر ذی اثر لوگوں پر مقدمہ چلانے پر آمادہ ہو جاتے۔ رومیوں میں اب بھی ایسے لوگ موجود تھے جنھیں اہل صوبہ جات سے ہمدردی تھی اور انکی تکلیفوں پر رحم آتا تھا۔ مگر آزاد خیال لوگ جن میں اس قسم کی نیک نفسی کے جذبات تھے شاذ و نادر ہوں گے۔ کیٹو کو روما کی عزت کا پاس تھا مگر اس کے ساتھ ہی اسے روما کے شاد کام دیکھنا

بھی دامن گیر تھا اور راسے نئے قانون کے تحت میں کارروائی کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ جس سال قانون کیا لپرنیا نافذ ہوا اسی سال میں اس نے انتقال کیا ؎

رومیوں کی بددیانتی۔

(۵۴۶) واضح رہے کہ روما کا نظام صوبہ جاتی بھی اسکی داخلی تاریخ کا ایک جزو تھا کیونکہ روما ہی میں اس طرز عمل کا یقین ہوتا تھا جسکے مطابق صوبوں پر حکومت ہوتی تھی اور جن خرابیوں کا ہم ذکر کر چکے ہیں وہ سب رومی تمدن کے اسقام کی وجہ سے تھیں اسکے علاوہ صوبجات کی بدانتظامی کا اثر رجعی رومی تمدن پر پڑتا تھا اور اس میں خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ جو فی الوقت نظروں سے چھپی ہوئی تھیں خصوصاً دولت کی پرستش کا نتیجہ نہایت افسوس ناک ہوا۔ محاربات عظیم سے اکثر لوگ دولت مند ہو گئے اور خرچ کا معیار بڑھ گیا تھا جسکی وجہ سے آمدنی کی توفیر کی ضرورت تھی کیونکہ ہر شخص کو یہ فکر دامنگیر تھی کہ تمدنی اور سیاسی دور میں سبقت لے جائے جس کے لئے دولت حاصل کرنا ضروری تھا۔ محاربات عظیم کے ختم ہونے کے بعد جلب منفعت کا ذریعہ سوائے صوبجات کے کوئی اور نہ رہگیا اور دشمنوں کی لوٹ مار کے بجائے مفتوح قوموں سے استحصال بالجبر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے جب کہ خدمات سرکاری کے حصول کی غایت یہ نہیں ہے کہ ملک میں اعزاز اور وقار حاصل کیا جائے بلکہ بیرون ملک میں لوٹ مار سے دولت پیدا کرنے کا موقعہ ملے۔ اس حرص و ہوا کے ساتھ ساتھ غرور بھی بڑھتا جاتا تھا یعنی قریب قریب شاہی اختیارات کے عارضی طور سے مل جانے کی وجہ رومی امرا کو قیود ناگوار ہونے لگی تھیں جو اشخاص کہ صوبہ دار رہ چکے تھے وہ اس بات کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ اپنی خدمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنے ہمسروں کے ساتھ رہنے سہنے لگیں اور حکام سال کی اطاعت کریں، حالانکہ معقول شہریوں کا بھی فرض تھا اور اس امر ای جمہوریہ کا سنگ بنیاد تھا صحیح النسب رومیوں کی مصیبت ابھی باقی تھی اور معاصی اور عیش پسندی کے بڑھنے سے اولوالعزمی سرد نہیں پڑی تھی۔ امرا صحیح اور غلط ہر طریقہ سے تفوق کے لئے کوشاں تھے، سنیٹ میں بدانتظامیوں اور مجالس میں رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اور عام

حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ افراد کی خود غرضی کے بڑھانے اور جمہوریہ کی قوت کو کمزور کرنے میں جس کی اصلاح کی اب امید نہ تھی، نظام صوبجاتی کو بہت دخل تھا اور صوبجات ہی کے اثر کی وجہ سے جمہوریہ روما کا یہ غیر طبعی خاتمہ ہوا جبکا کوئی رونے والا نہ تھا۔

خزانہ

(۶م ۶) اس عہد میں روما کا خزانہ بامور تھا اور اس میں زر و سیم بمقدار کثیر داخل ہورہا تھا۔ تاوان جنگ کی سالانہ قسطیں برابر چلی آتی تھیں اور ہر جشن فتح کے بعد بھی رقوم خطیر خزانہ سلطنت میں داخل ہوتی تھیں۔ یہ گویا مال غنیمت میں سے سلطنت کا حصہ تھا۔ حریص سپہ سالار اکثر خورد برد کرتے مگر جو رقم اسکے بعد خزانہ میں داخل ہوتی بہت کچھ تھی بیان کیا گیا ہے کہ ۵۰ق م میں خزانہ میں چاندی اور سونے کے سلاخوں اور سکوں کی تعداد کثیر تھی جس کی مجموعی قیمت کے متعلق مام سین کا اندازہ ہے کہ ۸۶۰۰۰۰ پونڈ انگریزی کے قریب ہوگی۔ اس کا خیال ہے کہ یہ رقم بہت کم تھی۔ اس کا یہ قیاس موجودہ خیالات اور سلطنت روما کے وسیع رقبہ کے لحاظ سے صحیح ہے مگر یہ بھی واضح رہے کہ خرچ بھی بہت تھا۔ اور اس پر کوئی نگرانی نہ تھی۔ بقول کیٹو جو شخص کسی شخص کا روپیہ چرائے وہ تو پابجولاں کر دیا جاتا مگر جو سلطنت کی امانت میں خیانت کرے وہ قیمتی پوشاک پہنکر اکڑتا پھرتا تھا۔ روپیہ کی اب روما میں پرستش ہوتی تھی خواہ وہ کیسے ہی ملے۔ کاروبار میں رومیوں کی اہلیت کی پالی بیس نے تعریف کی۔ مگر اس میں ایمانداری کا شائبہ اب باقی نہ تھا۔ اور حرص بڑھتی جاتی تھی۔ سپی یو امی لیاس اپنے عزیزوں کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا، جہیز کی رقمیں واجب الادا ہونے سے قبل ادا کر دیا کرتا اور ایک دفعہ ایک جائداد جو اسے ورثہ میں ملی اس نے اپنے بھائی کو جو غریب تھا دیدی۔ اسکے یہ افعال غلطی پر محمول کئے گئے۔

۱؎ پلینی تاریخ ۳۳، ۵۵ ؎
۲؎ پالی بیس ۳۲، ۱۲-۱۴ ؎

اس عہد کا ایک قابل ذکر حصہ یہ ہے کہ وضع قوانین میں بہت سرگرمی تھی۔ قوانین سے رو بہ انحطاط سلطنتوں اور قوموں کے امراض رفع نہیں ہوتے ! البتہ ان امراض کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ سیاسی امور کے متعلق ہم متعدد قوانین کے وضع ہونے کا ذکر کر چکے ہیں مثلاً عہدوں کا تسلسل، دوبارہ انتخاب کے قیود، مسئلہ شہریت وغیرہ۔ جو رجحانات رک نہ سکیں انھیں روکنے کے لئے جو کوششیں تنگ نظری سے کی جائیں ہمیشہ ناکام ثابت ہوتی ہیں اور یہی حشران قوانین کا ہوا۔ بددیانتی اور عیش پرستی کو روکنے کے لئے جو کوششیں ہوئیں انکی تمثیل کے طور پر ہم چند قوانین کا ذکر کریں گے جنکا منشا یہ تھا کہ مجالس عامہ میں رشوت دہی اور ناجائز دباؤ کا انسداد ہو اور بعض قوانین اصلاح تمدن سے متعلق تھے

انتخابات میں بددیانتی کے متعلق قوانین

(۱۸۱ق م) میں قانون کارنی لیا Lex Cornelia Baebia de ambitu کا ذکر ہے۔ لفظ[1] ambitus اصطلاحاً اس بددیانتی خصوصاً رشوت کو کہتے تھے جس سے عہدوں کے لئے ووٹ حاصل کرنے میں کام لیا جاتا تھا یہ اس قسم کے قوانین میں پہلا تھا۔ ہر قانون اپنے پہلے کے قانون سے سخت تھا مگر سب بے سود تھے کیونکہ رومی جمہوریہ کے ختم تک اپنے ووٹ بیچتے رہے یعنی جب تک کہ انکے خریدار رہے۔ اس قانون کو سنیٹ نے پسند کیا اور کیٹو نے بھی اسکی تائید کی۔ اس کے تحت میں سزا یہ تھی کہ خاطی دس سال تک عہدوں سے محروم کر دیا جاتا مگر ۱۵۹ء میں بقول پالی بیس[2] ایک قانون کارنی لیا قلویا کے ذریعہ سے موت کی سزا یعنی جلاوطنی تجویز ہوئی بیس سال کے بعد جب کہ عوام پسندوں اور امرا کی مخالفت بڑھگئی تھی ایک قانون گابی لیا کے ذریعہ سے صرف انتخابات کے لئے بجائے علانیہ رائے دینے کے

---

[1] اگر لیوی (۷، ۱۵) کے بیان کو صحیح خیال کیا جائے تو ambitus کے خلاف میں ایک قانون ۳۵۸ء کا بھی تھا۔ مگر اس زمانہ میں اس سے رشوت سے مراد نہیں تھی بلکہ خوشامد کے ساتھ انتخاب کی کوشش کرنیکی

[2] پالی بیس ۶، ۵۶

بیلٹ[1] (تحریری رائے) دینے کا طریقہ رائج ہوا۔ امید کی جاتی تھی کہ اس سے نہ صرف رشوت کا بازار سرد پڑ جائیگا بلکہ ذی رسوخ لوگ اپنے متوسلوں پر اثر نہ ڈال سکینگے ۱۳۷ق م میں بیلٹ کا طریقہ ایک قانون کیا سیا کے ذریعہ سے مجلس عامہ کے مقدمات سے بھی متعلق کر دیا گیا، جواب بہت کم ہوتے تھے گو منسوخ نہیں کیے گئے تھے۔ غالباً اس سے مجلس قبایل سے مراد ہوگی کیونکہ غداری کے مقدمات میں مجلس سنتوریہ کا حقِ سماعت باقی تھا۔ امرا کی مخالفت کے باوجود یہ قانون منظور ہوگیا، ایک ٹری بیون نے دخل دہانی کی کوشش کی مگر سیپیو ایمی لیاس کے سمجھانے سے باز رہا۔ اس قانون[2] کا مقصد یہ تھا کہ خطا کار حکام پھر مجلس عامہ کے قابو میں آجائیں چھ سال کے بعد ۱۳۱ق م میں مجالس وضع قوانین میں اور ۱۰۷ق م میں غداری کے مقدمات میں بھی رائے دینے کی تختیوں Tabella کا رواج ہوا مگر بیلٹ کے طریقہ کے اجرا سے نہ تو مجالس کی آزادی بحال ہوئی نہ انکی دیانت داری کیونکہ رائے دہندے بددیانت تھے اور تختیوں کے قانون کے اجرا سے ان میں دیانت پیدا نہ ہوسکتی تھی۔

تمدنی قوانین

(۶۴۸) قانون اوپین عورتوں کے زیب و زینت اور تعیش کے شوق کو روکنے کے لئے نافذ ہوا تھا۔ مگر ۱۹۵ق م میں یہ منسوخ[3] ہوگیا اور یہ تنسیخ دوسرے تمدنی قوانین کے نفاذ کا پیش خیمہ تھی۔ یہ قانون ۲۱۵ق م میں نافذ ہوا تھا جبکہ جنگ کے دباؤ سے روما کے ذرائع محدود ہو گئے مگر خود کیٹو اسے اپنی کانسلی کے سال تنسیخ سے بچا نہ سکا ۱۸۱ق م میں ایک قانون اورکیا کے ذریعہ سے دعوتوں میں مہمانوں کی تعداد محدود کردی گئی۔ کیٹو کا بیان ہے کہ اس قانون کی پابندی نہ ہوتی تھی اور اسکا بیان ضرور صحیح ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت مند امرا کو لذیذ

---

[1] روما کے قوانین بیلٹ کے متعلق مشہور ترین عبارت سسرو De legibus سوم ۳۳-۳۹ کی ہے۔
[2] لینگ ۱۱۰، ۱۲۲۔
[3] لیوی ۳۴، ۱-۸۔

کھانوں کی چاٹ لگ گئی تھی مگر یہ لوگ غالباً جدید خیالات کے ہوں گے اور اب بھی ایسے لوگ موجود ہوں گے جو تکلفات کو برا سمجھتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ چورلیٹی کی مذموم عادت بڑھتی جاتی تھی جس سے نوجوانوں کے اخلاق پر نہایت مذموم اثر پڑتا تھا اور طبقۂ اعلیٰ کی دیکھا دیکھی عوام میں شراب خواری کی کثرت ہوگئی تھی ۱۶۱ق م میں قانون فانیا کے ذریعہ سے دعوتوں کا خرچ محدود کر دیا اور بعض شرابوں کا استعمال ممنوع کر دیا گیا۔ مگر اسکا بھی کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ اِن قواعد کی تعمیل کرانے میں ایک دقت یہ تھی کہ انکا نفاذ صرف شہر روما کی حدود تک تھا۔ اس لیئے ۱۴۳ق م میں ایک قانون ڈیڈیا ۱۴۳ق م میں نافذ ہوا۔ جس کی رو سے قانون فانیا تمام ملک اطالیہ میں نافذ کر دیا گیا اور مہمان اور میزبان دونوں مستوجب سزا قرار دئیے گئے۔ مگر بدعنوانیاں جاری رہیں جیساکہ قوانین مابعد سے ثابت ہوتا ہے یہ قوانین بھی حسب سابق بے سود ثابت ہوئے[2]

قوانین وراثت

(۶۴۹) تمدنی قوانین سے وراثت کے قوانین کا گہرا تعلق تھا۔ قدیم خاندانی نظام ٹوٹ رہا تھا جسکی وجہ سے جائداد افراد ذکور کے قبضہ میں رہتی اور وصیت کی رو سے جائداد وارث حقیقی کے سوائے دوسرے اشخاص کو بہت کم دیجاتی

---

[1] دیکھو میکروبیس (Sat) سوم ۱۶/۱۷۔ اس نے ایک شخص مسمی ک۔ ٹی ٹیس کی تقریر نقل کی ہے جو قانون فانیا کی تائید میں تھی۔ اِس تقریر کے ایک ٹکڑے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اِس زمانہ کی عدالتوں میں جوری ہوتے تھے ان کا چال چلن بہت خراب ہوتا یعنی بالکل بد اطوار تھے اور انھیں اخلاق و آداب کا بالکل پاس نہ تھا۔ اس ٹی ٹیس کے متعلق فہرست مضامین سمدرو دیرولٹس اور ٹیوفیل شویب Rom-dit (۱۴۱ نوٹ ۴) قانون ڈی ڈیا کا اطلاق رومی شہریوں پر جو تمام اطالیہ میں منتشر تھے اور حلیفوں پر بھی ہونا مشکوک ہے۔ کیوں کہ ہم چوتھی صدی عیسوی کے ایک مصنف کے مبہم الفاظ سے یہ قیاس نہیں کر سکتے اِس لیئے کہ حلیفوں کی مقامی آزادی میں بے سبب دست اندازی نہ ہو سکتی تھی۔

[2] دیکھو نوٹ فقرہ ۶۴۳

کیونکہ وہی اپنے پیش رو کے حقوق اور فرائض کا وارث ہوتا۔ مگر اب لوگوں کے خیالات بدلتے جاتے تھے خصوصاً دوسری فنیقی جنگ اور یونانی اثرات کے جاری ہونے کے بعد سے۔ اکبر خاندان Pater families کی حیثیت کا ضعف اب ظاہر ہونے لگا تھا کیونکہ وصیتیں کثرت سے ہونے لگی تھیں اور عورتیں جن کے حق میں یہ وصیتیں ہوتی تھیں آزادی حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ اس عہد میں جب کہ افراد کو دولت کی حرص ہوگئی تھی اور اپنے قومی فرائض سے وہ بے پروا ہوتے جاتے، وصیت کرنے والوں پر بیجا اثرات کا پڑنا اور حق وصیت کا بیجا استعمال کرنا محل تعجب نہیں۔ اس سے پرانے خیالات کے آدمی پریشان ہو رہے تھے کیونکہ وہ خاندانوں کے مستقل ہونے کو نہایت ضروری خیال کرتے تھے۔ وصیت کرنے والے کو دوازدہ الواح" کی رو سے پورا حق حاصل تھا کہ جس طرح چاہے اپنی جائداد سے کام لے مگر اسکا منشا یہ ہرگز نہ تھا کہ خاندان کی بقا معرض خطر میں آجائے۔ اگر کوئی صلبی وارث نہ ہو تو وصیت کرنے والا آزاد تھا مگر رومیوں کے لئے مسلمہ طریقہ یہ تھا کہ اس صورت میں کسی کو متبنّیٰ کرلیں اور کسی موجودہ وارث کو خاندانی فرائض کا ذمہ دار بناکر، تمام جائداد کو وصیت کے ذریعہ سے دوسروں کو دیدینا اور اس طرح اسے مفلس بنا دینا خاندانی مذہب اور آبائی رواج کے خلاف تھا۔ مگر جدید خیالات کی وجہ سے تمدن کی پرانی بنا جو خاندانوں پر تھی کھوکھلی ہو رہی تھی اور انفرادی رجحان پیدا ہوگیا تھا۔ پرانی رومی جماعت میں اس سے انتشار پیدا ہوگیا اور قدیم رواج کو دوبارہ جاری کرنے کے لئے اس نے وضع قوانین سے کام لیا ۱۸۳ء یعنی کیٹو کی سنسری میں قانون فوریا (متعلق بہ وصیت) نافذ ہوا جسکی رو سے جب کہ وصی قرابت کے کسی خاص درجہ سے باہر ہو تو ایسے ہر شخص کو وصیت میں ایک ہزار سکہ آس سے زیادہ نہ مل سکتا تھا لیکن اس صورت میں بھی ہبہ کرنے والے کو اختیار تھا کہ کئی وصیتیں کرکے جائداد کو ہبہ کردے اور اپنے حقیقی وارث کو مفلس چھوڑ جائے اس لیے اس قانون کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اور اس اثنا میں عورتوں کی آزادی کے روز بروز بڑھنے سے اصلاح پسندوں کو تشویش ہو رہی تھی۔

عورتوں کی آزادی۔

(۶۵۰) روما میں عہد قدیم سے عورتوں کی حالت[1] ماتحتی کی تھی۔ بیوی اپنے شوہر کے ہاتھ میں تھی اور بے بیاہی اور بیوہ عورتیں بھی کسی ولی Tutor کی ولایت میں ہوتیں جو ذکور میں سے اس کا قریب ترین عزیز ہوتا۔ لیکن پلی بین لوگوں کے غیر مکمل طریقہ مناکحت کے جاری ہو جانے سے پیٹری شین گھرانوں میں بھی رشتہ مناکحت ضعیف ہوتا جاتا تھا اکثر عورتیں اب قدیم معنوں میں اپنے شوہروں کی ملک نہ تھیں اور جن کے شوہر موجود نہ تھے وہ کوشش کر رہی تھیں کہ اولیاء کی حفاظت سے نکل کر آزادی حاصل کرلیں مقننوں کی حیل شرعی سے انھیں اس کا ذریعہ بھی مل گیا۔ شوہروں کو آمادہ کیا جاتا کہ اپنے وصیت نامہ میں ایک دفعہ اس غرض سے رکھیں کہ ان کے بعد انکی بیوی کو اپنا ولی نامزد کرنے[2] کا اختیار رہو۔ یہ ولی ایسا ہوتا جو اس قانون کی آزادی میں مخل نہ ہوتا۔ جن کنواری عورتوں یا بیوائوں کو یہ حق حاصل نہیں ہوا تھا وہ بھی چاہتی تھیں کہ انھیں عملاً یہی آزادی حاصل ہو جائے اور اس کے لئے ایک فرضی بیع Comptio کا طریقہ ایجاد کیا گیا یعنی عورت اپنے موجودہ ولی کو پریشان کرکے یا اسکی خوشامد کرکے اسے اس امر پر آمادہ کرتی کہ اسے (عورت کو) کسی دوسرے شخص کے پاس فروخت کردے اور اس دوسرے شخص سے ایک عہد راسخ کرلیا جاتا کہ وہ عورت کو ایک تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کردیگا جسے وہ اپنا ولی بنانا چاہتی تھی۔ یہ شخص برائے نام ولی ہوتا اور اس عورت کو اپنی جائداد سے کام لینے میں بہت کچھ آزادی ہوتی۔ معلوم نہیں کہ اس صورت میں بذریعۂ وصیت وہ اس جائداد کو ہبہ کرسکتی تھی یا نہیں۔ اگر رومی عورتوں کے اخلاق و اعمال میں پرانے زمانہ کی عورتوں کی خوبیاں ہوتیں تو یہ معاشی آزادی فی نفسہ اچھی تھی مگر انکا اسراف اور دکھاوے کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ بیک نالیا کی شرمناک حرکات (۱۸۶ ق م) میں عالی مرتبت خواتین نے حصہ لیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اس میں بداعمالی کے بعد جرائم تک

[1] دیکھو گائیس یکم ۱۰۸ - ۱۱۵ب ، ۱۴۴ - ۱۵۴ اور پوسٹ کے حواشی۔

[2] ۱۸۶ ق م میں ایک عورت کو اپنے ولی کے نامزد کرنے کا اختیار۔ بیک نالیا کے معاملہ میں مخبری کرنے کے صلہ میں عطا ہوا تھا۔

نوبت آگئی تھی یعنی جن عورتوں کی طرف سے افشا کا شبہ تھا انھیں دوسری عورتوں نے زہر دیدیا تھا۔ سنہ ۳۳۱ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک کانسل کو اسکی بیوی[1] نے اس غرض سے زہر دیدیا کہ اس کا بیٹا جو اسکے پہلے شوہر کا تھا۔ اس کانسل کا جانشین ہو اور یہ شبہ بھی ہوگیا مگر ایک خاص کمیشن اس معاملہ اور اسی قبیل کے دوسرے معاملات کی تحقیق کے لئے مقرر ہوا۔ تحقیقات کے بعد اس خاتون کا جرم ثابت ہوگیا۔ اور اسے موت کی سزا دی گئی۔ جب روما کی تمدنی حالت یہ تھی تو طبقۂ اعلیٰ میں طلاق کا اکثر ہونا تعجب خیز نہیں۔ ان میں ایمی لیس پالس[2] کا معاملہ قابل ذکر ہے اچھے لوگ بھی تھے اور زن و شوہر کے تعلقات خوش گوار بھی تھے۔ مثلاً سمفرنیس گراکس اور اسکی بیوی کارنی لیا[3]۔ مگر عام اخلاقی حالت گرتی جاتی تھی اسلئے عورتوں کے دولت مند ہونے سے کسی کا متشوش ہونا تنگ نظری پر مبنی نہیں تھا۔

(۱۵۱) سنہ ۱۶۹ میں کیٹو اور اصلاح پسند جماعت کی تائید سے قانون دوکونیا عورتوں کے روز افزوں اسراف کو روکنے کے لئے نافذ ہوا۔ اسکا اطلاق صرف ان وصیت کرنے والوں پر تھا جن کے قبضہ میں اتنی جائداد تھی کہ ان کا شمار صاحب جائداد اشخاص کے پہلے درجہ میں ہو کیونکہ یہ خرابیاں دولتمند لوگوں میں تھیں۔ اس قانون کے ذریعہ سے[4] ممانعت کردی گئی کہ کوئی وصیت کرنے والا کسی عورت کو اپنا وارث نہ بنائے۔ وصیتوں کے متعلق یہ حکم ہوا کہ کسی وصی کو کوئی رقم ایسی نہ ملے جو کہ حقیقی وارث کے حصہ سے زیادہ ہو۔ اس طور پر افراد ذکور کی جانشینی یقینی ہوگئی اور کسی عورت کو جائداد کے نصف سے زیادہ ہبہ کے ذریعہ سے نہ مل سکتا۔ مگر اب بھی یہ ممکن تھا کہ متعدد

---

[1] لیوی ۸، ۱۸

[2] پیلوٹارک ایمی لیس ۵۔ والیریس میکسی مس ششم ۷، ۱

[3] سسرو De divin یکم ۳۶۔ دوم ۶۲۔ پلینی تاریخ ہفتم ۱۲۲

[4] دیکھو گائیس دوم ۲۲۶۔ ۲۷۴۔ اور پوسٹ کے حواشی

وصیتوں کے ذریعہ سے رقم جو وارث کے حصہ میں آتی اس قدر کم ہوتی کہ جو فرائض اس پر عائد ہوتے انکے لحاظ سے وارث ہونے میں اسے کوئی نفع نہ ہوتا۔ رفتہ رفتہ اس قانون[1] سے گریز کرنے کا ایک اور طریقہ نکلا یعنی وارث پر یہ شرط عائد کردی جاتی کہ کسی شخص نامزد کردہ کو جائداد منتقل کردی جائے۔ مگر اس شرط کی تعمیل کی اس پر کوئی قانونی ذمہ داری نہ تھی اور کیٹو کے زمانہ میں یہ عام رجحان تھا کہ لوگوں کو بجائے اخلاق کے اصول پر عمل کرنے کے قانون کی لفظی پابندی کا زیادہ خیال تھا۔ اس لئے جبتک کہ اس قسم کی امانت قانوناً جایز نہ ہوجائے جو آگسٹس کے زمانہ میں ہوا، قانون دو کونیا کی اہمیت باقی رہی گراس سے ہم یہ قیاس نہیں کرسکتے کہ اس سے عورتوں یا دولت مند اشخاص کے افعال واعمال کی اصلاح ہوئی ہوگی۔

آسمانی شگونوں کے لئے قاعدے

(۶۵۲) وضع قوانین کے ضمن میں ہم ان کارروائیوں پر سرسری نظر ڈالینگے جو آسمانی شگون کے انتظام کے متعلق کی گئیں ان شگونوں کا اثر مجالس کے جلسوں پر ہوتا، جنکو ہم بیان کرچکے ہیں۔ ان کارروائیوں کا تعلق اسی عہد کے ۱۵۳ق م سے ہے جب کہ کانسلوں اور دوسرے عہدہ داروں کے اخذ جائزہ کی تاریخیں بجائے یکم مارچ کے یکم جنوری کردی گئیں۔ دو قوانین اے ای لیا او رفوفیا اسکے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ان قوانین کے ذریعہ سے موجودہ قواعد کو جو رواج پر مبنی تھے قانون کی حیثیت دی گئی۔ بدشگونی[2] کے اعلان کے بعد کسی مجلس کا اجلاس قانوناً نہ ہوسکتا تھا اور ہر شخص کو حق تھا کہ نحس واقعات کی اطلاع حاکم صدر کو کردے۔ اسے بدشگونی کا اعلان Obnuntiatio کہتے تھے۔ ایک آگر موجود رہتا تھا جو واقعہ کے نحس ہونے یا نہ ہونے کے متعلق رائے دیتا۔ لیکن باضابطہ حکام کو ایک

[1] گالیس دوم ۲۲۶-۲۵۹- سسرو defiu دوم ۵۵ نوٹ
[2] دیکھو لینگ تاریخ روما فہرست مضامین۔ گریبج کلاسیکل ریویو ہفتم ۱۵۸-۱۶۱ Roman Public life ۱۶۲-۱۶۳- ٹائرل و پرسر، سسرو کی مراسلت، جلد اول صفحہ ۴۰۹- نوٹ ۶

اور اختیار تھا یعنی وہ قصداً شگونوں کا انتظار کر سکتے تھے اور جبتک کہ وہ اس کام میں مصروف ہوں تو قوم کو حق اجتماع حاصل نہ ہوتا۔ اس لئے شگونوں کے انتظار کا اعلان (Decaelo serbare) کر کے وہ تمام کاروبار کو روک سکتے تھے۔ برخلاف حاکم اعلیٰ کو یہ اختیار تھا کہ حاکم تحت کو اس حق سے کام لینے سے روکے تاکہ وہ اسکے کاموں میں ہارج نہ ہوسکے یہ رواج تھا کہ جب کانسل کسی مجلس کے انعقاد کی اطلاع کرتا تو اپنے حکم میں حکام تحت کو شگونوں کے دیکھنے کی ممانعت کر دیتا۔ اب مجلس عامہ کے جلسہ میں صرف اتفاقی امور کا اندیشہ رہتا مثلاً بادلوں کے گرجنے کا قوانین اے ای لیا اور فوفیا کے تفصیلی دفعات سے ہم واقف نہیں مگر اس وقت سے شگونوں سے سیاسی کام لیا جانے لگا۔ یعنی امرا جن تحریکوں کے مخالف ہوتے وہ اُن کے ذریعہ سے روک دی جاتیں یہ امر بھی دور از قیاس نہیں ہوسکتا کہ جن لوگوں نے ان قوانین کی تائید کی تھی انکی اغراض بھی سیاسی تھیں روایت ہے کہ ایک دفعہ کی رو سے[1] یہ حکم دیا گیا تھا کہ مجالس وضع قوانین کے اجلاس سے قبل حکام کے انتخابات عمل میں آئیں بہرکیف انکی اصل غایت یہ تھی کہ وضع قوانین میں مزاحمت کی جائے یہ بھی واضح رہے کہ ان قوانین کی، جن سے نہایت شرمناک طریقہ پر کام لیا گیا، غایت یہ ہرگز نہ تھی کہ **روما** کے حکمراں طبقہ کے مذہبی جذبات کا احیا عمل میں آئے۔ ممکن ہے کہ جیسا کہ **لینگ** کا خیال ہے کہ[2] لیکنی نی اے ای بوٹیا قوانین بھی اسی زمانہ میں نافذ ہوئے ہیں۔ ان قوانین کا منشا یہ تھا کہ جو شخص کسی غیر معمولی

---

[1] یہ روایت بوبیو کے اسکولیاسٹ میں مندرج ہے گر مام سین Staatsredt اول ۱۰۸ نے اسے رد کر دیا ہے۔ زمانہ مابعد کے عمل درآمد سے اسکی تائید نہیں ہوتی کیونکہ وضع قوانین کا کام سال کے اوائل میں ہوتا تھا۔

[2] گریکس نے ان قوانین کی ۱۳۳ ق م میں خلاف ورزی کی۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ اے ڈبلیو۔ زمپٹ نے سرء De leg agr (دوم ۲۱) کے متعلق لکھا ہے یہ قانون گراکی کے خاندانی کمیشن کی وجہ سے نافذ ہوا ہو۔ دیکھو فہرست مضامین۔

عہدہ یا کمیشن کے قیام کی تحریک کرے وہ خود اور اسکے قریب کے عزیز اس عہدہ پر مقرر نہوں۔ یہ زمانہ تنظیم جدید کا تھا۔ میں اس سے قبل بھی بیان کرچکا ہوں کہ کانسلی پر انتخاب دوبارہ کی ممانعت کا قانون بھی غالباً ۳۴۲ ق م[۱] کا ہے۔

مذہب اور سیاسیات

(۶۵۳) شگونوں کی طرح عام مذہبی معاملات سے بھی اس عہد میں کسی قسم کی بے اعتنائی نظر نہیں آتی رسمیں نہایت احتیاط سے عمل میں آتیں، منتیں باقاعدہ اتاری جاتیں، نحس واقعات کے دفعیہ کا اہتمام ہوتا، مندر بنتے اور انکی مرمت ہوتی، ماہران فن ہر قسم کے شک اور شبہے دفع کرتے، حسب ضرورت سی بی لی کتابوں میں استخارہ دیکھا جاتا، قربانیاں اور تہوار بار بار ہوتے تاکہ مذہبی امور میں کسی سقم یا سہو سے سلطنت کو نقصان نہ پہونچے۔ پجاریوں کی ایک جماعت فے ٹیالیس[۱] کے نام سے موسوم تھی جو معاہدوں کی ان کے مرتب ہونے کے بعد منظوری دیتی اور جنگ کے اعلان سے قبل دشمن سے تلافی کا مطالبہ کرتی۔ یہ جماعت اب بھی بین الاقوامی تعلقات کے باریک امور ضابطہ اور اعلان جنگ کے تفصیلی امور کے متعلق ہدایتیں دیتی جدید دیوتاؤں کی پرستش کا رواج روما میں ہونے لگا تھا اطالیہ کے دیوتاؤں اور غیر ملکی، خصوصاً یونانی دیوتاؤں کو ایک ثابت کرنے کی کوشش ہو رہی تھی، ادبیات میں نئے نئے دیوتاؤں کا ذکر آرہا تھا اور فنون لطیفہ کے ذریعہ سے ملت تشبیہی کے اصول کو فروغ ہو رہا تھا مگر جس طریقہ سے سنیٹ اور مذہبی جماعتیں مذہبی رسوم کو انجام دیتی تھیں وہ بالکلیہ رومی تھا۔ قدیم پرستش کے طریقوں میں جو خالص عنصر تھا وہ بڑی تیزی سے لوگوں کے حقوق میں پلی بین طبقہ کی مداخلت سے زائل ہوچکا تھا اور شہر کوں کے مذہبوں میں پرانے عقائد کا بدل جانا یا جدید[۲] عقاید کا داخل ہو جانا کوئی نئی بات نہ تھی۔ شہنشاہیت کی وسعت سے روما کو

---

[۱] دیکھو فقرہ ۴۲۸۔ لیوی ۱/۲۱، ۸، ۳۶، ۳، ۴۔

[۲] روما کا شمار بھی اسی زمانہ میں دیویوں میں ہوا ۱۹۵ ق م میں الابنڈا کے لوگوں نے اطلاع دی کہ انھوں نے شہر روما کا ایک مندر بنایا تھا اور ایک سالانہ تہوار اسکے متعلق قایم کیا تھا سمرانے

غیر ملکی مذاہب کا علم ہو رہا تھا اور اس کے دیو مالا میں تغیرات ہو رہے تھے۔ مگر سلطنت نے مذہب کو بالکل اپنے قابو میں رکھا۔ امرا کا جدید طبقہ پیٹری شئین اور پلی بین دونوں عناصر پر مشتمل، اسے خوب معلوم تھا کہ مذہب کی کیا اہمیت ہے عقلیت نے جب تعلیم یافتہ اشخاص کے مذہبی خیالات کو متزلزل کر دیا اسوقت بھی عوام کے مذہبی عقائد پر نگرانی رکھنا۔ اور انکی ہدایت کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ایسے عقائد جنکے متعلق کوئی شک ہو اسکا انسداد ہوتا اور نئے عقاید وہی داخل کئے جاتے جسے کوئی اندیشہ نہ ہو اسی وجہ سے جاہلوں اور وہم پرستوں کے مذہبی ضروریات کو پورا کرنیکا انتظام کیا جاتا یہ انتظام امرا اور عوام دونوں کے حسب حال تھا یعنی مذہبی رسوم کے ادا ہونے سے پریشانیوں میں انھیں سکون قلب اور اطمینان ہوتا اور امرا کو یہ نفع تھا کہ وہ مذہب سے اپنی سیاسی اغراض میں کام لینے لگے۔ اس عہد میں امرا میں بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جن کا خیال تھا کہ ان کا آبائی مذہب اور اسکے ضابطے اور طریقے ان کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں کیٹو تھا اور پالس بھی جس نے شگون کے معلوم کرنے میں مہارت حاصل کی تھی۔ یہ عظیم الشان فتوحات کا زمانہ تھا روما کے دشمنوں نے یکے بعد دیگرے شکست کھائی اور تباہ ہوئے اس سے ظاہر تھا کہ فاتح دولت اور ما فوق الانسانی قوتوں کے تعلقات قابل اطمینان ہیں۔ گویا روما نے دیوتاؤں کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا اور دیوتاؤں نے روما کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔[1]

(۴۵۴) مگر باوجود اسکے کہ سلطنت کا مذہب گو اسکی تجدید ہو گئی لیکن درحقیقت وہ حالت نزع میں تھا۔ زمانہ سابق میں اسکے مقررہ طریقوں اور ضابطوں اور دیوتاؤں کی پرستش کے اثر[2] سے افراد میں آپس میں یگانگت اور سلطنت

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۴ ۱۹۵ق م میں بھی کیا۔ دیکھو لیوی ۳۸، ۴ ٹیسی ٹس تاریخ ۴، ۵۶۔ ایشیائی کا یہ فعل قدرتی تھا کیونکہ وہ بادشاہوں کو دیوتا بنانے کے عادی تھے۔ اس کے علاوہ ایشیائیوں کو اجازت دیگئی تھی کہ کیپی ٹول کے مندر میں قربانی کریں۔ لیوی ۴۳، ۶۔ ۴۴، ۱۴

[1] فقرہ ۲۷۴ کتاب ہذا۔

[2] فقرہ ہائے ۴۲۰، ۴۲۸ کو

کے ساتھ وفاداری پیدا ہوتی تھی، مگر مذہب کا یہ اثر باقی نہ رہا تھا۔ مذہب اب ایک سیاسی آلہ ہو گیا تھا۔ ممکن ہے کہ پہلے حکمران جماعت کے افراد مذہب سے یہ کام لینے میں تامل کرتے ہوں مگر تیاہ کن تنقید سے یہ موانع رفع ہو گئے۔ یونانیوں کے استفہامی رجحان سے صدیوں قبل ہی سے دیوتاؤں پر اعتقاد کم ہوتا جاتا تھا۔ اور بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ دیوتا عظیم الشان انسان تھے چوتھی صدی ق م کے اواخر میں یوہیمیروس نے اس مضمون پر اس لحاظ سے مفصل بحث کی اور مذہب سے مافوق الانسانی عنصر کو بالکل خارج کر دیا۔ اس کتاب کو بہت شہرت حاصل ہوئی کیونکہ یونانی مذہب کی قوت زایل ہو چکی تھی اور اس قسم کے غیر معین خیالات نے رفتہ رفتہ تعلیم یافتہ طبقوں میں ایک عقیدہ کی حیثیت حاصل کر لی۔ یوہیمیروس نے کوئی عمیق نظریہ پیش نہیں کیا تھا مگر اس نظریہ کو لوگ آسانی سے سمجھ سکتے تھے اور معمولی درجہ کے لوگ اسے پسند کرنے لگے مگر عالی دماغ لوگ جنھیں منفی نتایج سے اطمینان نہیں ہوتا، اس فکر میں تھے کہ الٰہیات کو ایک نئی بنا پر قایم کریں تاکہ یہ اطمینان ہو سکے کہ عام مخلوق پر حکومت الٰہی ہے اس میں سب سے زیادہ کامیابی رواقیوں کو ہوئی مگر فوق الانسانی قوت کے متعلق ان کے جو عقاید تھے ان کا اونھوں نے اسی قدر تنقیہ اور تنزیہ کیا کہ معمولی آدمیوں کے فہم سے بالاتر ہو گئے۔ ہمہ اوست کے مسئلہ میں حقیقی عظمت ہے مگر اسکا نہ تو افسانیات سے میل ہو سکتا ہے اور نہ فنون لطیفہ کے ذریعہ سے اظہار ہو سکتا ہے دوسری صدی ق م کے یونانیوں پر اس کا عام اثر پالی بیس کے مذہبی رجحان سے معلوم ہوتا ہے جس کا عقیدہ تھا کہ حق اور باطل میں حقیقی فرق ہے اور مشیت ایزدی موجود ہے جس کا اظہار بدکردار لوگوں کی سزادہی سے ہوتا ہے مگر قدیم دیوتاؤں کی پرستش کے مقابلہ میں کوئی نظام مذہبی اس کا نہ تھا۔ اب ہم بتائینگے کہ روما کے لوگوں پر یونان کے مذہبی خیالات کا اثر کیا ہوا۔

لہ دیکھو فقرہ ۲۴۷ ؎

لہ پالی بیس ۶، ۵۶، ۲۳، ۹ جاقی یونانی تخیل اور تمدن - باب ۲۲ ؎

(۶۵۵) رومیوں کے حب وطن اور ایمانداری کا دوسرے ملکوں سے مقابلہ کرتے ہوئے پالی بیس نے ان کی قوت ضبط اور خوش معاملگی کی وجہ بھی دریافت کرنے کی کوشش کی ہے جس کا وہ مداح تھا۔ رومیوں کے محاسن کی وجہ اس نے یہ پائی کہ وہ دیوتاؤں سے ڈرتے تھے اور اسکا خیال تھا کہ یہ خوف عوام کے دلوں میں قصداً جمایا جاتا ہے تاکہ حکمران جماعت انھیں اپنے قابو میں رکھ سکے۔ اس توضیح سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے مذہب میں عوام کا اعتقاد ان کے جہل پر مبنی تھا۔ آگے چلکر وہ صریحاً تسلیم کرتا ہے کہ انفرادی اور قومی محاسن دونوں رو بہ تھے اور یہ کہ پالس اور اسکے بیٹے ایمی لیانس کی حالت مستثنیٰ تھی۔ ممکن ہے اپنی کتاب کے کسی حصہ میں اس نے اخلاق کے انحطاط کو مذہبی عقائد کے انحطاط پر محمول کیا ہو مگر وہ حصہ غالباً ضایع ہوگیا ہے۔ کم ازکم اس کے مقولہ مذکورۂ بالا سے رومیوں کے مذہبی عقائد کا پختہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رواجی مذہبی عقائد پر پہلا حملہ زبردست حملہ اسے نیس نے کیا جو اس عہد کے وسط میں تھا۔ اس نے یوہے مرس کی کتاب کا لاطینی میں ترجمہ کیا اور اپنے تشکیکی خیالات کا اظہار اپنی تصنیفوں میں بھی کیا۔ باطل کے وجود اور بدکرداروں کی خوش اقبالی سے اسے اس امر سے انکار کرنے کی جرات ہوئی کہ دیوتاؤں کو انسان کے افعال واعمال سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس خیال کی اس نے اپنے ایک ناٹک کے ذریعہ سے اشاعت کی اس کی یہ جرات قابل لحاظ ہے کیونکہ وہ رومائی دیوتاؤں سے ڈرنے والی مخلوق میں ایبقورس کے الحاد کو شایع کر رہا تھا۔ اس کا حملہ صرف سنجیدہ اور غور وفکر کرنے والے لوگوں پر اثر کر سکتا تھا مگر ہوس ناک اور جوشیلے لوگ ہر طبقے اور جماعت کے ایک دوسرے اثر سے متاثر ہو رہے تھے سنہ ۲۰۴ میں مادر کبیرا کی پرستش کے جاری ہونے سے ان لوگوں کا شوق پورا ہوگیا جو ایسے دھوم دھام کے خواہاں تھے جو رومائی رسوم میں موجود نہ تھا۔ بیک ہس (شراب کے دیوتا) کی پرستش عرصہ سے اطالیہ میں ہوتی تھی مگر یہ پرستش ترقی کر گئی تھی اور اس میں پوشیدہ رسوم ہونے لگی تھیں جس میں صرف وہ اشخاص شریک ہوسکتے تھے جو رموز سے واقف کردیے گئے ہوں اور نئے اشخاص ان رموز کو مخفی رکھنے کے عہد وپیمان

کرنیکے بعد ان سے واقف کیے جاتے تھے۔ اس تحریک کے اصل مرکز یونانی اضلاع خصوصاً ٹارینٹم اور اسکے نواح کے مقامات اور روبہ انحطاط اٹرو ریا میں تھے جہاں توہمات کا زور تھا مگر بہت جلد یہ تحریک روما پہنچ گئی اور بہت لوگ اس میں شریک ہو گئے۔ عرصہ تک سلطنت کی طرف سے اس کے انسداد کی کی کوئی فکر نہ ہوئی گو لوگ اس کے وجود سے بخوبی واقف تھے مگر اس طور پر محفوظ رہنے سے اس تحریک نے سخت مذموم پہلو اختیار کیا راتوں کو رنگ رلیاں منائی جاتیں جن میں اس قدر فسق و فجور ہوتا کہ اہل روما گھبرا اٹھے حالانکہ انہیں اخلاق کا زیادہ پاس نہ تھا بعض اوقات قتل بھی ہوتے۔ اس قسم کی جماعت سے خفیہ سازشوں کے ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ ایک ایسا خطرہ تھا جس سے روما کی حکومت ضرور چوکنی ہوتی اور اسکے دفع کرنے کا بندوبست کرتی بالآخر ایک کانسل کے پاس مخبری[1] ہوئی اور اس نے شہادت جمع کر کے اس معاملہ کو سنیٹ میں پیش کیا۔ سنیٹ اس سے سخت پریشان ہوئی کیونکہ یہ ایک خفیہ جماعت تھی جس میں ہر درجہ کے لوگ شریک تھے، اطالیہ کے ہر گوشہ میں اس کا اثر تھا، اس میں زیادہ تر عورتیں شامل تھیں بلکہ ایک زمانہ میں روما میں اس میں صرف عورتیں ہی تھیں۔ اندیشہ تھا کہ سرکش ناکس کے گھر میں اس کا اثر ہو جائے اور اسے علم نہ ہو۔ کانسلوں کو حکم دیا گیا کہ روما اور تمام ملک اطالیہ میں تحقیقات کریں اور انھیں پورا اختیار دیا گیا کہ مخبروں کو انعام دیں اور خاطیوں کو گرفتار کر کے قتل کریں۔ پانچ سال کی سرگرم کارروائی کے بعد اس قبیح تحریک کا انسداد ہوا۔ ہزاروں قتل کر دیے گئے اور آیندہ سے اس قسم کے فسق و فجور کو روکنے کے لئے سخت قواعد بنائے گئے۔ جنوبی اطالیہ اس سے سب سے آخر میں پاک ہوا۔ اس کے متعلق سنیٹ کا حکم جو ایک کانسے کی تختی پر منقوش ہے اسی نواح میں پایا گیا ہے۔

مقالات سو ما (۶۵۶) اس شرمناک تحریک کے انسداد کے بعد ہی ایک دوسرا قضیہ شروع ہوا جس سے ثابت ہوا کہ روما کے تمدن کے تحت میں غیر مرئی اثرات پیدا ہو گئے

[1] لیوی (۳۹ ۸ و مابعد) میں اس قصہ کو نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔

تھے۔ ٹائبر ندی کے پار ایک باغ میں چند کتابیں ایک لوہے کے صندوق میں مدفون پائی گئیں جو "مقالات[1] نوما" کے نام سے موسوم ہوئیں یہ کتابیں کاغذ charta پر لکھی ہوئی ہیں حالانکہ جو زمانہ اس پجاری بادشاہ کا روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں کاغذ کا رواج اطالیہ میں نہ تھا۔ اس کے علاوہ بالکل نئی معلوم ہوتی تھیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۵۰۰ سال تک ان کا مدفون ہونا محض غلط تھا۔ سات لاطینی میں تھیں جن میں مذہبی ادارات خصوصاً پجاریوں کے فرائض سے بحث کی گئی تھی۔ سات یونانی میں فلسفیانہ مباحث پر تھیں ایک پریٹر نے ان کے مضامین پر نظر ڈالی اور جب یہ معاملہ سنیٹ میں پیش ہوا تو اس نے حلف اٹھایا کہ ان کتابوں کی تعلیم سلطنت کے مذہب کے خلاف تھی۔ سنیٹ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور کتابیں اسکے حکم سے جلادی گئیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس فلسفہ کے اصول فیثا غورثی تھے۔ اس کے متعلق واضح رہے کہ جن یونانی مصنفوں نے روما کی عہد شاہی کے تذکرے لکھے تھے وہ مسلمہ سنویات کے خلاف نوما اور فیثا غورث کی ملاقات ثابت کرنا چاہتے تھے۔ ایک فیثا غورثی جماعت کا جنوبی اطالیہ میں بہت زور تھا جو تصوف کی طرف مائل تھی اور ٹارینٹم میں شاید اب بھی باقی تھی۔ غالباً اینیس کو عنفوان شباب میں اس سے سابقہ ہوا تھا۔ اس کی بعض تصنیفوں میں فیثا غورثی تعلیم کا اثر ہے اور ایک کتاب "اپی خارموس" تو بالکل فیثا غورثی ہے۔ "مقالات نوما" کے جعلی ہونے میں مطلق کلام نہیں۔ قرین قیاس[2] یہ ہے کہ ان کتابوں کی اشاعت سے یہ مقصود ہوگا کہ روما کے آبائی طرز عمل اور مذہبی قانون کے بجائے خفیہ طور پر فلسفہ کو روما میں مروج کیا جائے۔

تین فلسفیوں کا ورود۔

(۶۵۷) ان انکشافات سے سنیٹ کو سخت اضطراب ہوگیا جس سے

---

[1] اس قصہ کے متعلق کئی روایتیں لیوی ۴۰، ۲۹ میں موجود ہیں۔ وی یتھ یورن کے نوٹ بھی ملاحظہ ہوں۔

[2] سمرو acad pr دوم ۱۵ پر ایڈہ کا پریسیس ششم۔ ایرکا نگ ٹن کو

[3] پرید "افسانیات روما" جلد دوم حصہ ۱۲۔

اُن لوگوں نے فایدہ اٹھایا جو یونانی اثرات کو بالکلیہ دفع کرنا چاہتے تھے یا کم از کم ایسے عقاید کی اشاعت روکنی چاہتے تھے جن سے اندیشہ تھا کہ وہ نہ صرف مذہب بلکہ مذہب کو زیر و زبر کر دینگے۔ ایک اتفاقی اندراج[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۳ میں دو ابیقوری اس جرم میں خارج البلد کر دئے گئے کہ وہ نامعلوم ذرائع عیش جاری کر رہے تھے یعنی یہ تلقین کر رہے تھے کہ مسرت زندگی کا قانون اور موجب ہدایت ہے۔ یہ فلسفہ رومی نوجوان کے لئے مناسب نہ خیال کیا گیا۔ سنہ ۱۶۱ میں سنیٹ کے ایک فرمان کا ذکر[2] ہے جس کی رو سے ایک پریٹر کو حکم دیا گیا کہ شہر سے تمام فلسفیوں اور معلمان بلاغت کو خارج کر دے۔ سنہ ۱۵۵ میں ایتھنز کے تین فلسفیوں کی مشہور سفارت[3] آئی۔ ان لوگوں کا کام چونکہ تعویق میں پڑ گیا تھا۔ اسلئے انھوں نے شہر میں لیکچر بازی شروع کر دی جنکو سننے کے لئے رومی نوجوانوں کے جوق کے جوق آتے کیونکہ انھیں ان فلسفیوں کی موشگافیوں میں لطف آتا تھا خصوصاً کارنیاڈیس کی کارنیا ڈیس کا رجحان لاادریت کی طرف تھا اور وہ ایک روز جس اصول کو ثابت کرتا دوسرے روز اس کی تردید کر دیتا اُس کی یہ حرکت جب معلوم ہوئی تو کیٹو نے سنیٹ کو آمادہ کیا کہ فلسفیوں کا معاملہ جلد طے کر دے تاکہ یہ اپنے وطن کو واپس جائیں اور رومی نوجوان جنکے دماغ پھر گئے تھے حسب سابق اپنے حکام اور قوانین کی فرماں برداری کریں یہ روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ پرانے خیال کے رومیوں کا اندیشہ بالکل بجا تھا لیکن سیلاب کو روکنا ہمیشہ دشوار ہوتا ہے۔ کیٹو[4] نے اپنے بیٹے کو متنبہ کیا کہ فریبی اور ناقابل اصلاح یونانیوں سے ہوشیار رہے، جنکے

[1] یہ روایت aelianvar hist نہم ۱۲ اور ایتھے نا الیس دوازدہم ۸۰ د، ۷۸ ہ الف) میں مندرج ہے۔

[2] سوٹی ٹونیس De rhet یلم گیلیس ۱۵، ۱۱ نہ

[3] لاک ٹانٹیس Inst پنجم ۱۴، پلوٹارک کیٹو ۲۲ پلینی تاریخ ہفتم ۱۱۲ اور ریٹر اور پرید (تاریخ فلسفہ) میں بھی حوالے ہیں ۔

[4] چاؤن کیٹو صفحہ ۷۷

ادبیات سے رومیوں کے دماغ خراب ہونے والے تھے اور جن کی طبیب رومیوں کے جسم پر یونان کی محکومی کا انتقام لے رہے تھے۔ مگر اخراج و تنبیہ کا اب موقعہ نہ تھا کیونکہ رومی عصبیت اب باقی نہ رہی تھی اور یونانیت نے جو ہر طرف سے حملہ آور ہو رہی تھی بالآخر اپنی خلقی دلفریبی سے اپنے فاتحوں کو مسخر کر لیا۔

یونانیت کی اشاعت۔

(۶۵۸) یونانی اثرات فنون لطیفہ اور ادبیات کے ذریعہ سے پہونچے۔ وقتاً فوقتاً فنون لطیفہ کے نمونوں کے ڈھیر جو لڑائیوں میں ملتے روما پہونچتے رہتے اس عہد کے اواخر میں انکی تعداد کثیر روما میں ہو گی۔ فنون لطیفہ کے ان نادر خزانوں کی قدر رفتہ رفتہ پیدا ہوئی ہو گی مگر رومیوں کو ان سے لگاؤ تو ضرور پیدا ہو گیا ہو گا۔ یونانی ناٹکوں کے لاطینی ترجمے کثرت سے ہو گئے اور بعض یونانی ناٹکوں سے ماخوذ ہوں گے۔ حزنیہ ناٹکوں (ٹریجڈی) کے لکھنے والوں میں اسے نیس (متوفی ۱۶۹ ق م) یا کوولس (متوفی ۱۳۲ ق م) تھے اور (کومیڈی) کے لکھنے والوں میں کم درجہ مصنفوں کے علاوہ ٹیرینس تھا جو ۱۵۹ ق م میں جوان امرا۔ یہ شخص جس کا پورا نام پ۔ ٹیرین شیس آفر تھا قرطاجنہ میں پیدا ہوا اور روما میں غلام تھا۔ اسکے آقا کو اس سے محبت تھی اسلئے اسے تعلیم دیکر آزاد کر دیا۔ آزاد ہو کر اس نے ناٹک لکھنے شروع کئے اور ایتھنز کی نئی کومیڈی کی نقل اتاری۔ اسکے چھ ناٹکوں میں سے چار مینانڈر سے ماخوذ ہیں اپنی قابلیت کی وجہ سے وہ اس سی پیو ایمی لیانس کے مصاحبوں کی منتخب جماعت میں شریک ہو گیا اس کی خاص ادبی خوبی یہ تھی کہ لاطینی میں اسکا طرز تحریر بالکل بے عیب تھا۔ بعض بداندیش[1] لوگوں کا خیال تھا کہ سی پیو اور لائی لیس اسکو اصلاح دیا کرتے ہیں مگر اس کا جواب ایسا مبہم ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اعتراض کو باعث فخر خیال کرتا ہے ہمیں اس سے صرف یہی سروکار ہے کہ اس نے رومیوں کو یونانی خیالات سے آشنا کیا اور ایتھنز کی نئی کومیڈی میں جن اخلاق کی جھلک نظر آتی ہے وہ قابل تحسین نہیں۔ رومی امیروں کو معلوم ہو رہا تھا کہ جس دنیا سے اونھیں سابقہ پڑ رہا ہے وہ اس دنیا سے

---

[1] ٹیو فیل شولب ۱۰۸/۱۰۹۱۔ اڈیلفو کی تمہید بھی دیکھو۔

کہیں زیادہ وسیع جس سے اِن کے آباؤاجداد کو کام پڑتا تھا اِسلئے اِن میں سے جو بہتر لوگ تھے وہ اپنی اولاد کو بہتر تعلیم دلانا چاہتے تھے۔ سی پیو (کبیر) اور فلامی نیس کو پر یونانی اشخاص اور یونانی کتابوں کا بہت کچھ اثر پڑا تھا۔ پالس[1] نے اپنے بیٹوں کی رومی طریقہ پر تربیت کرانے کے علاوہ یونانی استادوں سے بھی پوری تعلیم[2] دلائی تھی کیٹو جو ہر یونانی چیز میں زوال کا مادہ پاتا، یونانی ادبیات سے واقف تھا اور یونانی پڑھ سکتا تھا معلوم نہیں کہ اس نے یونانی آخری عمر میں سیکھی یا اس سے قبل۔ دونوں برادران گراکی نے جو عہد مابعد کے سرگرم اصلاح پسند یونانی استادوں کی نگرانی میں عہد زیر تذکرہ میں تعلیم حاصل کی تھی اس زمانہ کا رواج یہی تھا اور یہ غالباً اکثر والدین اپنے بچوں کو استادوں کی نگرانی میں چھوڑ دیتے ہوں گے اور کیٹو یا پالس یا کارنی لیا کی طرح انکی تعلیم کی نگرانی خود نہ کرتے ہونگے۔ اسلئے تعجب نہیں کہ جو یونانی فلسفی روما میں لکچر دیتے تھے اونھوں نے روما کے نوجوانوں کو جو ان کے سامعین میں تھے سمجھدار پایا ہوگا۔

سی پیو کے احباب

(۶۵۹) کیٹو اور اس کے ہم خیال لوگ خواہ کچھ ہی کہیں مگر علمی دنیا میں یونانیوں کے تفوق میں کسی کو کلام نہ تھا۔ گالس جس نے پڈنا کی جنگ کے قبل گہن کی پیشین گوئی کی تھی، یونانی ادبیات اور علم ہیئت کا ماہر تھا۔ زراعت کے سوائے تمام علوم و فنون کا دارومدار یونانیوں کے اکتشافات پر تھا اور علم کا سب سے بڑا مرکز سکندریہ تھا۔ یونانیوں کی جدت طرازیوں میں وہ مسائل نہایت اہم تھے جو انسان سے فرداً یا سلطنت کا ایک رکن ہونے سے متعلق تھے کیونکہ اِن کی وجہ سے فرائض کے آبائی معیار پر دوبارہ غور کرنا لازم آتا تھا سلطنت صرف یہ کرسکتی تھی کہ عام لیکچروں کو موقوف کردے لیکن نہ تو وہ لوگوں کے مکانوں میں گفتگو یا مباحث کو روک سکتی تھی اور نہ ذمہ دار لوگوں کو زیرک اور باخبر

---

[1] پلوٹارک ایمی لیس ۶ ۔

[2] اپنے بیٹے کی تعلیم پر کیٹو کی توجہ قابل ذکر تھی۔ پلوٹارک کیٹو ۲۰ اِسکا خواندہ غلام کیلون غالباً یونانی ہوگا ۔

یونانیوں کی صحبت کا لطف اٹھانے کی مخالفت کرسکتی تھی۔ جدید روشن خیالی کا مشہور مرکز "حلقہ سی پیو" تھا۔ یہ احباب کا ایک مجمع تھا جو زیادہ تر ایمیلیانس سی پیو کے مکان پر جمع ہوتا تھا۔ اس میں روما کے بہترین اشخاص شریک ہوتے اور اخلاقی اور سیاسی مضامین پر گفتگو کرتے۔ کمالات دماغی کے لحاظ سے پینے ٹیس رساکن روڈز، ان سب میں اعلیٰ تھا۔ یہ ایک رواقی فلسفی تھا مگر اس میں خاص جامعیت تھی جس کی وجہ سے اس میں اپنے گروہ کے فلسفیوں کا تقشف نہ تھا اور اسکے اصول کو تمدن کی عملی ضروریات کے مناسب حال کرسکتا تھا۔ اس فریس یونانی کو خوب معلوم تھا کہ اپنا اثر جمانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے سامعین کو اپنی حالت پر مطمئن رکھے۔ ان دوستوں کے اس مجمع میں لوگ خواہش کرتے ہوں گے کہ یہ فلسفی اپنے خاص موضوع پر گفتگو کرے۔ اس مجمع میں دوسرا قابل ذکر شخص پالی بیئس جسکا تجربہ کسی شخص سے کم نہ تھا اور جسے سلطنتوں اور آدمیوں کے خواص کے مشاہدہ میں خاص ملکہ تھا۔ اسے بھی خوب معلوم تھا۔ کہ اپنے رومی مربیوں سے کس طرح کام نکالنا چاہیئے۔ روما کا وہ معترف اور مداح تھا اس لئے اسکی نکتہ چینی پر بھی کسی کو اعتراض نہ ہوسکتا تھا۔ دوسرے قابل یونانی بھی اس دماغی تفریح میں شریک ہوتے ہوں گے مگر یہ دونوں ایسے مباحث پیش کرنے کے لئے کافی تھے کہ جس سے تمام حاضرین کو غور و فکر کا موقع ملے۔ اس حلقہ کا صدر دولت مند، نیک کردار اور باوقر سی پیو تھا۔ اس کی قابلیت اور سرگرمی میں شک نہیں مگر اپنے کمال کو چھپائے رکھتا تھا۔ اس میں ایک خاص قسم کی خشک ظرافت تھی جو اس مجمع کے صدر ہونے کے لئے ضروری تھی۔ نرم مزاج اور خوش دل لائی لیس کی موجودگی کی وجہ حاضرین کو اخلاق و آداب کا خیال تھا اور اسکی نرمی اور احتیاط ضرب المثل ہوگئی ہیں۔ دوسرے شرکا حسب ذیل تھے

[1] مہافی (یونانی تخیل اور تمدن باب ۲۲) کا خیال ہے کہ پالی بیس نے پینے ٹیس کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ حسد ہے۔ میرا بھی خیال ہے کہ اسکا قیاس صحیح ہے مگر واضح رہے کہ پالی بیس کی تاریخ ناکمل ہے ؎

پ۔ فیوریس فیلس (کانسل ۱۳۶ ق م) ایک مشہور مقرر تھا۔ م ملیئی لیس مقنن۔ ٹیرنیس اور پاکوویس ناٹک نویس۔ لیوکی لیس روما میں ہجو کا ایجاد کرنے والا۔ چند نوجوان بھی تھے مثلاً گ۔ فینیس مورخ پ۔ اوی ٹالیس روفس سپاہی، مقنن، مورخ۔ ک اے۔ ای لیس ٹوبیرو جو روما کے سر پھرے رواقیوں میں سب سے زیادہ سر پھرا تھا۔ ان نوجوانوں نے عہد آیندہ میں نام پیدا کیا مگر انکے خصائل کو پختگی اسی زمانہ میں حاصل ہوئی۔ اس جماعت کو رواقیت سے شغف تھا اور ان میں سے بعض، مثلاً روفس نے اس سے ہدایت حاصل کر کے راست بازی کی زندگی بسر کی۔ اس فلسفہ کو رومیوں کے استقلال اور فرض شناسی سے خاص لگاؤ تھا اور اس برے زمانہ میں روما کے بہترین افراد کا مذہب ہو کر اسے عرصہ تک فروغ حاصل رہا۔ مگر باوجود اس کے اس نے پرانے خیالات کو زائل کر دیا کیونکہ اس کے عقلی نظریوں نے عداوتی خیالات کی جگہ لیلی اور جن لوگوں سے بزرگوں کی رسوم کے قایم رکھنے کی امید ہو سکتی تھی انھیں میں اس کی اشاعت ہوئی ؛

غلامی کا اثر خاندانوں پر۔

(۷۰ ب) اعلی طبقوں میں اب "رومانیت" حالت نزع میں تھی اور اس کی جگہ دوسرے اثرات لے رہے تھے۔ جو فی نفسہ مفید اور پاکیزہ تھے مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ رومی تمدن کی فوری تباہی کے بھی آثار نمایاں تھے۔ دیہات میں آزاد کسانوں کے بجائے غلاموں سے کام لیا جا رہا تھا جو جن کی حالت سخت ابتر اور افسوس ناک تھی۔ مگر گھروں میں غلاموں کے داخل ہو جانے سے اخلاق بگڑنے لگے تھے۔ دولت مند لوگوں کے گھروں میں بٹے کٹے غلاموں کی ابھی زیادہ مانگ نہ تھی۔ ایک ملاح اور ایک دو طاقت ور ملازم کافی ہوتے ہوں گے تاکہ اپنے آقا کو سڑکوں کی بھیڑ بھاڑ میں سے گزرنے میں مدد دیں کیونکہ ابھی تک روما میں پالکیوں کا رواج کم از کم مردوں کے لئے نہیں ہوا تھا۔ البتہ کھانا پکانے دستر خوان لگانے اور سنگھار کے لئے بہت سے غلاموں کی ضرورت ہونے لگی تھی جن کو اپنے مالک اور مالکہ کو خوش کرنے کے بے شمار موقع تھے۔ نوجوان اور خوبصورت غلاموں اور لونڈیوں کی بہت قدر ہونے لگی تھی اور ان کی قیمت اس قدر زیادہ

ہوگئی تھی کہ کیٹو نے اس پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے۔ یہ غلام زیادہ تر مشرقی یونانی تھے، گو ان کے ساتھ رعایت ہوتی تھی مگر بالکل اپنے آقا کے ہاتھوں میں تھے کیونکہ غلام رکھنے والے اور لوگوں کے مفاد مشترک اور غلام کو قریب میں کسی سے مدد کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ اس کا وطن بہت دور تھا اس لئے اسکے اعزہ کچھ نہ کرسکتے اور چند سال کے بعد اسے بھول جاتے۔ اس لئے یہ اپنی حالت زار پر قانع ہو جاتے اور اپنی لیاقت سے کام لیکر اپنی حالت کو بہتر کرنے کی فکر کرتے۔ اپنے آقاؤں کی خواہشوں کو پوری کرنے کے بعد غلاموں کے لئے آسان ہو جاتا کہ ان میں نئی خواہشیں پیدا کریں اور انھیں پوری کریں۔ کیٹو اس زمانہ کا رونا روتا ہے جب کہ گھوڑے کا دام غلام سے زیادہ تھا۔ پرغوری اور دوسرے عیوب پھیلتے جاتے تھے کیونکہ رومیوں کا شیشۂ تقوی ٹوٹ چکا تھا۔ اور وہ عیش و عشرت میں محو ہوگئے تھے جسکا سامان یہ غلام مہیا کرتے تھے۔ مگر مشرقی غلاموں سے جو سب سے بڑا نقصان پہونچا وہ یہ تھا کہ انھوں نے بچوں کے اخلاق بگاڑ دیئے۔ وہ اپنے نفع کے لئے روما کے ان نونہالوں کی خوشامد کرتے اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ ان کو ہر طرح سے خوش کرتے اور ان کے برے کاموں پر پردہ ڈالتے۔ یہ طریقہ شروع ہی سے اخلاق کے لئے تباہ کن تھا اور بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے ان کے لئے یہ سم قاتل ہوتا جاتا تھا۔ بعض والدین مثلاً پالس یا کارنی لیا اچھے غلام رکھتے اور ان کی نگرانی سختی سے کرتے۔ کیٹو غلاموں کے ساتھ سخت گیری کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو مخرب اخلاق اثروں سے بچاتا تھا۔ مگر یہ غیر معمولی صورتیں ہیں اور ان کے غیر معمولی ہونے ہی کی وجہ سے وہ تحریر میں آتی ہیں۔ مذہبی بدعتوں کے پھیلنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ غلاموں کے ذریعہ سے مشرقی توہمات روما میں پہونچے۔ قوانین پر اس کا خاص اثر ہوگا اور بھیکا نالیا کی رسوم کے پھیلنے کے باعث بھی ایک حد تک یہی غلام ہوں گے۔

غلامی تمدن کی اصول پر۔

(۷۶) غلامی کے ضمن میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اسکا اثر تمدن کے ہر شعبے میں ہوگیا تھا۔ مثلاً یونانی طبیب یا جراح کے مددگار تربیت یافتہ غلام

ہوتے تھے، جہازرانوں کے ملاح بھی غلام تھے۔ ساہوکاروں کے محرر اور ٹھیکہ داروں کے معمار بھی یہی تھے۔ سرمایہ سے کام لینے کا یہ طریقہ مروج ہوگیا تھا کہ غلاموں کی خلقی اہلیت سے کام لیا جاتا۔ یعنی نوجوان غلاموں کو باورچی گری، محرری، صنعت و حرفت، کھیل تماشوں ناچنے گانے مسلمی، پہلوانی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی اور اس کے ختم ہو جانے کے بعد وہ خاصے نفع سے بیچ دے جاتے یا کرایہ پر دے جاتے۔ بعض غلاموں کو شروع ہی سے اجازت دی جاتی کہ کوئی خاص پیشہ کریں اور اپنی کمائی کا ایک حصہ اپنے آقا کو دیں مگر یہ سلوک صرف قابل اعتماد غلاموں کے ساتھ ہوتا ہوگا۔ قدیم رواج کی بنا پر غلاموں کو اجازت تھی کہ اپنی محنت یا ہنر سے تھوڑی سی جائداد Pecutiun پیدا کرے جس سے وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا تھا یا اگر اسکا آقا اپنے صرفہ کو جو اسکی تربیت میں صرف ہوا تھا معاف کردے تو وہ خود کوئی اپنا کاروبار کر سکتا تھا غلاموں کی آزادی کا رواج عام تھا کیونکہ اس سے دونوں فریقوں کو سہولت تھی۔ غلام کو یہ فکر تھی کہ آزاد ہو جائے اور مالک کو غلام کے آزاد کر دینے ہی میں زیادہ نفع تھا کیونکہ وہ غلام کی جوانی کی کمائی سے نفع اٹھا چکا تھا اور بڑھاپے میں اسکی پرورش کے بار سے بچ جاتا۔ غلام کے ساتھ وہ سخت سلوک کرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ سخت گیر رومیوں میں ابھی انسانیت باقی تھی اس لئے وہ غلام کی باقی ماندہ اور بیکار زندگی اسے بخش دیتا اور اس کی پرورش سے بچکر اپنی عالی ہمتی کا

۱؎ غلام کو Servus کہتے تھے اور آقا کو Domnus جب غلام آزاد ہو جاتا تو اسے Libertas کہتے تھے اور اسکا آقا اسکا مربی Patronus کہا جاتا اصطلاح Libertinus سے ان اشخاص کی سیاسی حیثیت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں کسی مربی کا آزاد شدہ غلام اور اسکی اولاد شامل ہے۔ تیسری پشت میں آزاد شدہ غلام کا بیٹا Ingenuus کہا جاتا۔ علمی زبان میں یہی الفاظ مستعمل تھے۔ مگر فی الحقیقت جو شخص خود غلام نہ رہا ہو Ingenuus تھا۔ دیکھو فقرہ ۴۲۳ اور مام سین اسٹاٹس ریخٹ سوم ۴۲۱ - ۴۲۳ ؎

ثبوت دیتا جو رومیوں کا خاصہ تھا۔ آزاد شدہ غلام کے تعلقات اپنے مربی سے خاص قسم کے ہوتے مثلاً شادی اور غمی میں وہ اپنے سابق مالک کا شریک ہوتا اور خدمات لاحقہ انجام دیتا اور سیاسی معاملات اور عدالتوں میں ہمیشہ اُسکی تائید کرتا۔ مربیوں کے لئے بھی ایسے متوسلوں کی تائید سے بہت نفع تھا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آزاد شدہ غلاموں کی حق شہریت کا مسئلہ نہایت اہم تھا۔ بعض غلام آزاد ہونے کے بعد اپنے مربیوں کے کارپرداز ہو جاتے خصوصاً روپیہ کے کاروبار میں سرمایہ داروں کو اس طرح ہوشیار ملازم مل جاتے یہاں تک کہ کیٹو نے بھی جو سینٹ کا رکن تھا قانون کلاڈیا[1] کے اصول کی خلاف ورزی کر کے تجارت شروع کر دی۔ کیٹو[2] کے ذکر کے آجانے سے ہمیں فوراً یاد آجاتا ہے کہ وہ غلام رکھنے والے رومیوں کا مسلم نمونہ تھا۔ اس معاملہ میں وہ سخت گیر تھا اور محض نفع کا خیال رکھتا تھا۔ انسانیت تو چھو نہیں گئی تھی اسکے یہاں بہت سے غلام اور لونڈیاں تھیں جن کی وہ سختی کے ساتھ نگرانی کرتا تھا۔ ناجائز تعلقات کا اگر پتہ پیدا ہوتا وہ ناپسند کرتا تھا اسلئے اِن کے جوڑے اِس نے مقرر کر دئے تھے تاکہ اُنکے اولاد ہو کیونکہ غلاموں کی تعداد میں اِس طریقہ سے بھی اضافہ ہوتا تھا۔

بردہ فروشی

(۶۶۲) لیکن غلام زیادہ تر بازار میں خرید کئے جاتے۔ غلاموں کے بہم پہونچانے کے دو ذریعے تھے یعنی اسیران جنگ کی فروخت جو اس وقت رائج تھی مگر یہ ذریعہ ہمیشہ کارگر نہ ہوتا کیونکہ کبھی غلام زیادہ ہوتے اور کبھی بہت کم دوسرا طریقہ آزاد لوگوں کو زبردستی گرفتار کر کے غلام بنا لینے کا تھا۔ یہ اِس وقت زیادہ مروج و تھا مگر عہد آیندہ[3] میں سلی سیا کے بحری قزاقوں نے اسے بہت

---

[1] دیکھو فقرات ۲۵۹، ۳۹۷ ؎

[2] کیٹو کی معاشرتی زندگی اور غلاموں کے ساتھ اسکے سلوک کو پلوٹارک (کیٹو ۲۰،۲۱) نے نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا ہے ؎

[3] سٹریک (تاریخ ۱۳۱) کا خیال ہے کہ قانون نے بیاد براۓ افراد ذری مرد مال ۳۲۶ میں نافذ ہوا مگر اس تاریخ کے متعلق شک ہے۔ زمانہ مابعد کے مقننوں کے اقوال کے مطابق جو ڈائی جسٹ

ترقی دی۔ سرحدی یورشوں اور جنگوں میں خشکی کی راہوں پر قزاقی کے ذریعہ سے، ساحلی اضلاع پر یورش کر کے، سمندر میں جہازوں پر حملہ کر کے، غرض ہر طرح سے بردہ فروش لوگ ناکردہ گناہ لوگوں کو گرفتار کر لیتے اور انھیں فروخت کر دیتے۔ بعض اوقات لوگ بغض وحسد کی وجہ سے ایک دوسرے کو گرفتار کر کے ان کے سپرد کر دیتے ایک دفعہ بک جانے کے بعد غلام متعدد خریدنے والوں کے قبضہ میں آتا، یہانتک کہ کوئی ایسا شخص اسے خرید لیتا جسے اسکی محنت کی ضرورت تھی اور اس طویل عرصہ میں آزادی کی امید زائل ہو جاتی جن غلاموں سے گھروں میں کام لیا جاتا ان کی اچھی یا بری حالت کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ مگر ان غلاموں کی حالت بہت بری ہوتی جن سے کسی بڑے زرعی علاقہ میں کام لیا جاتا اور ان سے بھی بدتر حالت ان کم بختوں کی ہوتی جو گھروں میں بیکار ثابت ہونے کی وجہ سے سزا کے طور پر اپنے آقا کے دیہاتی علاقوں میں منتقل کر دئے جاتے۔ معاشی حالات کے رجحان کی وجہ سے ملک بڑے بڑے زرعی علاقوں latifnudia میں منقسم ہو رہا تھا۔ پلینی اوّل[1] نے جو پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہے انھیں غلاموں کو اطالیہ کی تباہی کا باعث قرار دیا ہے۔ یہ جدید طریقہ زراعت اٹروریا میں اور جنوب میں خصوصاً لوکاشیا میں رائج تھا ہر زرعی علاقہ کا ایک کانگراں کار (Vilicius) ہوتا۔ یہ شخص خود بھی غلام ہوتا اور اس عہدے پر اس کا برقرار رہنا اسکے حسن انتظام پر منحصر ہوتا۔ اسی وجہ سے یہ نگراں کار اپنی سرخروئی اور نفع کے لئے ان غلاموں سے زیادہ سے زیادہ کام لیتا اور دوسروں کی طرح اپنے آقا کی امانت میں خرد برد بھی کرتا۔ معمولی غلاموں کی

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۷ ــ ۸۴، ۱۵۰ ایمی مندرج ہیں جو دزدی مرداں Palgiun اس قانون میں ممنوع وہ غلاموں کے بھگا لے جانے سے متعلق ہے نہ کہ آزاد اشخاص کو پکڑ لے جانے سے گو وہ بھی شامل ہے ؎

[1] پلینی تاریخ ۱۸، ۳۵-۳۶۔ مگر اس سے قبل بھی لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس کر لیا تھا۔ دیکھو لیوکن یکم ۱۷۰-۱۴۷ کی مشہور عبارت اور جددی قبل ۱۵۹ اور رابعد پر سے پر کا قول ؎

حالت حد درجہ ابتر اور قابل رحم تھی کھانا انھیں اسی طریقہ سے ملتا جس طرح کہ مویشیوں کو۔ کام کرتے وقت اکثر اوقات یہ لوگ زنجیروں سے باندھ دیے جاتے تاکہ نگرانی میں حرج زیادہ نہو، رات کو بد بودار بارکون Ergastula میں بند کر دیے جاتے۔ اکثر تازیانہ کی سزا دی جاتی اور دوسری جسمانی تکلیفیں پہونچائی جاتیں ان تکلیفوں سے صرف موت انھیں رہا کراسکتی تھی اور ان کے آقا ان پر اگر رحم کرتے تو اُس کی وجہ صرف یہ ہوتی کہ ان پر روپیہ صرف ہوا تھا۔ فرار شدہ غلام کے بچ جانے کی کوئی صورت نہ تھی پکڑے جانیکے بعد صرف F اُسکی پیشانی پر داغ دیا جاتا جس سے مراد فرار شدہ Fugitiwe تھی یا کوئی اور نشان بنا دیا جاتا۔ اگر کوئی غلام مطلق اصلاح پذیر نہوتا تو وہ مسلح پہلوانوں کے تربیت کرنے والوں کے ہاتھ بیچ دیا جاتا جن کے خونریز تماشے رومی بہت شوق سے دیکھتے تھے۔ بعض اوقات دوسروں کو عبرت دلانے کے لئے ایسے غلام زندہ جلا دیے جاتے یا مصلوب کیے جاتے۔ اس قسم کے واقعات کا ذکر اس کے بعد کے زمانہ میں ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ عہد زیر تذکرہ میں بھی یہ وحشیانہ افعال ہوتے ہوں یہ ضرور ہے کہ تمام غلاموں کا انتظام انھیں اصول پر نہو۔ ممکن ہے کہ بعض مالکوں میں انسانیت ہو یا وہ سمجھتے ہوں کہ اگر غلاموں کی حالت مایوسی کی ہو تو انکی محنت کے معاشی نتائج قابل اطمینان نہ ہوں۔ اس قسم کے لوگ اپنے کارندوں کو ہدایت کرتے ہوں گے کہ جو کام اچھا کرے اس کے ساتھ کچھ رعایت ہو کیونکہ انعام کی امید دلا کر سزا کے اثر کو دوچند کر دیں۔ مگر بالعموم ان زرعی علاقوں کے مالک دولتمند امرا ہوتے جنھیں عیش وعشرت یا سیاسی اغراض کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی۔ یہ لوگ ان دور و دراز غلاموں کا دورہ کرنے کی تکلیف بہت کم برداشت کرتے ہونگے اور ان مظالم کی بھی مطلق پروا نہ کرتے ہوں گے جو اُن کی اجازت سے دیہات میں ہوتے تھے۔

دیہاتی غلام

(۳۶۶) غلاموں کی ناکارگی اور غیر ممالک سے سستا غلہ آنے کی وجہ سے اجناس خوردنی کی کاشت کم ہونے لگی تھی اور اس عہد کا رجحان یہ تھا کہ بجائے زراعت کے جانوروں کی پرداخت کو ترقی دیجائے۔ مگر اطالیہ

موسم کے لحاظ سے گلہ بانی ایک ہی مقام میں نہیں ہوسکتی بلکہ گرمیوں میں پہاڑوں پر اور جاڑوں میں میدانوں میں۔ چراگاہوں کے اس طرح بدلنے سے غلام چرواہوں کی نگرانی دشوار تھی اور اس طرح سے وہ وسیع علاقوں سے واقف ہو گئے۔ اگر وہ دوسروں کی شرکت سے مسافروں کو لوٹتے تو وہ ملک سے اسقدر واقف تھے کہ ملزم کا پتہ لگانا دشوار ہوتا۔ اسکے علاوہ اپنے مالک کی جائداد اور اپنی ذات کو درندوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہتھیاروں کے استعمال سے وہ آشنا ہوتے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایسے جذبات پیدا ہوتے جو غلاموں کے لئے ناموزوں تھے۔ اطالیہ میں قزاقی کا سلسلہ اسی طور سے شروع ہوا اور عہد آیندہ میں بہت بڑھ گیا۔ اسپارٹکس کی سرکردگی میں جب مسلح پہلوانوں کی بغاوت ہوئی تو اس میں بہت سے غلام چرواہے شریک ہو گئے۔ مگر ابھی تک بہت سی زمین زیر کاشت تھی۔ پرانی آبادی جس کا گزارہ کاشت کاری سے تھا، ابھی تک وسطی اطالیہ کے کوہستانی اضلاع میں موجود تھی اور پو ندی کے وسیع میدان[1] میں خوش حال کسانوں کی تعداد کثیر تھی۔ مگر ذی ثروت لوگوں کے علاقوں میں نفع کی غرض سے انگور اور زیتون کی کاشت شروع ہو گئی تھی جن کے انتظام کے لئے ہنر اور صبر کی ضرورت تھی۔ اس غرض سے معقول رقبہ کے علاقہ کی ضرورت تھی۔ جو روما سے زیادہ دور نہ ہوتا اس کا مالک وقتاً فوقتاً خود جا کر اس کی نگرانی کر سکے۔

کیٹو

(۲۴۴ق م) معلوم ہوتا ہے کہ جب کیٹو نے زراعت پر ایک رسالہ لکھا تو اسی قسم کے علاقے اسکے مدِ نظر تھے۔ اس کتاب کے موجودہ نسخے میں زبان کی اصلاح کی گئی ہے۔ اور غالباً مکمل بھی نہیں ہے۔ کم از کم اسکے

---

[1] پلمینی ثانی کے ایک خط (سوم ۱۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ۱۰۰ء کے قریب اس ضلع میں غلامی نہایت نرم شکل میں موجود تھی اور یہاں بڑے بڑے علاقے نہ تھے جن میں غلام پابہ زنجیر کام کرتے تھے۔ یہی حالت غالباً یہاں ہمیشہ ہوگی ہو

جس قول کی وجہ سے ورجل نے کاشت عمیق پسند کیا اس نسخہ میں موجود نہیں ہے۔
یہ ایک عجیب رسالہ ہے، اس میں تسلسل نہیں ہے اور اصول بلا بحث مندرج
ہیں، غایت صرف حصول نفع اور معاشی ہے یعنی بالمختصر بالکلیہ رومی ہے۔
اس نے نصیحت کی ہے کہ زمین خرید کرنے سے قبل اسکے موقع اور مقامی
حالات اور خصوصاً آس پاس مزارع پر بخوبی نظر ڈالنی چاہیئے۔ یہ باتیں تجربہ
کی معلوم ہوتی ہیں اس طرح اس نے مشورہ دیا ہے کہ مکانات زیادہ نہ ہو
یعنی مزارع Fundus اور مکان سکونتی Villa میں تناسب ہونا چاہیئے۔
ہر جگہ تجربہ اور سمجھ کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور تخیل کو مطلق دخل نہیں۔ مزارع میں
جو چیز کام کی نہ ہو فوراً فروخت کردی جائے اور ان میں غلام بھی شامل تھے۔
جو بیماری یا پیرانہ سالی کی وجہ سے بیکار ہوگئے ہوں۔ مزارع کے مالک
کو حد درجہ پیش بینی، دلچسپی اور غور و فکر کی تاکید کی گئی ہے۔ جن امور کے
متعلق کیٹو نے مالک کو توجہ دلائی ہے اگر وہ ان میں منہمک ہو جاتا تو دیگر
امور مثلاً سیاسیات کے لیے اسے مطلق وقت نہ رہتا یہ صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ بہترین مالک Dominus کا جو خاکہ کیٹو نے کھینچا ہے اس سے مراد اپنی
ذات سے ہے کیونکہ پیرانہ سال سنسر اکثر تعلّی کے طور پر اپنے آپ کو بہترین
نمونہ دوسروں کے لئے سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا۔ اپنی قدیم طرز کی جزرسی کا
اسے فخر تھا یہاں تک کہ لوگ اسکی اس تعلّی کو سنتے سنتے تنگ آگئے تھے
گر اپنے دیہاتی مکان کے سکونتی حصہ کو وہ آرام دہ بنانے کی تائید کرتا ہے۔ اسکا
قول ہے کہ اگر تمہارا دیہاتی مکان آرام دہ ہے تو تم وہاں اکثر جاؤ گے اور
لطف اٹھاؤ گے ہمسایوں سے یعنی آس پاس کے زمینداروں سے خوش خلقی
کا برتاؤ کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ افواہ تھی کہ وہ دوستوں کے مجمعوں میں
خوب شراب پیا کرتا تھا مگر اکثر لوگوں کا مختلف زمانوں میں یہ خیال تھا کہ ایسے

لہ اکثر ہدایتیں نگراں کار کے لئے ہیں مگر یہ بھی مقصود ہے کہ آقا دیکھتا رہے کہ ان کی تعمیل
پوری طور سے ہوتی ہے کہ

موقعوں پر زیادہ پینا سادگی کی دلیل ہے "۔

(۷۷۵) تفصیلی امور کی ایک غیر مکمل فہرست کے بیان کردے سے معلوم ہوجائیگا کہ کیٹو کے ذہن میں کس قسم کی زراعت تھی۔ پھلوں میں سے اس نے انگور، زیتون، انجیر، سیب، ناسپاتی اور بعض سخت پوست کے پھلوں کا ذکر کیا ہے۔ درختوں میں سے شاہ بلوط، ایلم، آئی لیکس، پلیں، پوپلار (چنار) سرو اور بید مجنوں کا ذکر کیا۔ ان میں سے بعض کے پتے مویشیوں کو کھلاتے جاتے اور ان کے نیچے بچھائے جاتے، لیکن گھاس اور دوسرے چارے کا بھی ذکر ہے۔ جو اور گیہوں کا پوال جانوروں کے نیچے بچھایا جاتا کرم کلا، پھلیاں وغیرہ ترکاریوں میں تھیں۔ گھریلو جانوروں کا دودھ پیا جاتا اور اس سے پنیر بنتا، مٹھاس کے لئے زمانہ قدیم سے شہد کا رواج تھا۔ جانوروں میں بیل، بھیڑیں، سور، گھوڑے، گدھے، خچر، بطخیں اور مرغیاں تھیں۔ کیٹو کو محافظ کتوں کا بہت خیال تھا اور اسکا قول ہے کہ محنت کے زمانہ میں غلاموں کو غذا زیادہ دینی چاہیئے اور آرام کے زمانہ میں کم کردی جائے۔ زراعت کے لئے متعدد چیزوں کی ضرورت تھی جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مزرع میں کتنے مختلف النوع کام ہوتے ہوں گے۔ بہت سی زمین شاگرد پیشہ کے مکانات سے گھر گئی ہوگی۔ زیتوں اور شراب کی کشید کے آلات تھے اور ان کے علاوہ گھڑے مرتبان، سبوچیاں، بالٹیاں، انشت ٹوکرے، رسے، چمڑے کے تسمے وغیرہ تھے۔ نگرانکار اور اس کی جورو (اگر مالک نے اسے مناکحت کی اجازت دی ہو) کے فرائض ہلکے نہ تھے کیونکہ ہر چیز میں سلیقہ سے کام لینا اور کسی چیز کو ضائع نہ کرنا اس کا فرض تھا۔ اگر ان سے خطا ہو جاتی تو باوجود ذمہ داری کے انھیں یاد دلایا جاتا کہ وہ خود اور ان کے بچے غلام ہیں۔ زراعتی کاموں کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے مثلاً ہل چلانا، کھودنا، بونا، ہینگا پھیرنا، خودرو گھاس کو نکالنا، کترنا، کاٹنا، چننا وغیرہ وغیرہ آبپاشی اطالیہ کی زراعت کا ایک لازمی جزو تھی اور کھاد کے لئے چونا استعمال میں آتا تھا جو اطالیہ کے اکثر حصوں میں کثرت سے ہے۔ چراگاہوں کی بھی ضرورت تھی

سامان، کام، قواعد

اُن کو کرایہ پر دینے سے نفع ہو سکتا تھا کبھی کبھی کسی ٹھیکہ دار سے کام لینے کی ضرورت ہوتی جو خود غلاموں کی ایک جماعت کا مالک ہوتا۔ صفائی اکثر ہوتی رہتی اور ہر موسم میں دوسرے موسم کے لئے تیاریاں ہوتیں۔ اس نے بار بار تلقین کی ہے کہ ہر معاملہ میں سرگرمی اور دوربینی سے کام لینا چاہیئے اور کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے۔ طب کا بھی ایک جزو ہے اور معمولی امراض کے نسخے درج ہیں۔ جانوروں کے عوارض اور علاج مذکور ہیں۔ کھانا پکانے کی بھی بعض ترکیبیں مندرج ہیں اور غلہ سے کیڑوں کو دور کرنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں۔ دیوتاؤں کو خوش رکھنا بھی ضروری تھا مگر یہ مالک کا کام تھا۔ نگرانکار اور اسکی بیوی کو خاص موسموں میں چند خاص رسمیں ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اس سے زیادہ مذہب سے انھیں کوئی تعلق نہیں رومیوں کا اصول تھا کہ جو کام ہو اُسے کوئی اہلیت رکھنے والا آدمی ٹھیک وقت پر صحیح طریقہ سے انجام دے۔ اس لئے تطہیر اور قربانی کے سامان کی تصریح کردی گئی ہے اور ہر موقع پر جن الفاظ کا استعمال ضروری تھا وہ بھی بتادیے گئے ہیں۔ بیع و شیری پر زیادہ بحث نہیں مگر اس خسیس رومی کو زیادہ تر انھیں چیزوں کا خیال ہوگا۔ اس نے ان منڈیوں کا ذکر کردیا ہے جہاں اوزار، گاڑیاں کپڑے معقول قیمتوں پر مل سکتے ہیں۔ فروخت کے متعلق اسکا یہ خیال تھا کہ ہمسایوں سے دوستی رکھنے سے پیداوار کو اُن کے ہاتھ فروخت کرنے میں آسانی ہوگی۔ اس کے ذو معنے اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ زمیندار کا کام فروخت کرنا ہے نہ کہ خرید کرنا۔

"بورا زمیندار" زراعت کی کتاب۔

(۶۶۶) اس وقت ہم یہ نہیں معلوم کرسکتے کہ جس نوعیت اور رقبہ کے مزارع پر کیٹو کے رسالہ کا اطلاق ہوسکتا ہے انکی تعداد زیادہ تھی یا کم تھی۔ وہ خود نہایت سرگرم جفاکش اور پرجوش تھا اس لئے اس سے امید ہوسکتی تھی کہ شہر سے بہ عجلت اپنے مزرع میں پہونچ جائے اور اسکی جانچ پڑتال کرکے پھر روما واپس آئے اور اسی وقت سنیٹ کے مباحثوں میں شریک ہو یا کسی جلسۂ عام میں کسی مجوزہ قانون پر تقریر کرے یا کسی مقدمے کی سماعت میں شریک ہو لیکن

اسکی حالت غیر معمولی تھی اسکی یہ دوہری زندگی یعنی سیاسی اور زراعتی مشاغل وقت واحد مین رکھنا دوسروں کے حسب حال نہ تھی جنکے لئے ایک فریضہ کا انجام دینا بھی دشوار تھا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ رومی امرا کے دیہاتی علاقے سیر و تفریح کے لئے تھے نہ کہ کاروبار کے لئے جیساکہ کیٹو نے اپنے بہترین علاقہ کے لئے فرض کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے پاس ایک سے زیادہ علاقے فاصلے پر ہوں اور ایک خوش گوار دیہاتی مکان روما کے قریب میں ہو۔ بہرکیف غلاموں کے جن جتھوں سے ان علاقوں میں کام لیا جاتا تھا اُن سے دیہات کی زندگی میں ایک قبیح عنصر داخل ہوگیا۔ انکی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان میں اور ان کے مالکوں میں ذاتی تعلقات نہ ہوسکتے تھے اسکے علاوہ یہ لوگ مختلف اقوام کے تھے مثلاً تھریسی، شامی، ایپائرسی، سارڈ، گالی وغیرہ غلاموں کو قابو میں رکھنے کے لئے کیٹو ان میں حسد اور اختلاف پیدا کرتا تھا۔ ضرب المثل "جتنے غلام اُتنے دشمن" غالباً اسی زمانہ میں رائج ہوا ہوگا اور دیہاتی غلاموں پر اس کا اطلاق بالکل صحیح تھا۔ اگر آقا مہربان اور اس کا نگرانکار ایماندار ہوتا، تو اس حالت میں بھی آزادی کا بالکل نہ ہونا اخلاق کی تخریب کا باعث ہوتا شہنشاہیت کے مقننوں نے بالآخر رواقیت کے زیر اثر شہنشاہی وضع قوانین کی بنا اس نہج پر ڈالی کہ یہ تسلیم کرلیا گیا کہ غلام کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ شہر کے مکانوں کے غلاموں کو آزادی اور حق شہریت حاصل کرنے کا موقع تھا، برخلاف انکے دیہاتی غلام تو بچارے محض باربرداری کے جانور خیال کئے جاتے تھے۔ سینیٹ کی مداخلت سے بھی کوئی نفع نہ ہوا جو زراعت کے تنزل کو روکنا چاہتی تھی۔ قرطاجنہ کے فتح ہوجانے کے بعد یہ سوال درپیش آیا کہ افریقہ کے فینیقی کتب خانوں کا کیا حشر ہو۔ روما میں اِن کتابوں کی ضرورت نہ تھی۔

۱؎ پلوٹارک (کیٹو ۳) نے بیان کیا ہے کہ کیٹو اپنے غلاموں کے ساتھ کام کرتا تھا اور انکے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر یہ اسکی جوانی کا واقعہ ہے اور غیر معمولی تھا جسکی وجہ سے وہ انگشت نما ہوگیا۔

۲؎ پلینی تاریخ ۱۸، ۲۲

اسلئے یہ کتابیں بجائے یوٹیکا یا دوسرے فنیقی شہروں کو دئے جانے کے نیومیڈیا کے رئیسوں کو دیدی گئیں۔ البتہ زراعت پر میگو کی مستند کتاب رکھ لی گئی اور ماہر فن علما کی ایک جماعت نے اسکا لاطینی میں ترجمہ کیا۔ لیکن قرطاجنہ کا طریقہ زراعت غلاموں کی محنت پر مبنی تھا اور یہی اطالیہ کی تخریب کا باعث بھی ہوا یہ کتاب کسی نہ کسی کے لئے ضرور مفید تھی کیونکہ کچھ روز کے بعد یونانی میں اس کے کئی ترجمے اور خلاصے ہوئے لیکن بڑے زرعی علاقوں سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں اسکا کوئی علاج اس کتاب میں نہ تھا۔ میگو کا یہ قول[1] نقل کیا گیا ہے کہ جب تم کوئی علاقہ خریدو تو شہر کا مکان فروخت کردو یعنی علاقے میں سکونت اختیار کرو۔ مگر اس مقولے پر روما کے امرا عمل نہ کرنا چاہتے تھے؛

غلامی اور آزاد مزدور

(۶۶۷) ہم بیان کر چکے ہیں کہ غلامی کے رواج کی وجہ سے دیہات کے آزاد مزدور ترک وطن کر رہے تھے حرفتوں میں بھی یہی حال تھا گو اس کا ذکر کم آیا ہے۔ روما کا شمار کبھی اہم صنعتی مرکزوں میں نہ تھا۔ اور زراعت کے علاوہ دوسرے قسم کی جسمانی محنت میں کسرشان خیال کی جاتی تھی اس لئے دستکاریاں غلاموں کے ہاتھوں میں آگئیں۔ احرار غلاموں کے دوش بدوش کام کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ غلاموں کی تعداد یقیناً بڑھتی جاتی تھی اور احرار کی آبادی روز بروز گھٹتی جاتی تھی۔ اگر ہمارے ماخذ صحیح ہیں تو شہریوں کی فہرست میں سنہ ۱۷۴-۱۷۳ اور پھر سنہ ۱۵۹-۱۵۸، سنہ ۱۵۴-۱۵۳، ۱۴۷-۱۴۶ سنہ اور سنہ ۱۳۶-۱۳۵[2] میں کمی ہوئی۔ احرار کی آبادی کی کمی کو ہم یقینی خیال کر سکتے ہیں گو ہمیں نہ تو پیدائشوں اور اموات اور غلاموں کی آزادی کا حال معلوم ہے نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ لاطینیوں کو خارج کرنے کے لئے جو قوانین نافذ ہوئے تھے ان پر کہاں تک عمل ہوا۔ اگر ہم یہ دریافت کرنا چاہیں کہ اس عہد میں معمولی رومی شہریوں کے پیشے کیا تھے تو معلوم ہوگا کہ ان کی قوت بسری کے تین طریقے تھے۔ (۱) سپہگری نفع کی غرض سے (۲) مالی کاروبار جس میں

[1] وارو de vustica ۱/۱ؑ
[2] پلینی تاریخ ۱۸/۳۵

تجارت بھی ایک حد تک شامل تھی (۳) بالقصد بیکاری - پہلی صورت کو دونوں باقی صورتوں سے کچھ مناسبت ہے، دوسری رفتہ رفتہ پیدا ہوئی تھی اور تیسری تو محض مفت خوری تھی۔ اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبوہ شہر میں کون لوگ شریک تھے۔ حقیقی رومی عنصر غالباً تارکان وطن کا ہوگا جو دیہات سے شہر میں آکر آباد ہوگئے تھے اور سپاہیوں کا جو فوجوں سے علیحدہ ہوئے تھے مگر امن کے زمانہ میں محنت مشقت سے پہلوتہی کرتے تھے معلوم نہیں کہ کن ذرائع سے یہ لوگ قوت بسری کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے دولتمند لوگوں کا توسل اختیار کرلیا تھا مگر اس توسل کی غایت حفاظت نہ تھی جیسا کہ زمانۂ سابق بلکہ محض پیٹ پالنا۔ سستے غلہ کی بھی بہت مانگ تھی اور "دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ" کے مقولہ پر عمل کرکے کیورول ایڈیلوں نے ۲۰۱-۱۹۵ء ہی سے غلہ نصف یا ربع قیمت پر فروخت کرنا شروع کردیا تھا اس طریقہ پر غلہ کی بہم رسانی سے سلطنت کے خزانہ پر ناقابل برداشت بار پڑا اور سرانبوہوں کے لئے شورش پیدا کرنیکا ایک آلہ ہوگیا۔ رشوت ستانی کے خلاف جو قوانین نافذ ہوئے تھے ان سے ظاہر ہے کہ مفلوک الحال شہری اپنے ووٹ فروخت کرنے لگے تھے۔ مگر اس سے زیادہ نفع نہ ہوتا ہوگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ اطالیہ کی آب و ہوا گرم ہے اس لئے سال کے بیشتر حصے میں پورا کھانا کھانے کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ان میں باہمت افراد بھی ہوں جو بیکاری اور افلاس سے گھبرا کر تلاش معاش کے لئے شہر چھوڑ کر باہر چلے جاتے ہوں۔ تاریخ روما کے مطالعہ کرنے والوں کو اطمینان ہوتا اگر یہ معلوم ہوسکتا کہ کس قسم کی نوآبادیاں اس عہد میں قائم ہوئیں، انہیں کس قسم کے شہری شریک تھے، ان کے ترک وطن کرنے سے انبوہ شہر میں کس حد تک کمی ہوئی اور یہ کہ جو افراد شہر کے گوناگوں تمدن کے عادی تھے خوشی سے چھوڑ کر جنوب کے کسی ساحل میں جہاں مطلق چہل پہل نہ ہو خوشی سے آباد ہوجاتے یا گال این روئے آلپ میں زراعت میں مشغول ہوجاتے لیکن ان امور کا تاریخوں میں کہیں ذکر نہیں۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی

نوآبادیوں کے قیام کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور شہریوں کی نوآبادیوں کا پر کرنا بھی دشوار رہتا۔ یہ بھی ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جو لوگ روما میں رہ گئے ان سے جانے والے ضرور بہتر ہوں گے۔ رومی نسل اور روایات کے رومی شہریوں کی تعداد کے اس طرح کم ہو جانے، باقی ماندہ افراد کے اخلاق کے بگڑ جانے اور آزاد شدہ غلاموں کی کثرت پر ہم نام نہاد رومیوں کی ذلت کو محمول کر سکتے ہیں۔ پامپ ٹین کے دلدلوں کو صاف کرنے کا سنہ ۱۶۰ میں قصد[1] کیا گیا تھا مگر معلوم نہیں کہ وہ صاف ہوئے یا نہ ہوئے اور اگر صاف ہوئے تو ان پر غریب لوگ آباد کئے گئے یا نہیں۔ کم از کم جو لیس قیصر کے زمانہ میں یہاں دلدل ہی تھے۔

(۶۸۸) لیکن روما کی کاہل مخلوق کی صرف شکم پری کی ضرورت نہ تھی بلکہ تفریح کے مشاغل بھی بہم پہنچانے پڑتے تھے۔ روما میں کھیل تماشوں ludi کا آغاز زمانۂ قدیم میں ہوا تھا بلکہ روایات میں تو ان کے آغاز کو عہد شاہی سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ کھیل تماشے مذہبی تہواروں کی قسم کے تھے اور اُنکے ساتھ مناسب رسوم بھی ہوتی تھیں اور ان میں سے قدیم ترین کا آغاز "منت کے کھیلوں" کی شکل میں ہوا ہوگا جو کسی منت کے پورے ہونے پر دکھائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے کھیل تماشوں کا جن کا ذکر ہم یہاں کریں گے۔ آغاز اسی طور پر ہوا تھا کیونکہ جو تہوار وقتاً فوقتاً ہوتے تھے وہ رفتہ رفتہ سالانہ ہونے لگے تھے یہ تہوار حسب ذیل تھے۔

کھیل تماشے

تہوار	کب شروع ہوئے	کس کی نگرانی میں ہوتے تھے۔
(۱) لوڈی ماگنی یا رومانی	عہد شاہی میں	سنہ ۳۶۶ تک کانسل اور پھر کیورول ایڈیل
(۲) " پلی بی ای	سنہ ۲۲۰	پلی بین ایڈیل۔
(۳) " کیریالیس	سنہ ۲۰۲ سے قبل	"
(۴) " آپولی ناریس	سنہ ۲۱۲ اور ۲۰۸ سے مسلسل	حاکم شہر
(۵) " میگالین سیس	سنہ ۲۰۴	کیورول ایڈیل
(۶) " فلورالیس	سنہ ۲۴۰ یا ۲۳۸ اور سنہ ۱۷۳ سے مسلسل	"

[1] لیوی خلاصہ ۴۶ ؎

تاریخوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہوار پہلی جنگ فنیقی کے بعد کے زمانہ میں اور دوسری فنیقی جنگ کے دوران میں قایم ہوئے ہیں۔ روما کا شمار دول عظلے میں ہوچکا تھا مگر یہ اس کے لئے سخت امتحان کا زمانہ تھا اور جذبۂ مذہبی غالباً اس وقت غالب ہوگا۔ ۲۱۰ سنہ سے ۱۳۴ سنہ تک کے عہد میں تہواروں میں کوئی اضافہ نہ ہوا مگر دوران اور شان وشوکت بہت بڑھ گئی اسکی تین صورتیں تھیں (۱) کسی تہوار میں دن بڑھادئے جاتے اور اس طور پر اسکا دوران ہمیشہ کے لئے بڑھ جاتا (۲) رسوم کے ادا کرنے میں کسی نقص کی بنا پر پورا تہوار یا اسکے کسی حصہ کا اعادہ ہوتا یا تجدید aistouratio ہوتی (۳) چہل پہل اور شان وشوکت کی خواہش جو لوگوں میں پیدا ہوگئی تھی اس کو پوری کرنے کے لئے فتح مند سپہ سالاروں کے جشن ہائے فتح کے تزک واحتشام سے یہ خواہش روز بروز بڑھتی جاتی تھی، عوام کو خوش کرنا بہت دشوار تھا مگر ان کی نظر عنایت حاصل کرنے کے لئے انھیں خوش کرنا ضروری تھا۔ جب مذہب اہل سیاست کے قبضہ میں آگیا تو تہواروں کے اعادہ اور توسیع کی اور بھی گنجایش ہوگئی۔ مثلاً لوڈی رومانی جو اولاً صرف ایک روز کا تھا اس عہد میں پہلے دس روز کا ہوا اور پھر اور بڑھگیا۔ تماشوں کے متعلق صرف یہ کہنا ہے کہ پہلے تو صرف گھوڑوں اور رتھوں کی دوڑیں ہوتی تھیں، ناٹک کے تماشے ۳۶۴ سنہ میں شروع ہوے اور ۲۴۰ سنہ سے برابر ہونے لگے جب کہ لی وِیس اینڈرونی کس نے اپنے تماشے شروع کئے۔ دوسرے تماشوں کا بعد میں اضافہ ہوا۔ مگر عجیب وغریب تماشوں کی ابتدا سالانہ تہواروں میں نہیں ہوئی بلکہ ان تماشوں میں جن کی سپہ سالار اہم جنگوں میں منتیں مانتے تھے اور جو انکے جشن فتح کے کچھ روز بعد ہوتے۔ یونانی پہلوانوں کا ذکر ۱۸۶ سنہ میں آتا ہے[۱] اور درندوں کے شکار یا انکی لڑائی کا آغاز بھی اسی سال ہوا ہے[۲]۔ یہ دونوں نئی چیزیں منت کے کھیلوں میں شروع ہوئی تھیں۔ فوجی تماشے یا دنگل کا اجرا بھی

---

[۱] لیوی ۹-۳۹، ۲۲
[۲] لیوی ۴۰-۹

غالباً کسی ایسے ہی موقع پر ہوا ہوگا۔ یونانی بازیگر، گانے اور ناچنے والے بھی مشرقی ممالک سے آتے تھے۔ تماشوں کے لئے خاص مقام سرکس تھا۔ ناٹک کے تماشوں کے ایک مستقل تھیٹر بنانے کی کوشش اس عہد میں پھر ہوئی مگر بے سود ثابت ہوئی کیونکہ سنیٹ[1] نے اسے مخرب اخلاق خیال کرکے گرا دیا۔ اسلئے ایک صدی تک پھر لکڑی کی عارضی عمارتوں سے کام لیا گیا۔

مسلح پہلوان

(۶۶۹) ان میں سے اکثر تماشے مخرب اخلاق تھے مثلاً لوڈی فلورالیس میں تماشہ گر عورتوں (لونڈیاں) کی حیاسوز حرکتیں۔ مگر سب سے بری مسلح پہلوانوں کی خونی کشتیاں ہوتیں جو ایک دوسرے کو قتل کرتے۔ یہ بھی غلام تھے۔ یہ کشتیاں[2] تجہیز وتکفین کے موقع پر ہوتیں۔ زمانہ قدیم سے خیال تھا کہ اس قسم کی خونریزی سے متوفی کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کی عزت افزائی ہوتی ہے روما میں یہ رسم اٹرو ریا ۲۶۴ سنہ میں آئی۔ مگر روما کی مخلوق نے اس تماشے کو بہت پسند کیا اور بالکل اسکی گرویدہ ہوگئی اور اسکے خوش کرنے کے لئے یہ تماشہ کرنا ضروری ہوگیا۔ بیان[3] کیا گیا ہے کہ ٹیرنیس کے ناٹک ہیکیرا کا تماشہ ہو رہا تھا کہ یکایک مشہور ہوا کہ مسلح پہلوانوں کی کشتی ہو رہی ہے اور تھیٹر بالکل خالی ہوگیا مختلف حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تماشہ زوروں پر تھا۔ اُن تماشوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور بعض موقعوں پر پہلوانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی۔ فلامی نیس کی تجہیز وتکفین (۱۷۴ سنہ) کے موقع پر اسکے بیٹے نے تمام اہل روما کی پرتکلف دعوت کی جس میں گوشت بھی تھا۔ اور ناٹک کے تماشوں کے علاوہ شمشیر بازوں کے ۷۳ جوڑوں کی

---

[1] مارکوارٹ جلد سوم میں تفصیل دیکھو۔ عمارت کے گرانے کی تصدیق ۵۳ سنہ میں موجود ہے۔ میرا قیاس ہے کہ یونانی شہروں میں تھیٹروں میں سرانبوہ عوام کو مخاطب کرکے تقریر کرتے تھے۔ سنیٹ کو اس سے اندیشہ ہوا ہوگا۔

[2] پالی بیس ۳۲، ۱۴۔

[3] ہیکیرا کی تمہید۔

کشتیاں ہوئیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ تین روز تک ۱ ؎ آدمی لڑتے رہے مگر معلوم نہیں کہ جو لوگ موت سے بچ جاتے وہ پھر لڑائے جاتے یا نہیں اس ہولناک رسم نے اب جڑ پکڑ لی تھی اور شمشیر بازی کی باقاعدہ تعلیم گاہیں وجود میں آگئی تھیں جس میں اس عہد اور عہد مابعد میں شمشیر بازوں کی تربیت ہوتی اور انھیں خوب کھلایا جاتا۔ غالباً یہ رواج پڑ گیا ہوگا کہ لوگ مضبوط غلاموں کو خرید کر انھیں یہ ہنر سکھاتے ہوں گے تاکہ جب اُن کی مانگ ہو فوراً مہیا کر سکیں کیونکہ شمشیر بازی کا ہنر کوئی ایک دن میں سیکھ نہ سکتا تھا ۔ اکثر کشتیوں میں کام آتے اور اہل سیاست جو ترقی مدارج کے خواہاں تھے باہنر شمشیر بازوں کے لئے روپیہ دینے پر آمادہ تھے وہ زمانہ بھی اب قریب تھا جبکہ کامیاب پہلوانوں کے ہنر کا چرچا بالعموم ہونے لگے گا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انٹیوکس ایپی فانیس نے اپنے دارالسلطنت میں روما کی نقل اتارنے کے لئے اِن پہلوانوں کے خونی تماشے وہاں شروع کر دیئے تھے۔ روما میں ابھی تک تو بڑا تماشہ گاہ amphitheatre نہیں تھا اور یہ تماشے فورم میں ہوا کرتے ؛

اخراجات صرف استعمال بالجبر

(۶۷۰) اِن خونی تماشوں میں امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اِن سے بہائمیت کیطرف انسان کا رجحان ہوتا ہے۔ مگر رومی اس میں یہ نفع خیال کرتے تھے کہ لوگ اِن تماشوں کو دیکھکر موت سے نہیں ڈرینگے اور روما کے ادبیات میں مسلح پہلوان کو ہمت مردانہ کا نمونہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر یہی بات تھی تو اِن کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک ہونا چاہیئے تھا نہ کہ حیوانوں کا سا مگر غلامی کے نظام کے تحت میں اُسکی امید نہیں ہو سکتی اور یہ حالت مذہب مسیحی کی اشاعت تک باقی رہی۔ جب کہ تمدن کے نئے معیار وجود میں آئے مگر روما کے سنجیدہ مدبروں کو اسکی کوئی پرواہ نہ تھی اور اگر فکر تھی تو صرف یہ کہ سلطنت کی طرف سے جو کھیل ہوتے تھے اُنکا خرچ بڑھتا جاتا تھا۔ خزانہ سے رقوم کثیر صرف ہوتیں۔ سنہ میں رقم معین تک نہ کی گئی مگر یہ بے پروائی عرصہ تک

۱ ؎ لیوی ۴۱ ، ۲۸-۳۱ ، ۵۰-۳۹ ، ۳۲ ؛

باقی نہ رہی۔ ۱۹۰؁ میں کو ہسپانیہ میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد منت اتارنا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس غرض کے لئے ہسپانیوں نے چندہ جمع کرکے دیا ہے۔ سنیٹ[1] نے ۱۸۷؁ کی نظیر کے لحاظ سے خزانہ سے صرف ۸۰۰ پونڈ دلائے اور اس کو ہدایت کردی کہ سنیٹ کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے جو ۱۸۲؁ میں اطالیہ کے حلیفوں اور صوبجات کی رعایا سے چندے وصول کرنے کی ممانعت[2] کے متعلق نافذ ہوا تھا۔ اس معاملہ میں خاطی گراکس تھا جو ۱۷۷؁ میں کانسل ہوا اور ۱۶۹؁ میں سنسر اور جو رومیوں میں اپنے زمانہ کا بہترین شخص خیال کیا جاتا تھا خیال کیا جاسکتا ہے کہ جب اس قسم کا آدمی حلیفوں سے اپنی سیاسی اغراض کے لئے زبردستی روپیہ وصول کرنا جائز خیال کرتا تھا تو صوبجات کے بڑے بڑے پریٹروں کا کیا حال ہوگا۔ روما کے تماشوں کے لئے ان "رضامندی" کے چندوں کے وصول کرنے سے ناراضی بڑھی اور حکومت کو زحمت ہوئی لیکن یہ رواج جاری رہا اور عہد آیندہ میں اسکا بہت زور ہوا کیونکہ یہ چندے صرف ان ممالک تک محدود نہ تھے جو روما کے زیر حکومت تھے۔ مثلاً ۱۸۶؁ میں ال سی پیو ایشیا گی نس نے جو تماشے دکھائے ان کے لئے متوسل بادشاہوں اور سلطنتوں نے چندے دئے تھے۔ مگر سب سے زیادہ نقصان دہ وہ اخراجات تھے جو لوگ اپنی جیبوں سے ادا کرکے تماشے دکھاتے۔ مثلاً ایڈیلوں کو جو رقم تماشوں کے لئے خزانہ سے ملتی وہ اس سے کہیں زیادہ خرچ کرتے اور بعض ذی حوصلہ لوگ جو کسی عہدہ پر نہ ہوتے وہ اپنی جیب ہی سے خرچ کرتے۔ اسراف میں اس مسابقت کو روکنا بالکل ناممکن تھا۔ روما کے امیروں نے اپنی دولتیں اس میں ضایع کردیں اور اس دولت کو پھر حاصل کرنے کے لئے کوئی چارہ نہ تھا سوائے اسکے کہ وہ ممالک مفتوحہ میں استحصال بالجبر کریں۔

شہر روما۔ عمارتیں۔ طغیانی، آتش زنی

(۱۷۶) اب ہم روما کی ظاہری حالت اور رومیوں کی عادات کا کچھ ذکر کرینگے۔

[1] لیوی ۴۰، ۴۴ اور وی سین لوبلق کا حاشیہ۔

[2] لیوی ۳۹، ۲۲، ۸-۱۰۔

دولت کی فراوانی اور تمدن میں غیر ملکی اثرات کے دخیل ہونے کی وجہ سے دولتمند لوگوں کے مکان وسیع اور خوبصورت ہوتے جاتے ہوں گے۔ مگر یہ تغیر صرف مکانوں کے اندرونی حصہ میں ہوگا۔ سڑکوں کے لحاظ سے شہر ابھی تک شاندار نہیں ہوا تھا۔ سڑکوں پر چقماق کے پتھروں کے بچھانے کا کام شروع ہو گیا تھا۔ شہر کے باہر سڑک اے پین کا ایک حصہ ۱۸۹ھ میں پختہ کر دیا گیا اور ۱۷۴ھ میں شہر کی سڑکیں بھی ایک حد تک پختہ کردی گئیں۔ ۱۷۹ھ میں ٹائبر پر ایک نئے پل کے گول ستون بنائے گئے مگر کمانیں ۱۴۲ھ تک نہ بنیں۔ غالباً ستونوں پر عارضی طور پر لکڑی کے تختے ڈال دئے گئے ہوں۔ ندی کے بائیں کنارے پر یعنی آدین ٹین کے نیچے اور فصیل کے باہر ان جہازوں کا مال اترتا تھا جو ندی پر آتے تھے۔ ۱۹۳ھ میں یہاں ایک گودی بنائی گئی اور چونکہ کاروبار یہاں زیادہ تھا اسلئے اسے پتھروں سے پاٹ دیا گیا اور ندی تک سیڑھیاں بنادی گئیں۔ بیرونجات کے غلہ کی تجارت کا یہی مرکز تھا۔ اس عہد میں غلہ کی منڈیوں کی بہت کچھ اصلاح ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلہ کی بہم رسانی کی طرف بہت توجہ تھی۔ دو نہریں پہلے ہی سے موجود تھیں یعنی اے پین (۳۱۲ھ) اور بالائی آرنوئی جو (۲۷۲ھ) میں بنیں۔ ۱۷۰ھ میں ایک تیسری کے بنانے کی تجویز تھی مگر ایک زمیندار نے جس کی زمین میں سے نہر گزرنے والی تھی زمین دینے سے انکار کردیا اور یہ تجویز یونہی رہ گئی۔ ۱۴۴ھ میں نہر مارکیا بنائی گئی جو اونچے مقامات پر پانی پہونچا سکتی تھی۔ لوگوں کی سہولت کے لئے ہال (باسلیقہ) فورم یعنی مرکز شہر کے قریب بنائے گئے۔ باسلیقہ پورکیا ۱۸۴ھ میں فل دیا یا ایمی لیا ۱۷۹ھ اور سیم پرونیا ۱۶۹ھ میں۔ یہ ہال زمانۂ حال کے تجارت خانوں exchange کے مانند تھے جہاں بائع اور مشتری اپنا کاروبار کر سکتے تھے

لہ لیوی ۴۰، ۵۱، ۴ ۔

لہ emporium لیوی ۳۵، ۱۰۔ ۴۱، ۲۷، ۳ ۔

لہ لیوی ۴۰، ۵۱، ۷ ۔

اور ان سے عدالتوں کا بھی کام لیا جاتا ایک گوشے میں صدر کے لئے ایک اونچی نشست بنادی جاتی اور دوسروں کے لئے بنچ ہوتے۔ باسلیقہ، ایک یونانی لفظ ہے جس سے ظاہر ہے کہ یونان سے اسکی نقل اتاری گئی یہیں لوگ تفریح اور اوقات گزاری کے لئے جمع ہوتے۔ ستونوں کا ایک سلسلہ portiais ۱۹۳ ۱۹۳ میں کھڑے ہونے یا بارش وغیرہ سے پناہ لینے کے لئے بنایا گیا۔ اسی عہد میں (۱۹۶ ق م ۱۹۰) عام مقامات کے مداخل پر کمانوں کے بنانے کا سلسلہ شروع ہوا جس پر مجسمات نصب ہوتے اور بنانے والوں کے نام لکھے ہوتے۔ ابھی تک فتوحات، کی کمانوں کے بنانے کا طریقہ شروع نہیں ہوا تھا لیکن روما کی ان عام یادگاروں کا طریقہ یوں ہی شروع ہوا۔ مندر بھی بن چکے تھے اور ان میں تصویریں، مجسمے، کتبے بطور نذر رکھے جاتے لیکن یونان کے فنون لطیفہ کے نمونوں کو جمع کرنے کے علاوہ جو لڑائیوں میں ہاتھ آئے تھے۔ شہر کو آراستہ کرنے کی کوئی دوسری تدبیر نہیں کی گئی۔ یونانی اثرات سے فن تعمیر میں بھی تغیر ہو رہا تھا مگر رومیوں میں یونانیوں کا احساس تناسب کبھی پیدا نہیں ہوا البتہ عہد مابعد میں یہ رواج پڑ گیا کہ شان و شوکت کے بڑھانے کے لئے بڑے پیمانہ پر عمارتیں بنائی جاتیں یا دور دراز مقامات سے خوش نما تعمیر کا سامان منگایا جاتا۔ شہر کی آبادی کے بڑھنے سے مکانات بھی اور بنے ہوں گے۔ زمانۂ مابعد میں روما میں مکانوں کی کئی منزلیں ہوتی تھی اور اس عہد میں بھی اس قسم کے سربفلک مکان ضرور رہوں گے۔ اغلب یہ ہے کہ زیادہ گنجائش نکالنے کے لئے کچی اینٹ کی نیچے کی منزل پر ایک لکڑی کا بالاخانہ بنا دیا جاتا۔ نیچے کی منزل کو طغیانی سے خطرہ تھا اور بالاخانو کو آگ سے۔ ۱۹۳ء، ۱۹۲ء، ۱۸۹ء میں طغیانی سے سخت نقصان پہونچا

لہ ڈاکوڈورس (۱۳، ۱۸، ۲) بیان کرتا ہے کہ جب بطلیموس فیلومیٹر مصر سے خارج کیا گیا اور امداد طلب کرنے کے لئے روما آیا تو روما میں مکانوں کا کرایہ اس قدر زیادہ تھا کہ وہ ایک تنگ بالاخانے میں ٹھیرا تو

اور ۱۹۲ ق م اور ۱۷۸ ق م میں آگ سے شہر کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا قومی عمارات کے لکڑی کی چھتوں، بنچوں اور دوسرے سامان کے علاوہ لکڑی کی دوسری چیزیں بھی کثرت سے تھیں مثلاً دوکانیں، میز وغیرہ جو فورم یعنی شہر کے وسط میں تھیں لکڑی کی بہت سی چیزیں ادھر اُدھر بھی پڑی رہتی تھیں۔ اس لئے عہد آیندہ میں جب کسی کا سر توڑنا ہوتا یا کسی ہر دل عزیز شخص کی لاش جلانی ہوتی تو عوام شہر کو لکڑی کی کمی نہ ہوتی۔ شہر کے اطراف سرویس کی پرانی دیوار تھی اس کی مرمت ۲۱۳ ق م میں ہنی بال کی جنگ میں ہوئی تھی مگر روما کو اب سیادت حاصل ہو چکی تھی اسلئے اس سے حفاظت مقصود نہ تھی۔

عادات

(۶۷۲) چند ذیلی امور تاریخوں میں درج ہیں جن سے طرز تمدن اور عادات پر روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تکلفات، آرام طلبی۔ عیش اور نفاست پسندی کو تمدن میں دخل ہو گیا تھا۔ داڑھی منڈانے کا رواج تو پہلے ہی سے ہو گیا تھا۔ مگر سی پیو ایمی لیانس[۱] نے روز داڑھی بنانے کا رواج ڈالا۔ گھروں میں گرم پانی کا یہ انتظام تھا کہ باورچی خانہ کے پاس غسل خانہ ہوتا اور بیچ کی دیواروں میں سے پائپ گزرتا۔ سی نیکا[۲] کا بیان ہے کہ سی پیو افریکانس کا غسل خانہ اسکے دیہاتی مکان واقع لٹرنم میں اسکے انتقال کے ۲۵۰ سال بعد بھی موجود تھا۔ یہ غسل خانہ بالکل تاریک اور تنگ تھا۔ اسلئے سی نیکا اس زمانہ کی سادہ روش کی تعریف کرتا ہے اور ناظرین کو یاد دلاتا ہے کہ سی پیو کے زمانہ میں روز نہانے کا رواج نہ تھا۔ البتہ ہاتھ اور پاؤں ہر روز دھوئے جاتے اور آٹھویں روز پورا غسل ہوتا۔ یہ قدیم روما تھے، جو زمانۂ جنگ اور امن دونوں میں سخت مشقت کے عادی تھے اور ہمت مردانہ رکھتے تھے۔ عام حماموں کی ابتدا بھی ہو چکی تھی جنکو عہد مابعد میں فروغ ہوا[۳] ہنی بال کی جنگ

---

[۱] پلینی تاریخ ۷، ۲۱۱۔

[۲] سی نیکا مراسلات ۸۶، ۱-۱۳ میں یہ دلچسپ فقرہ دیکھو۔

[۳] سسرو De Orat دوم ۲۲۳ پر ولکنس کا حاشیہ۔

کے ضمن میں کے پوا میں ایک نفیس حمام کا ذکر آیا ہے روما میں جب حماموں کا رواج ہوا تو وہ بہت معمولی قسم کے تھے یعنی دو کمرے ہوتے ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے جن کے بیچ میں دیوار ہوتی اور پانی گرم کرنے کا سامان ایک ہی ہوتا۔ ان حماموں کے اجارہ دار ہوتے جو خفیف سی اجرت لیتے۔ اس طور پر یونانی تمدن کی یہ اختراع روما میں داخل ہوئی اور بال نیم[1] (حمام) نے پرانے غسل خانہ Lavatrina کی جگہ لیلی پرسیس کی جنگ کے بعد پخت و پیز میں ایک اہم تغیر ہوا یعنی پہلے روٹیاں عورتیں[2] پکاتی تھیں۔ اب یہ کام نانبائیوں سے متعلق ہوگیا۔ بڑے گھرانوں میں ممکن ہے کہ باہنر غلام اس کام کو کرتے ہوں مگر عوام کو نان بائیوں سے خریدنے میں سہولت ہوگی ایک مشکوک تحریر میں[3] مندرج ہے کہ اس زمانہ میں عوام میں شراب خواری کا بہت رواج ہوگیا تھا اور اکثر لوگ عام جلسوں میں مخمور آیا کرتے تھے جسکی وجہ سے قانون فانیا ۱۶۱ ق م میں نافذ کیا گیا یعنی دولت مندوں کی دعوتوں کے اسراف کو اس وجہ سے روکا گیا کہ اسکا اثر عوام پر اچھا نہ تھا۔ اسکا اثر ضرور خراب تھا۔ مگر سیر خوری اور شراب خواری کے عیوب روما کے دولت مندوں میں ہمیشہ کے لئے پیدا ہوگئے تھے۔ اس خیال کو تقویت امور ذیل سے ہوتی ہے۔ اے نیس کی متفرق تصانیف میں ایک منظوم رسالہ "فن خوش خوراکی" پر ہے اور اسکے اور اسکے ہم عصروں کی تصانیف میں گٹھیا کے مرض کا ذکر اکثر آتا ہے ؎

(۳۷۳) اب ہم ادبیات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کن کیس ایلی مین ٹس اور ادبیار فے بیس پکٹور نے یونانی زبان میں تاریخ لکھنے کی طرح ڈالی تھی اور یہ طریقہ اب بھی جاری تھا۔ کا ایس اے کی لیس جس نے ۱۵۵ ق م میں تین فلسفیوں

---

[1] بال نیم عام حمام تھے بالینا خانگی۔ انکے فرق کے متعلق دیکھو وارو زبان لاطینی نہم ۶۸ ؎

[2] پلینی تاریخ ۱۸، ۱۰۷، ۱۰۸ ؎

[3] میکروبس Sat سوم ۱۷، ۱۴ نے نقل کیا ہے ؎

کی سفارت کی ترجمانی کی تھی، روما کی ایک تاریخ زمانۂ قدیم سے لکھی تھی جس کا لاطینی میں بھی ترجمہ ہوا دوسرے مورخوں میں صرف پوسٹومیس البی نس دکانسل ۱۵۱ ء کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس نے حماقت سے اپنی کتاب میں لکھدیا تھا کہ اگر یونانی میں لکھنے میں اس نے کوئی غلطی کی ہو تو اس سے چشم پوشی کی جائے جس پر کیٹو نے طنزاً کہا کہ تمھیں یونانی میں لکھنے پر کسی نے مجبور نہیں کیا۔ لیکن تاریخ نویسی کے لئے کیٹو نے لاطینی زبان سے کام لینا شروع کردیا تھا اسی وجہ سے اسے لاطینی نثر کا باپ" کہتے تھے۔ اسکی کتاب Origines (تقدمات) شہر روما کے قیام اور ابتدائی تاریخ پر تھی۔ مگر اس کی نظر روما تک محدود نہ تھی کیوں کہ اسکے آباواجداد ٹسکولم کے تھے۔ یہ شہر عرصہ سے ایک بلدیہ کی حیثیت سے روما سے ملحق تھا مگر غالباً اس شہر کے باشندوں کو یہ احساس تھا کہ اسکی بھی ایک تاریخ ہے۔ اسلئے اس نے اپنی تصنیف میں اطالیہ کی دوسری قوموں کی ابتدائی حالت کا ذکر کیا تھا۔ اس کی کتاب قدیم روایتوں کا ایک نادر ذخیرہ ہوگی مگر اسکے صرف چند منتشر ٹکڑے[1] باقی ہیں اور وہ بھی راست اس سے منقول نہیں ہیں۔ آخری حصوں میں اسکی تاریخ روما سے مخصوص تھی اور ۱۴۹ء تک فلیقی اور دوسری لڑائیوں کا اس میں ذکر ہے۔ مگر اس میں جانبداری کا مادہ بہت تھا جسکی وجہ سے اس نے آخری زمانہ کی لڑائیوں میں اکثر سپہ سالاروں کا نام ترک کردیا ہے یا یہ گویا روما کے امرا کی شہرت پسندی اور ان کے خاندانی نوشتوں کی فرضی حکایات پر ایک قسم کا اعتراض تھا اس تاریخ اور زراعت کے رسالہ کے علاوہ اپنے بیٹے کو نصیحت کی شکل میں ایک رسالہ لکھا ہے اور مقدمہ کا ایک مجموعہ بھی اسکا ہے کیٹو کی طرح لیسیس ہے می نا اورل۔ کیا لپرینس پسو فروگی نے بھی لاطینی میں تاریخیں لکھیں پسو رومی وقائع نگاروں میں بہت معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ اس عہد میں فن قانون نے بہت ترقی کی اور ممتاز مقننوں[2] میں بعض قابل ذکر لوگ تھے۔ مثلاً اے لکسی جانی لسٹس

---

[1] جارڈن کے کیٹو میں سب جمع کئے گئے ہیں۔

[2] ان لوگوں کے متعلق دیکھو ادبی جیس ٹی مین کے ڈائی جیسٹ کا دیباچہ۔ باب ہفتم۔

مسمی بہ کیٹس (فربس)، جونیس بروٹس، مینی لیس پ۔ میوکیس اسکے دولا وغیرہ جن میں سے اکثر مابعد میں بھی زندہ تھے۔ کیٹو کو مقننوں میں شمار کرنیکے متعلق شک ہے۔ البتہ وہ معمولی قوانین سے ضرور واقف تھا۔ اپنے زمانیکا زبردست مقرروں میں اسکا شمار تھا۔ اسکی زبان گویا ہمیشہ چلتی ہی رہتی تھی کیوں کہ عدالتوں اور سیاسی مجالس میں وہ برابر تقریر کرتا رہتا۔ اس کی تقریروں میں سے ۱۵۰ سے زیادہ باقی تھیں جنھیں صدہا سال تک لوگ شوق سے پڑھتے رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسکے دشمنوں نے اس پر ۴۴ مرتبہ مقدمہ چلایا مگر ہر مرتبہ وہ مقدمہ جیت گیا۔ اسکے معاصر مقرر کی حیثیت سے اس کی قدر کرتے تھے اور اس کی تقریروں کے چند ٹکڑے جو باقی رہگئے ہیں ان سے اسکے کمال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ لوگ اسکی سرخ بالوں بھوری آنکھوں اور بلند آواز سے خوب واقف تھے اور روایات میں یہ امور صراحت سے مذکور ہیں۔ کیٹو کے کمال سے دوسرے مقرر کس مپرسی میں پڑ گئے ہیں جن کی تعداد کوئی کم نہ تھی۔ فن تقریر میں یہ عہد، عہد آیندہ کا پیش خیمہ تھا۔ گراکی سے سسروتک جو زمانہ گزرا ہے اس میں روما میں فن تقریر کو بہت فروغ ہوا۔ کیوں کہ جمہوریہ کے آخر تک تقریر کی آزادی برقرار رہی۔ روما کے مقرروں کی تصانیف کے ضایع ہوجانے سے اُسکے ادبیات کے ایک خاص صنف کے نمونے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ہیں، اسلیے روما کے ادبیات کی عظمت کا اندازہ پوری طور سے نہیں ہوسکتا ہے۔ کارنی لیس گیتھی گس (متوفی ۹۶ لہ)، کے متعلق ہم بھی صرف یہی جانتے ہیں کہ اسے بنس نے اسے "مضر ترغیب دہی" کا خطاب دیا تھا۔ سی پیو افریکانس، گراکس (متوفی ۱۶۹ لہ)، ایمی لیس پالس، سلپی کیس گالس وغیرہ نے بھی فن تقریر میں شہرت حاصل کی تھی مگر ان لوگوں کی شہرت کے دوسرے اسباب بھی تھے۔ اس عہد کے نصف آخر میں بھی یہی حالت تھی، جو شخص کہ روما کے سیاسیات میں پوری طور سے دخل دینا چاہتا تھا اسکے لئے لازم تھا کہ فن تقریر میں کمال پیدا کرے اس ضمن میں سی پیو افریکانس اور اسکے دوست لائی لیس وغیرہ

میٹی لس مقدونی کے علاوہ گالیا دوسی ٹانبوں کا قاتل ہو غیرہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ ان مقرروں میں سے بعض کی تقریروں کے منتشر ٹکڑے[1] بعض کتابوں میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شہرت بے جا نہ تھی۔

زبان

(۴۷) یونانیت کا اثر اس عہد میں بہت زیادہ تھا مگر کیٹو کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جنھیں اس کا حد سے بڑھنا ناگوار تھا اور اسکی ترویج کے روکنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ اس کی ایک صورت یہ تھی کہ لاطینی زبان کی طرف خاص توجہ تھی، اس زبان کے اکثر الفاظ کے کثیر مجموعہ میں اضافہ اور اسکی نحو میں اصلاح ہو رہی تھی تاکہ خیالات کے ادا کرنے میں آسانی ہو مساعی مذکورسے لاطینی کی ادبی حیثیت بہت کچھ ترقی کر گئی ہے۔ اسی عہد کے اوائل میں روما کے ایک معلم اسپوریس کا روی لیس[2] نے لاطینی ابجد میں کچھ ترمیم کی اور G کے علاوہ G کا بھی اضافہ کیا۔ ٹی ٹی نیس کے ناٹکوں کے متعلق ہماری معلومات بالکل محدود ہیں اس شخص نے جو ناٹک لکھے اس میں ناٹک کے افراد کے نام اور سین بھی اطالیہ کے تھے۔ یہ ناٹک togatae یعنی ٹوگا پوش کہے جاتے تھے اور دوسرے ناٹک جو یونانی تمدن سے متعلق تھے palliatae (چغہ پوش) کہے جاتے۔ ناری دیس نے سب سے پہلے قومی ناٹک لکھے جن کے خاکے رومی تاریخ سے لئے گئے تھے۔ اس قسم کے ناٹک م۔ پاکودیس (۲۲۰ ق م تا ۱۳۲ ق م) اور ل اکیس نے بھی لکھے جو ۱۷۰ء میں پیدا ہوا اور عہد مابعد میں بھی بقید حیات تھا۔ مگر اسکے اکثر ناٹک یونانی ناٹکوں سے ماخوذ ہیں اور روما میں قومی ناٹک کو حقیقی طور پر کبھی فروغ نہ ہوا مگر اب ان منتشر واقعات کو چھوڑ کر ہم ادبیات کے ایک ایسے صنف کی طرف متوجہ ہوں گے جسے رومی بالکلیہ اپنا کہتے تھے۔

---

[1] وروزورتھ: قدیم لاطینی کے نمونے اور قطعات۔

[2] کاروی لیس کا آزاد شدہ غلام، جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ پہلا رومی تھا جس نے اپنی عورت کو بانجھ ہونے کی وجہ سے طلاق دی۔

لیوکی لیس

(۶۷۵) لیوکی لیس[1] کی ادبی زندگی عہد آیندہ میں گزری مگر اپنے فن میں
کمال اس نے اسی عہد میں حاصل کیا۔ یہ شخص ایک دولت مند گھرانے میں
سنوئی سا آرنکا کی لاطینی نوآبادی میں پیدا ہوا جو لاطیم اور کیمپے نیا کی سرحد
پر ہے۔ وہ خود لاطینی[2] تھا یا نہیں اسکے متعلق تیقن نہیں مگر اسکا بھائی یا میں
کی ماں لیوکی لیا کا باپ نہ صرف شہری تھا بلکہ سنیٹ کا رکن بھی تھا۔ اسکی
پیدائش کی تاریخ بھی ٹھیک معلوم نہیں مگر بالعموم قیاس[3] کیا جاتا ہے کہ وہ سنہ ۱۸۰
میں پیدا ہوا۔ اسی پہیا فریکانس (ولادت سنہ ۱۸۵[4]) جب اپنے تبنی باپ کی
جائداد کا مالک ہوا تو اسکی ملک میں بعض ایسے علاقے آئے جو سوئی سا اور
لیوکی لیس کے علاقہ سے دور نہ تھے۔ بہرکیف دونوں میں دوستانہ تعلقات
پیدا ہوگئے مگر یہ بزرگی اور خردی کے تعلقات تھے نہ کہ مربی اور متوسل کے۔
سنہ ۱۳۴ میں جب ایمی لیانس نیومان شیا کی بغاوت فرو کرنے کے لیے روانہ
کیا گیا تو اپنے ساتھ وہ بھرتی شدہ لشکریوں کو نہیں لے گیا بلکہ رضا کاروں[5] کو لے گیا۔
ان میں سے بعض تو ممالک غیر کے حلیف بادشاہوں اور سلطنتوں نے بھیجے
تھے اور بعض اسکے رومی دوست اور متوسل تھے دوستوں کی اس نے ایک
محافظ فوج بنالی تھی اور سواروں کی اس منتخب سپاہ میں لیوکی لیس بھی شامل
تھا۔ لیوکی لیس کے باقی ماندہ حصوں میں فوج اور اصطبل کے محاورات اکثر

---

[1] مارکس نے لیوکی لیس کے باقی ماندہ حصوں کی جو تمہید لکھی ہے اُس کے علم اور رطباعی کی یادگار رہیگی۔ میں نے تاریخیں اور اکثر تفصیلی امور سے نقل کرلئے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض امور کے تسلیم کرنے میں عجلت کی گئی ہو مگر اس ہجوگوئی زندگی کے واقعات نہایت خوبی سے دریافت کئے گئے ہیں ؎

[2] مارکس کا یہ خیال ہے مگر اسکی وجوہ مقامی نہیں۔ میلرس کے حاشیہ اسے بیان کرتا ہے۔ مگر میلرس روما کا شہری تھا دیکھو تمہید ۱۸، ۱۹، ۲۵ ؎

[3] جیروم نے سنہ ۱۴۸ میں بیان کیا ہے مگر یہ غلط ثابت ہوچکا ہے۔ منرو نے رسالہ لسانیات ہشتم ۲۱۲، ۳۰۵ متن کی صحت کرکے سنہ ۱۶۸ کو ترجیح دی ہے ؎

[4] اے پین ہسپانیہ ۸۴ ؎ [5] وے لنیس دوم ۹، ۳ ؎

آتے ہیں۔ سی پیو کے یہ رفیق اکثر دولت مند تھے کیوں کہ سینیٹ نے
خزانۂ سلطنت سے نقد روپیہ نہیں دیا تھا اور سی پیو نے اپنے اور اپنے دوستوں کے
ذرائع کے بھروسے پر جنگ کا بیڑا اٹھایا تھا پندرہ ماہ کے طولانی محاصرہ کے
دوران میں دولت مند رضاکاروں کو اکثر اپنے سردار سے میل جول پیدا کرنے کا
موقع ملتا ہوگا اور لیوکلس اور اسکے درمیان بالخصوص گہرے تعلقات
پیدا ہو گئے نیومان تیا کے سقوط کے بعد وہ ٹائیبرس گراکس کے زوال
زمانہ میں روما پہونچے سی پیو اس اصلاح پسند کے اصول کو پسند نہ کرتا تھا
اس لئے شہر کے عوام اس سے ناراض بھی ہو گئے۔ مگر بلا شک وشبہ وہ
روما کا سربرآوردہ شہری تھا اور اسکے دوستوں کے حلقہ پر روما کی کوئی اور
جماعت فوقیت نہ لیجا سکتی تھی لیوکی لیس اس حلقہ کا باضابطہ رکن تھا اور شان وشوکت
کے ساتھ اس مکان میں رہتا تھا جو سلطنت کے صرفہ سے انٹیوکس چہارم
کے لئے بنا تھا جب کہ وہ بطور کفیل روما میں مقیم تھا اس نے شادی نہ کی اور
عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا مناکحت کی رسم کو وہ قابل نفرت خیال کرتا تھا۔
اس خیال کی تصدیق خود سی پیو کی حالت[1] سے ہوتی تھی جسکی شادی ایک بدصورت
عورت سے ہوئی تھی جس سے وہ خوش نہ تھا۔ سی پیو نے ۱۲۹؁ میں انتقال
کیا مگر لیوکی لیس ۱۰۵؁ تک روما میں رہا اور بالآخر علالت کی وجہ سے نیاپولس
چلا گیا۔ وہیں اس نے ۱۰۲؁ تا ۱۰۱؁ میں انتقال کیا اور اس کے تجہیز وتکفین کی
رسم سرکاری طور سے اعزاز انجام دی گئی اس کی زندگی کے اکثر واقعات سے اس زمانہ
کے تمدن پر روشنی پڑتی ہے اسلئے انکو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے کسی
عذر کی ضرورت نہیں ہے

ہجوگوئی

(۶۷۶) لوکی لیس ہسپانیہ سے ۱۲۲؁ میں واپس آیا اسکی عمر اسوقت خواہ کچھ
ہی ہو مگر لکھنے کا شوق[2] اسی زمانہ میں پیدا ہوا۔ مضامین کے انتخاب کے لئے اسے

---

[1] پلوٹارک اسی پیو خرد ۱۵، ۲۰۰ ع
[2] اے پین خانہ جنگی یکم ۲۰ ع
[3] مارکس اسکی ادبی سرگرمی کو ۱۳۲؁ اور ۱۲۰؁ کے درمیان بیان کرتا ہے ع

بہت موقع تھا یعنی فوجی مستقر کی افواہ اور گپ سے وہ مختلف مضامین نکال سکتا تھا - یہ وہی افواہ تھیں جن سے جگرتھا[1] کا دماغ پھر گیا - لیوکی لیس کو صدق دل اپنے وطن سے محبت تھی اسلئے روما میں جو شرمناک واقعات سرکاری یا خانگی آئے دن ہوا کرتے تھے ان سے اسے سخت اشتعال ہوتا ہوگا - اور پاک باز سی پیو کا مداح نہونے کی وجہ سے یہ واقعات اسے اور بھی شاق گزرتے ہوں گے - زمانہ مابعد کے مصنفوں کے اوقال اور خود اسکی باقی ماندہ تصنیفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ذخیرے میں زیادہ تر مدحیہ یا ہجو یہ نظمیں تھیں - چونکہ ہجو کا حصہ غالب تھا اسلئے یہ فکر ہوگی کہ شخصیات پر حملے کس طرح کئے جائیں - اگر وہ کسی کا نام نہ لیتا تو ممکن ہے کہ نظم پسند تو کیجاتی مگر اس کا اصل مقصد فوت ہوجاتا مگر شخصیات میں دخل دینے سے قانون ازالہ حیثیت عرفی کا فوت رہنا کیوں کہ تحریریں بھی اس قانون کی زد میں آسکتی تھیں اور ان کی بنا پر مقدمہ چل سکتا تھا روما کے موجودہ نظام عدالتی میں انصاف کا دارومدار جوریوں کے رجحان پر تھا کسی ناٹک میں کسی شخص کا نام لیکر حملہ کرنا بہت برا خیال کیا جاتا تھا - مگر مگر سوال یہہ تھا کہ حملہ سے کیا مراد تھی[2] - بیان کیا گیا ہے کہ خود لیوکی لیس پر اس قسم کا حملہ ہوا، اس نے حملہ آور پر نالش کردی مگر حاکم عدالت نے اسے بری کردیا - برخلاف اس کے جب اے کیس نے کسی پر اس قبیل کا مقدمہ دائر کیا تو وہ جیت گیا - اسلئے مناسب یہ تھا کہ کوئی اب طرز تحریر نکالا جائے جس میں مقدموں میں پھنسنے کا اندیشہ نہوا - روما میں متفرق تحریروں کو خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں مثلاً اے نیس کے متفرقات، کو (Saturae) کہا جاتا تھا - لیوکی لیس نے بھی کسی نہ کسی وجہ سے اس آسان اور غیر معین طرز

---

[1] دیکھو وہ فقرہ ۸۰۴ کتاب ہذا مترجم۔

[2] ان جھگڑوں سے ہم بالتفصیل واقف نہیں ہیں - مگر ان کا (Rhet ad Herem) میں بطور تمثیل ذکر آیا ہے - مارکس کا خیال ہے کہ لیوکی لیس اس وجہ سے مقدمہ ہار گیا کہ وہ خود اس قسم کے حملے کرتا تھا - مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں -

تحریر کو اختیار کیا اور نظم ہی میں لکھتا رہا۔ ممکن ہے کہ اس نے اپنی نظموں کو Saturae کہا ہو مگر یہ نام موجودہ حصوں میں نہیں ہے بلکہ وہ اس کو مواعظ Sermones کہتا ہے اور ہوریس نے بھی اس امر میں اس کی متابعت کی ہے۔ نظموں کا خاکہ مختلف ہوتا تھا، کہیں تذکرے ہوتے، کہیں مکالمے، یا نکتہ چینی یا فرضی سین اور ان سب کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے اخلاق اور آداب پر نکتہ چینی کرتا۔[1]

لیوکی لیس کی نکتہ چینی

(۶۷۷) کسی نے خوب کہا ہے کہ "رومی اپنے جذبات کی شدت کی وجہ سے ایک رخ ہوتے یعنی کوئی نہ کوئی پہلو دوسروں پر بالکل غالب آجاتا جس کی وجہ سے ہجو گویوں کو تمسخر کا موقع ملتا۔" اپنے معاصروں کی کمزوریوں اور حماقتوں کی وجہ سے لیوکی لیس کو اپنے انھیں بنانے کا بہت موقع تھا۔ مثلاً بھونڈے طریقہ پر یونانیوں کی بیجا تقلید ہو رہی تھی یا حرص وہوا اور اسراف کا مادہ لوگوں میں بہت بڑھگیا تھا وہ محب وطن تھا اسلیئے چاہتا تھا کہ رومی دراصل رومی ہوں مگر اس میں تنگ نظری نہ تھی اور تعلیم اور وسعتِ مشاغل کا حامی تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ رومی اپنے بزرگوں کے وقار اور محاسن کا لحاظ رکھیں اور انکی پیروی کریں ضعیف الاعتقادی توہم پرستی، فریب دہی، ریاکاری، خالی خولی مباحث کو وہ مخرب اخلاق اور رومیوں کی شان کے خلاف خیال کرتا ہے۔ لاطینی زبان بھی بگڑ رہی تھی اس لیئے اسکی اصلاح کی غرض سے اس نے رسم الخط اور صرف کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ مگر اخلاق اور سیاسیات سے درحقیقت اسے زیادہ لگاؤ تھا۔ بدکار اور پرخور لوگوں پر اس نے سخت حملے کیئے ہیں اور سیاسی زندگی کی بے ایمانیوں کا خوب بھانڈا پھوڑا ہے۔ جن لوگوں پر اس نے حملے کیئے ہیں ان کا نام لیکر ان کو ہجو کی ہے۔[2] تعجب ہوتا ہے کہ وہ قانون کے شکنجے میں کیوں نہ آیا ممکن ہے کہ سی پیو کے زبردست

[1] سیلار۔ عہد جمہوری کے رومی شعرا باب ششم۔
[2] مارکس کا خیال ہے کہ جیسے جیسے اسکی عمر بڑھتی گئی اسکی ہجو گوئی میں نرمی آتی گئی۔

اثر سے وہ بچ جاتا ہو" "حلقہ سی پیو" میں متعدد وکیل ایسے تھے جو اپنے دوستوں کی جواب دہی پر آمادہ رہتے ہوں گے۔ مگر مقدمہ بازی کی نوبت بہت کم آئی ہے غالباً وہ صرف ایسے ہی اشخاص پر نام لیکر حملہ کرتا ہو جو درحقیقت قابل ملامت ہوں۔ یہ لوگ اسکے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کرسکتے تھے کیونکہ ممکن تھا کہ الزامات کی تائید میں وہ شہادت پیش کرسکتا۔ اسکے علاوہ رومی عدالتوں کا رجحان یہ تھا کہ مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کریں۔ ہوریس کا خیال تھا کہ لیو کی لیس کے شخصی حملوں میں اتھینز کی برائی کومیڈی کی نقل کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال ایک حد تک صحیح ہو مگر اسکا تصفیہ کرنا دشوار ہے۔ سیاسی جذبات کو دونوں پر اثر تھا، اسی قدر مماثلت کافی ہے لو

(۶۷۸) لیو کی لیس کے ادبی خصائص سے ہمیں سروکار نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشعار بہت تیز لکھتا تھا اور ان کے ادبی اسقام کی مطلق پروا نہ کرتا جس پر ہوریس نے اسے انگشت نما بنایا ہے۔ غالباً یہ جوانی کا قصور ہے اور بے ساختگی بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوانی کا کلام ہے جذبات کی شدت طرز تحریر میں خصوصیت یہ تھی کہ یونانی الفاظ لاطینی شعروں میں استعمال کرتا تھا مگر معلوم نہیں کہ یہ محض کاہلی کی وجہ سے تھا کہ جو لفظ پہلے ذہن میں آئے لکھدیا جائے خواہ وہ لاطینی ہے یا یونانی یا ممکن ہے کہ اس طور پر یونانی تمدن کے دلدادوں کو بتانا مقصود ہو۔ خود لیو کی لیس اس عہد کے افراد کا نمونہ تھا۔ عورتوں کے متعلق اسکے خیالات نہایت پست تھے اور ان کا وہ اظہار کرتا تھا۔ عامہ قوم کے متعلق اس کی یہ روش اسکے اس خیال سے ظاہر ہوتی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ علما یا جاہل میرا کلام پڑھیں بلکہ اوسط درجہ کے شہری جن میں جنوبی اطالیہ کی وہ قومیں بھی شامل تھیں جنھوں نے ایک حد تک یونانی تمدن اختیار کرلیا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ جانتا ہو کہ اسکا اثر وسیع ہو۔ بعض اوقات وہ کہتا ہے کہ تحسین ناشناس کے مقابلہ میں چند ذی فہم لوگوں کی تعریف بدرجہا بہتر ہے۔ سی پیو کی تعریف و توصیف میں تو اس نے قصیدے کے قصیدے لکھڈالے ہیں اور اسکے دشمن مثلاً

میئی لس مقدونی، لیٹولس موئیس (سینیٹ کا صدر) پ مبوکیس اسکے اولاد (سردار بخاری)، وغیرہ کی سخت مذمت کی ہے۔ ایک بدمعاش مسمی ہاسٹلی لیس ٹوبولس کی اس نے بری طرح سے خبر لی ہے معاصر مصنفوں مثلاً اے کی لیس کو بھی اُسنے نہ چھوڑا، بلکہ اے نیس کا بھی مذاق اڑایا ہے جس نے ۱۶۹ء میں انتقال کیا اور اب اسکا شمار بزرگوں میں تھا افسوس ہے کہ اسکی کوئی مکمل تصنیف پائی نہیں۔ زمانۂ مابعد کے مصنفوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تصنیفوں میں اس زمانہ کے گوناگوں تمدن اور اس کے محاسن اور قبایح کی پوری تصویر تھی۔ ہوریس، پرسیئس اور جووی نل نے اسی کی مثال کی تقلید کی اور اسکی متابعت میں ہجویں لکھیں مگر ان میں سے ہر ایک کا طرز تحریر جدا تھا رومی شاعروں میں سب سے زیادہ رومانیت لیوکی لیس میں تھی۔

خلاصہ

(۶۷۹) لیوکی لیس کے ذکر کے تحت میں ہم نے عہد آیندہ کی بھی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔ چونکہ دوسری فینیقی جنگ کے بعد عہد کے رومی معاملات کی بحث کو ختم کرنے کا وقت آگیا ہے۔ لہذا ہم اہم امور کا بالاختصار اعادہ کریں گے ہم اس عہد میں پہونچ گئے ہیں جب کہ شہر روما، سیاسی قوت اور اقتدار شاہی کا مرکز ہوگیا تھا مگر رومیوں کے قدیم خصایل زایل ہو رہے تھے۔ یونانی اثروں کے تحت میں امرا اپنے تخیل میں وسعت ہو رہی تھی مگر دولت کی حرص نے انھیں مفتوح قوموں کی اصلاح سے مجبور رکھا کیونکہ سلطنت ہی دولت پیدا کرنے کا ذریعہ تھی۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ مفلس قلاش اور بیکار تھے، انکی تعداد میں آزاد شدہ غلاموں کا اضافہ ہوتا جاتا تھا جن سے بالآخر شہری وہ دوغلی مخلوق پیدا ہونے والی تھی جو آگے چلکر فاقہ مست شورہ پشت اور سیاسی لحاظ سے بالکل نااہل ہوگئی۔ سرمایہ داروں کی جماعت کو سلطنت میں قوت حاصل ہوتی جاتی تھی۔ اس جماعت کو صرف اپنے منافع کا خیال تھا نہ انھیں موجودہ ذمہ داری کا احساس تھا اور نہ اس کے بزرگوں کے محاسن کی کوئی روایتیں تھیں۔ ان کی حرص اور ریالالی سے کسی محب وطن اصلاحوں

کوششوں میں تائید کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اصلاح کی ضرورت نہایت سخت تھی، زراعت کے انحطاط سے اطالیہ کے وسیع قطعات اراضی ویران ہو رہے تھے اور افراد کی جگہ غلاموں نے لے لی تھی۔ اطالوی حلیفوں کی حیثیت روز بروز ابتر بلکہ نا قابل برداشت ہوتی جاتی تھی حالانکہ فوجی ضروریات کے لحاظ سے بمقابلہ سابق اُنکی وفادارانہ امداد کا زیادہ محتاج تھا۔ مرکزی حکومت سینیٹ یعنی امیروں کے ہاتھوں میں تھی لیکن قانون میں اعلیٰ ترین اقتدار مجلس عامہ کا تھا جو انبوہ شہر پر مشتمل تھی۔ یہ انبوہ حکومت نہ کر سکتی تھی مگر اسے خوش رکھنا ضروری تھا، اس کو حق رائے دہی حاصل تھا جس سے کام لیکر وہ رشوت زبردستی لے سکتے تھے۔ مگر رشوت دینے میں خرچ بہت پڑتا اسلئے شہریوں کو تماشے دکھانے یا رشوت دینے کے لئے حکمراں جماعت کے افراد پر لازم آتا کہ رعایا کو لائیں۔ شہریت سے اب یہ غایت تھی کہ حقوق و مراعات حاصل ہوں نہ یہ کہ فرائض ادا کئے جائیں۔ اسلئے اس میں دوسروں کو شریک کرنا یعنی حق شہریت کو وسعت دیکر اس میں حلیفوں کو شریک کرنا عملاً ناممکن تھا۔ بالمختصر یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اصلاح کی تحریک کس گوشہ سے اٹھیگی اور کیا رخ اختیار کریگی۔ اگر کوئی رہنما پیدا ہوتا تو اس کا پہلا فرض ہوتا کہ کسی ایسی قوت کو وجود میں لاتا جس سے اسے تائید کی امید ہوتی یعنی اہل روما کو پھر زندہ کر سکتا مگر اب یہ ناممکن تھا۔ امیروں میں سے بعض اگر اصلاح نہیں تو شخصی یا جماعتی حسد کی وجہ سے اسکے شریک ہو جاتے۔ لیکن طبقۂ امرا کے ان سویدوں کو ناراض کرنے کے اپر عوام کے فائدہ کے لئے کوئی اصلاح کرنا مشکل تھا خصوصاً اگر اسکا تعلق پیچیدہ مسئلہ زرعی سے ہوتا۔ مجلس عامہ سے تائید کی امید رکھنا، ایک ٹوٹی ہوئی لکڑی پر ٹیکنے کے مساوی تھا۔ روما میں کوئی زبردست حرفتی جماعت نہ تھی جس سے عوام کی کسی تحریک کو تقویت ہوتی۔ اگر اس کی کوئی جماعت اگر ہوتی بھی تو اُسکی رائے کا اظہار کا کوئی موثر ذریعہ نہ تھا کیونکہ ہر ووٹ کی ایک ہی قسمت کے اصول سے مجالس نا آشنا تھیں۔ اب صرف جسمانی قوت باقی رہی جس سے سیاسی اغراض کے حاصل کرنے کے لئے کام لیا جا سکتا ہے۔ اور فی الحقیقت حالت بھی یہی ہو گئی تھی کہ جب تک تلوار سے کام نہ لیا جائے،

نہ توکسی قسم کی مراعات پر حملہ ہو سکتا تھا اور نہ مصالحت ہو سکتی تھی۔ مگر فوجی انقلاب
کے معنے یہ تھے کہ حکومت شاہی وجود میں آئے۔ صورت حال ایسی تھی کہ معاصرین
فی الواقع اسے کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ لیکن ذی فہم لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بحالتِ موجودہ
اصلاح کی کوششوں سے کس قسم کے خطرات پیدا ہوں گے سی پیو' ایمی لیاس
کا دوست گائیس لائی لیس ثانی ایک قابل اور تعلیم یافتہ شخص تھا۔ قوت فیصلہ اور
علم کی وجہ سے لوگ اسے عقلمند[1] کہتے تھے اور فی الحقیقت مہربان، محب وطن
اور ہر دل عزیز تھا اطالیہ کی آبادی کی کمی سے اسے تشویش ہوئی اور سنہ ۱۵۱
میں ٹری بیون ہو کر اس نے کوشش کی کہ لوگوں کو دیہات میں آباد ہونے
میں مائل کرے۔ معلوم نہیں اسکی زرعی تجویز کس حد تک بارور ہوئی ممکن ہے
کہ ذی اثر لوگوں نے سنیٹ میں اس تجویز کی مخالفت کی ہو اور غلبہ آرا
اپنے خلاف دیکھکر اس زیرک ٹری بیون نے اصلاحی تجویز واپس لیلی۔
ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ کامیابی کی صورت بھی ہو سکتی ہے
کہ مجلس عامہ کو سنیٹ کے مقابلہ پر آمادہ کیا جائے مگر اس سے موجودہ
دقتیں رفع نہ ہوئیں بلکہ دوسری دقتیں شروع ہو جائیں اور بالآخر جبر سے کام لینا پڑتا۔
اسلئے وہ دست کش ہوا اور معاملات یوں ہی رہے۔ اس سے امرا کی دونوں جماعتوں
یعنی بہترین آدمیوں اور عوام پسندوں، کو خوشی ہوئی ہوگی کیونکہ فی الوقت جو حملہ انکے
مراعات پر ہونے والا تھا، رہ گیا اور تمام امور حسب سابق رہے۔ مگر تاریخ میں کوئی چیز
اپنے حال پر نہیں رہتی۔ جو چیز بہتر نہ ہو سکے وہ بدتر ہو جاتی ہے۔ لائی لیس کو رد کرنا
درحقیقت آنے والے طوفان کا شگون تھا۔ مگر اب بھی امرا اور عوام دونوں طبقوں
میں قابل اطمینان عناصر موجود تھے اور قدیم دستور کی قوت بھی ابھی خاصی تھی گو اس کے
کل پرزے بہت پرانے ہو گئے تھے اور اسکے مختلف حصوں میں توازن باقی نہ تھا قطعی تباہی
کے لئے ابھی ایک سو سال کی خانہ جنگی اور خونریزی کی ضرورت تھی۔

[1] پلوٹارک ٹائیبیریس گراکس۔ لوگوں نے اس کی عقلمندی کی اس مثال کا مذاق اڑایا جسکی
وجہ سے یہ روایت مشہور ہوئی کہ عقلمند کا لقب اسے اس تحریک کے واپس
لے لینے سے ملا تھا؎

صحت نامہ تاریخ جمہوری روما جلد ۲ حصہ ۵

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۰	حاشیہ	ابی فوریت	ابی قوریت	۹۵	۱۸	وقت	وقت پہ
۳۲	حاشیہ نمبر ا	Fruicitia	Amicitia	۹۸	۸	چمک	جھپک
۳۳	۲۱	معلوم ہوگا	معلوم ہوا	۱۰۰	۱۴	ہاتھوں	ہاتھیوں
۳۴	۱۸	وہ قلعوں	دو قلعوں	۱۰۱	۱۳	کانسل	کانسل کا
۳۸	۱۲	جوالیشیا	بوائے شیا	۱۱۳	۲۳	خرد برد	خورد برد
؍؍	۱۵	ایک روز	ایک روز قبل	۱۱۴	۱	؍؍	؍؍
۴۴	۹	روڈز کے	روڈز نے	۱۲۰	۱۹	واقف	خوب واقف
؍؍	۲۱	بھی	یہی	۱۲۱	۲۲	کر اسکتا تھا	کوئی کر اسکتا تھا
۴۵	۸	بجھی	بجھی	۱۲۵	۲	فرائض منصوبہ	فرائض مفوضہ
۴۷	۲۴	سی	اسی	۱۳۰	۱	واقف	وہ واقف
۵۳	حاشیہ	اسپٹارٹا	اسپارٹا	۱۳۵	۱	وعدہ	وعدہ کیا
؍؍	۱۸	کو	کے	۱۵۲	۱۶	مذبذب	تذبذب
۷۰	۳	ہوجائیں	ہو جاتیں	۱۵۵	۸	بیان	یہاں
۷۷	۱۹	یہ تجویز پیں لی	تجویز پیش کی	۱۶۳	۱۸	رعایت دی	رعایت کی
۸۳	۱۰	جرارت	جرارت	۱۶۴	۱۲ حاشیہ نمبر ا	Deronn	Deoram
۸۸	۲	سر	کو	۱۶۷	۹	اس سے	اس نے
۹۰	۲۲	درحصل حقیقت	درحقیقت	۱۶۸	۱۴ حاشیہ نمبر ا	Uitro	Ultro
۹۲	۳	بیلپس	پیلیس	۱۸۳	۱۲	غلط فہمی ہوی	غلط فہمی ہو
۹۳	۱۴	باقی ۸۶ مدہ	باقی ماندہ	۱۹۶	۲	گیگیورہا	لیگیوریا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۹۹	۱۲	کو	کے
۲۰۸	۲۲	پسند	ناپسند
"	۲۳	قانون	قانونی
۲۱۳	۱۴	کیا گیا ہوگا	کیا ہوگا
۲۱۸	۳	قرطاجنہ	قرطاجنہ اور
۲۲۲	۹	روم روم	روم
۲۳۹	۱۶	گر	مگر
۲۵۴	۱۲	فنیتفی	فنیقی
۲۵۴	۲۵	سخت	تحت
۲۶۷	۱۶	Populores	Populares
۲۶۹	۱۳	Civites	Civitef
۲۷۲	۳	گر	مگر
۲۸۰	۸ حاشیہ نمبر ۱	Staatsrechl	Staatsrecht
۲۸۳	۱۱	Gertus	Certus
۲۹۰	۲۲	خست حال	خستہ حال
۲۹۵	۹	Aeraru	Aeraru
۲۹۶	۷	وجود	وجوہ
۳۰۷	۲ حاشیہ نمبر ۱	Ingemui	Ingenui
۳۱۶	حاشیہ نمبر ۱	in Verrin	In Verrem
۳۱۷	۱۶	کی	لی
۳۲۰	۱۷	Marcatores	Mercatores
۳۲۳	۲۰	قانون	قانونی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۲۴	۲۱	سال	حال
"	"	بھی	یہی
"	۲۲	مصیبت	عصبیت
۳۲۹	۳	Families	Familias
"	۸	آدمی	رومی
۳۳۳	۱۲	Staatsredt	Staatsrecht
۳۳۴	۱۰	معابدوں	معاہدوں
۳۳۷	۱۹	اور جماعت	اور ہر جماعت
"	۲۳	مگر یہ پرستش	مگر اب یہ پرستش
۳۳۹	۳	ہوی ہیں	ہوئی تھیں
۳۴۰	۱۲	لا اوریت	لا ادریت
"	۲۴ حاشیہ نمبر ۱	چارڈن	جارڈن
۳۴۱	۱۲	جوان امرا	جوان مرا
"	۱۳	قرطانبہ	قرطاجنہ
۳۴۵	۲۲	قوانین	خواتین
۳۴۶	۱۰	Pecutium	Peculium
"	۳ حاشیہ نمبر ۱	Domnus	Dominus
۳۴۷	۱۷	غلام زیادہ	غلام بہت زیادہ
۳۴۸	۱۳	Latifnudia	Latifundia
۳۴۹	۸	Fugitiwe	Fugitivus
۳۵۳	۱	انکو کرایہ پر	اور انکو کرایہ پر
"	۱۳	بیع وشیری	بیع وشری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۵۶	۱۲	بارٹیراور	بارپڑا اور
۳۵۸	۵	مگردوران	مگرانکادوران
//	۸	Aistouratio	Instauratio

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۶۳	۵	Portiais	Porticus
۳۶۸	۱۳	Togatac	Togatae
//	۱۵	Palliatac	Palliatae